بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کما یلیق بجلالہ والصلوٰۃ والسلام علی مظہر کمالہ عبدہٖ
ورسولہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ المتحلین بخصالہ

چونکہ اس کتاب کے مقدمہ مین فقہ کی تعریف اور اسکے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت اور اسکی احتیاج اور ضرورت جو ہر مسلمان کو ابتداے پیدایش سے آخر وقت تک رہتی ہی نہایت دلچسپ تقریر اور بہت دلکش تحریر مین ہدیۂ ناظرین ہوگی اور اسکے متعلق دوسری مفید اور کارآمد بحثین نہایت عمدہ تفصیل سے پیش کیجاتینگی اسلیے اس مقام پر صرف بعد ظاہر کرنے ان امور کے جنکا التزام اس کتاب مین کیا گیا ہی اصل مقصود کیطرف توجہ کیجاتی ہے

اس کتاب مین جن امور کا لحاظ کیا گیا ہی

(۱) ہر شے کے متعلق جسقدر احکام ہین وہ سب ایک جگہ جمع کردیے جاوین تاکہ ہر شخص کو مسئلہ نکالنے مین آسانی ہو۔

(۲) ہر مسئلہ مین وہی قول لکھا جائیگا جسپر فتوی ہی مختلف اقوال اور روایات کا ذکر نہ کیا جائیگا تاکہ دیکھنے والے کے ذہن کو انتشار نہ ہو۔

(۳) وہ بہت سے مسائل جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف منسوب ہین حالانکہ انکے

نہین یا بعض کمزور مسائل کو مفتی بہ لکھدیا گیا ہی اسکی بھی تحقیق کیجائیگی۔

(۴) بعض مسائل کی بلحاظ ضرورت دلیل بھی بیان کیجائیگی۔

(۵) زمانہ کے بدلنے سے جو احکام بدل گئے ہین اور تجارت کے نئے اسباب مثل ریل تار ڈاک بنک ٹکٹ اسٹامپ۔ نوٹ وغیرہ کے احکام کا بھی بیان ہو۔

(۶) جب کوئی مسئلہ ایسا پیش آئے کہ جسکا حکم کتب فقہ مین نہین یا اختلاف سخت کی وجہ سے ایک دو شخص فیصلہ نہ کرسکین تو علماے عرب و عجم سے مشورہ کرکے محقق قول لکھدیا جائے گا۔

(۷) جن کتب معتبرہ سے مسائل نقل کیے جائینگے اُنکے نام بحوالہ صفحہ و سطر یا فصل و باب لکھدیے جائینگے کہ اگر کسی کو اصل کا دیکھنا منظور ہو تو اُسکو دقت نہو ہان جن مسائل مین اتفاق ہی یا مشہور ہین اُنکا حوالہ نہ دیا جائیگا۔

(۸) اُردو عام فہم ہوگی لغت اور اصطلاح کی بھرمار نہو گی تاکہ عام لوگ بھی سمجھ لین۔

مین خداوند تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرکے پوری پوری امید رکھتا ہون کہ میری اس کتاب سے عام اہل اسلام کو نفع ہوگا علم والون کو بھی اور بے علمونکو بھی عورتون کو بھی مردون کو بھی اسلیے کہ اسکی عبارت اسقدر آسان اور سادی ہی جسکا سمجھنا کسی جاہل کو بھی مشکل نہین ہی وہ معتبر نایاب کتابین جنسے اس کتاب مین کام لیا گیا ہی غالباً ہر شخص کو نہین ملسکتین خدا نے چاہا تو اس کتاب کے بعد مفتی بہ اور محقق مسئلہ دریافت کرنے کے لیے پھر فقہ کی کسی اور کتاب کی ضرورت نرہیگی۔

چونکہ فقہ مین عبادات اور عبادات مین نماز کا رتبہ سب سے زیادہ ہی اور وہ بغیر طہارت کے نہین ہوسکتی اور طہارت پانی پر موقوف ہی اسلیے پہلے پانی کے مسائل

لکھے جاتے ہین۔ اللہ تعالےٰ مدد فرمائے۔ آمین

پانی کے مسائل

مقدمہ۔ ہمین اُن اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کیے جائینگے جو پانی کے مسائل مین
بولے جاتے ہین پانی کو عربی زبان مین ماء کہتے ہین اور اُسکی دو قسمین ہین مطلق
مقید مطلق۔ وہ پانی جسکو محاورہ مین پانی کہتے ہین اور پانی کے لفظ سے بغیر کسی (۱)
خصوصیت کے جو عام لوگ سمجھتے ہین۔
پانی۔ لطیف شی ہی اگر گرد و غبار وغیرہ کی آمیزش اسمین نہو تو جس برتن مین رکھا
جاتا ہی اُسکی تمام اندرونی چیزین اسمین دکھلائی دیتی ہین۔ رقیق۔ اور پتلا ایسا ہی
جسکو کپڑے سے بخوبی نچوڑ سکتے ہین اور جسم و اعضا پر بہت آسانی سے بہا سکتے
ہین جاندار چیزون کی زندگی اور زمین سے اشیا کا اوگنا بڑھنا باقی رہنا اسپر
موقوف ہی بیرنگی اسکا رنگ ہی مزہ اسکا اُس سے پوچھیے جسنے گرمی کی شدت
اور پیاس کی حالت مین اسکو پیا ہو۔
مقید۔ وہ پانی جسکو محاورہ مین پانی نہین کہتے جیسے۔ گلاب۔ کیوڑہ۔ رس سرکہ (۲)
یا پانی کے ساتھ کوئی اور خصوصیت لگاتے ہین جیسے تربوز کا پانی۔ ناریل کا پانی

مطلق پانی کی پانچ قسمین ہین

طاہر مطہر غیر مکروہ۔ وہ پانی جو خود پاک ہو اور اُس سے وضو غسل وغیرہ (۳)
بغیر کراہت کے درست ہو۔
طاہر مطہر مکروہ۔ وہ پانی جو خود پاک ہی مگر طاہر مطہر غیر مکروہ کے ہوتے ہوئے
اُس سے وضو غسل وغیرہ مکروہ تنزیہی ہی۔ ہان اگر وہ نہو تو مکروہ نہین۔

(۵) طاہر غیر مطہر۔ وہ پانی جو خود پاک ہے مگر وضو یا غسل اُس سے جائز نہیں۔
(۶) مشکوک۔ وہ پانی جو خود پاک ہو مگر مطہر یا غیر مطہر ہونا اُسکا یقینی نہیں یعنی اگر اُس پانی سے وضو یا غسل کیا جائے تو اُسکو نہ جائز کہہ سکتے ہیں نہ ناجائز۔

ف۔ طاہر غیر مطہر اور مشکوک میں فرق یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس پانی طاہر غیر مطہر ہو تو اُسکو صرف تیمم کرنا چاہیے اسلیے کہ اس پانی سے وضو اور غسل کا ناجائز ہونا یقینی ہے اور اگر کسی کے پاس ماء مشکوک ہو تو اُسکو وضو و تیمم دونوں کرنا چاہیے اسلیے کہ ماء مشکوک سے وضو اور غسل کا جائز یا ناجائز ہونا یقینی نہیں۔

پانی کی یہ چاروں قسمیں ناپاک کو پاک کر دیتی ہیں۔ مذکورہ بالا فرق صرف وضو و غسل کے احکام میں ہے۔

(۷) نجس۔ وہ پانی جو خود ناپاک ہو اور وضو اور غسل اُس سے جائز نہیں ناپاک چیزیں اس سے پاک نہیں ہوتیں بلکہ پاک چیزوں کو ناپاک کر دیتا ہے۔ چونکہ اُسکی تین قسموں کا سمجھنا پانی کی دوسری قسموں کے معلوم کرلینے پر موقوف ہے اسواسطے پہلے وہ دوسری قسمیں لکھی جاتی ہیں۔

پانی کی دوسری قسمیں

(۸) جاری۔ وہ پانی جو بہتا ہوا ہو جسکو عام طور پر محاورہ میں بہتا پانی کہتے ہیں۔
(۹) راکد۔ وہ پانی جو ایک جگہ ٹھہرا ہو بہتا ہوا نہو اسکی دو قسمیں ہیں۔ کثیر۔ قلیل
(۱۰) کثیر[عـه] اِس قدر پانی کہ جسکی ایک طرف نجاست گرے تو دوسری طرف اسکا

عـه علما نے کثیر کی کئی تعریفیں لکھی ہیں لیکن امام اعظم اور اُنکے صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے (شامی جلد ا بحر الرائق جلد ا عنایہ) اور آجکل جو مشہور ہے کہ جو پانی دہ در دہ یعنی طول و عرض میں دس گز مربع ہو وہ کثیر ہے اس سے کم ہو تو قلیل یہ قول متاخرین کا ہے اصل مذہب میں اسکا کچھ پتہ نہیں نہ حدیث سے اسکی سند ہے ۱۲

کچھ اثر نہ ہو نجاست کا رنگ بو مزہ پانی کے اور طرفوں میں معلوم نہ ہو۔

قلیل ۔ وہ پانی جو تغیر نہو یعنی اگر اسکے ایک طرف نجاست گرے تو دوسری کسی طرف نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ معلوم ہو۔

نجس پانی کی تینون قسمین

ماء جاری جسکے رنگ بو مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو۔

کثیر راکد جسکے تمام طرفون کے رنگ بو مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو۔

قلیل راکد جسمین نجاست گری ہو خواہ تھوڑی یا بہت پانی کے رنگ بو مزہ مین فرق ہوا ہو یا نہوا ہو۔

مستعمل ۔ وہ پانی جس سے زندہ آدمی فرض ادا کرنے یا ثواب حاصل کرنے کے لیے وضو کرے یا نہائے یا کسی عضو کو دھوئے بشرطیکہ وہ پانی اُسکے جسم سے ٹپک چکا ہو اور جسم پر کوئی نجاست حقیقیہ نہ ہو۔

نبیذ تمر ۔ وہ پانی جو چھوہارونکے بھیگنے سے شیرین ہو گیا ہو مگر اُسکے اصلی رقت و سیلان مین کوئی فرق نہوا ہو اور نہ اُسکے پینے سے نشہ پیدا ہو۔

دریائی جانور جنکی پیدائش اور زندگی پانی مین ہو خواہ پانی سے جدا ہو کر زندہ رہ سکین یا نہین جیسے گھڑیال اور مچھلی وغیرہ۔

خشکی کے جانور جنکی پیدائش پانی مین نہو خواہ پانی مین زندہ رہ سکین یا نہین جیسے بط وغیرہ۔

دموی جانور جنمین ذبح کرنے یا کسی عضو کے کاٹنے سے خون بہے یا ٹپکے

عہ جیسے پیشاب پاخانہ اور نجاست حقیقیہ کی تعریف انشاء اللہ تعالیٰ نجاستون کے بیان مین آویگی۔

(١٧) غیر دموی جانور جنمیں بالکل خون نہ ہو یا ایسا خون نہ ہو جو بہے بلکہ گاڑھا ہو جو بہہ نہ سکے

(١٨) کنواں - پانی کا وہ چشمہ جو کثیر کی حد تک نہ پہنچا ہو -

(١٩) اسراف - بے ضرورت یا ضرورت سے زائد پانی کو خرچ کرنا -

پانی کے مسائل میں کارآمد اصول

(اصل ١) اَلْاَصْلُ فِی الْمَاۗءِ الطَّہَارَۃُ

اصل پانی میں پاکی ہے

پانی اصل میں پاک ہے اور جبتک کسی دلیل سے اُسکا ناپاک ہونا معلوم نہو پاک سمجھا جائیگا

مثال جنگل میں گڑھوں میں جو پانی بھرا رہتا ہے تاوقتیکہ قرائن سے اُس کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو جائے پاک ہے -

(اصل ٢) اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّكِّ

یقین شک سے نہیں جاتا

جس بات کا یقین ہو اُسکو محض وہم یا شک سے چھوڑنا نہ چاہیے -

مثال کسی مکان میں پاک پانی رکھا ہوا ہے وہاں سے کتّا نکلتے ہوئے دیکھا گیا کتّے کو پانی پیتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ کسی قرینہ سے اُسکا پینا معلوم ہوا ہاں گمان ہوتا ہے کہ شاید کتّے نے پانی پی لیا ہو تو وہ پانی پاک ہے اسلیے کہ پانی کا پاک ہونا یقینی ہے ناپاک ہونے کا شک ہوا تو اِس شک سے یقین نہ جائے گا -

(اصل ٣) غَالِبُ الظَّنِّ مُلْحَقٌ بِالْیَقِیْنِ

گمان غالب یقین کا حکم رکھتا ہے

یقین کی طرح گمان غالب بھی محض وہم و خیال سے چھوڑا نہ جائیگا -

مثال کسی پانی کو دو مسلمان پاک کہین اور ایک عورت یا کافر اُسکو ناپاک بتائے تو وہ پانی پاک ہی دو مسلمانونکے کہنے سے اُسکے پاک ہونیکا گمان غالب ہی اور ایک عورت یا کافر کے کہنے سے اُسکے ناپاک ہونیکا شک ہی اسلیے اُسکے پاک ہونیکا حکم دینگے

(اصل ۴) اَلاَصلُ بَقَاءُ مَا کَانَ عَلٰی مَا کَانَ

اصل یہ ہی کہ ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی رہتی ہی

ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی سمجھی جائیگی جبتک کہ اُسکی پہلی حالت کا چلا جانا کسی دلیل سی معلوم نہو

مثال گھڑے سے گلاس مین پانی لیا گلاس کے پانی مین نجاست دیکھی تو گھڑے کے پانی کو ناپاک نہ کہین گے گھڑے کا پانی پاک تھا اب بھی پاک رہیگا اور نجاست شاید گلاس مین ہو۔ ہان گلاس دھو کر دیکھکر پانی لیا جائے تو پھر یقیناً نجاست گھڑے مین سمجھی جائیگی۔

(اصل ۵) اَلاَصلُ اِضَافَۃُ الحَادِثِ اِلٰی اَقرَبِ اَوقَاتِہٖ

اصل یہ ہی کہ نئی پیدا ہوئی چیز کو کہین گے کہ اسی وقت پیدا ہوئی ہی

جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی ہو اور اُسکے پیدا ہونیکا وقت معلوم نہو تو اُسکو سمجھینگے کہ ابھی پیدا ہوئی ہی

مثال کنوین مین مرا ہوا چوہا دیکھا جائے اور گرنے کا وقت کسی قرینہ سے معلوم نہو تو اُس کنوین کے پانی کو دیکھنے کے وقت سے ناپاک کہین گے اور اس سے پیشتر جو اُس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا ہی سب کو جائز رکھین گے۔

(اصل ۶) اَلمَشَقَّۃُ تَجلِبُ التَّیسِیرَ

سختی سے آسانی ہو جاتی ہے

قیاسی احکام ضرورت اور حرج کے وقت بدل سکتے ہین۔

مثال پرندون کی بیٹ ناپاک ہی کنوین مین گر جائے تو پانی ناپاک نہین ہوتا اسلیے کہ اگر کنوین کے پانی کو ناپاک کہین تو بہت دقت ہوگی کیونکہ پرندون کی بیٹ سے کنوین کی حفاظت مشکل ہو۔

اصل (۷) لامسلغ للاجتہاد فی مورد النص

شرعی حکم مین عقل کو دخل نہین

شرعی حکم کو عقل کے خلاف سمجھکر رد نہین کر سکتے۔

مثال کنوین مین مرا ہوا چوہا نکلے تو بیس ڈول کھینچنے سے پاک ہو جاتا ہے بیس ڈول سے تمام پانی پاک ہونا سمجھ مین نہین آتا تو یون نہ کہین گے کہ بیس ڈول سے پانی پاک نہین ہوتا۔

اصل (۸) ماثبت علی خلاف القیاس فغیرہ لا یقاس علیہ

جو حکم قیاس کے خلاف ہو اُسکو دوسری جگہ جاری نہین کرتے

شریعت کا جو حکم خلاف قیاس کے ہو اُسکو دوسری چیزون کے لیے ثابت نہین کر سکتے

مثال پانی سے وضو اور غسل درست ہی عرق سے جو پانی کے مثل ہو وضو اور غسل کو درست نہ کہین گے۔

اصل (۹) الضرورات تبیح المحظورات

حاجت ناجائز چیزونکو جائز کر دیتی ہی

ممنوع اور ناجائز چیزین ضرورت کے وقت جائز ہو جاتی ہین۔

مثال تشنگی مین جان پر آبنے تو ناپاک پانی پینا درست ہی۔

اصل (۱۰) العبرۃ للغالب لا للمغلوب

اعتبار غالب کا ہوتا ہی نہ مغلوب کا

چند چیزین جب ملجائین تو اُنمین جو غالب ہی اُسکا حکم اور مجموعہ کا حکم ایک ہی۔
مثال مستعمل اور مطہر پانی اگر ملجائین اور مستعمل زیادہ ہو تو یہ کل پانی مستعمل سمجھا جائیگا اور اگر مطہر زیادہ ہو تو یہ کل پانی مطہر سمجھا جائیگا۔
پاک شی اگر پانی مین ملجائے اور پانی کی رقت و سیلان کو کھو دے یا پانی کے مزے اور رنگ یا رنگ و بو یا بو اور مزے کو بدل دے تو سمجھا جائیگا کہ وہ شی پانی پر غالب ہی اور اُس پانی کو ماء مطلق نہ کہین گے۔

مسائل

ماء مطلق طاہر مطہر غیر مکروہ کا بیان

(۱) بارش عہ۔ دریا۔ سمندر۔ نہر۔ تالاب۔ چشمہ۔ کنوین کا پانی۔ شبنم۔ برف اور اولہ کا پانی جو گرمی سی پگھل کر ٹپکے۔ یہ تمام پانی پاک ہین وضو اور غسل انسے بلا کراہت درست ہی۔
(۲) نجاست جیسے پاخانہ گوبر لید وغیرہ سے پانی اگر گرم کیا جائے تو اس سے پانی مین کچھ نقصان نہ آئیگا وضو اور غسل بلا کراہت درست ہی۔
(۳) پانی کا زیادہ ٹھہرے رہنے۔ رُک گئے۔ بند رہنے سے یا برتن مین بہت دن رکھنے سے رنگ بدلجائے یا بدمزہ ہوجائے یا بو کرنے لگے تو وضو اور غسل بلا کراہت اُس سے

عہ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ اور دوسری جگہ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا دونون آیتون کا حاصل یہ ہی کہ خدا نے تمھارے پاک کرنیکو مینہ برسایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارش کا پانی پاک ہی اور نیا پاک چیزونکو پاک کر دیتا ہی قرآن مجید مین ایک اور مقام مین ہی فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا تمھین پانی نہ ملے تو تیمم کرلو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی پاک ہی اُس سے وضو غسل درست ہی یہ اگر نہ ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔ حدیث مین ہی الماء طهور پانی پاک کر دیتا ہی۔

جائز ہی جیسے تالاب۔ حوض کا پانی زیادہ روز رکھے رہنے سے بو کرنے لگتا ہی جلجی پیون
مین زمزم کو لاتے ہین تو اُسکا رنگ و مزہ بدلجاتا ہی۔

(۴) جنگل مین چھوٹے گڑھون مین جو پانی بھرا رہتا ہی تاوقتیکہ قرائن سے اُسکے ناپاک
ہونے کا یقین یا ظن غالب نہو اُسوقت تک اُسکو پاک ہی کہین گے۔

(۵) رستون پر مٹکے گھڑے وغیرہ مین پانی پینے کو رکھدیتے ہین اور اُس سے ہر قسم کے
لوگ شہری دیہاتی چھوٹے بڑے مرد و عورت پانی لیکر پیتے ہین اور احتیاط نہین کرتے
تو یہ پانی پاک ہی ہان اگر ناپاک ہونے کا کسی طور سے یقین ہوجائے تو پھر پاک نہوگا۔

(۶) کافرون کے برتن کا پانی بھی پاک ہی اسلیے کہ نجاست سے ہر مذہب و ملت کے
لوگ بچتے ہین ہان جو کافر کہ نجاست سے نہین بچتے اور کسی طرح قرائن سے معلوم ہوجائے
کہ اُنکے برتن پاک نہین تو پھر اُنکے برتن کا پانی پاک نہوگا۔

(۷) چھوٹے بچے جنکے ہاتھون کا کچھ اعتبار نہین نجاست سے وہ احتیاط نہین کرتے
اگر پانی مین ہاتھ ڈالدین تو پانی پاک ہی ہان اگر اُنکے ہاتھ کا ناپاک ہونا یقینی طور
سے معلوم ہوجائے تو پانی ناپاک ہی۔

(۸) وہ کنوین جنسے ہر قسم کے لوگ پانی بھرتے ہین اور میلے گرد و غبار آلودہ برتن اور
ہاتھون سے بھرتے ہین اُنکا پانی پاک ہی تاوقتیکہ برتنون اور ہاتھون کا ناپاک
ہونا یقیناً معلوم نہ ہو۔

(۹) گھڑے مٹکے سے لوٹے یا آبخورے مین پانی لیا جائے اور پانی پیتے وقت اور
اسکے قبل لوٹے آبخورے کو نہ دیکھا جس سے معلوم ہوتا کہ اُنمین کچھ تھا یا نہین ہان پانی
لینے کے بعد دیکھا تو لوٹے آبخورے مین نجاست پائی تو ایسی حالت مین مٹکے گھڑے کا

پانی پاک ہے عہ اسلیے کہ اس صورت مین اسکا یقین نہین کہ یہ نجاست گھڑے یا مٹکے مین تھی ممکن ہے کہ لوٹے یا گلاس ہی مین ہو اور اسی طرح ڈول سے بلا دیکھے ہوئے پانی بھرا جائے اور کھینچنے کے بعد ڈول مین نجاست نکلے تو پانی کنوین کا پاک ہے۔

(۱۰) درخت کی پتی گرنے کیوجہ سے پانی اگر بو کرنے لگے یا بدمزہ ہوجائے یا رنگ بدلجائے یا مزہ اور بو اور رنگ تینون بدل جائین تو یہ پانی پاک ہے وضو اور غسل اُس سے درست ہے عہ

غیر مستعمل پانی

(۱۱) باوضو شخص بلا نیت وضو کے ہاتھ پیر ٹھنڈا کرنے یا گرد وغبار دھونے کی غرض سے یا دوسرے شخص کو وضو سکھلانے کے لیے اگر وضو کرے تو اس وضو کا پانی مستعمل نہوگا اور اس استعمال شدہ پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔

(۱۲) باوضو مرد یا عورت جسکو نہانے کی ضرورت نہ ہو اور نہ غسل کرنا مسنون ہو اور نہ جسم پر کسی جگہ نجاست لگی ہو اور پھر نہائے تو یہ پانی مستعمل نہوگا اور اس سے وضو اور غسل درست ہے اور اسی طرح وہ شخص جسکو نہانے کی ضرورت ہو اگر اُس عضو کو جو وضو مین نہین دھویا جاتا دھوئے بشرطیکہ یہ عضو پاک ہو تو یہ پانی بھی مستعمل نہین خواہ وہ سر کے بال ہی کیون نہ دھوئے۔

عہ جس پانی کے ناپاک ہونیکا شبہ ہو اور پاک ہونا یقینی ہو اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ اچھا پانی موجود ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ مشتبہ چیز کو چھوڑ دو اور یقینی غیر مشتبہ کو لیلو شامی صفحہ ۱۳۵ ج ۱ عہ بعض کتابوں مین ہے کہ اس سے وضو اور غسل درست نہین یہ قول صحیح نہین اسلیے کہ پتوں کے گرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا اور محاورے مین لوگ اُسکو پانی کہتے ہین اور جب تک پانی مطلق اور مطہر ہو تو پھر وضو اور غسل اس سے درست نہ ہونیکی کچھ وجہ نہین اسیطرح گرد یا مٹی جس پانی مین ملی ہو جیسے بارش کا پانی برسات مین دریا کا پانی ہوجاتا

(۱۳) حائضہ یا وہ عورت جسکو بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہی خون بند ہونیسے پہلے اگر نہائے اور جسم اُسکا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہین اور وضو اور غسل اس سے درست ہی

(۱۴) عے چار پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہین سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہین۔

(۱۵) پاک کپڑا برتن اور نیز دوسری پاک چیزین جس پانی سے دھوئی جائین اُس سے وضو اور غسل درست ہی بشرطیکہ محاورے مین اُسکو ماء مطلق کہتے ہون اور پانی کے تین وصفون سے دو وصف باقی ہون اور اگر دو وصف بدل جائین تو پھر درست نہین۔

مثال چانول دھوئے جائین یا ترکاری وغیرہ دھوئین تو اگر رنگ مزہ بو تینون بدلجائین یا رنگ مزہ بدلجائے یعنی دو وصف بدل جائین تو وضو اور غسل درست نہین ہان اگر کچھ نہ بدلے یا ایک بدلے تو درست ہی۔

(۱۶) سُور کتے سوا کوئی زندہ جانور جس پانی سے نہلایا جائے وہ پاک ہی بشرطیکہ جسم پر نجاست لگی ہوئی نہو اور لعاب دہن نہ ملا ہو اور اسی طرح سُور کتے کے سوا زندہ جانور جس پانی مین جائے یا گر پڑے اور اُسکا مُنھ پانی تک نہ پہونچے اور جسم پر نجاست بھی نہو تو یہ پانی پاک ہی اور وضو اور غسل اس سے درست ہی۔ ہان گھوڑا اور وہ جانور جنکا گوشت درست ہی اور وہ جانور جنمین دم سائل نہین اُنکا لعاب دہن بھی اگر پانی مین ملجائے تو پانی پاک ہی (درمختار)

(۱۷) عے بدن یا کپڑا صاف کرنے کے لیے یا خود پانی ہی صاف کرنے کی غرض سے کوئی شے

عے پاک ہونا اُنکے جسم کا اگر پہلے مشتبہ ہو تو پھر اُسکو مکروہ طاہر پانی کا حکم ہو گا ۱۲ عے اسلیے کہ محاورے مین اسکو ماء مطلق بولتے ہین اور حدیث شریف مین ہی کہ مُردے کو بیری کی پتی پانی مین جوش دیکر غسل دو اور ظاہر ہی کہ اس سے تینون وصف بدل بھی جائین گے۔

مثل صابون وغیرہ کے پانی مین جوش دیجائے تو اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی کی اصلی رقت مین کچھ فرق نہوا ہو اور پانی گاڑھا نہ ہو جائے خواہ مزہ بو رنگ تینون جاتے رہے ہون۔ (مراقی الفلاح)

(۱۸) پاک پانی مین خشک چیز مثل آٹے ستو منج وغیرہ کے ڈالدی جاے یا خشک روٹی بھگو دیجائے یا گاڑھی چیز مثل شربت بنفشہ نیلوفر معجون گلقند کے ڈالدیجائے اور پانی کے تینون وصف مزہ بو رنگ جاتے رہین لیکن جوش نہ دیا جائے اور پانی کی رقت[عـہ] وسیلان اصلی مین کچھ فرق نہ آئے اور محاورے مین اسکو پانی بھی کہتے ہون تو اس سے وضو درست ہے اور اگر محاورے مین پانی اسکو نہ کہین بلکہ اسکا دوسرا نام ہو تو وضو درست نہین خواہ رقت وسیلان پانی کا سا ہو مثال شکر گھولکر پانی مین شربت بنائین تو اس سے وضو درست نہین اگرچہ اسمین پانی کی سی رقت باقی ہو اسلیے کہ اسکو محاورے مین پانی نہین کہتے بلکہ شربت کہتے ہین۔

(۱۹) ایسی رقیق سیال شے[عـہ] جو پانی سے رنگ بو مزہ تینون وصفون مین مخالف ہو جیسے سرکہ دودھ رس کہ انکا مزہ بو رنگ تینون مخالف ہین اگر پانی مین ملجائے اور پانی کے کسی ایک وصف کو کھودے خواہ مزہ بدلجائے یا رنگ یا بو تو اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے ہان اگر دو وصف جاتے رہین تو درست نہین اور جو رقیق شے پانی سے

عـہ رقت کے باقی رہنے کی یہ علامت ہے کہ کپڑے سے نچوڑین تو نچڑ جائے اور سیلان کی علامت یہ ہے کہ اعضا پر پانی کی طرح بہے ۱۲ عـہ پانی سے تینون وصف مین جو چیز مخالف ہے اگر دو وصف کو کھودے تو سمجھا جائیگا کہ وہ پانی پر غالب ہے اور پانی فنا ہوکر وہی شے بنگیا اور جب پانی فنا ہوگیا اور دوسری شے بنگیا تو پھر اسکو پانی کا حکم نہ رہیگا جیسے پانی برف بنکر جم جائے۔ ۱۲

دو وصف یا ایک مین مخالف ہو اور ایک یا دو مین موافق ہون جیسے عرق بادیان کیوڑہ وغیرہ کہ اُنکی بو مزہ مخالف ہی اور رنگ مین موافق ہی تو یہ اگر پانی مین ملجائین اور پانی کے مزہ رنگ بو مین کچھ تغیر نہ ہو تو اس سے وضو درست ہی ورنہ نہین یعنی اگر ایک وصف بدلجائیگا تو وضو درست نہ ہوگا۔

(۲۰) رقیق و سیال شے جو پانی سے کسی وصف مین مخالف نہین اُسکا مزہ رنگ بو سب پانی کا سا ہی تو یہ اگر قلیل پانی مین ملجائے اور اس سے قلیل پانی وزن مین زیادہ ہو مثلاً یہ رقیق اگر ایک سیر ہو اور قلیل سوا سیر ڈیڑھ سیر ہو تو اُسوقت اس قلیل سے وضو درست ہی مثال مستعمل پانی ایک سیر جو کہ پانی سے کسی وصف مین مخالف نہین دو سیر پانی مین ملجائے تو تمام پانی غیر مستعمل ہوگا اور اس سے وضو اور غسل درست ہی

(۲۱) جس جانور مین دم سائل نہ ہو یا دریائی جانور پانی مین مرجائے یا پھول پھٹ جائے تو یہ پانی پاک ہی وضو اور غسل اس سے درست ہی۔

(۲۲) کثیر یا جاری پانی مین نجاست گرے یا کوئی جانور گرکر مرجائے اور پانی کا مزہ رنگ بو ان تینون سے ایک بھی نہ بدلے اور پانی اپنی اصلی حالت پر رہے تو اس سے وضو اور غسل درست ہی ہان اگر تینون سے ایک بھی بدل جائیگا تو درست نہین۔

(۲۳) جاری یا کثیر پانی مین مستعمل یا نجس پانی جو کہ جاری اور کثیر سے زیادہ ہو ملجائے

ع اس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص جسکو نہانے کی ضرورت ہی اگر حوض یا کنوین مین نہائے اور اُسکے جسم پر نجاست نہ ہو تو پانی کنوین کا پاک ہی اور اسی طرح وضو کے وقت کنوین مین مستعمل پانی کے قطرے ٹپکین تو بھی کچھ حرج نہین اسلیے کہ مستعمل پانی بہ نسبت غیر مستعمل کے تھوڑا ہی اور اس موقع پر فقہا نے جو نجس ہونیکو لکھا ہی وہ مفتی بہ نہین ۱۲

سہ پانی مین پھٹ کر ریزہ ریزہ اگر ہوگیا ہی تو اسکا پینا مکروہ تحریمی ہی (شامی ص۱۳۵ ج۱) ۱۲

تو اس سے جاری اور کثیر ناپاک نہ ہوگا۔

(۲۴) کنوان چشمہ ناپاک اگر خشک ہوجائے اور پھر دوبارہ اسمین خشک ہونیکے بعد پانی نکلے تو یہ پانی پاک ہی بشرطیکہ اسوقت اسمین نجاست نہو۔

(۲۵) نجس پانی گھڑے پیالے گلاس وغیرہ مین ہو اور نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ مزہ بو تینون مین سے کوئی بھی نہ بدلا ہو تو ایسی حالت مین پاک پانی اوپر سے ان برتنون مین اسقدر ڈالا جائے کہ پانی کنارے سے نکلکر نیچے بہ جائے تو اس سے پانی برتن دونون پاک ہوجاینگے۔ (شامی ص ۱۴۳ ج ۱)

(۲۶) ناپاک زمین پر اگر اسقدر پانی ڈالاجائے کہ ایک گز بہ جائے یا اسقدر بارش ہو کہ ایک گز بہ جائے تو زمین اور پانی دونون پاک ہین۔ (شامی ص ۱۳۷ ج ۱)

(۲۷) جاری پانی سے چند آدمی کو برابر متصل ہوکر وضو غسل کرنا درست ہی خواہ یہ پانی جاری کسی چھوٹے سے نالے مین جیسا کہ ہندوستان مین چھوٹے بڑے بڑے نالے ہوتے ہین جس سے کھیتون کو پانی دیا جاتا ہی۔

(۲۸) جاری پانی اگر ناپاک ہوجائے یعنی نجاست اسکے کسی وصف کو بدلدے تو نجاست کا جب اثر جاتا رہیگا پانی پاک ہوجائیگا۔

ف کثیر اور جاری پانی نجاست سے ناپاک نہین ہوتا اسلیے کہ اگر اسکو ناپاک ہونیکا حکم دیدین تو انسان کی معاشرت و شغل… ہوجائیگی دوسری نجاست کا مدار طبائع نفیسہ پر ہی نفیس طبیعت والے جس پانی کے استعمال کو برا جانین اور گوارا نکرین وہ ناپاک ہی اور ظاہر ہی کہ کثیر یا جاری پانی مین اگر نجاست گرے اور اسکا اثر معلوم نہو تو ایسی طبیعت کے لوگ اسکے استعمال سے احتراز نکرینگے ہان اگر نجاست پانی کی کسی وصف کو بدلدے تو ضرور اسکے استعمال سے کراہت ہوگی اور اسوقت یہ ناپاک بھی ہی اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنے کی قابل ہی کہ کسی نہر مین اگر جانور مرجائے اور نہر کے پانی کا اکثر حصہ جانور پر ہوتا ہوا جائے اور پانی کا کوئی وصف اسکی وجہ سے متغیر نہو تو یہ پانی پاک ہی اور جانور سے نیچے کیطرف وضو اور غسل کرنا درست ہی جو اسکے

(۲۸) ظاہر مطہر پانی مین مستعمل پانی برابر یا زیادہ اگر ملجائے تو تمام پانی کو مستعمل کا حکم ہوگا ہان اگر مطہر زیادہ ہو تو تمام کو مطہر کہین گے۔

(۲۹) حائضہ یا نفساء عورت خون بند ہونے کے بعد نہائے تو یہ پانی مستعمل ہے۔

(۳۰) جس شخص کو نہانے کی ضرورت ہو اور جسم پر اُسکے کہین نجاست نہ ہو وہ اگر نہائے یا اپنے کسی پاک عضو کو دھوئے یا کلّی کرے یا ناک مین ڈالے یا بلا ضرورت ہاتھ کو یا پیر کو پانی مین ڈالدے تو یہ مستعمل ہوجائیگا لیکن ہاتھ یا پیر کو اگر پانی مین ڈالیگا تو اُسی قدر پانی مستعمل ہوگا جسقدر ہاتھ یا پیر کو لگا ہے نہ تمام اور اگر کسی ضرورت سے ہاتھ کو یا پیر کو پانی مین ڈالے مثلاً پانی نکالنے کیلیے یا رکھنے کی وجہ سے تو پانی مستعمل نہ ہوگا اور اسی طرح سنت ادا کرنے کے واسطے اگر نہائے جیسے عیدین جمعہ حج طواف وغیرہ کے لیے تو یہ بھی مستعمل ہوگا۔

(۳۱) بے وضو اگر وضو کرے یا اپنے کسی ایسے عضو کو دھوئے جسکا وضو مین دھونا فرض یا سنت ہے تو یہ پانی مستعمل ہوگا اور اسی طرح باوضو وضو کے ارادے سے اگر وضو کرے لیکن دونون وضو ایک مقام پر نہ ہون تو یہ پانی بھی مستعمل ہوجائیگا ہان اگر ایک جگہ وضو کیا اور پھر بلا فصل اُسی جگہ دوسرا وضو کیا تو دوسرے وضو کا پانی مستعمل نہ ہوگا۔

عہ ہمارے فقہاء نے یہان بہت جزئیات بیان کیے ہین جنکا مدار اسپر ہے کہ مستعمل پانی ناپاک ہے مثلاً یہ کہتے ہین کہ ایسا شخص جسکو نہانیکی ضرورت ہے اور اُسکے جسم پر کہین نجاست نہین اگر کنوین مین داخل ہو تو تمام پانی ناپاک ہے بے وضو شخص اگر پانی کے برتن مین ہونچے سے زیادہ ہاتھ ڈالدے تو تمام پانی ناپاک ہے۔ وضو کے برتن مین اگر مستعمل پانی ٹپکے تو سب پانی نجس ہوگیا اسی قسم کے اور بہت مسائل ہین اور فقہاء نے یہان بڑے طبع آزمائیان کی ہین لاطائل بحثین چھیڑی ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ جب مستعمل پانی خود پاک ہے گو مطہر نہین جو زیادہ ہو ملجائے تو لکھتے ہین کہ مفتی بہ یہ ہے کہ سب مطہر ہوگا۔ ایسی بحثون کا کیا موقع تھا۔

(۳۲) جس جگہ پانی کا استعمال مسنون یا مستحب ہی وہان جو پانی استعمال کیا جائیگا وہ مستعمل کہلائیگا **مثلاً** کھانے کے پہلے اور پیچھے ہاتھ دھونا مسنون ہی تو جس پانی سے کھانا کھانے کے پہلے یا پیچھے ہاتھ دھویا جائے وہ مستعمل ہی۔

(۳۳) کافر کے بدن پر نجاست نہ ہو لیکن نہانے کی ضرورت ہو یا بے وضو ہو تو وہ جس پانی سے نہائے وہ مستعمل ہوگا ہان اگر نہانے کی ضرورت نہ ہو اور با وضو ہو پھر نہائے تو مستعمل نہ ہوگا۔

(۳۴) باوضو شخص وضو کے ارادہ سے دوبارہ وضو کرے یا بے وضو شخص بے ارادہ وضو کے اعضاء وضو کو دھوئے تو وہ پانی مستعمل ہوگا۔

راکد قلیل

(۳۵) **قلیل پانی** تھوڑی نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہی **مثلاً** ایک قطرہ شراب یا پیشاب یا خون یا نجس پانی کا پڑ جائے یا ایک رتی پاخانہ گر جائے تو سب پانی نجس ہو جائیگا اگرچہ نجاست سے پانی کے رنگ و بو و مزہ مین کچھ فرق نہ آیا ہو۔

(۳۶) خون سائل جن جانورون مین ہوتا ہی انکا بدن مرجانے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے تو اگر ایسا جانور قلیل پانی مین گر کر مرجائے تو پانی ناپاک ہو جائیگا اور جن جانورون مین خود خون سائل نہین ہوتا مگر جب دوسرے جانورون کا مثل انسان وغیرہ کے خون پیتے ہین تب انمین خون سائل ہو جاتا ہی جیسے بڑا کھٹمل جونک بڑا مچھر پسو وغیرہ پس اگر یہ جانور ایسے وقت مین کہ انمین خون سائل ہو قلیل پانی مین گر کر مرجائین تو پانی ناپاک ہو جائیگا۔

جنگلی مینڈک جنمین خون سائل ہو پانی مین مرجائین یا مرے ہوئے گرجائین تو پانی ناپاک ہوجائیگا[ع]

(۳۷) پاخانہ یا اور کسی نجاست سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہی وہ نجس ہی قلیل پانی مین گرجائے تو ناپاک ہوجائیگا۔ (شامی صفحہ ۱۳۵ ج ۱)

(۳۸) قلیل ناپاک پانی مین اسقدر پانی چھوڑا جائے کہ وہ کثیر ہوجائے تو وہ پانی پاک نہ ہوگا بلکہ تمام ناپاک ہوجائیگا اور اسی طرح نجس حوضون مین جنمین پانی نہ ہو تھوڑا تھوڑا پانی چھوڑا جائے یا حوض مین ناپاک نالی کے ذریعے سے پانی بھرا جائے تو ان دونون حالتون مین پانی ناپاک ہوگا حاصل یہ ہی کہ تھوڑا پانی نجس پانی یا کسی دوسرے نجس چیز سے ملے تو کل ناپاک رہیگا۔

طاہر مطہر مکروہ پانی

(۳۹) دھوپ سے جو پانی گرم ہوگیا ہو اُس سے وضو غسل مکروہ ہی۔ (شامی صفحہ ۱۳۲ ج ۱)

(۴۰) جس قلیل پانی مین آدمی کا تھوک یا ناک ملجائے اُس سے وضو غسل مکروہ ہی (خزانۃ المفتین)

(۴۱) مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزون مین استعمال کرنا مکروہ ہی اور وضو غسل اس سے درست نہین (شامی صفحہ ۱۴۷ ج ۱)

(۴۲) جس پانی کے ناپاک ہونے کا یقین اور گمان غالب نہو محض شک ہو اُس سے وضو غسل مکروہ ہی مثال چھوٹا بچہ جس پانی مین ہاتھ ڈالدے اور اُسکے ہاتھون کا ناپاک ہونا یقینی نہو بلکہ ناپاک ہونے کا شک ہو تو اُس سے وضو و غسل مکروہ ہی۔

ع ہدایہ مین ہی کہ یہ پانی ناپاک نہین ہوتا لیکن یہ صحیح نہین جنگلی مینڈک کی علامت یہ ہی کہ اُسکے پیر کی انگلیون مین جھلی اور کھال نہو البتہ وہ جانور جنمین خون سائل نہو اُنکے مرنے سے پانی نجس نہوگا ۱۲

(۴۳) مرد کو خوبصورت لڑکے اور غیر محرم عورت کا جھوٹا پانی پینا مکروہ ہی بشرطیکہ اس پانی کے پینے سے شہوت کا گمان ہو یا اسمین وہ لطف ملے جو محبوبون کے جھوٹے مین ملتا ہے اور اسی طرح عورت کو بھی غیر مرد کا جھوٹا پینا مکروہ ہی۔ (طحطاوی و مراقی الفلاح)

(۴۴) زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو کرنا نچاہیے اور اسی طرح وہ شخص جسکو نہانے کی حاجت ہو اُس سے غسل نکرے اور اُس سے ناپاک چیزون کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہی (مراقی الفلاح صـ۱۲)

(۴۵) عورت کے وضو اور غسل کے نبچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو غسل مکروہ ہی (شامی)

(۴۶) دریائی یا غیر دموی جانور پانی مین مرکر پھٹ جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی مین ملجائے تو اس پانی کا پینا مکروہ ہی ہان وضو غسل اس سے درست ہی اسلیے کہ انکے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا۔ (شامی صـ۱۳۵ ج ۱)

(۴۷) وضو کے نبچے ہوے پانی سے استنجا کرنا مکروہ ہی۔

(۴۸) جن مقامون پر خدا کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اُس مقام کے پانی سے وضو اور غسل مکروہ ہی۔ (شامی صـ۹ ج ۱)

جانورون کا جھوٹا پانی

(۴۹) آدمی کا جھوٹا پانی مطہر غیر مکروہ ہی خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا چھوٹے کا ہو یا بڑے کا مرد کا ہو یا عورت کا یا ایسے شخص کا ہو جسکو نہانے کی ضرورت ہو یا حیض اور نفاس والی عورت کا ہو بشرطیکہ کوئی ناپاک چیز مثل شراب اور سور کے کھا کر فوراً نہ پیا ہو (طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

(۵۰) گھوڑے کا جھوٹا۔ حلال جانوروں کا جھوٹا چرند ہوں یا پرند۔ غیر موذی جانوروں کا جھوٹا حرام ہوں یا حلال۔ دریائی جانوروں کا جھوٹا حرام ہوں یا حلال طاہر مطہر غیر مکروہ ہی بشرطیکہ انکا منھ اُسوقت ناپاک نہ ہو یعنی نجاست کھائی کر فوراً پانی نہ پیا ہو اور ایسا بھی نہ ہو کہ نجاست اکثر کھایا کرتے ہوں جیسا کہ بعض جانوروں کو نجاست کھانے کی عادت ہوتی ہی اور دوسری چیزوں سے اُسکو زیادہ کھاتے ہیں (شامی)

(۵۱) جو جانور حرام ہیں اور مکانوں میں رہتے ہیں جیسے بلّی چوہا سانپ اور حرام پرند اور اسی طرح وہ حلال جانور جو چھوٹے پھرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ کھاتے ہیں جس چیز میں چاہتے ہیں منھ ڈالتے ہیں اُنکا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہی۔

(۵۲) پرندوں کے سوا حرام جانور جو مکانوں میں نہیں رہتے جنگل میں رہتے ہیں جیسے شیر۔ بھیڑیا۔ چیتیا۔ گوہ۔ ہاتھی۔ وغیرہ انکا جھوٹا ناپاک ہی۔

(۵۳) جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہی وہ اگر ناپاک چیز کھا کر فوراً پانی پئیں تو یہ جھوٹا ناپاک ہے اسلیے کہ ناپاک چیز کے لگنے سے زبان ہونٹ وغیرہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ہاں کچھ توقف کے بعد جسمیں دو ایک دفعہ لعاب نگلنے سے منھ صاف ہو جائی اگر کسی پانی کو پئیں تو ناپاک نہوگا

(۵۴) جس خچر کی پیدایش گدھی یعنی مادہ خر سے ہو اُسکا جھوٹا اور گدھے کا جھوٹا مشکوک ہی

کنوئیں کے احکام

کنوین میں گرنے والی چیزونکی تین قسمیں ہیں۔

ف فقہا نے کنوین کے پانی کو الگ قرار دیا ہی اور پانکی دو قسمیں ہیں کثیر۔ قلیل لیکن چونکہ کثیر کا حکم یہاں بھی ہی جو دوسرے کثیر پانیوں کا ہی لہذا فقہا نے اُسکا اعتبار نہیں کیا بخلاف کنوین کے قلیل پانی کے کہ یہ دوسرے قلیل پانیوں کے مخالف ہی۔ دوسرے قلیل پانی ناپاک ہونے کے بعد پاک نہیں ہوتے اور یہ پاک ہو جاتا ہی سوجہ سی فقہا نے کنوین کے قلیل پانی کے احکام علیحدہ بیان کیے ہیں اور کنوین سے اُنکی مراد وہی کنواں ہی جسمیں قلیل پانی ہو ۱۲

پہلی قسم وہ ہی جس سے کنوان ناپاک نہین ہوتا۔
دوسری قسم وہ ہی جس سے کل پانی ناپاک ہوجاتا ہی۔
تیسری قسم وہ ہی جس سے کل پانی ناپاک نہین ہوتا بلکہ تھوڑا پانی۔

پہلی قسم

(۵۵) پاک چیز کے کنوین مین گرجانے سے کنوان ناپاک نہین ہوتا اور وضو غسل اُسکے پانی سے اُسوقت تک درست ہی کہ اُسکو پانی مطلق کہین مثال کنوین مین شکر چھوڑدیجائے تو اُس سے وضو اُس وقت تک درست ہی جب تک کہ وہ شربت نہ ہوجائے۔

(۵۶) حیوان غیر دموی یا دریائی کے کنوین مین گرکر مرجانے سے یا مرکر گرجانے سے کنوان ناپاک نہین ہوتا بشرطیکہ اُنکے جسم پر نجاست نہ ہو مثال مچھلی بھڑ بال وہ سانپ جس مین خون نہ ہو اگر کنوین مین گرکر مرجائین یا مرکر گرجائین تو کنوان ناپاک نہ ہوگا۔

(۵۷) مسلمان[ع] کی لاش نہلانے کے بعد اگر کنوین مین گرجائے تو پانی ناپاک نہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور لاش پھولی پھٹی نہ ہو۔

(۵۸) شہید نہلانے کے قبل بھی گرجائے تو کنوان ناپاک نہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور خون اُسکا پانی مین نہ ملے۔

[ع] حیوان دموی کا جسم مرنے کے بعد نجس ہوجاتا ہی اسکے موافق چاہیے تھا کہ مسلمان کا جسم بھی مثل کافر اور دوسرے دموی حیوانات کے ایسا نجس ہوجاتا کہ نہلانے سے بھی پاک نہ ہوتا لیکن اسلام نے اُسکے دل و جسم کو ایسا پاک کردیا ہی کہ وہ مرنے کے بعد بھی ایسا نجس نہین ہوتا۔

(۵۹) زندہ آدمی کنوین مین گر جائے یا غوطہ لگائے اور پھر زندہ نکل آئے تو کنوان ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو اور استنجا پانی سے کیے ہوے ہو کافر ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت یا وہ شخص جسکو نہانے کی ضرورت ہو یا حیض و نفاس والی عورت بشرطیکہ گرتے وقت خون بند ہو۔

(۶۰) سور کے سوا کل جانورون کی خشک ہڈی یا ناخن یا بال کے گر جانے سے کنوان ناپاک نہین ہوتا۔ (قاضی خان)

(۶۱) جن جانورون کا جھوٹا پاک ہی وہ اگر کنوین مین گر جائین اور زندہ نکل آئین تو پانی ناپاک نہوگا تاوقتیکہ اُنکے جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا ظن غالب نہو اور یہی حکم اُن جانورون کا ہی جنکا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہی ہان احتیاطاً اگر بیس۲۰ تیس۳۰ ڈول نکال ڈالے جائین تو بہتر ہی۔ (قاضی خان)

(۶۲) سور کے سوا جو جانور ایسے ہین کہ اُنکا جھوٹا ناپاک یا مشکوک ہی وہ اگر کنوین مین گر جائین اور زندہ نکل آئین تو کنوان ناپاک نہوگا بشرطیکہ اُنکے جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا گمان غالب نہو اور منھ اُنکا پانی مین نہ ڈوبے پانی سے علیحدہ رہے جسمین اُنکے منھ کا لعاب پانی مین نہ ملنے پائے ہان اگر احتیاطاً بیس۲۰ تیس۳۰ ڈول نکال ڈالے جائین تو بہتر ہی۔

(۶۳) طاہر مطہر مکروہ پانی یا مستعمل پانی کنوین مین گر جائے تو پانی ناپاک نہوگا۔

(۶۴) ایسا چھوٹا لڑکا جو نجاست سے احتیاط نہین کرتا اور اُسکے جسم کا پاک

عہ جانورونکا جسم بالخصوص پیر ران وغیرہ گو نجاست سے خالی نہون مگر چونکہ اُنکے نجس ہونیکا یقین یا ظن غالب نہین ہی اسلیے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ ۱۲

یا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو اگر کنوین مین گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی پاک ہے ہان احتیاطاً دس بیس ڈول نکالڈالے جائین تو بہتر ہے۔

(۶۵) مرغی کا یا کسی ایسے جانور کا انڈا جنکا گوشت حلال ہے اگر کنوین مین گر جائے تو کنوان پاک ہے۔ (قاضی خان)

(۶۶) زندہ عورت بچہ جنے اور وہ بچہ اُسی وقت کنوین مین گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہوگا بشرطیکہ اُسکے جسم پر خون یا اور کسی قسم کی نجاست نہو۔ (شامی)

(۶۷) مرغی اور بطخ کے سوا کسی پرند کے پاخانہ یا پیشاب سے کنوان ناپاک نہین ہوتا۔ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

(۶۸) چوہے[ع] اور بلی کے پاخانہ پیشاب سے کنوان ناپاک نہین ہوتا۔

(۶۹) اونٹ یا بکری کی تھوڑی[ع] مینگنی کنوین مین گر جائے تو کنوان ناپاک نہوگا خواہ جنگل کے کنوین مین گرے یا آبادی کے۔ پانی مین گر کر ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے۔

(۷۰) جس کنوین مین لید اور گوبر سے احتیاط دشوار ہے جیسے اُن لوگون کا کنوان جو گائے بھینس پالتے ہین یا وہ کنوان جس سے ہر قسم کے لوگ پانی بھرتے ہین جنمین ایسے لوگ بھی ہوتے ہین جنکے برتنون مین گوبر یا لید لگی ہوتی ہے یا وہ کنوان جسکے قریب جانور اُٹھتے بیٹھتے ہین تو ان سب صورتون مین تھوڑی لید گوبر سے کنوان ناپاک نہوگا۔ (مراقی الفلاح۔ شامی)

ع انکے پاخانہ پیشاب کے پاک ہونے مین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ ناپاک ہے ۱۲ ع تھوڑے کے مقدار مین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ دیکھنے مین اور عرف مین جسکو لوگ تھوڑی کہین وہ تھوڑی ہے ۱۲

(۷۱) آدمی کا گوشت یا کھال ناخون سے کم اگر گرجائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔
(طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

(۷۲) جس شئی کے ناپاک ہونے کا گمان غالب یا یقین نہو وہ اگر کنوین مین چھوڑ یجائے تو پانی ناپاک نہوگا۔ **مثال** آجکل کنوین مین انگریزی دوائین چھوڑ یجاتی ہین اور اُنکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہی کہ شاید اسمین شراب ہو تو محض اتنے خیال سے پانی ناپاک نہوگا تاوقتیکہ اُسمین شراب ہونے کا یقین نہو

(۷۳) بکری شیر سے بھاگ کر یا چوہا بلّی سے یا وہ جانور جسکا ذکر نہین ہوا کسی جانور سے ڈر کر کنوین مین گرجائے اور زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہوگا۔ (شامی)

(۷۴) نلون کا پانی جو آجکل ہندوستان کے اکثر شہرونمین رائج ہین جاری پانی کے حکم مین ہی یعنی جاری کیطرح نجاست گرنے سے نجس نہین ہوتا جبتک کہ مزہ۔ رنگ۔ بو مین فرق نہ آئے۔

دوسری قسم

(۷۵) جن جانورون کا بیان اور جو صورتین نمبر ۶۹ سے نمبر ۷۲ تک ہو چکی ہین اُنکے سوا اور کسی جانور کا پاخانہ یا پیشاب کنوین مین گرجائے تھوڑا ہو یا بہت کنواں ناپاک ہوجائیگا اور اسی طرح نمبر ۱۷ مین جن جانورون کا ذکر ہوا ہی اُنکا پاخانہ زیادہ گرجائے تب بھی کنواں ناپاک ہوجائیگا۔

(۷۶) نجاست تھوڑی ہو یا بہت خفیفہ ہو یا غلیظہ کنوین مین گرجائے تو تمام پانی ناپاک ہوجائیگا۔ **مثال** (۱) ایک قطرہ خون کا یا شراب کا یا پیشاب کا یا پاخانہ کا گرجائے۔ (۲) ایسا زخمی جانور جسکے زخم سے خون یا پیپ جاری ہو کنوین مین

اگر جائے زندہ نکلے یا نہین (۷۳) ناپاک شی جیسے ناپاک کپڑا برتن کنوین مین گر جائے (۷۴) آدمی یا کسی جانور کے جسم پر نجاست ہو اور وہ غوطہ لگائے یا پانی سے استنجا کئے ہوئے کنوین داخل ہو۔

(۷۵) جو بچہ کہ مرا ہوا پیدا ہو کنوین مین گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہوجائیگا وہ بچہ انسان کا ہو یا اور کسی حیوان کا۔

(۷۶) دموی غیر دریائی جانور کنوین مین گر کر پھول[ع] پھٹ جائین یا پھولے پھٹے ہوئے کنوین مین گر جائین تو تمام پانی ناپاک ہو جائیگا۔

(۷۷) سور کے گرنے سے تمام پانی ناپاک ہوجائیگا خواہ مرا ہوا نکلے یا زندہ نکل آئے اسلیے کہ سور کا بدن پاخانہ پیشاب کی طرح نجس ہی۔

(۸۰) آدمی جوان ہو یا بچہ[ع] کنوین مین گر کر مر جائے تو تمام پانی ناپاک ہوجائیگا اور اسی طرح بکری یا بکری کا بچہ یا بکری سے بڑا جانور جیسے ہاتھی گھوڑا۔ اونٹ۔ بیل یا انکا بچہ اگر کنوین مین گر جائے تب بھی تمام پانی ناپاک ہوجائیگا۔

(۸۱) دو بلیان[ع] یا دو سے زیادہ یا ایک بلی اور تین چوہے یا چھ چوہے یا چھ سے

ع پھولنے پھٹنے سے انکے اندر کی نجاست پانی مین ملجائیگی جس سے تمام پانی ناپاک ہوجائیگا ۱۲ عـہ پھولنے کی پہچان یہ ہی کہ پانی مین گرنے سے اسکا جسم اپنے اصلی حجم سے بڑھ گیا ہو اور پھٹ جانیکی علامت یہ ہی کہ اُسکے بال گر گئے ہوں یا شق ہوگیا ہو ۱۲ عـہ کنوین مین گرنے والے جانور کی شریعت مین تین قسمین ہین۔ بکری۔ بلی۔ چوہا جو جانور بکری سے بڑے ہین یا بکری کے برابر وہ بکری کے حکم مین ہین اسی طرح جو جانور بلی کے برابر یا بڑے ہین وہ بلی کے حکم مین ہین بشرطیکہ بکری سے چھوٹے ہوں اور جو جانور چوہے کے برابر ہین یا بڑے بشرطیکہ بلی سے چھوٹے ہوں وہ چوہے کے حکم مین ہین ۱۲ للعـہ اسلیے کہ دو بلیون کو ایک بکری کا حکم ہی اور اسی طرح چھ چوہون کو ایک بکری کا حکم ہی ۱۲

زیادہ اگر کنوین مین گرکر مرجائین تو تمام پانی ناپاک ہوجائیگا اگرچہ اُنمین سے کوئی بھی پھولا پھٹا نہ ہو۔

(۸۲) مشکوک پانی جیسے گدھے خچر کا جھوٹا پانی کنوین مین گرجائے تو تمام پانی ناپاک ہوجائیگا۔ (شامی صفحہ ۱۵۶ ج ۱)

(۸۳) جس کنوین کا تمام پانی ناپاک ہو گیا تھا اُسکا پانی اگر کنوین مین گرجائے تو اُسکا بھی تمام پانی ناپاک ہوجائیگا۔ (قاضی خان)

(۸۴) کنوین کے قریب اگر کوئی نالا یا گڑھا ایسا ہو جس مین ناپاک پانی جمع رہتا ہے اور اُسکا اثر کنوین کے پانی مین معلوم ہو تو تمام پانی ناپاک ہوجائیگا اور اسی طرح اگر پاخانہ وغیرہ کسی گڑھے مین ڈالدیا جاتا ہو اور کسی طرح اُسکا اثر کنوین مین معلوم ہو تو ناپاک ہوجائیگا۔

تیسری قسم

(۸۵) چوہا یا اُسکے برابر کوئی اور جانور یا اُس سے چھوٹا یا اُس سے بڑا لیکن بلی سے چھوٹا اگر کنوین مین گرکر مرجائے تو تمام پانی ناپاک نہوگا بلکہ تھوڑا پانی اور یہی حکم ہے دو چوہون کا ان سب صورتون مین بیس ۲۰ ڈول نکالنے سے کنوان پاک ہوجائیگا۔

(۸۶) بلی یا کبوتر یا انکے برابر کوئی دوسرا جانور کنوین مین گرکر مرجائے یا مرا ہوا گرجاوے مگر پھولا پھٹا نہو تو تمام پانی ناپاک نہوگا بلکہ تھوڑا پانی چالیس ڈول نکالنے سے پانی پاک ہوجائیگا اور یہی حکم ہے اگر ایک بلی اور ایک چوہا گرجائے۔

عہ چھوٹا جانور اگر بڑے جانور کے ساتھ گرے تو اُسکا اعتبار نہین بڑے جانور کے گرنے سے جتنا پانی نکالنا چاہیے تھا اب بھی اُتنا ہی نکالنا ہوگا ۱۲

(۸۷) جس کنوین کا کل پانی ناپاک نہین ہوا بلکہ تھوڑا پانی ناپاک ہوا ہی اُسکا پانی اگر کسی کنوین مین گر جائے تو اس کنوین سے بھی اُسیقدر پانی نکالنا چاہیے جسقدر اُس کنوین سے نکالنا واجب ہی مثلاً ایک کنوین مین چوہا گرا تو اُس سے بیسؔ ڈول پانی نکالنا واجب ہی اب اگر اس کنوین کا پانی کسی دوسرے کنوین مین گر جائے تو اُس سے بھی بیس ڈول پانی نکالنا واجب ہوگا اور اگر پہلے کنوین سے دسؔ ڈول نکل چکے تھے صرف دس اور نکلنا باقی تھے اُسوقت اُسکا پانی دوسرے کنوین مین گرا تو اُس دوسرے کنوین سے بھی صرف دسؔ ہی ڈول نکالے جائینگے حاصل یہ ہے کہ پانی گرتے وقت جسقدر ڈول ناپاک کنوین سے نکالنا واجب ہوگا اُسیقدر اُس دوسرے کنوین سے بھی نکالا جائیگا جسمین اُسکا پانی گرا ہی۔ (عالمگیری)

(۸۸) جو کنواںؑ کسی چیز کے گرنے سے ناپاک ہوا ہی اُسکو گرنے کے وقت سے ورنہ جسوقت سے دیکھا ہی ناپاک کہین گے اور اس سے پہلے اُسکو پاک سمجھین گے اگرچہ اُسمین کوئی پھولا پھٹا جانور ہی کیون نہ نکلے۔

کنوین کے پاک کرنے کا طریقہ

(۸۹) جس چیز کے گرنے سے کنوان ناپاک ہوا ہے پہلے اُس چیز کو نکالنا چاہیے بعد اسکے شریعت کے حکم کے موافق اُسکا پانی نکالنا چاہیے جب تک وہ چیز نہ نکالی جائیگی کنوان پاک نہوگا اگرچہ کتنا ہی پانی کیون نہ نکالا جائے۔

(در مختار۔ خزانۃ المفتین)

عـ یہ مذہب صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا ہی اور بعض فقہا کا فتوی بھی اسی پر ہی چونکہ یہ روایت درایت کے موافق ہی اور اسپر عمل کرنے مین سہولت ہی اسلیے یہی روایت اختیار کی گئی ۱۲۔

(۹۰) اگر وہ ایسی نجاست ہی جو نکل نہین سکتی تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اُسکی ناپاکی دوسرے کی وجہ سے نہو بلکہ خود ہی ناپاک ہو جیسے مُردہ جانور کا گوشت یا وہ جانور جو کنوین مین گرکر مر گیا ہی دوسرے یہ کہ وہ ناپاک چیز خود ناپاک نہو بلکہ دوسرے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو جیسے ناپاک کپڑا اور لکڑی وغیرہ۔

پہلی صورت مین کنوین کو اتنی مدت تک چھوڑ دینا چاہیے جسمین وہ ناپاک چیز مٹی ہو جائے جسکی مقدار فقہا چھ مہینے لکھتے ہین پھر اس مدت کے بعد بقدر واجب پانی نکالڈالا جائے تو کنوان پاک ہو جائیگا۔ (شامی)

دوسری صورت مین اُسیوقت پانی نکالڈالنے سے کنوان[ع] پاک ہو جائیگا۔ (شامی)

(۹۱) جن صورتون مین تمام پانی ناپاک ہو جاتا ہی اُن مین کنوین کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ کل پانی نکالڈالا جائے یعنی کنوین[ع] سے اسقدر پانی نکالڈالا جائے کہ پھر اُسمین اگر ڈول ڈالین تو آدھا ڈول نہ بھر سکے اسکے بعد کنوان ڈول رسّی کھینچنے والون کے ہاتھ پیر پاک ہو جائینگے دھونے کی حاجت نہین۔ (شامی۔ قاضی خان)

ع اس لیے کہ یہ شے خود ناپاک نہین ہی بلکہ دوسری چیز کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہی پس جیسے بقدر واجب نکالنے سے کنوان پاک ہو جاتا ہے ویسا ہی چیز بھی پاک ہو جائیگی اور اگر یہ چیز خود ناپاک ہوتی تو البتہ پاک نہو سکتی اسلیے کہ نجاست کسی طرح پاک نہین ہو سکتی ۱۲ ع تمام پانی نکالڈالنے سے فقہا کی مراد یہی ہے کہ اس قدر پانی نکل جائے کہ بعد اُسکے پھر آدھا ڈول بھی نہ بھر سکے ۱۲

(۹۲) جس کنوین کا تمام پانی نہ نکل سکے اُس سے تین سو ڈول نکالدیے جائین تو وہ پاک ہوجائیگا۔

ع۵ اس مسئلے مین دو اختلاف ہین پہلا یہ کہ آیا تین سو ڈول نکالڈالنے سے کنوان پاک ہوگا یا نہین بعضے فقہا اس طرف ہین کہ پاک نہو گا اسلیے کہ جب اُسکا تمام پانی ناپاک ہوچکا ہی تو تین سو ڈول نکالنے سے کیا نتیجہ جبتک کہ کل پانی نہ نکالا جاے اور کل پانی نکالنے کی ان لوگون نے چند صورتین لکھی ہین (۱) دو آدمیون سے جنکو پانی پہچاننے مین مہارت ہو اندازہ کرایا جائے جتنے ڈول پانی وہ بتائین اُتنے ڈول نکالدیے جائین۔ (۲) کنوین مین رسّی ڈالکر ناپا جائے کہ کے ہاتھ پانی ہی پھر کچھ ڈول پانی نکالکر رسّی ڈالی جائے کہ کے ہاتھ پانی کم ہوگیا اُسی حساب سے پانی نکالڈالا جائے مثلاً رسی ڈالکر دیکھا تو دس ہاتھ پانی ہی سو ڈول نکالنے کے بعد پھر رسّی ڈالکر دیکھا تو ایک ہاتھ پانی کم ہوگیا تو نو سو ڈول اور نکالدئے جائین تو کل پانی کنوین کا نکل جائیگا (۳) کنوین مین جسقدر پانی ہی اُتنا ہی گہرا اور لانبا چوڑا گڑھا کھودا جائے اور اسقدر پانی نکالا جائے کہ وہ گڑھا بھر جائے (۴) آدمی پانی کھینچنا شروع کرین جب وہ تھک جائین تو کل پانی نکل جائیگا اور بعضے اسطرف ہین کہ تین سو ڈول نکالنے سے پاک ہوجائیگا جیسا کہ کتاب مین لکھا گیا اور یہی قول صحیح ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہی اور امام صاحب سے بھی اکثر کتب فقہ مین مثل کنز وملتقی وخلاصہ تاتارخانیہ ومعراج الدرایہ وعنایہ وغیرہ کے یہی منقول ہے دوسرا اختلاف یہ ہی کہ جس ڈول سے پانی نکالا جائے وہ بڑا کتنا ہونا چاہیے صحیح یہ ہی کہ جس ڈول سے اس کنوین کا پانی بھرا جاتا ہو اسی ڈول سے تین سو ڈول نکالدیے جائین بشرطیکہ ڈول بہت بڑا نہو اور اگر اُس کنوین کا کوئی ڈول نہین یا بڑا ڈول ہی یا بہت ہی چھوٹا یا اُس کنوین کے مختلف ڈول ہین تو ان سب صورتون مین اُس ڈول سے پانی نکالنا چاہیے جسمین ساڑھے تین سیر پانی آجائے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتابون مین امام صاحب سے یہی منقول ہی ۱۲

(۹۳) تیسرے قسم نمبر ۸۵ مین بیس[20] ڈول نکالنے سے کنوان پاک ہوجائیگا اور اس مین یہ شرط نہین کہ بیس[20] ڈول ایک ہی وقت مین نکالدیے جائین بلکہ مختلف وقتون مین بھی بیس ڈول اگر نکالدیے جائین تب بھی پانی پاک ہوجائیگا اور اسی طرح اگر ایک دفعہ اتنی بڑی چیز سے جس مین بیس[20] ڈول پانی سماتا ہو پانی نکالدیا جائے تب بھی پاک ہوجائیگا اور یہی حکم ہی تمام اُن صورتون کا جنمین گنتے اور شمار سے ڈول نکالنے کا حکم دیا گیا ہی یعنی اختیار رہی کہ ایک ساتھ سب ڈول نکالدیے جائین یا مختلف وقتون مین، یا ایک ہی دفعہ اتنی بڑی چیز سے جسمین اُسقدر ڈول پانی سماتا ہو۔ (شامی)

(۹۴) تیسرے قسم نمبر ۸۶ مین چالیس[40] ڈول پانی نکالنا چاہیے۔

(۹۵) جسقدر پانی نکالنا واجب ہی اگر اُسقدر پانی کسی نلّے کے ذریعے سے نکالدیا جائے تب بھی کنوان پاک ہوجائیگا۔ (درمختار)

(۹۶) ناپاک کنوان اگر بالکل خشک ہوجائے تب بھی پاک ہوجائیگا اسکے بعد اگر اُس سے پانی نکلے تو وہ ناپاک نہوگا۔ (مراقی الفلاح)

متفرق احکام

(۹۷) طاہر مطہر پانی کو ہر قسم کی ضرورت مین استعمال کرنا درست ہی مگر اسراف[ع]

ع حدیث کی کتابون مین مثل ابن ماجہ وغیرہ کے ہی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک نہر سے وضو کر رہے تھے اور ضرورت سے زیادہ پانی خرچ ہو رہا تھا اسی درمیان مین نبی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے سعد اسراف نکر و حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وضو مین بھی اسراف ہی ارشاد ہوا کہ ہان بخیال کرنا چاہیے کہ جب وضو مین جو خود بھی عبادت اور نماز جیسی عبادت کی شرط ہی اسراف ناجائز ہوا تو اور چیزون مین اسراف کرنا کیسا ہوگا۔

مکروہ ہی۔ اگرچہ وضو اور غسل مین ہو۔

(۹۸) ناپاک پانی کا استعمال جسکے تینون وصف نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہون کسی طرح درست نہین نہ جانورون کو پلانا درست ہی نہ مٹی وغیرہ مین ڈالکر گارا بنانا جائز ہی اور اگر تینون وصف نہین بدلے تو اُسکا جانورون کو پلانا اور مٹی مین ڈالکر گارا بنانا اور مکان مین چھڑکاؤ کرنا درست ہی۔ (عالمگیری)

(۹۹) دریا۔ ندی۔ وہ تالاب جو کسی کی زمین مین نہ ہو اور وہ کنوان جس کو بنانے والے نے وقف کردیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہین کسی کو یہ حق نہین ہی کہ کسی کو اُسکے استعمال سے منع کرے یا اُسکے استعمال مین ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگون کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہوجائے یا کسی گانون یا زمین کے غرق ہوجانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہین اور ہر شخص کو اختیار رہی کہ اس جائز طریقہ استعمال کا درست نہین اور ہر شخص کو اختیار رہے

(۱۰۰) جو تالاب یا کنوان کسی کی زمین مین ہو اُس سے انسان اور دوسرے حیوانون کو پانی پینے کا حق ہی اور مالک کو اس سے منع کرنے کا اختیار نہین مگر ان پینے کے سوا اور کسی ضرورت مین بے اجازت مالک کے استعمال کرنا درست نہین۔

(۱۰۱) دریا۔ تالاب۔ کنوین وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن مین مثل گھڑے مشک وغیرہ کے پانی بھرلے تو وہ اس پانی کا مالک ہوجائیگا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسیکو استعمال کرنا درست نہین۔

(۱۰۲) جو کنوان۔ تالاب۔ کسی کی زمین مین ہو تو مالک کو اختیار رہی کہ لوگون کو

اس کنوین - تالاب سے پانی نہ بھرنے دے بشرطیکہ اسکے قریب زیادہ سے زیادہ ایک میل کی دوری پر کہین اور پانی ہو - اور اگر اتنی دوری پر اور کہین پانی نہین تو پھر نہین منع کر سکتا -

(۱۰۳) جس شخص کا پیاس سے دم نکلتا ہو اور دوسرے شخص کے پاس اسقدر پانی ہو جو اُسکے پینے کی ضرورت سے زیادہ ہو اور وہ خوشی سے نہ دے تو اُس سے زبردستی چھین لینا درست ہے -

(۱۰۴) راکد قلیل مین پاخانہ پیشاب کرنا اور بلا ضرورت اُسکا نجس کرنا اور اُسمین نجاست ڈالنا حرام ہے اور راکد کثیر مین مکروہ تحریمی اور جاری مین مکروہ تنزیہی ہے - (مراقی الفلاح صفہ ۲۹)

(۱۰۵) بلا ضرورت پانی مین تھوکنا ناک صاف کرنا مکروہ ہے - (درمختار صفہ ۹۸ ج ۱)

(۱۰۶) صرف ڈھیلے سے جس سے استنجا کیا ہو اُسکو راکد قلیل مین غوطہ لگانا اُس مین گھسکر نہانا حرام ہے اور راکد کثیر مین مکروہ تحریمی اور جاری مین مکروہ تنزیہی ہے

(۱۰۷) دریا کے سفر کرنے والون کو دریا مین پاخانہ پیشاب درست ہے -

(۱۰۸) ناپاک پانی جیسے پاخانہ کی نالیان - انکو نہر یا تالاب مین لانا اور چھوڑنا درست نہین -

(۱۰۹) لوگون کے پینے کے لیے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیون مین راستو نپر پانی رکھدیتے ہین اس سے وضو غسل درست نہین اور دوسری ضرورت مین استعمال کرنا جائز ہے ہان اگر زیادہ ہو تو مضایقہ نہین - اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اُس سے پینا درست ہے -

نجاستون کا بیان اور اُنسے پاکی کے طریقے

مقدمہ اسمین اُن اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کیے جائینگے جو نجاست کے مسائل مین بولے جاتے ہین ۔

(۱) نجاست کی دو قسمین ہین حکمیہ[1] ۔ حقیقیہ[2] ۔

(۲) حکمیہ انسان کی وہ حالت جسمین نماز اور قرآن مجید پڑھنا درست نہین اور اُسکو حدث بھی کہتے ہین اور حدث کی دو قسمین ہین ۔ حدث اکبر ۔ حدث اصغر

(۳) حدث اکبر ۔ انسان کی وہ حالت جس مین بغیر نہائے یا تیمم کیے نماز اور قرآن مجید کا پڑھنا درست نہین ۔

(۴) حدث اصغر ۔ انسان کی وہ حالت جس مین بغیر وضو یا تیمم کیے نماز پڑھنا درست نہین ہان قرآن مجید پڑھنا درست ہی ۔

(۵) نجاست حقیقیہ وہ چیز جس سے انسان نفرت کرتا ہی اور اپنے بدن اور کپڑون اور کھانے پینے کی چیزون کو اُس سے بچاتا ہی اسیوجہ سے شریعت مین اُس سے بچنے کا حکم ہوا اور اگر کسی چیز مین لگجائے تو اُسکے دُور کرنے اور اُس چیز کے پاک کرنے کا حکم کیا گیا (حجۃ اللہ البالغۃ ۔ صـ ۱۹۸)

اور نجاست حقیقیہ کی دو قسمین ہین غلیظہ ۔ خفیفہ ۔ اور غلیظہ خفیفہ کی بھی دو دو قسمین ہین اس لحاظ سے نجاست حقیقیہ کی چار قسمین ہوئین ۔

(۶) غلیظہ وہ چیز جسکے ناپاک ہونے مین کسی قسم کا شبہہ نہو تمام دلیلون سے اُسکا ناپاک ہی ہونا ثابت ہو کوئی دلیل ایسی نہو جس سے اُسکا پاک ہونا نکلے اور اُس سے بچنے مین انسان کو کچھ دقت نہو جیسے آدمی کا پاخانہ یا شراب وغیرہ ۔ (خزانۃ المفتین)

(۷) خفیفہ وہ چیز جسکا نجس ہونا یقینی ہو کسی دلیل سے اُسکا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو اور کسی دلیل سے اُسکے پاک ہونے کا شبہہ ہوتا ہو۔ (مراقی الفلاح)

(۸) نجاست مرئیہ وہ ہی جو سوکھنے اور خشک ہونے کے بعد نظر آئے خواہ وہ خود ہی ایسی ہو جو خشک ہونے بعد معلوم ہوتی ہو جیسے پاخانہ خون سائل یا خود ایسی نہ ہو مگر جب کوئی دوسری چیز اُسپر تری کی حالت مین پڑجائے اور جم جائے تب وہ خشک ہونیکے بعد معلوم ہو اور اگر کوئی چیز نہ پڑے تو نہ معلوم ہو جیسے ناپاک پانی اگر کپڑے وغیرہ پر پڑجائے تو خشک ہونے کے بعد معلوم نہ ہوگا ایسی حالت مین وہ نجاست مرئیہ مین داخل نہ ہوگا اور اگر تری کی حالت مین اُسپر مٹی وغیرہ پڑجائے اور سوکھنے کے بعد معلوم ہو تو ایسی حالت مین وہ نجاست مرئیہ مین داخل ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

(۹) نجاست غیر مرئیہ وہ ہی جو خشک ہونیکے بعد نظر نہ آئے جیسے نجس پانی۔

(۱۰) جسم و کپڑے کا چوتھا حصہ اگر کپڑے مین اجزا نہون جیسے عمامہ - دری رومال چادر وغیرہ تو کل کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا اور اگر کپڑے مین اجزا ہون اور چند اجزا سے جوڑ کر بنایا گیا ہو جیسے کرتہ یا پائجامہ کہ ان مین کلی آستین آگا پیچھا اور پائچے وغیرہ ہوتے ہین تو ایسی حالت مین جس پر نجاست لگی ہوگی اُسی کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا نہ تمام کا مثلاً کرتہ کی آستین مین نجاست لگجائے تو اُسی آستین کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا نہ پورے کرتہ کا اور اسی طرح پائجامہ کے ایک پائچے مین نجاست لگجائے تو اُسی پائچہ کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا نہ پورے پائجامہ کا اور اسی طرح جسم کے جس عضو پر

ع خفیفہ غلیظہ کے یہ معنی امام صاحب کہتے ہین اور قاضی ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہین کہ غلیظہ وہ جسکو تمام علما ناپاک کہین اور خفیفہ وہ ہی جسکو کچھ علما پاک بھی کہین۔

انگلی اوپر کی ہڈی کا چوتھا حصہ معتبر ہوگا بشرطیکہ عرف مین اُسکو مستقل عضو سمجھتے ہون (شامی صفحہ ۲۱۲ ج ۱)

(۱۱) درہم عنہ وزن اُسکا تین ماشہ اور ایک رتی ہی اور پیمایش اُسکی یہ ہی کہ آدمی اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو خوب اچھی طرح تان کر پھیلائے اور اُسپر پانی ڈالکر دیکھے کہ کتنی دور تک پانی ٹھہرتا ہی جتنی دور تک پانی ٹھہرے وہی درہم کی پیمایش ہی یہ پیمایش قریب قریب روپیہ مروجہ کے ہوتی ہی اس سے کم نہین۔

(۱۲) منی عنہ وہ پانی جسکے نکلنے سے انسان کی طبعی خواہش کا خاتمہ ہوجاتا ہی اور انسان کی اُس جنبش و اضطراب خاص کو سکون ہوجاتا ہی مرد کی منی سپید اور گاڑھی ہوتی ہی اور عورت کی مائل بزردی اور پتلی۔

(۱۳) مذی وہ سپید اور پتلا پانی جو انسان کی عین خواہش نفسانی اور خاص جنبش اور اضطراب کے وقت نکلتا ہی اور چونکہ انسان کو اُسوقت ایک قسم کی بیخودی ہوتی ہی لہذا اُسکے نکلنے کی اکثر خبر نہین ہوتی اور اسکے بعد جب منی نکلتی ہی تب اُسکا نکلنا بند ہوجاتا ہی

(۱۴) ودی - وہ گاڑھا پانی جو اکثر پیشاب کے بعد نکلتا ہی - اور منی - مذی کے نکلنے کے جو اوقات ہین اُنمین نہین نکلتا -

---

عنہ زکوٰۃ کے مسائل مین درہم کا وزن دو ماشہ اور ایک رتی ہی لیکن یہان مثقال یعنی دینار کے برابر جو درہم ہو وہ معتبر ہی یعنی تین ماشہ اور ایک رتی علامہ محمد بن عابدین شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہی کہ سو جو کی برابر ایک دینار ہوتا ہی اور چار جو کی ایک رتی ہوتی ہی اور آٹھ رتی کا ایک ماشہ ہوتا ہی تو اس حساب سے ایک دینار تین ماشہ اور ایک رتی کا ہوا ۱۲

عنہ یہ لفظ ایسا مشہور اور متعارف ہی کہ جسکو تمام لوگ جانتے ہین اور ہمکو اسکے معنے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن مذی - ودی کی مناسبت سے اسکے معنے بھی لکھدیے گئے ۱۲

(۱۵) حیض وہ خون جو جوان عورت غیر حاملہ کو کم سے کم تین روز آئے اور کسی مرض یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہو۔

(۱۶) نفاس وہ خون جو عورت کو بعد بچہ پیدا ہونے کے آئے۔

(۱۷) استحاضہ وہ خون جو حیض نفاس کے علاوہ عورتون کو آئے۔

(۱۸) مُنھ بھر قی وہ ہی جو آدمی کے مُنھ مین بلا تکلف نہ سما سکے (مراقی الفلاح)

(۱۹) دباغت کھال کی بدبو اور رطوبت کے دور کرنے کو کہتے ہین خواہ مٹی سہی ہو یا کسی دوسری چیز سے جیسے ببول کی چھال وغیرہ یا دھوپ مین رکھکر۔ اور جس کھال کو دباغت دین اُسکو مدبوغ کہتے ہین۔

(۲۰) استنجا جو نجاست کہ انسان کے عضاے مخصہ سے نکلے اُسکے اُنھین اعضا سے دور کرنیکو کہتے ہین

نجاست کے مسائل مین کار آمد اصول

(اصل ۱) اَلْمَشَقَّۃُ وَالْحَرَجُ اِنَّمَا یُعْتَبَرُ فِیْمَا لَا نَصَّ فِیْہِ

مشقت و حرج کا اعتبار اُن احکام مین ہی جو منصوصہ نہین ہین

جو احکام دلیل قطعی (جیسے قرآن مجید) سے ثابت ہین وہ مشقت اور حرج کیوجہ سے نہین بدل سکتے۔ مثال سُور۔ شراب۔ خون کا ناپاک ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہی لہذا یہ کسیوقت پاک نہونگے

(اصل ۲) اَلْمَشَقَّۃُ تَجْلِبُ التَّیْسِیْرَ

سختی سے آسانی ہو جاتی ہے

احکام قیاسی کو ایسے وقت مین کہ اُنپر عمل کرنے سے حرج یا مشقت ہو چھوڑ دینا درست ہی مثال مردہ آدمی اگر نہلایا جائے تو اُسکے جسم سے جو پانی گرے وہ ناپاک ہی لیکن

منہ ان تینون کی تفصیل حکمی نجاست کے بیان مین ہوگی اور وہین انکے احکام بھی لکھے جاینگے۔ ۱۲

نہلانی والیکے اوپر اُسکی چھینٹین پڑجائین توچونکہ اُسکا اس سے بچنا دشوار تھا اسلیے معاف ہین

اصل ۴۳) عُمُوْمُ الْبَلْوٰی مِنَ الْمَشَقَّةِ

جس امر مین عام لوگ مبتلا ہون اور اُسکا چھوڑنا دشوار ہو وہ بھی مشقت ہی

تمام لوگ جس کام کو کرتے ہون اور قیاس سے ناجائز ہو اور اُسکا ترک کرنا دشوار ہو تو اس حکم پر عمل نکرینگے۔

مثال بارش کی موسم مین راستہ کی پانی اور کیچڑ سے بچنا دشوار ہی لہذا وہ اگر کپڑہ وغیرہ پر لگجاے تو معاف ہے

اصل ۴۴) اَلْمَعْدُوْمُ لَا یَعُوْدُ

جو شی زائل ہوگئی ہی وہ پھر عود نہ کریگی

شارع نے جس چیز کے چلے جانے کا حکم دیدیا ہی پھر وہ دوبارہ نہین لوٹتی۔

مثال کپڑے سے منی کھورچ دیجاے تو کپڑا پاک ہوجاتا ہی اسکے بعد اگر کپڑا پانی مین بھیگ جائے یا پانی مین گرجاے تو کپڑا اور پانی ناپاک نہوگا اسی طرح نجس زمین خشک ہوجانے سے پاک ہوجاتی ہی اگر زمین بھیگ جاے تو پھر اُسکی ناپاکی نہ لوٹے گی۔

اصل ۴۵) مَا اُبِیْحَ لِلضَّرُوْرَةِ یَتَقَدَّرُ بِقَدْرِهَا

ضرورت سے جو شی جائز کیگئی وہ وہین جائز ہوگی جہان ضرورت ہو

جو امور کہ ناجائز ہین اور ضرورت کی وجہ سے جائز ہوگئے وہ وہین جائز ہونگے جہان ضرورت ہو اور بلا ضرورت جائز نہ ہونگے۔

مثال کھلیان باٹنے کے وقت اگر بیل غلہ پر پیشاب کردین تو ضرورت کی وجہ سے معاف ہی یعنی غلہ اُس سے ناپاک نہوگا اور اگر کھلیان کے باٹنے کے سوا دوسرے وقت مین پیشاب کرین تو ناپاک ہوجائیگا اسلیے کہ یہان ضرورت نہین۔

(اصل ٦) اِذَا اجْتَمَعَا الحَاظِرُ وَ الْمُبِيْحُ رُجِّحَ الحَاظِرُ

جب منع کرنیوالی اور اجازت دینے والی دلیلین جمع ہوجائین تو منع کرنیوالی دلیل کو ترجیح دیجائیگی

جس چیز کے جائز اور ناجائز حرام اور حلال پاک اور ناپاک ہونے کی دلیلین ہر طرح سے برابر ہون تو منع کرنے والی دلیل (جس سے ناجائز۔ حرام۔ ناپاک ہونا نکلتا ہی) کا اعتبار ہوگا

مثال نجاست پاک چیزمین اگر ملجائے تو تمام کو ناپاک کہین گے اسی طرح نجاست غلیظہ اور خفیفہ دونون ایک شے پر لگجائین تو نجاست غلیظہ کا اعتبار ہوگا یعنی اُسکے پاک کرنے مین وہی شروط معتبر ہونگے جو غلیظہ مین ہین بشرطیکہ خفیفہ غلیظہ سے زیادہ نہو۔

(اصل ۷) اَلحَاجَةُ تَنْزِلُ مَنْزِلَةَ الضَّرُوْرَةِ عَامَّةً كَانَتْ اَوْ خَاصَّةً

حاجت اور ضرورت کا ایک حکم ہی

ناجائز شی ضرورت کے وقت جیسے جائز ہوجاتی ہی اسی طرح حاجت کے وقت بھی جائز ہوجاتی ہی حاجت عام لوگون کی ہو یا خاص لوگون کی۔

مثال نجاست لگی ہوئی ہو تو اُسکا دھونا واجب ہی لیکن جب اسقدر پانی ہو کہ جو پینے کی ضرورت سے زائد ہو اور اگر اُس پانی کو دھونے مین صرف کیا جائے تو تشنگی سے اپنے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت مین حاجت کی وجہ سے یہ معاف ہی۔

(اصل ۸) لَا عِبْرَةَ لِلتَّوَهُّمِ

یقین اور ظن کے مقابلے مین توہم اور شک کا اعتبار نہین

جس شی کے پاک ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو یا اُسکے ناپاک ہونیکا یقین اور ظن غالب نہو تو محض وہم اور شک سے اُسکے ناپاک ہونے کا حکم نہ دینگے۔

مثال کافر کھانے کی شی جو بناتے ہین یا اُنکے برتن اور کپڑا وغیرہ کو ناپاک کہینگے تاوقتیکہ

اُسکا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہو۔

اصل ۹) اَلثَّابِتُ بِالْبُرْهَانِ كَالثَّابِتِ بِالْعِيَانِ

جو شے دلیل سے ثابت ہو جائے وہ واقع مین ثابت ہو جائیگی

جن چیزون کا ہونا دلیل سے معلوم ہو جائے تو وہ حقیقت مین موجود سمجھی جائیگی۔
مثال ناپاک ہوتی ہوئی ہمنے کسی شی کو نہین دیکھا لیکن دو شخصون نے اُسکے ناپاک ہونیکی گواہی دی یا قرائن اور آثار سے اُسکا ناپاک ہونا معلوم ہوا تو وہ شی واقع مین ناپاک سمجھی جائیگی۔

اصل ۱۰) اَلْعَادَةُ مُحَكَّمَةٌ

عادت سے بھی حکم معلوم ہو جاتا ہے۔

رواج اور عادت جیسی ہو اُسی کے موافق حکم دیا جائیگا۔
مثال عادت یہ ہی کہ اکثر آدمی طبعاً کھانے کو اور نیز دیگر چیزون کو ناپاکی سے بچاتے ہین تو کفار کی چیزون کو ناپاک نہ کہین گے تاوقتیکہ قرینہ یا دلیل سے اُسکا ناپاک ہونا معلوم نہو

مسائل

اُن چیزون کا بیان جن مین نجاست غلیظہ ہی

(۱) جاندار چیزون مین سور نجس ہی زندہ ہو یا مردہ (مراقی الفلاح)

(۲) جن جاندار چیزون مین خون سائل ہی وہ مرنے کے بعد نجس ہو جاتی ہین بشرطیکہ دریائی نہون خواہ انسان ہو یا دوسرا حیوان مگر وہ مسلمان جو شہید ہوا ناپاک نہین ہوتا (شامی مصری ص۱۵۵ ج۱)

(۳) وہ بچہ جسمین جان پڑی ہو انسان کا ہو یا کسی دوسرے حیوان کا اور اسیطرح

خون لبستہ اور وہ گوشت کا لوتھڑا جسمین اعضاء نہین بنے (شامی صد ۱۵۵ ج ۱)

(۴) جن عہ جانورونکا جھوٹا ناپاک ہی اُنکا پسینا اور لعاب دہن بھی ناپاک ہی (منیۃ المصلی)

(۵) مردہ جانور یعنی جو جانور بلا ذبح کے مرجائے اُسکی ہڈی سینگ۔ بال جو کاٹے گئے ہون پرچونچ کھر پنجے دانت کے سوا یعنی اُن اعضاء کے سوا جنمین خون سرایت نہین کرتا تمام نجس ہین جیسے گوشت چربی عہ کھال مگر کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہی بخلاف گوشت وغیرہ کے۔

(۶) جو چیزین اور اعضاء مردہ جانور کے پاک ہین وہ حرام دموی جانور کے بھی پاک ہین اور اسکے سوا تمام ناپاک ہین جیسے گوشت چربی وغیرہ اور جو ناپاک ہین وہ شرعی طور سے ذبح کے بعد بھی پاک نہین ہوتین البتہ حلال جانورون کی وہ چیزین بھی ذبح کے بعد پاک ہوجاتی ہین اور کھال سب کی سور کے سوا دباغت سے پاک ہوجاتی ہے (شامی مصری صد ۱۵۱ ج ۱)

(۷) خون سائل نجس ہی خواہ انسان کا ہو یا اور کسی حیوان کا اور اسمین یہ شرط نہین کہ بالفعل سیال ہو بلکہ اگر بالفعل منجمد ہو لیکن ایسا ہو کہ اگر رقیق ہوتا بہجاتا تب بھی نجس ہی (مراقی الفلاح)

(۸) زندہ حیوان دموی کا کوئی عضو کٹ جائے یا ٹوٹ کر علیحدہ ہوجائے تو نجس ہے بشرطیکہ اُن اعضاء سے ہو جنمین خون سرایت کرتا ہی جیسے ہاتھ پیر کان ناک اور اگر ایسا عضو ہو جسمین خون سرایت نہین کرتا تو وہ نجس نہین جیسے بال ناخن وغیرہ

عہ مشکوک پانی چونکہ پاک ہی لہذا جن جانورونکا جھوٹا مشکوک ہی اُنکا پسینہ اور لعاب دہن بھی پاک ہوگا جیسے خچر جسکو پانی کے احکام کے نمبر (۴) مین بیان کیا ہی ۱۲ عہ بعض لوگ جو چربی شیر وغیرہ کی استعمال کرتے ہین اور اسکو پاک جانتے ہین یہ درست نہین ہان اگر طبیب حاذق کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہین تو ایسی حالت مین درست ہی ۱۲

(۹) حرام جانور کا دودھ مردہ ہو یا زندہ اور مردہ جانور کا دودھ اگرچہ وہ حرام ہو نجس ہے (عالمگیری)

(۱۰) حیوان ذی روح کے جسم سے مرنیکے بعد رطوبت نکلے وہ نجس ہے (شامی صفحہ ۱۵۵ ج ۱)

(۱۱) انسان کا پاخانہ پیشاب منی ع مذی ودی نجس ہے اور اسطرح تمام عہ جانورونکی منی۔

(۱۲) عورت کی شرمگاہ سے جو رطوبت نکلے وہ نجس ہے (شامی)

(۱۳) منھ بھر قی سه بڑے کی ہو یا بچہ کی اور حیض و نفاس و استحاضہ کا خون نجس ہے۔

(۱۴) ہر ذی روح جانور کا جگال (یا کرتے وقت جو کف منھ سے نکلتا ہے ناپاک ہے (مراقی الفلاح)

(۱۵) انسان کے جسم سے دم سائل یا پیپ وغیرہ نکلے یا اور کوئی رقیق یا غلیظ شئی جو وضو کو توڑدے وہ نجس ہے۔

(۱۶) شہید کا خون جب اسکے جسم سے بھکر گر جائے تو نجس ہے۔

(۱۷) جانور کے ذبح کرنے کے بعد رگون پٹھون مین یا گوشت اور ہڈی پر جو خون سائل لگجائے وہ نجس ہے بشرطیکہ جما ہوا اور اسی عضو کا نہو۔

(۱۸) حرام جانورونکا پیشاب اور انڈا نجس ہے پرند ہون یا غیر پرند چھوٹے ہون

ع مرد اور عورت کی منی مین کچھ فرق نہین ۱۲ عہ جانورونکی منی حرام ہون یا حلال نجس ہے اور بعضون نے سوا سور اور کتے کے باقی جانورون کی منی کو پاک لکھا ہے مگر یہ صحیح نہین۔ (در مختار و شامی)

سه یہ مذہب صاحبین کا ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے ۱۲ للعہ منھ بھر قی سے اگر کم ہو تو نجس نہین ۱۲ ھ رقیق اور غلیظ اسلیے لکھا گیا کہ وضو کی توڑنے والی ہر چیز ناپاک نہین جیسے ریاح وضو کو توڑتی ہے مگر نجس نہین ۱۲ ه چوہے بلی کے پیشاب کو بعض علما نے پاک لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ناپاک ہے ہان ضرورت کی وجہ سے بعض چیزون مین معاف کیا گیا ہے ۱۲

یا بڑے۔ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح صفحہ ۱۸۹ شامی صفحہ ۲۳۲ ج ۱)

(۱۹) پرندون کے سوا تمام جانورونکا پاخانہ نجس ہی (درمختار)

(۲۰) جو پرندعہ دار اُڑتے نہین اُنکا پاخانہ نجس ہی جیسے مرغی بط وغیرہ (درمختار)

(۲۱) شراب اور تمام ایسی رقیق و سیال شئی جو نشہ لاتی ہین نجس ہین (شامی صفحہ ۲۳۳ ج ۱ مراقی الفلاح صفحہ ۹۲)

(۲۲) نجاستون سے جو عرق کھینچا جائے یا اُنکا جوہر نکالا جائے وہ نجس ہی (شامی صفحہ ۲۳۳ ج ۱)

(۲۳) جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہی خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا۔

(۲۴) مُردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہی۔

(۲۵) سانپ کی کھال نجس ہی (عالمگیری)

(۲۶) مُردہ انسان کے مُنھ کا لعاب نجس ہی۔ (عالمگیری)

(۲۷) نجاست غلیظہ اور خفیفہ اگر ملجائین تو مجموعہ کو غلیظہ کہین گے اور اسی طرح پاک چیز مین اگر نجاست غلیظہ ملجائے تب بھی مجموعہ کو غلیظہ کہین گے۔

(۲۸) کسی چیز پر مثل کپڑے وغیرہ کے اگر ایک جگہ نجاست غلیظہ ہو اور دوسری جگہ خفیفہ ہو اور ہر نجاست تنہا اُسیقدر ہو جسیقدر شریعت مین معاف ہی یا اُس سے کم لیکن اگر دونون کو ملالین تو اُس مقدار سے بڑھ جائے تو ایسی حالت مین اگر نجاست غلیظ

عہ اور اُنکے پاخانہ مین اکثر بدبو آیا کرتی ہی تو اگر یون کہا جائے کہ جن پرندون کے پاخانہ مین بدبو آئے وہ نجس ہی تو بھی صحیح ہی ۱۲ عہ آجکل جو انگریزی دوائین شراب کا جوہر ہین یا جنمین شراب پڑتی ہی نجس ہین اُنکا استعمال درست نہین تا وقتیکہ طبیب حاذق مسلمان یہ نہ کہدے کہ اسکا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین ۱۲ عہ یہ قید اسواسطے لگائی گئی کہ اگر اُس مقدار سے زیادہ ہو تو اُسکا حکم کھلا ہوا ہی یعنی معاف نہین

خفیفہ کی برابر یا زیادہ ہو تو وہ خفیفہ بھی غلیظہ سمجھی جائیگی یعنی دونون کا مجموعہ اگر درہم سے کم یا برابر ہو تو معاف ورنہ نہین اور اگر نجاست خفیفہ غلیظہ سے زیادہ ہی تو کل خفیفہ جائیگی یعنی کپڑے کی چوتھائی حصتہ تک معاف ہی اور اس سے زیادہ نہین۔

جن چیزون مین نجاست خفیفہ ہی اُنکا بیان

(۱) حلال جانورون کا پیشاب نجس ہی اور اسی طرح گھوڑے کا پیشاب بھی۔

(۲) حرام پرند جو اُڑتے ہین اُنکا پاخانہ نجس ہی اور ایسا ہی حلال پرندونکا بشرطیکہ بدبودار ہو۔ (خزانۃ المفتیین صـ۱۱)

معافی جو شریعت نے کی

شریعت کے احسانات اور اُسکے معافیان بیشمار ہین نمونہ کے طور پر چند مسئلے یہان لکھے جاتے ہین کلیتہ قاعدہ اُن معافیون کا اصل ۲ و ۳ مین بیان ہو چکا ہی۔

(۱) نجاست غلیظہ مرئیہ ہو تو درہم کی برابر وزن مین معاف ہی اور غیر مرئیہ ہو تو درہم کی برابر پیمایش مین معاف ہی یعنی کسی شخص کے جسم یا کپڑے پر اسقدر نجاست لگی ہو اور وہ بغیر اُسکے دُور کیے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائیگی لیکن دُھونا بہتر ہی عـــہ بشرطیکہ دھونے پر قدرت ہو اور باوجود قدرت کے نہ دُھونا مکروہ ہی اور یہی حکم ہے اُس نجاست غلیظہ کا جو درہم سے کم ہو۔ (شامی صـ۲۳ ج ۱)

(۲) نجاست خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ اگر جسم یا کپڑے پر لگجائے تو چوتھے حصتہ کے بقدر معاف ہی۔

(۳) نجاست جسقدر لگے جسقدر معاف ہی یا اُس سے بھی کم مگر پھیلکر اُس سے

عـــہ یہان تک کہ بعض فقہانے لکھا ہی کہ درہم کی برابر نجاست ہو تو نماز توڑ کر دھوئے ۱۲

بڑھ جائے تو وہ معاف نہین اور اُسکا وہی حکم ہی جو اُس نجاست کا ہی جو پہلے ہی سے زیادہ لگجائے۔ (شامی صفحہ ۲۳۱ ج ا)

(۴) اکہرے کپڑے مین ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگی اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونون کا مجموعہ اُس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائیگی اور معاف ہوگی ہان اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑے ملا کر اُس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائیگی اور معاف نہوگی (خزانۃ المفتیین)

(۵) نجاست غلیظہ مرئیہ وزن مین درہم سے کم ہو مگر پیمایش مین درہم سے زیادہ ہو تو کچھ حرج نہین اسلیے کہ اُسمین درہم کا وزن معتبر ہی پیمایش کا اعتبار نہین۔

(۶) کھلیان چلاتے وقت جو جانور غلّہ پر پیشاب کرتے ہین وہ معاف ہی عہ

(۷) کسی نجاست کی چھینٹین اگر کپڑے یا بدن پر پڑجائین اور اسقدر باریک یا ہون جیسے سوئی کی نوک تو وہ معاف ہین اگرچہ مجموعہ اُنکا اُس مقدار سے زیادہ ہو جو شریعت مین معاف ہی اور اسی طرح اگر قصاب وغیرہ کے کپڑون پر سوئی کی نوک کے برابر خون کی چھینٹین پڑجائین اور اسی طرح جو لوگ گائے بیل بھینس وغیرہ پالتے ہین جیسے گاڑی یکہ بان وغیرہ تو اُنپر بھی اگر انکا پاخانہ پیشاب قلیل متفرق طور سے لگجائے کہ جسکا مجموعہ درہم سے زیادہ ہو تو معاف ہی۔ شامی صفحہ ۱۳۹)

(۸) مُردہ کو کوئی شخص نہلائے اور نہلانیوالے پر اُسکے پانی کی چھینٹین پڑین تو یہ معاف ہی

عہ یہان فقہاء لکھتے ہین کہ جب اس غلہ سے کچھ حصہ علیحدہ کر دیا جائے تو تمام پاک ہو جائیگا اور یہی اسکے پاک کرنیکا طریقہ ہی اسلیے کہ جب اُسکے دو حصے کر دیے تو کسی ایک کو بالتخصیص ناپاک نہین کہسکتے لیکن یہ وجہ سے صحیح نہین کہ ناپاک ہونا یقینی ہی اور پاک ہونیکا شک ہی لہذا حکم یقین سے نہ جائیگا بحکم اصل مسالہ آب بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ بحکم (۳) حرج و مشقت کی وجہ سے شریعت نے معاف کر دیا ۱۲

(۹) راستون کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہی بشرطیکہ اُسمین نجاست کا اثر نہ معلوم ہو (مراقی الفلاح صہ۸)

(۱۰) فرش یا مٹی یا اور کسی ناپاک چیز پر بھیگے بدن پر سے لیٹ جائے یا ناپاک زمین پر تر قدم رکھے یا کسی ناپاک فرش پر سونے کی حالت مین پسینا نکلے تو یہ سب معاف ہی بشرطیکہ نجاست کا اثر بدن پر نہ معلوم ہو۔ (مراقی الفلاح صہ۸)

(۱۱) ناپاک چیز پر اگر تر کپڑا پھیلا دیا جاوے تو معاف ہی بشرطیکہ نجاست کا اثر اُس پر نہ آجائے

(۱۲) دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ مین پڑ جائین یا تھوڑا سا گوبر گر جائے تو معاف ہی بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔ (خزانۃ المفتیین)

(۱۳) چوہے کی مینگنی آٹے مین پس جائے تو معاف ہی بشرطیکہ اُسکا اثر آٹے مین نہ معلوم ہو اور اسی طرح اگر روٹی مین پک جائے وہ بھی معاف ہی بشرطیکہ گھلی نہو ویسی ہی سخت ہو (خزانۃ المفتیین)

یہان اگرچہ ناپاک چیزونکا بیان ہی مگر بعض وہ چیزین جو ناپاک نہین ہین اور انکا معلوم ہو جانا مفید ہی لکھی جاتی ہین۔

(۱) شہید کا خون جو اُسکے بدن پر لگا ہو پاک ہی۔ (شامی صہ۲۳۲ ج۱)

(۲) خون پیپ وغیرہ جو جسم یا زخم سے نکلی اور بقدر بہنے کے نہو جو اسکے پاک ہی خواہ وہ چند بار کے لگنے سے زیادہ درہم سے ہو جائے۔ (شامی صہ۲۳۲ ج۱)

(۳) حلال ذبح کیی ہوئی جانور کے گوشت وغیرہ پر جو اُسی جگہ کا خون ہوتا ہی وہ پاک ہی

(۴) خون بہائے جن جانورون مین نہین جیسے مچھر مکھی پسو وغیرہ ایسے جانور اگر انسان کا خون پئین تو وہ پاک ہی بشرطیکہ سائل نہو۔ (شامی صہ۲۳۵ ج۱)

(۵) دریائی جانور اور وہ جانور جنمین دم سائل نہین مرنے کے بعد بھی ناپاک نہین ہوتے حرام ہون یا حلال جیسے مچھلی بچھو بعضے سانپ چھپکلی بھڑ (مراقی الفلاح صد۹)
(۶) صحیح یہ ہے کہ کتا اور ہاتھی نجس عـہ نہین ۔
(۷) حلال پرندونکا پاخانہ پاک ہے بشرطیکہ بودار نہو۔ خزانۃ المفتین و عالمگیری)
(۸) جنکا جھوٹا پاک ہے اُنکا پسینا بھی پاک ہے جیسے آدمی مسلمان ہو یا کافر مرد ہو یا عورت خواہ حائضہ ہو یا نفساء یا وہ شخص جسکو نہانے کی ضرورت ہو (شامی صـ۲۳۷ ج ۱)
(۹) نجاست اگر جلائی جائے تو جسکا دھوان پاک ہے وہ اگر جم جائے اور اُس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہین کہ نجاست کے دھوئین سے بنتا ہے (شامی صـ۲۳۷ ج ۱)
(۱۰) نجاست کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اُسمین اثر کر کے اسکو تر نہ کر دیا ہو۔ (شامی صـ۲۳۷ ج ۱)
(۱۱) نجس چیز جیسے پاخانہ سور وغیرہ نمک کی کان مین گر کر نمک ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اسی طرح اگر مٹی ہو جائے یا جلکر راکھ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے حاصل یہ کہ نجس چیز کی اگر حقیقت بدلکر دوسری چیز بنجائے تو وہ پاک ہو جائیگی جیسے شراب سرکہ بنجائے یا نجاست جلکر راکھ ہو جائے۔ (شامی صـ۲۳۷ ج ۱)
(۱۲) نجاستون سے جو بخارات اُٹھین وہ پاک ہین۔ (شامی صـ۲۳۷ ج ۱)
(۱۳) پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہین عـہ (شامی صـ۲۵۸)
(۱۴) کھانے کی چیزین اگر سڑ جائین اور بو کرنے لگین تو ناپاک نہین ہوتین جیسے گوشت حلوا وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے انکا کھانا درست نہین (شامی صـ۲۵۸ ج ۱)

عـہ قاضی ابو یوسف اور امام صاحب رحمہما اللہ البتہ نجس کہتے ہین ۱۲ عـہ مگر انکا کھانا درست نہین ۱۲

(۱۵) نجاستوں سے جو کیڑے پیدا ہوتے ہیں جیسے پاخانہ یا شراب وغیرہ سے وہ نجس ہیں۔ (شامی صفحہ ۱۳۵ ج ا)

(۱۶) سُور کے سوا تمام جانوروں کے سینگ بال ہڈی پٹھے کھُر دانت یعنی وہ شی جنمیں خون نہیں سرایت کرتا پاک ہی بشرطیکہ جسم کی رطوبت اسپر نہ ہو خواہ یہ چیزیں مُردہ جانوروں کی ہوں یا مذبوح کی۔ (شامی صفحہ ۱۵۱)

(۱۷) مشک اور اُسکا نافہ پاک ہی اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

(۱۸) مُنھ بھر قی سے کم قی پاک ہی۔ (خزانۃ المفتیین)

(۱۹) سوتے میں آدمی کی مُنھ سے جو پانی نکلتا ہی وہ پاک ہی (خزانۃ المفتیین و عالمگیری)

(۲۰) گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہی (خزانۃ المفتیین)

(۲۱) سانپ کی کیچلی پاک ہی۔ (عالمگیری)

(۲۲) گدھی کا دودھ پاک ہی مگر اُسکا کھانا درست نہیں (عالمگیری)

جو چیزیں نجس ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتیں ہاں اُنکی حقیقت اگر بدلجائے تو پاک ہو جائینگی جیسے پاخانہ مٹی بنجائے۔ البتہ جو پاک چیزیں کہ نجس چیز کے لگنے سے ناپاک ہو جاتی ہیں پاک کرنے سے پاک ہو سکتی ہیں اور یہ پاک چیزیں چونکہ مختلف اقسام پر ہیں اور ہر قسم کے پاک کرنے کا طریقہ جدا جدا ہی اسلیے پہلے اُن پاک چیزوں کی قسمیں لکھی جاتی ہیں جو نجاست سے ناپاک ہوں پھر ہر ایک کے پاک کرنے کا طریقہ لکھا جائے گا۔

ناپاک ہونے والی چیزوں کی قسمیں

(۱) زمین اور زمین سے لگنے والی چیزیں جو کہ اُسپر لگی ہوئی ہوں جیسے درخت

گھاس وغیرہ اور وہ چیزین جو زمین سے چسپان کر دی گئی ہون جیسے دیوار اینٹ پتھر وغیرہ
(۲) وہ چیزین جنمین مسام نہین یعنی اس قسم کی چیزین جو پانی کو جذب نہین کرتین
جیسے لوہا چاندی تانبا پیتل شیشہ وغیرہ۔
(۳) وہ چیزین جن مین کم مسام ہین اور رطوبت کو جذب کرتی ہین جیسے چمڑا وغیرہ
(۴) وہ چیزین جنمین بہت مسام ہین رطوبت کو جذب کرتی ہین جیسے کپڑہ وغیرہ
(۵) رقیق چیز جیسے شربت شہد دودھ تیل گھی عرق سرکہ وغیرہ
(۶) گاڑھی اور بستہ چیزین جیسے جما ہوا گھی جما ہوا دہی گلقند گوندھا ہوا آٹا وغیرہ
(۷) کھال
(۸) جسم
(۹) پانی

زمین وغیرہ کی پاکی طریقہ

(۱) زمین اگر ناپاک ہو جائے خواہ نجاست مرئیہ سے یا غیر مرئیہ سے تو خشک ہونے
سے پاک ہو جائیگی خواہ دھوپ سے خشک ہو یا ہوا سے یا آگ سے اور خشک ہونے
کا مطلب ہے کہ اسکی تری اور نمی جاتی رہے نہ یہ کہ سوکھ جائے۔
(۲) ناپاک زمین اگر خشک ہونے سے پہلے دھو ڈالی جائے تب بھی پاک ہو جائیگی
لیکن اسکے دھونے کا یہ طریقہ ہے کہ اسپر اسقدر پانی چھوڑا جائے کہ پانی بہ جائے
اور اس پانی مین کسی طرح نجاست کا اثر نہ معلوم ہو یا پانی ڈالکر اسکو کپڑے وغیرہ
جذب کرین اسی طرح تین بار کرین۔ (شامی صفحہ ۲۲۷ ج ۱)

ـــــــــــــــــــــــ

ـہ اسکے احکام چونکہ تفصیل کے ساتھ پہلے لکھدیے گئے ہین اسلیے یہان نہ بیان کیے جائینگے

(۳) مٹی کے ڈھیلے ریت کنکر بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور یہی طرح وہ پتھر جو
چکنا اور پانی کو جذب کر لیتا ہی خشک ہونے سے پاک ہو جاتا ہی۔ (شامی صد ۲۲۲ ج ۱)

(۴) زمین سے اُگنے والی چیزیں جو اسپر جمی ہوئی کھڑی ہیں جیسے درخت گھاس
وغیرہ وہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں (شامی صد ۲۲۲ ج)

(۵) زمین پر جو چیزیں قائم ہیں جیسے دیوار لکڑی کے ستون ٹٹی وغیرہ یا وہ چیزیں
زمین سے چسپاں ہیں جیسے اینٹ پتھر چوکھٹے کی لکڑی وغیرہ تو یہ بھی خشک ہونے
سے پاک ہو جاتی ہیں۔ (شرح مراقی الفلاح صد ۲۲۲)

(۶) ناپاک زمین کی مٹی اوپر کی نیچے اور نیچے کی اوپر کر دینے سے پاک ہوجاتی ہے (شامی صد ۲۲۹ ج ۱)
تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اُسمیں آگ جلانے سے پاک ہو جائیگا بشرطیکہ بعد گرم ہونے
کے نجاست کا اثر نہ رہے۔ (شامی صد ۲۳۱ ج ۱)

(۷) ناپاک مٹی سے جو برتن بنایا جائے وہ پکانے سے پاک ہو جاتا ہی بشرطیکہ پکانے
کے بعد نجاست کا اثر نہ معلوم ہو۔ (شامی صد ۲۳۱ ج ۱)

(۸) ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈالکر نجاست چھپا دیجائے اِس طرح کہ نجاست کی بو
نہ آئے تو پاک ہی۔ (خزانۃ المفتیین)

جن چیزوں میں مسام نہیں اُنکی پاکی کا طریقہ

(۱) آئینہ تلوار چھری چاقو اور تمام وہ چیزیں جو لوہے سے بنتی ہیں یا چاندی سے
جیسے زیور وغیرہ یا سونے سے یا تانبے پیتل سے یا کسی دوسری ایسی چیز سے جسمیں
مسام نہیں ہوتے یا چکنا پتھر جو رطوبت کو جذب نہیں کرتا یا روغن یا لاگ کیے ہوئے
مٹی کے برتن جنمیں پانی جذب نہیں ہوتا یا پرانے استعمال کیے ہوئے برتن ایسے

جو پانی کو جذب نکریں تو یہ سب چیزین اگر نجس ہوجائین خواہ نجاست مرئیہ سے یا غیر مرئیہ سے تو زمین پر رگڑنے یا تر کپڑے سے پونچھنے سے پاک ہوجائینگی بشرطیکہ نجاست تر ہو اور اسقدر رگڑی یا پونچھی جائے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے اور اگر نجاست خشک ہو تو مرئیہ رگڑنے اور پونچھنے دونون سے اور غیر مرئیہ صرف پونچھنے سے پاک ہوگی اور ان تمام صورتون مین یہ شرط ہے کہ یہ چیزین نقشین نہون ۔ (شامی ص۲۲۶ ج۱) اور نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے بھی پاک ہوجائینگی اور اسمین یہ شرط نہین کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد خشک بھی کرلیا جائے بلکہ بلا وقفہ دھونے سے بھی پاک ہوجائیگی اور نجاست مرئیہ اسقدر دھونے سے پاک ہوجائیگی کہ اسکا اثر جاتا رہے (شامی ص[illegible] ج۱)

(۲) وہ چیزین جو منقش ہون جیسے زیور یا نقشین برتن وغیرہ تو بغیر دھوئے پاک نہونگی پس اگر انمین نجاست مرئیہ لگجائے تو اسقدر دھوئی جائین کہ وہ نجاست دور ہوجائے اور اگر غیر مرئیہ لگجائے تو تین مرتبہ دھو ڈالی جائین (شرح مراقی الفلاح ص۹۹)

(۳) چٹائی اگر نجس ہوجائے تو نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے اور مرئیہ تر کپڑے سے پونچھنے سے پاک ہوجائیگی ۔ (خزانۃ المفتین)

جن چیزون مین کہ مسام ہین انکی پاکی کا طریقہ

(۱) موزہ جوتہ یا اور کوئی ایسی چیز جو چمڑے سے بنائی گئی ہو یا پوستین اس طرف سے جس طرف بال نہون یا دباغت دی ہوئی کھال نجاست مرئیہ ع سے ناپاک ہوجائین تو یہ نجاست چھیلکر یا ملکر دور کردیجائے تو پاک ہوجائینگی نجاست خشک ہو یا تر اور اگر نجاست غیر مرئیہ سے ناپاک ہوجائین تو بغیر دھوئے پاک نہونگی اور انکے

ع نجاست مرئیہ کا حکم یہان بھی وہی ہے جو ان چیزونکا ہے جنمین مسام نہین البتہ غیر مرئیہ کا حکم یہان دوسرا ہے

دھونے کا یہ طریقہ ہی کہ تین مرتبہ دھوئی جائین اور ہر مرتبہ اتنا توقف کیا جائے کہ خشک ہوجائین اور پانی ٹپکنا بند ہوجائے (شامی صفحہ ۲۲۶ ج)

(۲) مٹی کے نئے برتن یا ایسے پتھر کے برتن جو نجاست کو جذب کرتا ہو یا ایسی لکڑی کے برتن جو نجاست کو جذب کرے تین مرتبہ اسطرح دھونیسے پاک ہوجائینگے کہ ہر مرتبہ خشک کر لیے جائین کہ پانی کا ٹپکنا بند ہوجائے اور اگر کوئی چیز ایسی ہی جائے تو تین ہی نہ آئے اور یہ شرط اسوقت ہی کہ جب یہ چیزین کسی برتن مین رکھکر دھوئی جائین اور اگر جاری پانی مین دھوئی جائین یا پانی اوپر سے ڈالا جائے تو یہ شرط نہین بلکہ جاری پانی مین صرف اتنی دیر تک رکھدینا کافی ہی کہ پانی ایک طرف سے دوسری طرف نکلجائے اور اوپر سے پانی چھوڑنے مین صرف اسی قدر کافی ہی کہ سب دھل جائے اور پانی بالکل ٹپک جائے (طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

اور اگر مٹی یا پتھر کے برتن کو آگ مین ڈالدین تب بھی پاک ہوجائیگا۔

(۳) غلہ اگر ناپاک ہوجائے تو تین مرتبہ دھو ڈالا جائے اور ہر مرتبہ خشک کر لیا جائے بشرطیکہ نجاست غیر مرئیہ ہو اور اگر نجاست مرئیہ ہو تو نجاست دور کر دیجائے خواہ دھونے سے یا اور کسی طرح۔ (خزانۃ المفتیین)

مسام والی چیزون کی پاکی کا طریقہ

(۱) کپڑے مین اگر منی[عہ] لگجائے تو ملنے اور منی کے کھورچنے سے پاک ہوجائیگا بشرطیکہ منی خشک ہو کپڑا نیا ہو یا پرانا اکہرا ہو یا دوہرا روئی کا ہو یا بے روئی کا اور

عہ منی خواہ پتلی ہو یا گاڑھی ملنے سے پاک ہوجاتی ہی بشرطیکہ خشک ہو اور بعض فقہا نے یہ شرط بھی لکھی ہی کہ منی نکلنے وقت جہان سے نکلی ہی کسی دوسری نجاست سے ملکر ناپاک نہ ہوئی ہو ۱۲

پھر اگر یہ کپڑا پانی میں بھیگ جائے تو ناپاک نہوگا اور اگر منی کے سوا کوئی دوسری نجاست لگ جائے تو بغیر دھوئے پاک نہوگا۔

نجاست مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اُس نجاست کو پاک پانی یا اور کسی ایسی رقیق سیال شئی سے جو چکنی نہو دُور کر دیں خواہ ایک دفعہ دھونے سے یا کئی دفعہ دھونے سے اور جبتک وہ دُور نہو گی کپڑا پاک نہوگا اور اگر نجاست کا دھبہ جسکا دور کرنا دشوار ہو باقی رہے مثلاً منی لگجائے اور اسکو دھو ڈالیں مگر اُسکا دھبہ باقی رہجائے یا کوئی نجس رنگ لگجائے یا خون لگجائے تو صرف اسقدر دھو ڈالنا چاہیے کہ پانی صاف نکلنے لگے۔ (شامی صفحہ ۲۱۴)

اور نجاست غیر مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اُسکو تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ پانی کو خوب سا اپنی طاقت کے موافق نچوڑ ڈالیں یہ اُسوقت ہے جب کپڑے پر پانی ڈالکر دھوئیں اور اگر جاری پانی میں اتنی دیر تک ڈالدیں کہ وہ بھیگ جائے اور پانی ایک جانب سے دوسری جانب سرایت کر کے نکل جائے تو ایک مرتبہ دھو ڈالنا بھی کافی ہے۔ (مراقی الفلاح)

(۲) باریک یا پُرانے کپڑے میں اگر نجاست غیر مرئیہ لگجائے اور زور سے نچوڑنے میں کپڑے کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو صرف تین مرتبہ دھو ڈالنا کافی ہے زور سے نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) نجاست غیر مرئیہ اگر ایسی چیز میں لگجائے جسکا نچوڑنا دشوار ہے جیسے ٹاٹ چٹائی دری تو تین بار دھونے سے پاک ہوجاتی ہے اِس طرح کہ ہر مرتبہ پانی خشک ہوجائے خشک ہوجانے کا یہی مطلب ہے کہ اگر اُسپر کوئی چیز رکھدیں تو وہ تر نہ ہو۔ (شامی صفحہ ۲۴۳ ج ۱)

(۴) ناپاک تیل یا ناپاک گھی اگر کسی کپڑے مین لگجائے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائیگا اگرچہ اُسکی چکناہٹ باقی ہو اسلیے کہ تیل اور گھی خود ناپاک نہین بلکہ کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہوا ہے اور وہ نجاست تین مرتبہ دھونے سے جاتی رہیگی بخلاف مردار کی چربی کے کہ وہ خود ناپاک ہے لہذا جبتک اُسکی چکناہٹ نہ جائیگی پاک نہوگا۔ (مراقی الفلاح صنہ ۸۶)

رقیق وسیال چیز کی پاکی کا طریقہ

(۱) ناپاک تیل یا چربی کا صابون[1] بنا لیا جائے تو پاک ہوجائیگا۔ (شامی صنہ ۲۳۰)

(۲) تیل یا گھی ناپاک ہوجائے تو اُسمین پانی ڈالا جائے جب تیل یا گھی پانی کے اوپر آجائے تو وہ اوتار لیا جائے اسیطرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہوجائیگا۔ (مراقی الفلاح صنہ ۸۶)

(۳) شہد یا شربت اگر ناپاک ہوجائے تو اُسمین پانی ڈالکر جوش دیا جائے جب تمام پانی خشک ہوجائے اور وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے تو پھر پانی ڈالکر جوش دیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہوجائیگا۔ (مراقی الفلاح صنہ ۸۶)

گاڑھی اور بستہ چیزونکی پاکی کا طریقہ

(۱) صابون یا اور کوئی گاڑھی جمی ہوئی چیز ناپاک ہوجائے تو جسقدر ناپاک ہے اُسقدر علیحدہ کردینے سے پاک ہوجائیگی جیسے جما ہوا گھی وغیرہ۔

کھال کی پاکی کا طریقہ

(۱) سُور کے سوا تمام جانورون کی کھال حرام کے ہون یا حلال کی دباغت سے پاک ہوجاتی ہین خواہ کافر دباغت دے یا مسلمان اور اگر حلال جانورونکی کھال ہو تو صرف ذبح سے پاک ہوجائیگی دباغت کی ضرورت نہوگی (شامی ج ۱ صنہ ۱۲۳)

[1] اسلیے کہ صابون بنانے سے اُسکی حقیقت بدل گئی اور حقیقت بدل جانیسے ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے ۱۲

(۲) سُور کی چربی یا کسی اور ناپاک چیز سے کھال کو دباغت دین تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائیگی۔

جسم کی پاکی کا طریقہ

انسان کا جسم دونوں طرح کی نجاست سے نجس ہوتا ہی یعنی نجاست حکمیہ[۱] اور حقیقیہ[۲] نجاست حقیقیہ سے پاکی کا طریقہ بیان کیا جاتا ہی اور نجاست حکمیہ سے پاکی کا طریقہ آیندہ بیان ہوگا انشاء اللہ تعالے۔

(۱) آدمی کی انگلی یا اور کوئی عضو اگر نجاست مرئیہ سے ناپاک ہوجائے تو وہ عضو تین بار پانی کے دھونے سے پاک ہوجائیگا اور یہی طرح اگر اس عضو کو تین بار کوئی شخص چاٹ لے[عہ] خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان تو پاک ہوجائیگا اور اگر نجاست مرئیہ سے ناپاک ہوا ہی تو تین بار دھونا یا چاٹنا شرط نہین بلکہ اسقدر دھونا یا چاٹنا کافی ہی کہ وہ نجاست دور ہوجائے۔ (خزانۃ المفتیین و شامی صہ ۲۲۵)

(۲) اگر آدمی کا منھ کسی نجس چیز جیسے شراب سُور وغیرہ کے کھانے پینے سے نجس ہوجائے تو تین مرتبہ لعاب نگلنے سے پاک ہوجائیگا۔ (خزانۃ المفتیین و شامی صہ ۲۲۵)

(۳) آدمی کے کسی ناپاک عضو کو اگر کوئی ایسا جانور جسکا جھوٹا ناپاک نہین ہی چاٹ لے تب بھی پاک ہوجائیگا۔

(۴) عورت کے پستان پر اگر کوئی نجاست غیر مرئیہ لگجائے تو جب لڑکا اسکو تین مرتبہ چوس لیگا[عہ] تو پاک ہوجائیگا اور نجاست مرئیہ مین صرف اسیقدر چوسنا کافی ہی کہ وہ نجاست دُور

عہ اسکا مطلب ہی کہ اگر ایسا کیا جائے تو پاک ہوجائیگا نہ یہ کہ ایسا کرنا جائز ہی اسلیے کہ جب وہ عضو نجس ہی تو اسکا چاٹنا مسلمان کو کسی طرح جائز نہین ۱۲ عہ لیکن بلا عذر لڑکے کے منھ مین نجس پستان بغیر دھوئے دینا جائز نہین اسلیے کہ مسلمانون کو نجس چیز سے خود بچنا اور اپنے بچون کو بچانا واجب ہی ۱۲

ہوجائے تین مرتبہ کی شرط نہین۔ (خزانۃ المفتیین وشامی صـ۲۲۵ ج ۱)

(۵) انسان کی جسم پر اگر منی لگجاوے تو کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہوجائیگا اور یہ طریقہ صرف منی ہی پاک کرنیکا ہی اور دوسری نجاست بغیر دھوئی یا چاٹی پاک نہوگی (شامی صـ۲۲۶ ج ۱)

(۶) فصد کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون بہنے کے نکلنے سے نجس ہوگیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہی۔ (شامی صـ۲۲۶ ج ۱)

(۷) ناپاک رنگ اگر جسم مین لگجاوے یا بال اُس ناپاک رنگ سے رنگین ہوجائین تو صرف اسقدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہی اگرچہ رنگ دور نہو (شامی صـ۲۲۱ ج ۱)

(۸) ناپاک چیز اگر جلد کے اندر بھر دیجاوے جیسا کہ ہندو اور بعض دیہات کے جاہل مسلمان کیا کرتے ہین جسکو ہمارے عرف مین گودنا کہتے ہین تو وہ صرف دھو ڈالنے سے پاک ہوجائیگا جلد چھیلکر اُس رنگ کو نکالنا نہ چاہیے۔ (شامی صـ۲۲۱ ج ۱)

(۹) اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہوگیا ہی اُسکی جگہ پر رکھکر جما دیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جاوے اور اُسکے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھدی جائے یا کسی زخم مین کوئی ناپاک چیز بھر دیجاوے اور وہ اچھا ہوجاوے تو اُسکا نکالنا نہ چاہیے بلکہ وہ خود بخود پاک ہوجائیگا (شامی صـ۲۲۱ ج ۱)ؑ

اگرچہ ہم ناپاک چیزون کے پاک کرنیکا طریقہ اور اُنکی پاک کرنیوالی چیزین نہایت عمدہ تفصیل سے لکھ چکے جسکے دیکھنے کے بعد ہر چیز کے پاکی و ناپاکی اور اُسکے پاک کرنیکے متعدد طریقے ہر شخص کو بہت آسانی سے معلوم ہوسکتے ہین مگر اب ہم چاہتے ہین کہ ایک نقشہ اس قسم کا بنا دین جسکو دیکھکر ہر شخص پاک کرنے کے طریقون کی تعداد اور جو چیز جس جس طریقے سے پاک ہوسکتی ہی اُسکی کیفیت سے

ؑ اگرچہ یہ ناپاک ہی لیکن چونکہ اُسکے علیحدہ کرنے سے تکلیف اور نقصان ہوگا اسلیے معاف ہی ۱۲

بخوبی ظاہر ہو جائے اور وہ مضامین جو اوپر لکھے گئے ہین ایک اچھی صورت مین صفحۂ دل پر نقش ہو جائین

وہ نقشہ یہ ہے

نمبر	پاک کرنیوالی چیزین	پاک ہونیوالی چیزین
۱	غسل دھونا خواہ پاک پانی سے ہو یا کسی ایسی پاک بہنے والی چیز سے جو نجاست کو دور کر دے جیسے کیوڑا گلاب وغیرہ بخلاف دودھ تیل وغیرہ کے کہ یہ بوجہ چکناہٹ کے نجاست کو دور نہین کر سکتے	اس طریقے سے وہ چیزین پاک ہو جاتی ہین جنکی نجاست ذاتی نہین ہے بلکہ کسی دوسری نجاست کیوجہ سے ناپاک ہو جاتی ہین نجاست غیر مرئیہ مین یہ طریقہ تین مرتبہ عمل مین لانا چاہیے اور مرئیہ مین صرف اسیقدر کہ وہ نجاست دور ہو جاوے۔
۲	۲ انقلاب حقیقت کا بدل جانا خواہ جلانے سے یا کسی دوا سے یا اور کسی ترکیب سے۔	اس طریقے سے تمام نجس چیزین پاک ہو جاتی ہین خواہ انکی نجاست ذاتی ہو یا عارضی یعنی کسی دوسری نجاست کیوجہ سے
۳	لحس چاٹنا خواہ انسان چاٹے کافر ہو یا مسلمان عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بوڑھا یا کوئی ایسا جانور چاٹے جسکا جھوٹا پاک ہو	اس طریقے سے صرف وہ ناپاک چیزین پاک ہوتی ہین جنکی نجاست عارضی ہو جیسے عورت کا پستان ناپاک ہو جائے تو بچہ کے چاٹنے سے پاک ہو جاتا ہے۔
۴	۴ احراق آگ سے جلا دینا	مٹی اور پتھر کی چیزین یا وہ چیزین جنمین مسام نہین
۵	نحت چھیلنا خواہ چاقو چھری کھرپی وغیرہ سے یا ناخن سے یا اور کسی چیز سے یا رگڑ ڈالنے سے۔	اس طریقے سے وہ چیزین پاک ہو جاتی ہین جو چمڑے سے بنی ہون جیسے موزہ وغیرہ
۶	مسح پونچھنا تر کپڑے سے یا تر ہاتھ سے یا اور کسی تر چیز سے مثل روئی وغیرہ کے	اس سے وہ ناپاک چیزین پاک ہو جاتی ہین جنکو دھو نہ سکتے ہون مثل اُس زخم کے جسکو دھونا نقصان کرتا ہو
۷	دلک ملنا	اس سے وہ ناپاک چیزین جو چمڑے کی قسم سے ہون

نمبر	پاک کرنیوالی چیزیں	پاک ہونے والی چیزیں
	زمین پر ڈالکر یا خود اُسپر مٹی چھوڑکر	پاک ہوجاتی ہیں
۸	**فرک** ہاتھ سے کھرچنا	یہ طریقہ صرف جسم اور کپڑے کو پاک کرتا ہی جو بوجہ منی لگجانیکے ناپاک ہوگیا ہو منی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی
۹	**قلب** اولٹ دینا یعنی نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دینا بشرطیکہ نجاست کی بدبو باقی نرہے	اس طریقے سے صرف ناپاک زمین پاک ہوتی ہی
۱۰	**یبس** سوکھ جانا خواہ دھوپ سے یا آگ سے یا ہوا وغیرہ سے	یہ طریقہ صرف اُن ناپاک چیزوں کے پاک کرنیکا ہی جو زمین یا زمین سے اوگنے والی چیزیں ہوں بشرطیکہ اُسمیں لگی ہوں جیسے درخت گھاس چوبی ستون دروازہ کی چوکھٹ اینٹ وغیرہ
۱۱	**نزح** پانی کا کنوئیں سے نکالنا	اس طریقہ سے صرف کنوئیں کا باقی پانی اور کنوئیں کی مٹی اور اُسکی اینٹیں اور وہ ڈول جس سے پانی نکالا گیا ہی اور پانی نکالنے والونکے ہاتھ پیر پاک ہوجاتے ہیں
۱۲	**ذبح** دموی جانور کا خون شرعی طور پر نکال ڈالنا اسکی تفصیل اور قسمیں آئندہ انشاء اللہ بیان ہونگی	اس طریقہ سے سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہوجاتی ہی حرام ہوں یا حلال اور حلال جانوروں کا گوشت بھی پاک ہوجاتا ہی۔
۱۳	**دباغت** چمڑے کی رطوبات کا دور کرنا خواہ کسی دوا سے یا بغیر دوا کے اسطرح کہ اُسکی بو جاتی رہے	اس طریقہ سے سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہوجاتی ہی حرام ہوں یا حلال مردہ کی کھال ہو یا زندہ کی۔

متفرق مسائل

(۱) جو چیزین بغیر دھوئے پاک ہوجاتی ہین خواہ ملنے سے یا خشک ہونے سے وہ اگر کسی طرح تر ہوجائین تو ناپاک نہونگی اور اسی طرح اگر یہ چیزین کسی قلیل پانی مین گرجائین تو وہ ناپاک نہوگا۔ (شامی صہ۲۲۹ ج ۱)

(۲) نجاست نمازی کے جسم پر نہ ہو اور نہ اُسکے جسم سے ملی ہوئی ہو اور نہ اُسکے اُس کپڑے پر ہو جسکو وہ پہنے ہوئے ہو اور نہ ایسی چیز پر ہو جسکا قیام و قرار نمازی کے جسم کی وجہ سے ہو تو اُسکا اعتبار نہین۔ **مثال** (۱) کسی جانور کے جسم پر نجاست ہو اور وہ نمازی کے سر پر آبیٹھے (۲) خشک نجاست زمین پر ہو اور نمازی کا کپڑا اُسپر پڑ جائے۔ (۳) ایسا لڑکا جو خود اُٹھ بیٹھ سکتا ہو اور اُسکے جسم پر نجاست ہو وہ نمازی کی گود مین آکر بیٹھ جائے۔ (شامی صہ۲۳۲ ج ۱ و طحطاوی مراقی الفلاح صہ۸۵)

(۳) کوئی چیز اگر ناپاک ہوجائے اور نجاست کا مقام یاد نہ رہے اور نہ کسی مقام خاص پر گمان غالب ہو تو ایسی صورت مین وہ چیز پوری دھونی چاہیے۔ (شامی صہ۲۳۵ ج ۱)

(۴) ناپاک چیز ایسی کہ جو چکنی ہو جیسے تیل گھی مردار کی چربی۔ اگر کسی چیز مین لگ جائے اور اسقدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہوجائے گی اگرچہ اُس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔ (شامی صہ۲۴۱ ج ۱)

(۵) ناپاک چیز پانی مین گرے اور اُسکے گرنے سے چھینٹین اُڑ کر کسی پر پڑ جائین تو وہ پاک ہین بشرطیکہ اُس نجاست کا کچھ اثر اُن چھینٹون مین نہو۔ (مراقی الفلاح صہ۸۵)

(۶) کپڑا اگر ناپاک ہو اور تر ہو مگر ایسا تر نہ ہو کہ نچوڑ سکین تو اُس مین اگر کوئی خشک کپڑا لپیٹ جائے تو وہ ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ وہ ناپاک کپڑا عین نجاست

سے ناپاک نہ ہوا ہو بلکہ ایسی چیز سے جسکو نجاست نے ناپاک کر دیا ہو جیسے ناپاک پانی اور اگر عین نجاست جیسے پیشاب وغیرہ سے ناپاک ہوا ہو تو پھر وہ خشک کپڑا جو اسمین لپٹ گیا ہی ناپاک ہو جائیگا (مراقی الفلاح صہ)

(۷) زمین یا اور کسی نجس چیز پر بھیگا کپڑا سوکھنے کو ڈالدین یا ویسے ہی رکھدین تو ناپاک نہو گا بشرطیکہ اثر نجاست کا اسمین نہ معلوم ہو خواہ زمین وغیرہ خشک ہو یا تر۔ (مراقی الفلاح صہ وعالمگیری)

(۸) بکری یا اور جانوروں کے سر اور پیر پر ذبح کرنے کے بعد جو خون ہوتا ہے وہ جلا دینے سے پاک ہو جاتا ہی۔ (مراقی الفلاح صہ)

(۹) کتے کا لعاب اگر کسی برتن مین لگ جائے تو تین بار دھونیسے پاک ہو جائیگا برتن خواہ مٹی کا ہو یا اور کسی چیز کا لیکن سات بار دھونا بہتر ہی اور ایکبار اسی سات بار مین مٹی سے دھونا چاہیے۔

(۱۰) دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائیگا نماز اسپر درست نہین۔ (خزانۃ المفتیین)

(۱۱) پکتے ہوئے گوشت یا اور کسی پکتی ہوئی چیز مین نجاست پڑ جائے تو پاک نہین ہو سکتا۔ (مراقی الفلاح صہ)

(۱۲) مرغی یا اور کوئی پرندہ پیٹ چاک کرنے اور اسکی آلایش نکالنے سے پہلے پانی مین جوش دیجائے جیسا کہ آجکل انگریزون اور انکے ہم مشق ہندوستانیون کا دستور ہی تو وہ کسی طرح پاک نہین ہو سکتی۔

استنجا کے مسائلؑ

انسان کے اعضاے مخصوصہ پر پاخانہ پیشاب کے نکلنے سے جو نجاست لگ جاتی ہے
چونکہ اُسکے پاک کرنے کے طریقے اور دوسری ناپاک چیزون کے پاک کرنے کے طریقے
مین کچھ فرق ہی اسلیے اسکے مسائل اور اسکے آداب علیحدہ بیان کیے جاتے ہین۔

پیشاب پاخانہ جہان درست نہین

مسجد مین یا مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہی ایسی جگہ پاخانہ یا پیشاب
کرنا جہان قبلہؑ کیطرف مُنہ یا پیٹھ کرنا پڑے مکروہ تحریمی ہی خواہ جنگل ہو یا آبادی ویسی
جگہ استنجا کرنا مکروہ تنزیہی ہی۔ (شامی خزانۃ المفتین مجمع الانہر)
چھوٹے بچونکو پاخانہ پیشاب کے لیے ایسی جگہ بٹھلانا جہان قبلہ کی طرف مُنہ یا پیٹھہ
ہونا جائز ہی اور اسکا گناہ بٹھلانے والے پر ہی۔ (شامی خزانۃ المفتین طحطاوی)
چاند یا سورج کیطرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت مُنھ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہی۔ (شامی)
راکد قلیل پانی مین پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہی اور راکد کثیر مین مکروہ تحریمی اور جاری
مین مکروہ تنزیہی ہی۔ (مراقی الفلاح صہ ۲۹ و شامی و درمختار)
برتن مین پاخانہ پیشاب کرکے پانی مین ڈالنا یا ایسی جگہ پاخانہ پیشاب کرنا جہان
سے بہکر پانی مین چلا جائے مکروہ ہی۔ (شامی)

عہ اس بیان مین بعضے الفاظ اس قسم کے آئینگے جنکے معنی بیان نہین کیے گئے جیسے سنت مکروہ وغیرہ انکے
معنے نجاست حکمیہ کے بیان مین لکھے جائینگے ۱۲ عسہ حاصل یہ ہی کہ قبلہ کیطرف مُنھ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے
اگر کوئی شخص بھولے سے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے بیٹھ جائے اور درمیان مین یاد آئے تو اسی حالت
مین اسکو چاہیے کہ دوسری طرف پھر کر بیٹھ جائے قبلہ کیطرف ایسی حالت مین مُنہ یا پیٹھ کرنا قبلہ کی بے تعظیمی
ہی۔ (شامی) سہ البتہ جو لوگ دریا کا سفر کرتے ہین اُنکو بوجہ مجبوری کے جائز ہی ۱۲ (شامی)

نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہی اگرچہ نجاست اسمین نہ گرے
اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جسکے سایہ مین لوگ بیٹھتے ہون اور اسی طرح
پھل پھول والے درخت کے نیچے۔ جاڑون مین جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے
ہون۔ جانورون کے درمیان مین مسجد اور عیدگاہ کے اسقدر قریب جسکی بدبو سے
نمازیون کو تکلیف ہو۔ قبرستان مین یا ایسی جگہ جہان لوگ وضو یا غسل کرتے ہون
راستہ[عہ] مین۔ ہوا کے رُخ پر۔ سوراخ مین راستہ کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب
مکروہ تحریمی ہی حاصل یہ ہی کہ ایسی جگہ جہان لوگ بیٹھتے اُٹھتے ہون اور اُنکو تکلیف
ہو اور ایسی جگہ جہان سے بہکر اپنی طرف آئے مکروہ ہی۔ (شامی۔ خزانۃ المفتیین)

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیئے

بات کرنا۔ بلا ضرورت کھانسنا۔ کسی آیت یا حدیث یا اور متبرک چیز کا پڑھنا ایسی چیز
جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتہ یا کسی معظم کا نام ہو یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی
ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا۔ بلا ضرورت لیٹکر یا کھڑے ہوکر پاخانہ پیشاب کرنا۔ تمام
کپڑے اُتار کر برہنہ ہوکر پاخانہ پیشاب کرنا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (خزانۃ المفتیین
وشامی و مراقی الفلاح)

جن چیزون سے استنجا درست نہین

ہڈی کھانے کی چیزین لید اور کل ناپاک چیزین وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ
استنجا ہو چکا ہو پختہ اینٹ ٹھیکری شیشہ لوہا چاندی سونا پیتل وغیرہ

[عہ] اس سے عام راستہ مراد ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بہت لوگ اس راستہ سے گزرتے ہون یا کم ۱۲

کوئلا چونہ (مراقی الفلاح) اور ایسی چیزون سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ۔ (طحطاوی وخزانۃ المفتیین)

وہ چیزین جسکو جانور وغیرہ کھاتے ہین جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزین جو قیمت عہ دار ہون خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا عرق عہ وغیرہ آدمی کے اجزا جیسے بال ہڈی گوشت وغیرہ حیوان کا وہ جز جو اس سے متصل ہو مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ۔ درختون کے پتے۔ کاغذ خواہ لکھا ہوا عہ ہو یا سادہ زمزم کا پانی۔ وضو کا بچا ہوا پانی دوسرے کے مال سے بلا اُسکی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا روئی یا اور کوئی چیز تمام ایسی چیزین جیسے انسان یا اُنکے جانور نفع اٹھائین۔

ان تمام چیزون سے استنجا کرنا مکروہ ہی۔ (شامی وطحطاوی)

جن چیزون سے استنجا بلا کراہت درست ہی

پانی مٹی کا ڈھیلا عہ پتھر کپڑا اور کل وہ چیزین جو پاک ہون اور نجاست کو دور کر دین بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہون۔ (درمختار و مراقی الفلاح وخزانۃ المفتیین)

عہ قیمتی چیز سے استنجا کرنا اُس وقت مکروہ ہی جب یہ خیال ہو کہ استنجا کرنے سے وہ چیز بالکل بیکار ہو جائیگی یا اُسکی قیمت کم ہو جائیگی اور اگر استنجا کرنے کے بعد دھونے سے وہ چیز کام مین آسکے اور قیمت اُسکی کم نہ ہو تو مکروہ نہین ۱۲ عہ عرق سے استنجا اگر کر لیا جائے تو درست ہی لیکن چونکہ اسمین مال ضائع ہوتا ہی اُس وجہ سے مکروہ ہی ۱۲ عہ خواہ اُسپر انگریزی لکھی ہو یا ناگری یا فلسفہ یا اور کوئی چیز ہر حال مین اُس سے استنجا کرنا مکروہ ہی ۱۲ اللعہ اسمین یہ شرط ہی کہ نہ بہت کھُرکھُرا ہو جو تکلیف دے نہ ایسا چکنا ہو جو نجاست کو دور نہ کر سکے ۱۲ (مراقی الفلاح)

استنجا کا طریقہ

جس شخص کو پاخانہ یا پیشاب کی ضرورت ہو اسکو چاہیے کہ اس سے پہلے کہ وہ اسکو مجبور کر دے اُٹھے اور کسی علیحدہ مکان مین جائے اور اگر جنگل مین جائے تو اتنی دور نکل جائے کہ لوگون کی نظر سے غائب ہو جائے اور ننگے سر نہ ہو جب پاخانہ کے دروازے پر پہونچے ع بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھے اور پاخانہ مین پہلے بایان پیر رکھے اور بیٹھنے کے بعد اپنے جسم کو کھولے اور بائین پیر پر زور دیکر پیر پھیلا کر بیٹھے اور اپنے خیال کو پاخانہ کے سوا اور کسی طرف نہ لیجائے خاصکر دین کی باتون کی طرف اور اس حالت مین کسی سے بات نہ کرے یہانتک کہ سلام یا سلام کا جواب یا چھینک کے بعد الحمد للّٰہ بھی نہ کہے اور اذان کا جواب بھی نہ دے اور اپنے جسم خصوصاً شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ پاخانہ پیشاب کو اور پاخانہ پیشاب مین نہ تھوکے اور بلا ضرورت زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے اور نہ اپنے بدن سے کوئی شغل کرے اور نہ نگاہ کو اونچا اُٹھائے بلکہ نہایت شرم و حیا کی حالت مین بیٹھے اور اس امر کی کوشش کرے کہ اپنی ضرورت سے اچھی طرح فارغ ہو جائے اور فارغ ہونے کے بعد بقدر ضرورت ڈھیلون کا استعمال کرے اس طرح کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لیجائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کو اور تیسرا پھر پہلے کی طرح بشرطیکہ گرمی کا زمانہ ہو ورنہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا اسکے خلاف اور تیسرا پہلے کی طرح اور یہ دو صورتین مردون کے لیے ہین عورتون کو ہر زمانہ مین دوسری صورت کے موافق کرنا چاہیے اور کھڑے ہونے سے پہلے اپنے

ع ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے اللہ کا نام لیکر اے اللہ مین پناہ مانگتا ہون تیرے وسیلہ سے ناپاکی اور ناپاک چیزون سے ۱۲

جسم کو بند کرے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالے اور بعد نکلنے کے یہ دعا پڑھے

عـ۱ غُفْرَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ مَا يُؤْذِيْنِيْ وَاَمْسَكَ عَلَيَّ مَا يَنْفَعُنِيْ

اسکے بعد ڈھیلے سے اتنی دیر تک استنجا کرے کہ پھر قطرہ آنے کا شبہ نہ رہے اور پورا اطمینان ہو جائے خواہ حرکت کرنے اور چلنے سے یا اور کسی طرح پھر جب ڈھیلے سے استنجا کر چکے تو پانی سے استنجا کرے پانی سے استنجا کرنے کے لیے کسی دوسری جگہ جائے اور پہلے اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے اور جسم کھولنے سے پہلے یہ دعا پڑھے

عـ۲ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

پھر پانی سے پہلے اپنے پاخانہ کے مقام کو دھوئے اسکے بعد پیشاب کے مقام کو اور مبالغہ کے ساتھ استنجا کرے اس طرح کہ نجاست کی بو جاتی رہے اسکے بعد اپنا ہاتھ زمین یا مٹی سے ملکر تین مرتبہ دھوئے اور کوئی کپڑا وغیرہ ہو تو اس سے اپنے جسم کے پانی کو صاف کرے پھر پائجامہ یا ازار باندھ لے اور اسکے بعد نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔ عـ۳ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَّالْاِسْلَامَ نُوْرًا قَائِدًا وَّدَلِيْلًا اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى جَنّٰتِ النَّعِيْمِ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِيْ وَطَهِّرْ قَلْبِيْ وَمَحِّصْ ذُنُوْبِيْ

(شامی)

عـ۱ ترجمہ اسکا یہ ہے اے اللہ میں تجھسے تیری بخشش چاہتا ہوں سب تعریفیں اسی اللہ کو جس نے دور کر دی مجھسے وہ چیز جو مجھکو تکلیف دیتی اور باقی رکھی وہ چیز جو مجھکو فائدہ کرتی ہے (انسان جو غذا کھاتا ہے اسکا فضلہ دفع ہو جاتا ہے اور اگر نہ دفع ہو تو بیماری کا خوف ہے اور خون وغیرہ جو اس سے بنتا ہے باقی رہتا ہے اگر نہ رہے تو زندگی کی کوئی صورت نہیں) ۱۲ عـ۲ ترجمہ۔ بزرگ خدا کا نام لیکر اور اسکی تعریف کرکے اللہ کا شکر ہے دین اسلام پر اے اللہ مجھکو اس گروہ سے کر جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نجاستوں سے پاک رہتے ہیں اور نہ انکو کچھ خوف ہوگا نہ رنج ۱۲ عـ۳ ترجمہ اللہ کا شکر ہے کہ اسنے پانی کو پاک کرنیوالا بنایا اور اسلام کو ایسی روشنی بنایا کہ تجھتک ذریعہ ہے اسکی بارگاہ تک رسائی ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے اے اللہ میری شرمگاہ کو گناہوں سے بچا اور میرے دلکو پاک کر اور میرے گناہوں کو معاف فرما

استنجا کے احکام

(۱) استنجا کرنا سنت موکدہ ہے اپنے نکلنے کی جگہ سے نہ بڑھے اور اگر اپنی جگہ سے بڑھجائے خواہ درہم سے کم ہو یا زیادہ تو اُسکا دھونا فرض ہے[عہ] (مراقی الفلاح)

(۲) جسجگہ پاخانہ پیشاب کیا جائے وہاں سے اگر کوئی شخص بے استنجا کیے کیے ہوئے اُٹھجائے اور اسوجہ سے نجاست اپنی جگہ سے بڑھجائے تو استنجا کرنا واجب ہے اور اگر نہ بڑھے تو مسنون ہے[عہ]

(۳) فصد اور خروج ریح اور سونے کے بعد استنجا کرنا بدعت ہے۔

(۴) جو پاک چیز پاخانہ کے مقام سے نکلے جیسے کوئی کنکڑی یا دانہ وغیرہ تو اُسکے بعد استنجا کرنا بدعت ہے بشرطیکہ اُسپر نجاست نہ لگی ہو۔

(۵) جب کوئی ناپاک چیز پاخانہ پیشاب کے مقام سے نکلے تو اسکے بعد استنجا کرنا چاہیے خواہ وہ پاخانہ پیشاب ہو یا اسکے سوا جیسے خون پیپ وغیرہ۔

(۶) پاخانہ پیشاب کے مقام پر کسی دوسرے کی نجاست لگجائے تو اسکا دھونا پانی سے فرض ہے اور اگر ڈھیلہ پتھر وغیرہ سے استنجا کرے تو درست نہیں۔

(۷) نجاست اگر ایسی خشک ہو جائے جو ڈھیلے سے نہ چھوٹ سکے تو پھر صرف پانی سے استنجا کرنا چاہیے۔

(۸) استنجا میں طاق عدد کا استعمال مسنون ہے خواہ وہ تین ہوں یا پانچ یا سات

عہ یہ مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام صاحب اور قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما درہم سے کم کو فرض نہیں کہتے تاوقتیکہ درہم سے زیادہ نہو ۱۲ عہ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اگر بے استنجا کیے ہوئے کوئی شخص اُٹھجائے تو اسکو استنجا کرنا واجب ہے خواہ نجاست بڑھے یا نہ بڑھے صحیح نہیں ۱۲ عہ اور اگر اسپر نجاست لگی ہوئی ہو تو بوجہ اُس نجاست کے استنجا کرنا ہوگا

لیکن کم سے کم اسقدر ضرور ہون جنسے وہ نجاست دور ہو جائے اور یہ شرط ہی کہ تین سے کم نہون اگرچہ اس سے کم مین بھی نجاست دور ہو سکتی ہو۔

(۹) بعد ڈھیلے کے پانی سے[ع] استنجا کرنا مسنون ہے۔

نجاست حکمیہ سے پاک ہونے کا طریقہ

نجاست حکمیہ کی ایک قسم یعنی حدث اصغر کی طہارت وضو اور تیمم سے ہوتی ہی اور دوسری قسم یعنی حدث اکبر کی طہارت غسل اور تیمم سے ہوتی ہی اسلیے پہلے ایک مقدمہ لکھا جاتا ہی جسمین وضو اور تیمم اور غسل کے اصطلاحی الفاظ[ع] کے معانی ظاہر کیے جائینگے اسکے بعد ہر ایک کا بیان تفصیل لکھا جائیگا۔

مقدمہ

جو احکام الٰہی بندونکے افعال اعمال کے متعلق ہین اُنکی آٹھ قسمین ہین فرض۔ واجب سنت۔ مستحب۔ حرام۔ مکروہ تحریمی۔ مکروہ تنزیہی۔ مباح۔

(۱) **فرض** وہ فعل جسکا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق مستحق عذاب اور اسکا منکر کافر اور اسکی دو قسمین ہین فرض عین اور فرض کفایہ۔

(۲) **فرض عین** جسکا کرنا ہر ایک پر ضروری ہی اور جو شخص بلا عذر چھوڑے

ع پانی اور ڈھیلے دونونسے استنجا کرنا مسنون ہی اور اگر دونون نہ ہو سکے تو پانی سے استنجا کرنا بہ نسبت ڈھیلے وغیرہ کے بہتر ہی (مراقی الفلاح) ع اسمین یہ شرط ہو کہ تنہائی مین استنجا کیا جائے تاکہ دوسرا کوئی اُسکے جسم کو نہ دیکھے اور اگر اتفاق سے کہین ایسا موقع ہو کہ تنہائی نہ ہو سکے تو پھر پانی سے استنجا کرنا چاہیے (اسلیے کہ ستر کا دوسرے شخص کو دکھلانا حرام ہی البتہ مرد کو اپنی عورت اور عورت کو اپنے شوہر کے سامنے استنجا کرنا جائز ہی ۱۲ ع چند الفاظ کا استعمال فرائض وضو مین ہوا ہی اُنکو وہین بیان کرین گے ۱۲

وہ فاسق اور مستحق عذاب کا ہی جیسے پنجوقتی اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔

(۳) **فرض کفایہ** جسکا کرنا ہر ایک پر ضروری نہین بلکہ بعض لوگون کے ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا اور اگر کوئی نکرے تو سب گنہگار ہونگے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

(۴) **واجب** وہ فعل ہے جسکا بلا عذر چھوڑنیوالا فاسق اور عذاب کا مستحق ہی بشرطیکہ بلا کسی تاویل اور شبہہ کے چھوڑے اور جو شخص اُسکو ہلکا سمجھکر چھوڑے وہ گمراہ ہے اور منکر اُسکا کافر نہین۔

(۵) **سنت** وہ فعل جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اسکی دو قسمین ہین سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ

(۶) **سنت موکدہ** وہ فعل جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بلا عذر کبھی ترک نکیا ہو لیکن ترک کرنیوالے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو اسکا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہی یعنی بلا عذر چھوڑنیوالا اور اسکی عادت کرنیوالا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیگا ع ہان اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہین مگر واجب کے چھوڑنے مین بہ نسبت اسکے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہی۔

(۷) **سنت غیر موکدہ** وہ فعل جسکو نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بلا عذر کبھی ترک بھی کیا ہو اسکا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہی اور چھوڑنیوالا عذاب کا مستحق نہین اور اسکو سنت زائد اور سنت عادیہ بھی کہتے ہین۔

(۸) **مستحب** وہ فعل جسکو نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم نے کیا لیکن ہمیشہ

ع حدیث شریف مین ہی من ترک سنتی لم ینل شفاعتی جس نے میری سنت چھوڑی وہ میری شفاعت سے محروم رہیگا۔

اور اکثر بلکہ کبھی کبھی اسکا کرنیوالا ثواب کا مستحق ہو اور نہ کرنیوالے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اسکو فقہاء کی اصطلاح مین نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہین۔

(۹) حرام وہ فعل جسکا بغیر عذر کرنیوالا فاسق اور عذاب کا مستحق اور منکر اسکا مثل فرض[عہ] کے منکر کے کافر ہے۔

(۱۰) مکروہ تحریمی وہ فعل جسکا بغیر عذر کے کرنا باعث گناہ اور اسکا منکر واجب کے منکر کی طرح کافر نہین بلحاظ عمل واجب اور مکروہ تحریمی برابر مین فرق صرف اعتقاد کا ہے یعنی انکار حرام کفر ہو اور مکروہ تحریمی کا انکار کفر نہین۔

(۱۱) مکروہ تنزیہی وہ فعل جسکے نکرنے مین ثواب اور کرنے مین عذاب نہین۔

(۱۲) مباح وہ فعل جسکے کرنے مین ثواب اور نہ کرنے مین عذاب نہ ہو۔

(۱۳) جنابت مرد و عورت کی وہ حالت جسمین انپر غسل فرض ہو جائے بشرطیکہ حیض و نفاس سے نہو۔ ف ہم مرد اور عورت کے عضو مخصوص کو خاص خاص لکھین گے اور پاخانے کے مقام کو مشترک حصہ۔

وضو کا بیان

صحیح یہ ہے کہ وضو اگلی امتون مین بھی تھا اس امت کے ساتھ خاص نہیں[عہ] (عمدۃ القاری)

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو جسکا ایک فرد وضو ہے نصف ایمان فرمایا ہے (ترمذی)

عہ فرض مثل حرام کے ہے فرق اتنا ہے کہ فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا نکرنا اسیطرح واجب اور مکروہ تحریمی یکساں ہین اور مستحب اور مکروہ تنزیہی یکسان ہین ۱۲ عہ مستحب کا چھوڑنا مکروہ تنزیہی نہین یعنی یہ کلیہ نہین کہ ہر مستحب کا ترک کرنا تنزیہی ہو۔ ہان اگر کراہت کی کوئی دلیل ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہین ۱۲ عہ ہان اعضاء وضو کا روشن ہوجانا اس امت

ایمان کے دو حصے ہین اعتقاد اور عمل - عمل کا بڑا حصہ یعنی نماز طہارت
پر موقوف ہے اسلیے اسکو نصف ایمان فرمایا گیا -

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ صغیرہ
گناہونکو معاف کرتا ہے اور آخرت مین بڑے مرتبے دیتا ہے اور وضو کرنیسے
تمام بدن کے گناہ نکلجاتے ہین (بخاری مسلم)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسنون طریقہ سے وضو کرے اور
اسکے بعد کلمۂ شہادت پڑھے اُسکے لیے جنت کے آٹھون دروازے
کھولدیے جائینگے جس دروازے پر چاہے جائے - (مسلم)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت غر محجلین
ہوکر پکاری جائیگی یہ اسلیے کہ وضو کا پانی جن اعضا پر پڑتا ہے وہ اعضا قیامت
کے دن نہایت چمکدار اور روشن ہوجائین گے - (بخاری مسلم)

بعض صحیح احادیث مین ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی
امت کو قیامت کے دن پہچان لونگا - کسی نے پوچھا کہ حضرت اتنے کثیر مجمع
مین آپ کیسے پہچان لینگے - ارشاد ہوا کہ ایک پہچان ہوگی وہ یہ کہ

بعض احادیث مین ہے کہ مُنھ دھونیسے وہ گناہ معاف ہوتے ہین جو آنکھ سے ہوئے تھے اور ہاتھ دھونیسے
گناہ معاف ہوتے ہین جو ہاتھ سے ہوتے ہین اور پیر دھونیسے وہ گناہ معاف ہوتے ہین جو پیر سے ہوے تھے
پانی کے ساتھ گناہ بھی دُھل جاتے ہین) یہانتک کہ وضو کے بعد آدمی گناہونسے پاک ہوجاتا ہے - اس حدیث
مین آنکھ اور ہاتھ پیر کی تخصیص سے یہ گمان نہونا چاہیے کہ اور اعضا کے گناہ نہین معاف ہوتے اسلیے کہ آخر مین یہ
بتایا گیا ہے کہ بعد وضو کے گناہون سے پاک ہوجاتا ہے اور دوسری حدیث مین بدن کا لفظ ہے جو تمام اعضا پر بولا جاتا ہے ۱۲

وضو کی وجہ سے اُنکے منھ ہاتھ پیر چمکتے ہونگے۔

(۵) باوضو رہنے سے آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے ا
مین ہے کہ ہر وقت باوضو رہنا سوا مومن کامل کے اور کسی سے نہین ہو س

(۶) باوضو نماز کیلیے مسجد جانے مین ہر قدم پر گناہ معاف ہوتے ہین اور ثواب ملتا ہے

(۷) باوضو مسجد مین نماز کا انتظار کرنیسے جتنا وقت انتظار مین گذرتا ہے
سب نماز مین شمار ہوتا ہے اور نماز کا ثواب ملتا ہے

وضو کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا[ع] کافر پر وضو واجب نہین۔

(۲) بالغ ہونا نابالغ پر وضو واجب نہین۔

(۳) عاقل ہونا۔ دیوانہ مست اور بیہوش پر وضو واجب نہین۔

(۴) پانی کے استعمال پر قادر ہونا[عہ] جس شخص کو پانی کے استعمال پر قا
نہ ہو اُسپر وضو واجب نہین۔

(۵) نماز کا اس قدر وقت باقی رہنا کہ جسمین وضو اور نماز کی گنجایش ہو
کسی شخص کو اتنا وقت نہ ملے تو اُسپر وضو واجب نہین۔ مثال کوئی کافر ایسے
وقت مین اسلام لایا کہ وضو اور نماز دونوں کی گنجایش نہین کوئی نابالغ ایسے تنگ وقت

وضو کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) تمام اعضا پر پانی کا پہونچ جانا اگر کوئی جگہ بال کے برابر بھی خشک رہجائے

ع اسلیے کہ وضو عبادت ہے اور کافرونکو عبادت کا حکم نہین دیا گیا نہ اُنکی عبادت قبول ہوتی ہے جب
ایمان نہ لاوین ۱۲ عہ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورتین تیمم کے بیان مین آوینگی

(۳) جسم پر ایسی چیز کا ہونا جسکی وجہ سے جسم تک پانی نہ پہونچ سکے مثال
اعضائے وضو پر چربی یا خشک موم لگا ہوا ہو۔ انگلی مین تنگ انگوٹھی ہو۔

(۴) جن حالتوں مین وضو جاتا رہتا ہے اور جو چیزین وضو کو توڑتی ہین حالت
وضو مین اُن چیزونکا ہونا بشرطیکہ وہ شخص معذور[۱] نہ ہو۔ حیض یا نفاس والی عورت
وضو کرے تو درست نہین جنب[۲] اگر وضو کرے تو ہوگا۔ پاخانہ پیشاب کے وقت وضو کرے تو ہوگا۔

وضو کے احکام

فرض ہے نماز کیلیے نفل ہو یا سنت واجب ہو یا فرض جنازہ کی نماز ہو یا سجدہ تلاوت
واجب ہے کعبہ مکرمہ کے طواف کیلیے۔ قرآن مجید چھونے کیلیے۔
سنت ہے سونے کے وقت۔ غسل کے پہلے۔
مستحب ہے اذان تکبیر کے وقت خطبہ پڑھنے کے وقت خواہ نکاح کا ہو یا جمعہ کا
کسی چیز کا ادا علم دین کی تعلیم کے وقت۔ دین کی کتابین چھونے کے وقت۔ سلام
سلام کا جواب دینے کے وقت۔ اللہ تعالی کا ذکر کرتے وقت۔ سو کے اُٹھنے کے بعد اونٹ
کا گوشت کھانے کے بعد۔ جنازہ اٹھانے کے لیے۔ ہر وقت باوضو رہنا۔ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی زیارت کیلیے۔ عرفات[۳] مین ٹھیرنے کے لیے۔ سعی صفا و مروہ[۴] کے لیے
جنب کو قبل غسل کھانا کھانے کے لیے اور اپنی زوجہ سے خواہش پوری کرنے
کے لیے۔ وہ حالتین کہ جن مین ہمارے نزدیک وضو نہین جاتا اور

---

[۱] معذور کا وضو ان حالتوں کے ساتھ بھی صحیح ہو جاتا ہے جیسے کسیکو پیشاب کا مرض ہو کہ ہر وقت پیشاب
جاری رہتا ہو تو اُسکا وضو ایسی حالت مین درست ہے ۱۲ [۳] عرفات مکہ کے قریب ایک مقام ہے حاجی لوگ نوین تاریخ کو وہان
ٹھیرتے ہین ۱۲ [۴] صفا اور مروہ دو پہاڑ ہین انکے درمیان مین حاجی دوڑتے ہین اسی دوڑنے کو سعی صفا و مروہ کہتے ہین ۱۲

دوسرے ائمہ[ع] کے نزدیک جاتا رہتا ہے۔ حیض یا نفاس والی عورتکو ہر نماز کیوقت وضو

وضو کا مسنون و مستحب طریقہ

وضو کیلئے کسی مٹی کے برتن مین پانی لیکر اونچے مقام پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دل مین
ارادہ کرے کہ مین یہ وضو خاص اللہ تعالی کی خوشی اور ثواب کیلیے کرتا ہون بدن
صاف کرنا منھ ہاتھ کا دھونا مجھے مقصود نہین۔ یہی ارادہ ہر عضو کے دھونے
یا مسح کرتے وقت رہے پھر سبحان اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام پڑھ
داہنے چلو مین پانی لے اور دونون ہاتھون کو گٹون تک مل کر دھوئے
اسی طرح تین بار کرے پھر داہنے ہاتھ کے چلو مین پانی لیکر کلی کرے اور مسواک
داہنے ہاتھ مین اسطرح پکڑ کر کہ چھوٹی انگلی مسواک کے ایک سرے پر اور انگوٹھا
مسواک کے دوسرے سرے کے قریب اور باقی انگلیان مسواک کے اوپر ہون اوپر
دانتونکو ملے پھر مسواک کو منہ سے نکالکر نچوڑ ڈالے اور دھو کر پھر اسطرح
دانتونکو طول مین داہنی طرف سے ملتا ہوا بائین طرف تک لائے پھر اسیطرح
اسیطرح تین بار ملے اسکے بعد دو کلیان اور کرے تاکہ تین کلی پوری ہو جائین
تین سے زیادہ بھی نہ ہون۔ کلی اسطرح کرے کہ پانی حلق تک پہونچ جائے اگر روزہ
نہ ہو کلی کرتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے اللھم اعنی
علی تلاوۃ القرآن وذکرک وشکرک وحسن عبادتک ناکمین پانی لیتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ
شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ ولاترحنی رائحۃ النار پھر داہنے چلو مین پانی لیکر

عہ یہ صورت مین وہان کیجائیگی جہان وہ چیزین لگی جاتی ہون جنسے وضو نہین ٹوٹتا۔ عسہ اللہ کا نام لیکر اور اسکا شکر
اپنے مسلمان ہونے پر ۱۲ عسہ اسکو ہمارے عرف مین غرغرہ کہتے ہین ۱۲ اللھم ای اللہ میری مدد کر قرآن کے پڑھنے
اور تیرا ذکر اور شکر اور عبادت کرنے مین ۱۲ عسہ ای اللہ مجھکو جنت کی خوشبو سونگھا اور دوزخ کی بدبو سے بچا ۱۲ عادت

مین اسطرح لے کہ نتھنون کے جڑ تک پانی پہونچ جائے اگر روزہ دار نہو اور بائین ہاتھ
سے ناک صاف کرے اسی طرح تین بار کرے اور ہر بار نیا پانی ہو پھر دونون چلووں
مین پانی لیکر تمام منہ کو ملکر دھوئے اسطرح کہ کوئی جگہ بال برابر بھی چھوٹنے نہ پائے
پھر اگر محرم نہو تو داڑھی کا خلال کرے اسطرح کہ داہنے چلو مین پانی لیکر داڑھی
کی جڑ کو تر کرے اور ہاتھ کی پشت گردن کیطرف کرکے انگلیان بالون مین ڈالکر
نیچے سے اوپر کیجانب لیجائے اسی طرح دو مرتبہ اور منھ دھوئے اور داڑھی کا
خلال کرے تاکہ تین بار منھ دھلجائے اور تین بار داڑھی کا خلال ہوجائے تین بار سے
زیادہ نہ ہونے پائے اور منھ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا
پڑھتا جائے عه اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ پھر داہنے چلو مین پانی
لیکر کہنیون تک بہادے اور ملکر دھوئے کہ ایک بال برابر بھی خشک نہ رہجائے اور
مرد کے ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو وہ اسکو حرکت دیدے اگرچہ انگوٹھی ڈھیلی ہو اور اسیطرح
عورت اپنے چھلون آرسی کنگن چوڑی وغیرہ کو اسی طرح دو بار داہنے ہاتھ کو اور
دھوئے پھر اسی طرح تین بار بائین ہاتھ کو دھوئے اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت
بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے عه اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا اور بایان ہاتھ
دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے عه اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ پھر
دونون ہاتھونکو تر کرکے پورے سر کا مسح اسطرح کرے کہ دونون ہتھیلیان مع انگلیونکے سر کے آگے سے رکھکر گدی تک
پیچھے لیجائے اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف لائے اگر انہین ہاتھونسے اگر خشک نہو گئی ہون اور اگر خشک ہوگئی ہون تو دوسر

عه یا اللہ میرا منھ روشن کر جسدن کہ بعضے (ایمانداروںکے) منہ روشن ہونگے یعنی قیامت کے دن عه اے اللہ میرا نامہ اعمال
داہنے ہاتھ مین دینا اور میرا حساب آسان کرنا (جسطرح نیکون کے لیے ہوگا) عه اے اللہ میرا اعمال نامہ بائین ہاتھ مین اور پیچھے سے نہ دینا

دفعہ تر کرکے کانوں کا مسح کرے اسطرح کہ چھوٹی انگلی دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالے اور سر کا مسح کرتے وقت
بعد بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا پڑھے عہ اللّٰھم اظلنی تحت عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اور سر کا مسح
ایک ہی بار کرے اور کانوں کے مسح کے وقت بعد بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا پڑھے
عہ اللّٰھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ پھر داہنے ہاتھ سے پانی
ڈالے اور بائیں ہاتھ سے پہلے داہنا پیر تین بار دھوئے اور ہر بار اسکی انگلیوں کا
بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے خلال داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے
شروع کرے پھر بایاں پیر تین بار دھوئے اور ہر بار اسکی انگلیوں کو بھی بائیں ہاتھ
کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے بائیں پیر کا خلال بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع
کرے داہنا پیر دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا پڑھے عہ اللّٰھم
ثبت قدمی علی الصراط المستقیم یوم تزل الاقدام اور بایاں پیر دھوتے وقت بعد
بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا پڑھے عہ اللّٰھم اجعل ذنبی مغفورا و
سعیی مشکورا و تجارتی لن تبور اب وضو تمام ہوچکا اور وضو خود ہی کرے کسی دوسرے
سے نہ کرائے اور ایک عضو دھونیکے بعد فورا دوسرا عضو دھو ڈالے کہ پہلا عضو باوجود ہوا
اور جسم کے معتدل ہونیکے خشک نہونے پائے اگر وضو سے کچھ پانی بچ جائے تو اسکو کھڑے
ہوکر پی لے اور کلمۂ شہادت پڑھکر یہ دعا عہ اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین
اور انا انزلناہ کی سورت پڑھے یہی وہ وضو ہے کہ جسکی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
اگر کوئی میرا ایسا وضو کرے اگر کوئی میرا ایسا وضو کرے تو اسکے اگلے گناہ بخشدیے جائینگے

عہ اے اللہ مجکو قیامت میں اپنے عرش کے زیر سایہ رکھ ۱۲ عہ اے اللہ مجھے اُن لوگوں سے کر کہ جو باتیں سنکر نیک بات پر عمل
کرتے ہیں ۱۲ عہ اے اللہ قیامت میں مجھے ثابت قدم رکھ ۱۲ عہ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف اور میری کوشش کو
قبول کر اور میری تجارت کو ترقی دے ۱۲ عہ اے اللہ مجھے توبہ اور طہارت نصیب کر ۱۲ عہ اسیطرح مکرر بخاری میں ہے ۱۲

یہ نقشہ اسلیے کھینچا جاتا ہی کہ ناظرین کو اجمالی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس طریقے مین کون کون امور فرض ہین اور کون واجب اور کون سنت اور کون مستحب اس نقشہ کے بعد انشاء اللہ ہر ایک کا بیان تفصیل بھی کیا جائیگا

مکروہات ۹ ہین	جو چیزین مستحب ہین اُنکے خلاف کرنا ۱ پانی مین اسراف ۲ پانی مین کمی ۳ وضو مین بلا عذر دنیاوی بات کرنا ۴ اعضاے وضو کے علاوہ اعضا کا بلا ضرورت دھونا ۵ اعضاے وضو پر زور سے چھینٹا مارنا ۶ تین بار سے زیادہ اعضا کو دھونا ۷ نئے پانی سے تین بار سر کا مسح ۸ وضو کے بعد ہاتھ سے پانی پونچھنا ۹
مستحبات ۱۵ ہین	وضو کرنیکے لیے اونچی مقام پر بیٹھنا ۱ قبلہ رو ہونا ۲ مٹی کے برتن سے وضو کرنا ۳ جو ہی وضو کرنا وضو فرض ہے وجب کے حد سے زیادہ اعضا کو دھونا ۴ داہنے ہاتھ سے کلی اور ناک مین پانی لینا ۵ بائین ہاتھ سے ناک صاف کرنا ۶ ڈھیلے انگوٹھے کا حرکت دینا ۷ کانونکے مسح کیوقت چھوٹی انگلی کانونکی سوراخ مین ڈالنا ۸ ہر عضو دھوتے یا مسح کرتے وقت بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھنا ۹ ہر عضو مین جو دعائین وارد ہوئی ہین اُنکا پڑھنا ۱۰ بعد وضو کے دعاے ماثورہ پڑھنا ۱۱ اور انا انزلناہ پڑھنا ۱۲ پیر دھوتے وقت بائین ہاتھ سے پانی ڈالنا ۱۳ اور داہنے ہاتھ سے ملنا ۱۴ جاڑونمین پہلے ہاتھ پیرونکا تر کرلینا ۱۵
سنتین ۱۵ ہین	وضو کی نیت کرنا ۱ بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھکر وضو کرنا ۲ منہ دھونے سے پہلے دونون ہاتھونکا گٹّون تک دھونا ۳ تین بار کلی کرنا ۴ مسواک کرنا ۵ تین بار ناک مین پانی لینا ۶ غیر محرم کو تین مرتبہ ۷ ڈاڑھی کا خلال کرنا ۸ ہاتھونکو انگلیونکی طرف سے دھونا ۹ ہاتھونکی انگلیونکا خلال ۱۰ پیرکی انگلیونکا خلال ۱۱ پورے سر کا مسح ۱۲ کانونکا مسح ۱۳ ہر عضو کا تین تین بار پے در پے اعضا کا دھونا ۱۴ دھوتے وقت اعضا کو ملنا ۱۵ ترتیب وار وضو کرنا
واجب ۱ ہے	اعضاے وضو کو جن بالونکے چھپا رکھا ہو انکو دھونا ۱
فرائض ۴ ہین	تمام منھ کا ایک مرتبہ دھونا ۱ دونون ہاتھون کا کہنیون تک ایک مرتبہ دھونا ۲ سر کے کسی جز کا مسح کرنا ۳ دونون پیرون کا ٹخنون تک ایک مرتبہ دھونا ۴

وضو کے فرائض

وضو مین چار فرض ہین منہ کا دھونا۔ دونون ہاتھونکا دھونا۔ سر کا مسح کرنا دونون پیرونکا دھونا۔ انھین چارون چیزونکا نام وضو ہی۔

پہلا فرض (۱) تمام منہ کا ایک مرتبہ دھونا خواہ وضو کرنیوالا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا خود بخود دُھل جائے جیسے کوئی شخص دریا مین غوطہ لگائے یا مینھ کا پانی چہرہ پر پڑجائے اور تمام منہ دُھل جائے۔

تمام منہ سے مراد وہ سطح ہی جو ابتداے پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونون کانونکے بیچ مین ہی (۲) آنکھ کا جو گوشہ ناک کے قریب ہی اُسکا دھونا فرض ہی اور اکثر اُسپر میل آجاتا ہی اُسکو دور کرکے پانی پونہچانا چاہیے۔

(۳) جو سطح رخسارہ اور کان کے درمیان مین ہی اُسکا دھونا فرض ہی خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا نہین۔

(۴) ٹھوڑی کا دھونا فرض ہی بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اُسپر نہون یا ہون تو اسقدر کم ہون کہ جلد نظر آئے۔

(۵) ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونیکے بعد دکھلائی دیتا ہی اُسکا دھونا فرض ہی

دوسرا فرض (۱) دونون ہاتھون کا کہنیون تک ایکمرتبہ دھونا خواہ وضو کرنیوالا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا اور کسی طریقہ سے دُھل جائین دونون ایکدفعہ ملاکر دھوئے یا علیحدہ علیحدہ۔

ع دھونا فقہاء کے نزدیک اُسکا نام ہی کہ پانی عضو کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر بہ جائے اور کم سے کم دو قطرے عضو سے دھونے کے بعد فوراً ٹپک جائین۔ (شامی)

(۲) اُنگلیون کی گھائی مین بغیر خلال کے پانی نہ پونہچے تو خلال کرنا فرض ہی۔

(۳) کسی شخص کے ایک جانب مین پورے دو پیر یا دو ہاتھ ہون تو اگر دونون ہاتھون مین ہر ایک سے ہاتھ کا کام لیتا ہی یعنی چیزونکو پکڑ سکتا ہی اور اُٹھا سکتا ہی تو دونون ہاتھونکا دھونا فرض ہی اسی طرح اگر دونون پیرون مین ہر ایک سے پیر کا کام لیتا ہی یعنی چلسکتا ہی تو دونون پیرونکا دھونا فرض ہی اور اگر دونون سے کام نہین لے سکتا تو اگر دونون جڑے ہوئے اور ملے ہوے ہون تب بھی دونونکا دھونا فرض ہی اور اگر ملے ہوئے نہ ہون بلکہ جدا جدا ہون تو صرف اُسیکا دھونا فرض ہی جو کام دیتا ہی۔

ہاتھ یا پیر کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ یا پیر جما ہو تو اُسکا دھونا فرض ہی بشرطیکہ اُس مقام سے جما ہو جسکا دھونا وضو مین فرض ہی مثلاً ہاتھ مین کہنی یا کہنی کے نیچے سے جما ہو پیر مین ٹخنے یا ٹخنے کے نیچے سے جما ہو اور اگر کہنی یا ٹخنے کے اوپر سے جما ہو تو اُسقدر حصّہ کا دھونا فرض ہی جو کہنی یا ٹخنے کے نیچے کے حصہ کے مقابلہ مین ہو۔

تیسرا فرض - سر کے کسی جزو کا مسح۔

چوتھا فرض دونون پیرونکا ٹخنون تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ موزہ پہنے ہوے نہو اگر انگلیون کی گھائی مین بغیر خلال کے پانی نہ پہونچے تو خلال بھی فرض ہی۔

فرض نہین

(۱) آنکھ ناک مُنہ کے اندر کا دھونا۔

(۲) ڈاڑھی یا موچھ یا بھون اگر اسقدر گھنی ہون کہ جلد نظر نہ آئے تو اُس جلد کا دھونا جو اُس سے چھپی ہوئی ہی فرض نہین۔

(۳) وضو مین جن اعضا کا دھونا فرض ہی اگر اُنپر کوئی چیز لگ جائے جو جلد تک پانی پہونچنے سے منع نکرے تو اُسکا چھوڑانا فرض نہین مثال مُنہ یا ہاتھ یا پیر پر مٹی وغیرہ لگجائے تو اُسکا چھوڑانا فرض نہین

وضو کے واجبات

وضو مین چار واجب ہین (۱) بھوین یا داڑھی یا مونچھ اگر اسقدر گھنی ہون کہ اُسکے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت مین اُسقدر بالونکا دھونا واجب ہے جنسے جلد چھپی ہوئی ہی باقی بال جو جلد کے آگے بڑھ گئے ہین دھونا واجب نہین (۲) کہنیون کا دھونا۔ اگر ایک ہی جانب مین کسی کے دو ہاتھ ہون تو اُس دوسرے ہاتھ کی کہنیون کا دھونا بھی واجب ہی بشرطیکہ دونون سے کام لے سکتا ہو ورنہ اگر دونون ملے ہوئے ہون تب بھی دوسرے ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہی اور اگر ملے ہوئے نہ ہون تو صرف اُسی ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہی جو کام دیتا ہی ہاتھ کے درمیان سی اگر دوسرا ہاتھ نکلا ہو تو اُسکے کہنی یا اُس حصّہ کا جو کہنی کی مقابل ہو دھونا واجب ہے

حمد ۵ اگرچہ اکثر فقہاے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے وضو اور غسل کے احکام مین فرض اور واجب کی تفصیل نہین کی اور دونون کو ایک ہی جگہہ جمع کر دیا ہی بلکہ بعض نے واجبات کو بھی فرض ہی کے عنوان سے بیان کیا ہی اور بعض نے یہ بھی لکھدیا ہی کہ وضو اور غسل مین کوئی واجب نہین ہی مگر اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ وضو اور غسل مین واجب اور فرض دونون عمل مین یکسان ہین یعنے جیسا فرض کے ترک ہونے سے وضو اور غسل نہین ہوتا ویسا ہی واجب کے ترک ہونے سے بھی نہین ہوتا مگر ہمنے اپنی اس کتاب مین ناظرین کی آسانی کے لیے فرائض کو علیحدہ بیان کیا ہی اور واجبات کو علیحدہ لکھا ہی مثلاً فقہائے کرام نے دونون ہاتھون کا کہنیون سمیت دھونا فرض لکھا ہے ہمنے فرائض مین صرف ہاتھونکا دھونا لکھا ہی کہنیون کا دھونا واجبات مین لکھا ہی ۱۲

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہی۔ اگر سر پر بال ہوں تو صرف اُنھیں بالونکا مسح کرنا واجب ہی جو چوتھائی سر پر ہوں۔

(۴) دونوں پیروں کے ٹخنوں کا دھونا واجب ہے اگر موزہ نہ پہنے ہو اگر ایک ہی جانب میں کسی شخص کے دو پیر ہوں تو اُسمین بھی وہی تفصیل ہی جو کہنی کے بیان میں گذر رہی

وضو کی سُنتیں

وضو میں سُنت موکدہ ۱۵ پندرہ ہیں۔

(۱) وضو اور اوسکے متعلقات مثل استنجا وغیرہ کے پہلے وضو کی نیت کرنا اور نیت یہ نہیں ہی کہ زبان سے کچھ کہے بلکہ محض دلمیں یہ ارادہ کرے کہ میں وضو محض ثواب اور خدا کی خوشی کے لیے کرتا ہوں نہ اپنے ہاتھ مُنہ صاف کرنیکے لیے۔ (در مختار)

(۲) بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ پڑھکر وضو شروع کرنا

(۳) مُنہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا مع گٹوں کے ایکبار دھونا۔ اور جب ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے تو ہاتھوں کو پھر یہیں سے دھونا چاہیے

(۴) تین بار کُلی کرنا لیکن پانی ہر بار نیا ہو اور مُنہ بھر کر ہو اور کُلی میں اسقدر مبالغہ کرے کہ پانی حلق کے قریب تک پہونچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہو اور اگر روزہ دار ہو تو اسقدر مبالغہ نچاہیے۔

(۵) کُلی کرتے وقت مسواک کرنا مسواک کرنیکا طریقہ یہ ہی کہ مسواک دہنے ہاتھ میں اسطرح لے کہ مسواک کی ایک سر کے قریب انگوٹھا اور دوسرے سرے کے نیچے اخیر کی اُنگلی اور درمیان میں اوپر کیجانب اور اُنگلیاں بھی اور مٹھی باندھکر نہ پکڑے اور پہلے اوپر کے دانتوں کی طول میں داہنی طرف کرے پھر بائیں طرف

عہ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور اُسکا شکر کرے کہ مجکو اُسنے اسلام سے مشرف کیا ۱۲

اسی طرح پھر نیچے کے دانتون مین اسی طرح اور ایکبار مسواک کرنیکے بعد مسواک کو مُنہ سے
نکالکر نچوڑ دے اور از سر نو پانی سے بھگو کر پھر کرے اسی طرح تین بار کرے اسکے بعد
مسواک کو دھو کر دیوار وغیرہ سے کھڑی کرکے رکھدے زمین پر ویسے ہی نہ رکھدے
دانتونکی عرض مین مسواک نکرنا چاہیے۔
مسواک ایسی خشک اور سخت لکڑی کی نہو جو دانتون کو نقصان پونہچائے اور نہ ایسی تر
اور نرم کہ میل کو صاف نہ کر سکے بلکہ متوسط درجے کی ہو نہ بہت نرم نہ بہت سخت پھلدار
درخت کی بھی نہ ہو۔ پیلو یا زیتون یا کسی کڑوے درخت کی مثل نیب وغیرہ کی ہو تو بہتر ہے
لنبائی مین ایک بالشت کی ہونا چاہیے استعمال سے تراشتے تراشتے اگر کم ہو جائے
تو مضائقہ نہین ہو موٹائی مین انگوٹھے سے زیادہ نہو سیدھی ہو گرہ دار نہو۔
اگر مسواک نہ ہو یا دانت نہون تو کپڑے یا اُنگلی سے مسواک کا کام لیا جائے۔
(۶) ناک مین تین بار پانی لینا اور ہر بار نیا پانی ہو اور اسقدر مبالغہ کیا جائے کہ
پانی نتھنونکی جڑ تک پہونچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہو۔
(۷) تین بار مُنہ دھونیکے بعد اُس شخص کو جو محرم[ع] نہ ہو تین بار ڈاڑھی کا خلال
کرنا بشرطیکہ ڈاڑھی گھنی ہو خلال کرنیکا طریقہ یہ ہو کہ دہنے چلو مین پانی لیکر ٹھوڑی
کے نیچے کے بالونکی جڑون مین ڈالے اور ہاتھ کی پُشت گردن کی طرف کرکے
انگلیان بالون مین ڈالکر نیچے سے اوپر کیجانب لیجائے۔
(۸) ہاتھونکو انگلیونکی طرف سے دھونا نہ کہنیونکی طرف سے۔

[ع] محرم اُس شخص کو کہتے ہین جو حج یا عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھے محرم نہ ہونیکی شرط اسلیے لگیگی کہ خلال کرنے مین بال ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اور محرم کو بال کا توڑنا منع ہے ۱۲

(٩) کہنیون تک تین بار ہاتھ دھونے کے بعد ہاتھون کی عہ انگلیون کا تین بار خلال کرنا اور اُسکا طریقہ یہ ہی کہ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتیلی پر رکھکر اوپر کے ہاتھ کی انگلیان نیچے کے ہاتھ کی انگلیون مین ڈالکر کھینچ لے۔

(١٠) تین بار پیر کے دھونے کے وقت پیر کی انگلیون کا ہر بار خلال کرنا۔ پیر کی انگلیون کا خلال بائین ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی سے کرنا چاہیے اس طرح کہ داہنے کی انگلی سے شروع کرے اور بائین پیر کی چھوٹی اُنگلی پر ختم کرے۔

(١١) پورے سر کا ایکبار مسح کرنا۔ اسکا طریقہ یہ ہی کہ دونون ہاتھ مع انگلیون اور ہتیلیونکے تر کرکے سر کے آگے کے حصے پر رکھکر آگے سے پیچھے لیجائے اور پھر پیچھے سے آگے لائے عہ

(١٢) سر کے مسح کے بعد کانون کا مسح کرنا لیکن کانون کے مسح کے لیے ازسرنو ہاتھون کو تر نہ کرے بلکہ سر کے مسح کے لیے تر کرنا اسکے لیے بھی کافی ہی ہان اگر سر کے مسح کرکے بعد عمامہ یا ٹوپی یا اور کوئی ایسی چیز چھوئے جس سے ہاتھونکی تری جاتی رہے توپھر دوبارہ تر کرے کانون کے مسح کا یہ طریقہ ہی کہ چھوٹی انگلی کو کان کے سوراخ مین ڈالکر حرکت دے اور شہادت کی اُنگلی سے کان کے اندرونی حصے کو اور انگوٹھے سے انکی پشت پر مسح کرے

(١٣) ہر عضو کا تین بار اسطرح دھونا کہ ہر بار پورا دھل جائے اور اگر ایک بار آدھا اور پھر دوسرے بار باقی دُھویا تو یہ دو بار نہ سمجھا جائیگا بلکہ ایک ہی بار سمجھا جائیگا۔

(١٤) وضو اُسی ترتیب سے کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنے پہلے کلی پھر ناک مین پانی لینا

عہ ہاتھ کی انگلیون کا خلال اُسوقت مسنون ہی کہ جب انگلیون کی گھائی مین پانی پہونچ جائے اور اگر پانی نہ پہونچے تو فرض ہی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور یہی کیفیت پیر کی انگلیون کے مسح کی بھی ہی ١٢ عہ بعض فقہانے سر کے مسح کا دوسرا طریقہ بھی لکھا ہی لیکن صحیح اور آسان یہی ہی جو لکھا گیا ١٢

پھر منہ دھونا پھر داڑھی کا خلال پھر ہاتھون کا دھونا پھر انگلیونکا خلال پھر سر کا مسح کانون کا مسح پھر پیرون کا دھونا پھر پیر کی انگلیون کا خلال۔

(۱۵) داہنے عضو کو بائین عضو سے پہلے دھونا۔

(۱۶) ایک عضو کے دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے مین اسقدر دیر نہ کرنا کہ پہلا عضو باوجود ہوا اور جسم کے معتدل ہونے کے خشک ہوجائے۔ ہان اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اسقدر دیر ہوجائے تو مضائقہ نہین۔

(۱۷) دھونے کے وقت اعضا کو ہاتھ سے ملنا اور ہاتھ کا اعضا پر پھیرنا۔

وضو کے مستحبات

وضو مین چودہ مستحب ہین۔

(۱) وضو کرنے کے لیے کسی اونچے مقام پر بیٹھنا تاکہ مستعمل پانی جسم اور کپڑے پر نہ پڑے

(۲) وضو کرتے وقت قبلہ رو ہوکر بیٹھنا۔

(۳) وضو کا برتن مٹی کا ہونا۔

(۴) وضو کرنے مین کسی سے مدد نہ لینا یعنی دوسرے شخص سے اعضای وضو کو نہ دھلوانا بلکہ خود ہی دھونا اور اگر کوئی دوسرا شخص پانی دیتا جائے اور اعضا کو خود ہی دھوئے تو کچھ مضایقہ نہین۔

(۵) اعضا کو جہان تک دھونا فرض یا واجب ہی اُس سے زیادہ دھو ڈالنا

(۶) داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا۔

(۷) بائین ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۸) انگوٹھی وغیرہ اگر ایسی ہو کہ جسم تک پانی پہونچنے سے منع نکرے تو

اُسکا حرکت دینا۔

(۹) کانونکے مسح کیوقت چھوٹی انگلی کا دونون کانون کے سوراخ مین ڈالنا۔

(۱۰) پیر دھوتے وقت داہنے ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائین ہاتھ سے ملنا۔

(۱۱) جاڑون کے موسم مین پہلے ہاتھ پیرون کو تر ہاتھ سے ملنا تاکہ تمام عضو دھوتے وقت پانی آسانی سے پہونچ جائے

(۱۲) ہر عضو دھوتے یا مسح کرتے وقت بسم اللہ اور کلمۂ شہادت پڑھنا اور عبادت کی نیت کرنا

(۱۳) وضو مین اور وضو کے بعد جو دعائین[ع] حدیث شریف مین وارد ہوئی ہین اُنکا پڑھنا

(۱۴) وضو کے بچے ہوئے پانی کا کھڑے ہو کر پینا۔

وضو کے مکروہات

(۱) جو چیزین وضو مین مستحب ہین اُنکے خلاف کرنے سے وضو مکروہ ہوجاتا ہی

(۲) پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔

(۳) پانی کا اسقدر کم خرچ کرنا کہ جس سے اعضا کے دھونے مین نقصان ہو۔

(۴) حالت وضو مین کوئی دُنیا کی بات بلا عذر کرنا۔

(۵) بلا عذر دوسرے اعضا کا وضو مین دھونا۔

(۶) مُنہ اور دوسرے اعضا پر زور سے چھینٹا مارنا۔

(۷) تین بار سے زیادہ عضا کو دھونا۔

(۸) نئے پانی سے تین بار مسح کرنا۔

(۹) وضو کے بعد ہاتھون کا پانی جھٹکنا۔

ع یہ دعائین وضو کے طریقے مین گذر چکین۔

معذور کا وضو

(۱) کسی مرض کی وجہ سے اگر کوئی حکیم حاذق کسی عضو کے دھونے کو منع کرے
تو اُسکا دھونا فرض نہین بلکہ مسح کرے اگر مضر نہو ورنہ مسح بھی معاف ہی۔

(۲) وضو مین جن اعضا کا دھونا فرض ہی اگر اُنمین زخم ہو یا پھٹ گئے ہون یا درد وغیرہ ہو تو اگر ایسی حالت مین اُنپر پانی کا پہونچانا تکلیف نہ دیتا ہوا ور نقصان نکرتا ہو تو دھونا فرض ہی ورنہ مسح کرے اور اگر مسح بھی نکر سکے تو ویسے ہی چھوڑ دے (در مختار)

(۳) ہاتھ مین زخم ہو یا پھٹ گئے ہون جسکی وجہ سے وہ ہاتھ نکوا در ہاتھو نکے ذریعے سے دوسرے اعضا کو دھو نہ سکتا ہو اور نہ کسی دوسری تدبیر سے بقیہ اعضا کو دھو یا دُھلوا سکے تو ایسی صورت مین وضو فرض نہین بلکہ تیمم کرے اگر کر سکے۔

(۴) ہاتھ پیر مُنہ پر اگر کسی وجہ سے دوا لگائی گئی ہو تو اُسی دوا پر پانی بہانا فرض ہی بشرطیکہ مضر نہو اور پانی بہا چکنے کے بعد اگر وہ دوا خود بخود چھوٹ جائے یا چھڑا ڈالی جائے تو اگر اچھے ہونے کی وجہ سے چھوٹی یا چھڑائی گئی ہی تو مسح باطل ہو جائیگا یعنی اُن اعضا کو دھونا پڑیگا۔

(۵) کسی شخص کے ہاتھ مع کہنیون کے یا پیر مع ٹخنون کے کٹ گئے ہون تو ایسی حالت مین ہاتھ پیر کا دھونا فرض نہین اور منہ اگر کسی طریقے سے دھو سکتا ہو اور سر کا مسح کر سکتا ہو تو کرے ورنہ وہ بھی فرض نہین بلکہ منہ کو بارادہ تیمم دیوار وغیرہ پر ملے۔

(۶) کسی شخص کے پیر یا ہاتھ کٹ گئے ہون لیکن کہنی یا اُس سے زیادہ اور ٹخنے یا اُس سے زیادہ موجود ہون تو ایسی حالت مین کہنی اور ٹخنے کا دھونا واجب

ہی اور اُسکے نیچے کے حصّے کا دھونا فرض ہی۔

(۷) ہاتھ مع کہنیون کے یا پیر مع ٹخنون کے کٹ گئے ہون اور مُنہ زخمی ہو اور مُنہ کا دھونا یا مسح کرنا ممکن نہو تو ایسی حالت مین وضو فرض نہین رہتا۔

(۸) جو شخص کسی وجہ سے دونون کانون کا مسح ایک دفع ساتھ ہی نکر سکے مثلاً اُسکے ایک ہی ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ بیکار ہو تو اُسکو چاہیے کہ پہلے داہنے کان کا مسح کرے پھر بائین کان کا۔

(۹) وضو کے اعضا مین کوئی عضو ٹوٹ جائے یا زخمی ہو جائے یا اور کسی وجہ سے اُسپر پٹی باندھی جائے تو اُسکی تین صورتین ہین۔

پہلی صورت پٹی کا کھولنا مضر ہو خواہ جسم کا دہونا مضر ہو یا نہو جیسے ٹوٹے ہوئے ہاتھ پیر کی پٹی کا کھولنا مضر ہوتا ہے تو ایسی حالت مین اگر پٹی پر مسح کرنا نقصان نہ کرے تو تمام پٹی پر مسح کرے خواہ وہ پٹی زخم کے برابر ہو یا زخم سے زیادہ اور جسم کے صحیح حصّے پر بھی ہو اور اگر مسح بھی نقصان کرے تو ایسے ہی چھوڑ دے

دوسری صورت پٹی کا کھولنا مضر نہو لیکن کھولنے کے بعد وہ خود نہ باندہ سکے اور نہ کوئی ایسا شخص ہو جو باندھ سکے تو ایسی حالت مین مسح کرے بشرطیکہ نقصان نہ کرے ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

تیسری صورت پٹی کا کھولنا مضر نہو اور نہ کھولنے کے بعد باندھنے کی دقت ہو تو ایسی حالت مین اگر زخم کا دھونا نقصان نہ کرے تو پٹی کھولکر تمام عضو کو دھوئے اور اگر زخم کا دھونا نقصان کرے تو زخمی حصّے کو چھوڑ کر باقی عضو کو دھوئے بشرطیکہ مضر نہو اور زخمی حصّے پر اگر مسح نقصان نہ کرے تو مسح کرے ورنہ پٹی باندھکر پٹی پر مسح کرے بشرطیکہ مضر نہو اور اگر مضر ہو تو مسح معاف ہے

(۱۰) پٹی اگر اس طرح بندھی ہوئی ہو کہ درمیان مین جسم کا وہ حصہ بھی آگیا ہو جو [illegible]
صحیح ہی تو اسپر بھی مسح کرے بشرطیکہ پٹی کھولنا یا کھولکر اُس جسم کا دھونا مضر ہو [illegible]

(۱۱) پٹی پر اگر پٹی باندھ دیجائے تو اُسپر بھی مسح درست ہی۔

(۱۲) اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مرض ہو جسمین وضو کی توڑنے والی چیزین برابر جاری
رہتی ہون یعنی اُسکو کسی نماز کے وقت اتنی مہلت نہ ملتی ہو کہ وہ اُس مرض سے
خالی ہوکر نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کرنا چاہیے اسلیے کہ اُسکا
وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہی۔ جو مرض اُسکو ہی اُس سے نہین ٹوٹتا اور نماز کا
وقت آنے سے نہین ٹوٹتا۔ اگر کسی ایسے شخص نے آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا اور سوا اُس
مرض کے اور کوئی وضو کی توڑنیوالی چیز نہین پائی گئی تو ظہر کا وقت آنے سے اُسکا وضو
نجائیگا ہان ظہر کا وقت جانے سے اُسکا وضو ٹوٹ جائیگا اور عصر کیواسطے اُسکو دوسرا
وضو کرنا ہوگا۔ پھر جبتک اُسکا وہ مرض بالکل دفع نہ ہوجائے یعنی ایک نماز کا پورا
وقت اُسکو ایسا ملے کہ جسمین وہ مرض ایک دفعہ بھی نہ پایا جائے وہ شخص معذور سمجھا جائیگا
مثال کسی کی آنکھ سے کیچ دمیل آتی ہو اور ہر وقت آنکھون سے پانی جاری رہتا [illegible]
کسی کو سلس البول ہو یعنی ہر وقت اُسکا پیشاب جاری رہتا ہو۔ کسی کو خروج ریح
کا مرض ہو یعنی اُسکے مشترک حصّے سے ہر وقت ہوا نکلتی ہو۔ کسی کو استطلاق بطن کی
بیماری ہو یعنی اُسکے مشترک حصّے سے ہر وقت پاخانہ جاری ہو۔ کسی کے زخم سے
ہر وقت خون یا پیپ یا پانی جاری ہو۔ کسی کو نکسیر کا مرض ہو یعنی اُسکی ناک سے ہر وقت
خون آتا ہو۔ کسی کے خاص حصّے سے منی یا مذی ہر وقت بہتی ہو۔ کسی عورت کو استحاضہ ہو [illegible]

عہ استحاضہ کی صورتین حیض اور نفاس کے بیان مین آئینگی ۔۱۲

وضو دو قسم کی چیزون سے ٹوٹتا ہی

وضو جن چیزون سے ٹوٹتا ہی اُنکی دو قسمین ہین ایک وہ جو انسان کے جسم سے نکلین دوسری وہ جو اُسکو طاری ہون جیسے بیہوشی اور سونا وغیرہ۔

پہلی قسم کی دو صورتین ہین ایک وہ جو خاص حصہ اور مشترک حصہ سے نکلے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ دوسری وہ جو جسم کے باقی مقامات سے نکلے جیسے خون وغیرہ

پہلی قسم کی پہلی صورت

(۱) زندہ آدمی کے خاص حصے سے کوئی چیز سوا ہوا کے نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا خواہ وہ چیز پاک ہو جیسے کنکر پتھر کیڑا وغیرہ یا ناپاک ہو جیسے پاخانہ پیشاب مذی وغیرہ۔

(۲) مرد یا عورت اگر اپنے خاص حصے مین کپڑا روئی وغیرہ رکھین اور یہ کپڑا پیشاب سے تر ہو جائے اور کپڑے کے باہر کی جانب مین اُسکا اثر معلوم ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ یہ کپڑا وغیرہ خاص حصے کے اندر چھپ نہ گیا ہو* حاصل یہ کہ نجاست کے نکلنے سے وضو اُس وقت جاتا ہے کہ جب وہ نجاست جسم سے جدا ہو جائے یا ظاہر ہو۔

(۳) زندہ آدمی کے مشترک حصے سے اگر کوئی چیز نکلے خواہ پاک ہو جیسے کنکر پتھر ہوا وغیرہ یا ناپاک ہو جیسے پاخانہ وغیرہ تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۴) اگر کسی عورت کا خاص حصہ مشترک حصے سے ملکر ایک ہو گیا ہو تو اُسکے جس حصے سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائیگا اس لیے کہ اُسکے دونون حصون

---

* یہ قید اسلیے کہ اگر چھپ جائیگا تو پھر تر ہونے سے وضو نجائیگا۔

مین اب فرق باقی نہین رہا۔

(۵) اگر کسی شخص کے جسم مین مرد اور عورت دونون کے عضا ہون اور اسکا مرد یا عورت ہونا متعین نہو تو اُسکے جس عضو سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۶) اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جز باہر نکل آئے جسکو ہمارے عرف مین کانچھ نکلنا کہتے ہین تو اُس سے وضو جاتا رہیگا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعے سے اندر پہونچایا جائے[ع]

(۷) اگر کوئی چیز مشترک یا خاص حصے سے کچھ نکلکر پھر اندر چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائیگا مثال عورت کے خاص حصے سے لڑکے کا کوئی جز مثل سر وغیرہ کے نکلکر پھر اندر چلا جائے خواہ وہ جز جو باہر نکلا تھا نصف سے کم یا زیادہ بشرطیکہ خون نہ نکلے[ع] مرد یا عورت کے مشترک حصے سے یا خانہ وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکلکر اندر چلا جائے۔ اور اسیطرح آنت وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکلکر اندر چلا جائے۔

(۸) اگر کسی کے مشترک یا خاص حصے کے قریب زخم ہو کر یا اور کسی طرح کوئی سوراخ ہو جائے تو اُسکا وہی حکم ہوگا جو اُس حصے کا ہی بشرطیکہ اُس سوراخ سے وہ نجاست عادیہ نکلتی ہو جو اُسکے قریب کے حصے سے نکلتی ہے مثال مشترک حصے کے قریب ہو اور اُس سے پاخانہ نکلتا ہو خاص حصے کے قریب ہو اور

ع۱ اس مسئلے مین فقہاے کرام کا اختلاف ہی اکثر یہ کہتے ہین کہ اگر خود بخود اندر چلا جائے تو وضو نجائیگا اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہر حال مین جاتا رہیگا لیکن وضو کا ٹوٹنا روایت کے موافق ہی ۱۲ ع۲ یہ شرط اسلیے کی گئی کہ اگر خون نکل آئیگا تو حدث اکبر ہو جائیگا اور اُسکا حال آگے لکھا جاتا ہی ۱۲

اُس سے پیشاب وغیرہ نکلتا ہو۔

(۹) اگر کسی کے مشترک حصّے مین کوئی چیز مثل لکڑی یا اُنگلی یا کپڑے وغیرہ کے ڈالی جائے یا عمل (حقنہ) لیا جائے خواہ وہ خود ڈالے اور یہ یا کوئی دوسرا تو جب وہ چیز باہر نکلی گی وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۱۰) منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ مثال کسی شخص نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اِس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی۔

(۱۱) جن چیزون کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہی جیسے حیض نفاس منی وغیرہ اُنسے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہی۔

پہلی قسم کی دوسری صورت

(۱) زندہ آدمی کے جسم سے اگر خون یا پیپ یا اور کوئی ناپاک چیز نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ وہ چیز انسان کے جسم سے ٹپک جائے یا اپنے مقام سے بہکر اُس مقام پر پہونچ جائے جسکا دھونا وضو یا غسل مین فرض یا واجب ہی۔

(۲) اگر کسی زندہ آدمی کے جسم سے کوئی ناپاک چیز نکلے اور اپنے مقام سے نہ بہے مگر ایسی ہو کہ اگر جسم پر چھوڑ دیجائے تو ضرور اپنی جگہ سے بہکر دوسری

ع۱ یہ شرط اسلیے کیگئی کہ اگر شہوت سے نکلیگی تو غسل بھی واجب ہو جائیگا اور اُسکا بیان آگے کیا گیا ہی ۱۲ ع۲ یہ پہلی قسم کی دوسری صورت سے امام صاحب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی امام شافعی کے نزدیک نہین۔ امام صاحب کے موافق احادیث بھی ہین اور یہی مذہب ہے عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور بڑے بڑے تابعین کا رضی اللہ عنہم دیکھو امام صاحب کا مذہب کیسا روایت و درایت کے موافق ہی۔ امام صاحب کی دلیل عقلی بھی بہت پاکیزہ ہی اگر وقت ہوتی اور تفصیل مین طول کا خوف نہوتا تو مین اُسکو ہدیۂ ناظرین کرتا۔ ۱۲

جگہہ چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۳) زخم سے خون یا پیپ نکلے یا نکالا جائے اور زخم ایسی جگہہ ہو جسکا دھونا فرض ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۴) فصد مین اگر خون اپنے مقام سے نکلے لیکن جسم کے کسی حصے پر نہ بہے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۵) جونک یا کھٹمل یا اور کوئی جانور اگر اسقدر خون پئے کہ وہ اگر جسم پر چھوڑا جائے تو اپنی جگہہ سے بہکر دوسری جگہہ چلا جائے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۶) خون ناک سے نکلکر نتھنے[ع] مین آجائے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۷) اگر زخم سے ذرا ذرا سا خون یا پیپ کئی بار نکلے اور ہر بار کپڑے سے صاف کر دیا جائے یا مٹی وغیرہ ڈالکر خشک کر دیا جائے تو ہر بار جو نکلا ہی وہ اگر اسقدر ہو کہ اگر نہ پوچھا جاتا تو اپنی جگہہ سے بہکر دوسری جگہہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۸) زخم پر پٹی باندھ دیگئی ہو اور خون یا پیپ پٹی کے اوپر سے ظاہر ہو تو اگر اسقدر ہو کہ اگر پٹی نہ بندھی ہوتی تو اپنی جگہہ سے بہکر دوسری جگہہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۹) دماغ یا پیٹ یا منہ سے اگر منہ کیطرف سے خون سائل نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا خواہ منہ بھر کر ہو یا نہین۔

(۱۰) اگر کسی کے منہ یا ناک سے خون تھوک یا ناک کے لعاب کے ساتھ ملا ہوا نکلے

ع نتھنا ناک کے اُس حصے کو کہتے ہین جو نرم ہی یہان تک خون آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی اسلیئے نتھنا جسم کا ایسا حصہ ہی جسکا دھونا غسل مین واجب ہی ۔۱۲

تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ خون[ع] غالب ہو یا برابر اور یہی حکم پیپ کا ہی یعنی اگر پیپ تھوک وغیرہ سے غالب یا برابر ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۱۱) تھوک اور پاک شی کے سوا اگر کوئی ناپاک شئی قی مین نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا بشرطیکہ ایک متلی[ع] سے ہو اور منھ بھر کر ہو خواہ وہ خون بستہ ہو یا پت ہون یا کھانا

(۱۲) اگر خون بستہ یا پت کھانا وغیرہ کسی پاک شی کے ساتھ ملکر نکلین جیسے تھوک بلغم وغیرہ تو اگر تھوک کم ہو یا برابر تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

(۱۳) اگر ایک متلی سے کئی بار تھوڑی تھوڑی سی قی ہو اور ہر بار کی قی سے مُنہ نہ بھر سکے مگر سب دفعہ کی قی اگر ملائی جائے تو مُنہ بھر کر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائیگا

(۱۴) کسی شخص کی آنکھ سے کیچ (میل) اور کبھی کبھی آنکھون سے پانی بہتا ہو تو اُسکا وضو پانی بہنے سے ٹوٹ جائیگا۔

(۱۵) جسم کے کسی حصے سے سپید پانی نکلے اور اُسکے نکلنے سے انسان کو تکلیف ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا خواہ ظاہر مین کوئی زخم معلوم ہوتا ہو یا نہین اور اُسکے نکلنے سے تکلیف نہو مگر کوئی طبیب حاذق تجویز کرے یا اور کسی طریقے سے معلوم ہو جائے کہ یہ پیپ ہی اور کسی زخم سے آئی ہی تب بھی وضو ٹوٹ جائیگا۔

ع خون کا غالب یا برابر ہونا رنگ سے معلوم ہوتا ہی اگر سُرخ رنگ ہی تو خون غالب یا برابر سمجھا جائیگا اور اگر زرد رنگ ہی تو تھوک غالب ہی (تبیین الحقائق) ع ایک متلی کی شرط اسلیے کیگئی کہ اگر متلی بدلجائے تو وضو نجائے گا جیسا کہ آگے بیان ہوگا طبیعت مالش کرے اور پھر سکون ہو جائے یعنی متلی جاتی رہے اور پھر طبیعت مالش کرے تو یہ دوسری متلی سمجھی جائیگی اور جبتک وہ پہلی مالش دفع نہوا یکہی متلی سمجھی جائیگی۔ ۱۲ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق)

دوسری قسم

(۱) جن حالتوں مین ہوش حواس درست نہین رہتے انمین وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
مثال (۱) چت یا پٹ یا کروٹ یا اور کسی ایسی ہیأۃ پر سو جائے کہ جسمین سُرین
زمین سے علیحدہ ہو جائین خواہ وہ شخص سوئے جسکو خروج ریح کا مرض ہو یا نہ
کرئی۔ (۲) نماز اور تلاوت اور شکرانہ کے سجدون کے سوا کسی اور سجدے
مین ہیأۃ مسنونہ کے خلاف سو جائے۔ (۳) جو مریض لیٹ کر نماز پڑھتا ہے
وہ نماز مین سو جائے۔ (۴) خارج نماز مین دوزانو بیٹھکر سو جائے خواہ
رانون پر سر رکھکر یا اور کسی طرح بشرطیکہ دونون ایڑی زمین سے علیحدہ ہون
(۵) جو شخص زمین پر اس طرح بیٹھا ہو کہ سُرین زمین سے علیحدہ ہون وہ
اگر سو جائے اور سونے کی حالت مین زمین پر اس طرح گرے کہ سُرین زمین
سے علیحدہ ہو جائین تو وہ اگر زمین پر گرنے کے پہلے بیدار نہو تو وضو ٹوٹ
جائیگا۔ (۶) کسی مرض یا صدمے وغیرہ سے بیہوش ہو جائے۔ (۷) کسی
نشیلی چیز کے استعمال سے نشہ پیدا ہو۔

(۲) کسی بالغ کا مرد ہو یا عورت بحالت بیداری جنازے کے سوا اور کسی نماز مین
قہقہہ[ع] مارنا۔

(۳) دو بالغ آدمیون کی شرمگاہین بشہوت ملجائین خواہ دونون مرد ہون یا
عورت یا ایک مرد اور دوسری عورت بشرطیکہ درمیان مین کوئی ایسی چیز حائل
نہو جسکی وجہ سے ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس نہ ہو سکے۔

ع قہقہہ وہ ہنسی جسمین کم سے کم اسقدر آواز ہو کہ پاس کا آدمی سُن سکے ۱۲-

وضوجن چیزونسے نہین ٹوٹتا[ع]

(۱) نماز مین سونے سے وضو نہین ٹوٹتا خواہ قصداً سوئے یا بے قصد سُرین زمین سے جُدا ہون یا نہین۔

(۲) اگر کسی شی سے ٹیک (سہارا) لگاکر سوجائے لیکن سُرین زمین پر رہین تو وضو نجائیگا اگرچہ ٹیک اسطرح لگائے کہ اگر وہ شی جسپر ٹیک لگائے ہی علیحدہ کردیجائے تو سُرین زمین سے علیحدہ ہوجائین۔

(۳) سجدہ مین سونے سے وضو نہین جاتا خواہ سجدہ نماز کا ہو یا تلاوت کا یا شکرانہ کا

(۴) نماز اور تلاوت اور شکرانے کے سجدہ کے سوا کسی اور سجدہ مین سونے سے وضو اُسوقت نہ ٹوٹے گا جبکہ یہ سجدہ اُسی ہیأت سے کیا جائے جس ہیأۃ سے مسنون ہی[۱] لیکن یہ شرط مرد کے لیے ہی نہ عورت کے لیے عورت کا وضو غیر مسنون سجدہ مین سونے سے بھی نہ جائیگا۔

(۵) اگر کوئی شخص زمین پر بیٹھکر اسطرح سوجائے کہ سُرین سے علیحدہ ہون

ع یہ باب ہمنے اسلیے قائم کیا کہ بعض صورتین اسمین ایسی آئنگی جنمین ہمارے امام صاحب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نہین ٹوٹتا اور ایسی صورتونکے بیان کرنے کی ہمکو دو وجہ سے ضرورت ہی ہم مستحبات مین لکھ چکے ہین کہ جن صورتون مین ہمارے یہان وضو ٹوٹ جاتا ہی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نہین ٹوٹتا ہی اُنمین وضو مستحب ہی لہذا اگر ہم یہ باب قائم کرتے تو وہ صورتین ہمارے عزیز ناظرین کو کیسے معلوم ہوتین دوسرے[۲] یہ بھی ہمکو دکھلانا ہی کہ امام صاحب کا مذہب کیسا درایت و روایت کے موافق ہی[۳] اور ہمکو یہ بھی منظور ہی کہ ہمارے عزیز ناظرین فقیہ بنجائین ۱۲

عـه ایسی حالت مین صاحب ہدایہ نے وضو ٹوٹنے کو لکھا ہی مگر صحیح نہین صحیح یہی ہی کہ نہین ٹوٹتا ۱۲

[۱] سجدہ کی مسنون ہیأۃ کا بیان نماز کے بیان مین ہوگا ۱۲

پھر وہ نیند ہی مین زمین پر گر پڑے تو اُسکا وضو نجائیگا بشرطیکہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی بیدار ہو جائے۔

(۶) اونگھنے سے وضو نجائیگا۔

(۷) اگر کسی کی حواس مین خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہونچا ہو تو وضو نجائیگا۔

(۸) نابالغ کے قہقہہ سے وضو نہین ٹوٹتا اگرچہ نماز مین ہو۔

(۹) نماز مین اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت مین قہقہہ لگائے تو وضو نجائیگا۔

(۱۰) جنازہ کی نماز اور تلاوت کے سجدے مین قہقہہ لگانے سے وضو نہین جاتا بالغ ہو یا نابالغ۔

(۱۱) ضحکعـہ اور تبسمعـہ سے وضو نہین ٹوٹتا اگرچہ نماز مین ہو۔

(۱۲) مرد ہو یا عورت اپنے خاص حصے مین تیل یا کوئی دوا یا پانی ڈالین پچکاری سے یا اسی طرح اور وہ باہر نکل آئے تو اُس سے وضو نہ ٹوٹے گا اس لیے کہ خاص حصے مین نجاست نہین رہتی تا کہ یہ احتمال ہو کہ یہ تیل وغیرہ اُس نجاست پر ہو کر واپس آیا۔

(۱۳) ڈکار آنے سے وضو نہین جاتا خواہ بُو دار ہو یا نہ ہو۔

(۱۴) کان سے یا جسم کے کسی حصہ سے کوئی ایسی چیز نکلے جسکے نکلنے سے تکلیف نہو اور کسی طریقے سے زخم کا ہونا معلوم نہو تو وضو نہ جائیگا مثال کان سے میل نکلے یا جسم

عـہ ضحک وہ ہنسی ہے جسمین آواز خفیف سی پیدا ہو کہ پاس کا آدمی سن سکے ۱۲ عـہ تبسم وہ ہنسی ہے جسمین بالکل آواز نہو جسکو ہمارے عرف مین مسکرانا کہتے ہین ۱۲

کے کسی حصّے سے سپید پانی نکلے۔

(۱۵) عورت کی پستان سے دودھ نکلنے سے وضو نہین جاتا خواہ وہ دودھ خود ٹپکے یا نچوڑا جائے یا لڑکا چوسے۔

(۱۶) ناک سے اگر خون نکلے مگر اُس مقام تک نہ پہونچے جو نرم[عـه] ہی تو وضو نجائیگا

(۱۷) اگر کوئی شخص کسی چیز کو دانت سے کاٹے یا پکڑے اور اُسپر خون کا اثر پایا جائے تو کپڑا یا ہاتھ دانتون پر رکھکر دیکھا جائے اگر اُسپر خون نہ نکلے تو وضو نہ جائیگا۔

(۱۸) کسی مرد یا عورت کا ستر دیکھنے سے یا خود برہنہ ہوجانے سے یا اپنا ستر دیکھنے سے وضو نہ جائیگا۔

(۱۹) مرد کو عورت یا عورت کا خاص حصّہ یا کسی مشترک حصّہ یا اپنا خاص حصّہ یا مشترک حصّہ چھونے سے وضو نجائیگا اور اسی طرح عورت کا وضو مرد یا مرد کا خاص حصّہ یا مشترک حصّہ یا اپنا خاص حصّہ یا مشترک حصّہ چھونے سے نجائیگا۔

عـه جسکو ہمارے عرف مین نتھنا کہتے ہین فارسی مین نرمہ بینی۔۱۲ عـه اس مسئلے مین ہمارے سردار اور مولے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سخت اختلاف ہی وہ فرماتے ہین کہ مرد کو اپنا خاص حصّہ یا عورت کا خاص حصّہ یا کسی کا مشترک حصّہ چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی۔ ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہم یہان امام شافعی اور اُنکے مقلدین کے پُرزور دلائل نقل کرکے اُن جوابات کا ذکر کرین جو ہمارے مقدس فقہاء کے مبارک دماغون سے نکلے ہین لیکن طول کا خوف ہی اور اگر صرف یہی کرین کہ امام صاحب کے اس مذہب پر روایت اور درایت کے طریقے سے کچھ راے دین تب بھی بہت طول ہوجائیگا لهذا ہم صرف اسی قول پر اکتفا کرتے ہین کہ امام صاحب کا مذہب روایت اور درایت دونون قاعدون سے بہت پُرزور اور قابل قبول ہی اور صاحب شریعت کی جانب سے منصور ہی واللہ اعلم بالصواب ۱۲

(۲۰) اگر کوئی مرد یا عورت اپنے خاص حصّہ مین کوئی چیز مثل روئی کپڑے وغیرہ کے
رکھ لین اور نجاست اندر سے نکلکر اُس کپڑے کو تر کر دے تو وضو نجائیگا بشرطیکہ
کپڑے کے باہر جانب اُس نجاست کا کچھ اثر نہ ہو یا وہ کپڑا اُس خاص حصّہ مین اسطرح
رکھا ہوا ہو کہ باہر سے نظر نہ آوے۔ مثال کسی مرد نے اپنے خاص حصّہ مین روئی
رکھ لی اور پیشاب یا منی نے اپنے مقام سے آکر اُس روئی کو تر کر دیا مگر اُس روئی
کا وہ حصّہ جو باہر سے دکھلائی دیتا ہی تر نہین ہوا یا وہ روئی اُس خاص حصّہ
مین ایسی چھپی ہوئی ہو کہ باہر سے بالکل نہین نظر آتی تو اس صورت مین اگر پوری
روئی تر ہو جائے تب بھی اُس مرد کا وضو نہ جائیگا۔ کسی عورت نے اپنے خاص حصّہ
مین روئی یا کپڑا رکھ لیا اور پیشاب یا حیض نے اپنے مقام سے آکر اُس روئی یا
کپڑے کو تر کر دیا مگر روئی یا کپڑے کا وہ حصّہ جو باہر سے دکھلائی دیتا ہی تر نہین
ہوا یا وہ روئی کپڑا اُس خاص حصّہ مین ایسا چھپ گیا ہو کہ باہر سے نظر نہ آتا ہو تو اس
صورت مین اگر پوری روئی یا کپڑا تر ہو جائے تب بھی اُس عورت کا وضو نجائیگا
(۲۱) اگر کوئی مرد یا عورت اپنے مشترک حصّہ مین روئی یا کپڑا وغیرہ رکھ لین اور
اُس روئی وغیرہ کا وہ حصّہ جو اندر ہی نجاست سے تر ہو جائے مگر وہ حصّہ جو باہر
ہی تر نہ ہو یا وہ بھی تر ہو جائے اور وہ روئی وغیرہ مشترک حصّہ مین ایسی چھپ گئی
کہ باہر سے نظر نہ آتی ہو تو ان سب صورتون مین وضو نجائیگا۔
(۲۲) اگر کوئی شخص کسی مُردہ جانور کے ساتھ بُرا کام کرے تو اُسکا وضو نجائیگا
جب تک کہ مذی یا منی نہ نکلے۔
(۲۳) اگر کسی نابالغ کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تب بھی بغیر مذی یا منی کے

نکلے ہوے وضو نجائیگا بشرطیکہ وہ نابالغ ایسا نابالغ ہو کہ اُسکے ساتھ کرنے مین مشترک حصّہ اور خاص حصّہ کے ملجانے کا خوف ہو۔

(۲۳) منی اپنے مقام سے نکلی مگر اُسنے اپنے خاص حصّہ کو اس زور سے دبالیا کہ منی باہر بالکل نہ نکلی تو وضو نجائیگا۔

(۲۴) اگر دو شخص اپنے جسم کے حصّونکو ملا دین مگر درمیان مین مثل موٹے کپڑے وغیرہ کے کوئی ایسی چیز حائل ہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس نہ ہونے دے تو وضو نجائیگا خواہ دونون مرد ہون یا دونون عورت یا ایک عورت اور دوسرا مرد بالغ ہون یا نابالغ۔

(۲۵) آنکھ کے اندر اگر خون یا پیپ بہے اور آنکھ سے باہر نہ آئے تو وضو نجائیگا۔

(۲۶) زخم سے خون وغیرہ نکلکر زخم ہی مین رہے اور زخم ایسا ہو جسکا دھونا نقصان کرے تو وضو نجائیگا۔

(۲۷) ہمیشہ شراب پینے والے کے بدن سے اگر پسینا نکلے تو اُس سے بھی وضو نجائیگا۔

(۲۸) زخم سے اگر کیڑا یا گوشت کا ٹکڑا اگر پڑے یا ہوا نکلے تو وضو نجائیگا۔

(۲۹) تھوک یا بلغم اگر کسی ایسی شی کے ساتھ مثل کھانے یا پت یا ایسی شی کے ساتھ جو تھوک مین نکلے اور پاک ہو نکلے تو اِس صورت مین اگر تھوک اور بلغم زیادہ ہو اور وہ چیز کم اور اسقدر ہو جس سے مُنہ نہ بھر سکے تو وضو نجائیگا۔ اور تھوک اور بلغم اور وہ چیز برابر ہو مگر دونون مین کوئی اسقدر نہ ہو جس سے مُنہ بھر سکے تب بھی وضو نجائیگا۔

لہ اسلیے کہ آنکھ جسم کا ایسا حصّہ ہی جسکے پاک کرنے کا نہ وضو مین حکم ہی نہ غسل مین۔ ۱۲ عہ ایسی حالت مین بعض فقہا لکھتے ہین کہ وضو جاتا رہتا ہی مگر صحیح یہ ہی کہ نہین جاتا۔ ۱۲

(۳۰) اگر کوئی پاک چیز زخم مین نکلے جیسے کیڑا وغیرہ تب بھی وضو نجائیگا۔

(۳۱) اعضاے وضو پر اگر زخم ہو اور وضو کے بعد اُس زخم کے اوپر کی کھال جُدا ہو گئی۔ اگر نہجائیگا تو اس سے وضو نجائیگا نہ اُس مقام کے دوبارہ دھونیکی ضرورت ہوگی خواہ جلد کے جُدا کرنیسے تکلیف ہو یا نہو

(۳۲) وضو کرنے کے بعد اگر سر یا ڈاڑھی کے بال یا بھوین منڈوا دی جائین تو اُس سے وضو یا سر کا مسح باطل نہوگا یعنے اسکے بعد دوبارہ وضو یا سر کے مسح یا اُس مقام کے دھونے کی جہان کے بال مُنڈوائے گئے ہین حاجت نہین

(۳۳) بڑھے ہوئے ناخون اگر وضو کے بعد کتروا دیے جائین تو وضو نجائیگا اور نہ اُس مقام کے دوبارہ دھونیکی ضرورت ہوگی جو ناخون کٹ جانے سے کھل گیا ہے

(۳۴) پاک چیز کے جسم سے نکلنے سے وضو نہین جاتا جیسے آنکھون سے آنسو یا جسم سے پسینا

(۳۵) محض تھوک یا بلغم اگر منہ سے نکلے تو وضو نجائیگا خواہ کتنا ہی کیون نہو۔

(۳۶) ڈکار آنے سے وضو نہین جاتا اگرچہ بو دار ہو۔ (تبیین)

(۳۷) کوئی گناہ کرنے سے یا کافر ہو جانے سے (نعوذ باللہ منہ) وضو نہین جاتا

(۳۸) اونٹ کا گوشت یا اور کوئی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہین جاتا۔

مثال کسی نے وضو کیا اسکے بعد اپنے کسی بھائی کی غیبت کی یا جھوٹ بولا یا کافر ہوگیا (معاذ اللہ منہ) تو اُسکا وضو نجائیگا یعنی وہ غیبت کرنیوالا اور جھوٹ بولنے والا اور وہ کافر بعد مسلمان ہونیکے اُسی وضو سے بشرطیکہ اور کسیوجہ سے نہ ٹوٹا ہو نماز پڑھ سکتے ہیں

عہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جلد کے جُدا کرنے سے اگر تکلیف ہو تو اُس مقام کا دوبارہ دھونا فرض ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ہر حالت مین دھونا فرض نہین خواہ تکلیف ہو یا نہو واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ عہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو چلا جاتا ہے ۱۲

موزون کا مسح

ہم وضو کے چوتھے فرض مین لکھ چکے ہین کہ وضو کا چوتھا فرض دونون پیرون کا ٹخنون تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ موزے پہنے ہوئے نہو۔ اور اگر موزے پہنے ہو تو اسکا حکم وہان نہین بیان کیا گیا لہذا اب ہم اُسکا حکم لکھتے ہین۔

اگر کوئی شخص پیرون مین موزے پہنے ہو تو اُسپر پیرون کا دھونا فرض نہین بلکہ بجاے پیرون کے دھونے کے صرف ایک ایک مرتبہ دونون موزون کا مسح کافی ہی درصورتیکہ مسح کے سب شرائط پائے جائین جنکی تفصیل آگے معلوم ہوگی۔

وضو کے وقت پیرون سے موزونکا اوتار کر پیرون کا دھونا اور پھر موزون کا پہننا مشقت سے خالی نہ تھا خصوصاً عجلت کے اوقات مین اور اُس ملک کے لوگون کا جہان موزے پہننے کا عموماً دستور ہی جیسے عرب اور ترکستان اور اکثر بلاد عجم اسلیے منعم حقیقی نے محض اپنے لطف وکرم سے اِس مشقت کو معاف[ع] فرمادیا اور بجاے اُسکے صرف ایک ایک مرتبہ دونون موزون کے مسح کو قائم فرمایا اور اپنی حکمت بالغہ سے اُسکے لیے چند شروط مقرر فرمائے جو یہان بیان کیے جاتے ہین۔ موزونکا مسح اسی امت کے ساتھ خاص ہی اگلی امتین اس انعام مین شریک نہین۔

مسح کی شرطین

(۱) جن موزون پر مسح کیا جائے وہ ایسے ہونا چاہیین کہ پہننے سے پیر کے اُس حصے کو چھپالین جسکا دھونا وضو مین فرض ہی۔ ہان اگر ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر تین اُنگلیون سے کم کھلا رہجائے تو کچھ مضائقہ نہین۔

ع نجاست کے مسائل کی دوسری اصل المشقة تجلب التیسیر سختی سے آسانی ہوجاتی ہی۔

(۲) موزے کا اُسقدر پھٹا ہوا نہ ہونا جو مسح کو مانع ہو[عہ] اگر اس سے کم پھٹا ہو تو کچھ حرج نہین

(۳) موزونکا پیر کی جلد سے متصل ہونا اسقدر بڑے نہ ہون کہ کچھ حصہ اُنکا پیر سے خالی رہجائے اور اگر بڑے ہون تو موزونکے اُسی حصے مین مسح کیا جائے جسمین پیر ہے۔

(۴) موزون مین اِن چار وصفون کا ہونا (۱) ایسے دبیز ہون کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے پیرون پر کھڑے رہین۔ (۲) ایسے گندہ ہون کہ اُنکو پہنکر تین میل یا اس سے زیادہ چل سکین۔ (۳) ایسے موٹے ہون کہ اُنکے نیچے کی جلد نظر نہ آئے (۴) پانی کو جذب نہ کرتے ہون یعنی اگر اُنپر پانی ڈالا جائے تو اُنکے نیچے کی سطح تک نہ پہونچے۔

(۵) قبل حدث کے موزونکا طہارت کاملہ کی حالت مین پہنا ہوا ہونا اگرچہ پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہو مثال کسی نے وضو کرتے وقت پہلے دونون پیر دھوکر موزے پہن لیے اُسکے بعد باقی اعضا کو دھویا یا ایک پیر دھوکر موزہ پہن لیا اوسکے بعد دوسرا پیر دھوکر دوسرا موزہ پہنا تو پہلی صورت مین دونون موزونکے پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہ تھی اور دوسری صورت مین پہلا موزہ پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہ تھی مگر چونکہ بعد پہننے کے طہارت کامل ہوگئی لہذا اب انپر مسح ہوسکتا ہی

وہ چیزین جنپر مسح درست ہے

(۱) پیر کے موزے اور پائتابون پر مسح درست ہی بشرطیکہ اُنمین مسح کے شرائط پائے جائین خواہ وہ چمڑے کے ہون یا کپڑے کے یا اور کسی چیز کے۔

عہ اسکا بیان وہان کیا جائیگا جہان مسح کے باطل ہوجانیکی صورتین لکھی جائینگی ۱۲ عہ بعض فقہانے یہ بھی شرط لکھی ہی کہ موزے کپڑے کے نہون مگر صحیح یہ ہی کہ جنمین یہ چار وصف ہون انپر مسح درست ہے ۱۲

(۲) بوٹ پر مسح جائز ہی بشرطیکہ پورے پیر کو معہ ٹخنون کے چھپالے اور اُسکا چاک تسمون سے اسطرح بند ہوتا ہو کہ پیر کی اسقدر جلد نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔

(۳) موزون کے اوپر اگر موزے پہنے جائین تو ان اوپر والے موزون پر مسح درست ہی بشرطیکہ انمین مسح کے شرائط پائے جاتے ہون خواہ نیچے کے موزون مین شرائط پائے جائین یا نہین اور یہ اوپر والے موزے قبل حدث کے اور قبل اسکے کہ پہلے موزون پر مسح کیا جائے پہنے گئے ہون۔

(۴) اگر ایسے موزون پر جنمین مسح کے شرائط پائے جاتے ہین ایسے موزے پہنے جائین جنمین شرائط نہین پائے جاتے تو اُنپر بھی مسح جائز ہی بشرطیکہ ایسے رقیق ہون کہ مسح کی تری اُنسے تجاوز کرکے نیچے کے موزون تک پہونچ جائے جنمین مسح کے شرائط پائے جاتے ہین۔ یہ سمجھا جائیگا کہ درحقیقت مسح اُنھین پر ہوا۔

(۵) اگر موزے ایسے چھوٹے ہون کہ جنسے ٹخنے نہ چھپ سکین اور کوئی ٹکڑا چمڑے وغیرہ کا اُنکے ساتھ سیکر پورے کر لیے جائین تو اُنپر مسح جائز ہی۔

(۶) زخم کی پٹی پر مسح درست ہی اُنھین تین صورتون مین جنکا بیان معذور کے وضو مین ہو چکا مگر موزونکے مسح مین اور پٹی کے مسح مین یہ فرق ہی کہ موزون پر صرف بقدر تین انگلیون کے مسح کیا جاتا ہی اور پٹی کا مسح پٹی کی پوری سطح پر ہوتا ہے یا اُسکے اکثر حصے پر۔

وہ چیزین جنپر مسح درست نہین

(۱) وہ موزے جنمین مسح کے شرائط نہ پائے جاتے ہون۔ مثلاً موزے اس قدر چھوٹے ہون کہ پیر کی پوری اُس جلد کو نہ چھپائین جسکا دھونا وضو مین فرض ہی

تین انگلیونکی برابر پیر کی جلد اُنسے ظاہر ہوتی ہو۔ یا اسقدر پھٹے ہوئے ہون کہ جو مسح کو ما...
ہے۔ یا اُن چارو صفون سے کوئی وصف انمین نپایا جاتا ہو۔ یا طہارت کاملہ کی حا...
مین پہنے ہوئے نہ ہون مثال کسی نے تیمم کی حالت مین موزے پہنے ہون تو جب...
وہ وضو کرے تو انمین موزون پر مسح نہین کر سکتا اسلیے کہ تیمم طہارت کاملہ نہین...
وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو غسل دونون کا۔

ہمارے زمانے مین جو پائتابے اونی اور سوتی رائج ہین اُنپر مسح جائز نہین اسلیے...
اُنمین مسح کی شرطین نہین پائی جاتین صرف اُنکو پہنکر تین میل نہین چلسکتے پانی کہ جذ...
کرلیتے ہین۔ شیشہ اور لکڑی اور ہاتھی دانت وغیرہ کے موزون پر بھی مسح جائز نہین
اسلیے کہ اُنکو پہنکر بالکل نہین چلسکتے۔

(۲) اگر موزون پر موزے پہنے جائین اور پہلے موزون پر مسح ہو چکا ہو تو اُو...
والے موزون پر مسح جائز نہین اور اسی طرح اگر یہ دوسرے موزے حدث کے...
پہنے گئے ہون تب بھی اُنپر مسح درست نہین۔

(۳) جن موزونمین شرائط پائے جاتے ہین اُنپر اگر ایسے موزے پہنے جائین جن مین
شرائط نہین پائے جاتے اور نہ ایسے رقیق ہون جنسے مسح کی تری تجاوز کرکے نیچے
کے موزون تک پہنچ جائے تو اُن اوپر والے موزون پر مسح جائز نہین۔

(۴) مدت گذر جانے کے بعد بغیر پیر دھوئے موزون پر مسح جائز نہین

(۵) بجاے ہاتھون کے دھونے کے دستانون پر مسح جائز نہین۔

(۶) بجاے سر کے مسح کے عمامے پر مسح جائز نہین۔

(۷) اگر موزے پر موزے پہنے جائین اور اوپر والے موزونمین مسح کے شرائط پا...

جاتے ہون تو ہاتھ ڈالکر نیچے والے موزون پر مسح درست نہین خواہ اُنمین مسح کے
شرائط پائے جاتے ہون یا نہین۔

(۸) اگر کپڑے کے موزون پر جنمین شرائط مسح کے نپائے جاتے ہون چمڑا چڑھا دیا جائے
مگر صرف اُسی سطح پر جو چلنے کی حالت مین زمین پر رہتی ہی تب بھی اُنپر مسح جائز نہین۔

جنکو مسح درست ہی اور جنکو درست نہین

(۱) وضو کرنیوالے کو مسح درست ہی خواہ مرد ہو یا عورت مقیم ہو یا مسافر بشرطیکہ مسح
کی سب شرطین پائی جائین۔

(۲) غسل کرنیوالے کو مسح جائز نہین خواہ غسل فرض ہو یا سنت غسل مین مسح کرنیکی
یہ صورت ہی کہ پیرون کو کسی اونچے مقام پر رکھکر خود بیٹھ جائے اور سوا پیرون کے
باقی جسم کو دھوئے اُسکے بعد پیرون پر مسح کرے۔ (درمختار وغیرہ)

(۳) تیمم کرنیوالے کو مسح جائز نہین۔

مقیم کو حدث کے بعد سے ایک دن رات تک موزون پر مسح کی اجازت ہی اور مسافر
کو حدث کے بعد سے تین دن رات تک بشرطیکہ کوئی عذر نہو۔

اگر ظہر کے وقت پیر دھوکر موزے پہنے جائین اور عشا تک حدث نہ ہو بعد عشا کے
حدث ہو تو عشا کے وقت سے اُسکو ایک رات دن تک مسح کی اجازت ہوگی اگر مقیم ہی
اور تین رات دن تک اگر مسافر ہی پہننے کے وقت کا اعتبار نہین۔ اگر کوئی مقیم موزے
پہننے کے بعد ایک دن رات سے پہلے سفر کرے تو اُسکو مسافر کی مدت پوری کرنے کی
اجازت ہوگی **مثال** کسی مقیم نے مغرب کے وقت موزہ پہنا اور اُسی شب کی صبح کو
اُسنے سفر کیا تو اُسکو تین دن اور دو رات مسح کرنے کی اجازت ہوگی۔ اگر کوئی مسافر

تین دن رات سے پہلے قیام کرلے تو اُسکو مقیم ہی کی مدت تک مسح کی اجازت ہوگی مثال کسی مسافر نے فجر کے وقت موزہ پہنا اور اُسی دن غروب آفتاب کے وقت اپنے گھر پہونچ گیا تو اُسکو صرف ایک رات اور دن مسح کی اجازت ہوگی۔

مسح کے احکام

(۱) اگر کسی کے پاس وضو کے لیے صرف اسی قدر پانی ہو کہ اُس سے پیر کے سوا اور سب اعضا دہل سکتے ہیں تو اُسکو موزون کا مسح واجب ہے۔

(۲) اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر دھونے سے وقت جاتا رہیگا تو اُسپر مسح واجب ہی اسی طرح اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر کے دھونے سے عرفات مین نہ ٹھہر سکیگا۔ تو اُسپر بھی مسح واجب ہی کسی موقع پر مسح نہ کرنے سے رافضی یا خارجی ہونے کا لوگون کو گمان ہو وہان بھی مسح کرنا واجب ہی حاصل یہ کہ جہان کہین مسح نہ کرنے سے کوئی واجب ترک ہوتا ہو تو وہان مسح کرنا واجب ہی۔

(۳) سوا اُن مقامات کے جہان مسح کرنا واجب ہی موزون کو اُتار کر پیر دہوکا دھونا بہ نسبت مسح کرنے کے بہتر ہی۔

(۴) بے موزے اُتارے ہوئے پیرون کا دھونا گناہ ہی۔

مسح کا مسنون و مستحب طریقہ

دونون ہاتھونکو غیر مستعمل پانی سے تر کرکے داہنے ہاتھ کی اُنگلیان کشادہ کرکے داہنے موزے کے سرے پر (جو پیر کی اُنگلیون پر رہتا ہی) اور بائین ہاتھ کی اُنگلیان بائین موزے کے سرے پر رکھکر اُنگلیون کو ٹخنون تک کھینچ لیجائے اُس طرح کہ موزے پر پانی کے خطوط کھینچ جائین۔ مسح موزے کے اُس حصے کے

ظاہری سطح پر ہونا چاہیے جو پیر کی پشت پر رہتا ہے نہ اُس حصہ پر جو چلنے میں زمین پر رہتا ہے۔

مسح کے فرائض

(۱) مسح کا موزے کی اُس ظاہری سطح پر ہونا جو پیر کی پشت پر رہتی ہے۔

(۲) موزونکا انگلیوں کے مقام سے تسمہ باندھنے کی جگہ تک ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کی برابر تر ہوجانا خواہ ہاتھ سے تر کیے جائیں یا کسی اور چیز سے یا خود بخود تر ہوجائیں۔ کوئی شخص گھانس میں چلے اور شبنم سے اُسکے موزے تر ہوجائیں یا مینہ کے ترشح سے اُسکے موزوں کو اسقدر تری پہونچ جائے تو یہ مسح سمجھا جائے گا۔ اختیار ہے کہ دونوں موزونکا مسح ایک ساتھ کیا جائے یا پہلے ایک کا پھر دوسرے کا یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے جس موزے کا مسح پہلے کیا جائے۔ تسمہ باندھنے کی جگہ وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں اُٹھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

مسح کے سنن اور مستحبات

(۱) ہاتھ سے مسح کرنا نہ کسی اور چیز سے۔

(۲) مسح کرتے وقت ہاتھ کی انگلیوں کا کشادہ رکھنا۔

(۳) انگلیوں کو موزوں پر رکھکر اسطرح کھینچنا کہ موزوں پر خطوط کھنچ جائیں۔

(۴) مسح پیر کی انگلیوں کی طرف سے شروع کرنا نہ پنڈلی کیطرف سے۔

(۵) مسح پنڈلی کی جڑ تک کرنا اس سے کم نہیں۔

(۶) ایک ساتھ ہی دونوں موزوں کا مسح کرنا۔

(۷) داہنے ہاتھ سے داہنے موزے کا مسح کرنا اور بائیں ہاتھ سے بائیں موزےکا

(۸) ہاتھ کی ہتھیلیوں کیجانب سے مسح کرنا نہ پشت کیجانب سے۔

مسح کے باطل ہوجانیکی صورتین

(۱) جن چیزونسے وضو ٹوٹ جاتا ہی اُنسے مسح بھی باطل ہوجاتا ہی یعنی پھر دوبارہ مسح کرنیکی ضرورت ہوگی معذور کا وضو جیسے نماز کا وقت جانبسے ٹوٹ جاتا ہی ویسے ہی اُسکا مسح بھی باطل ہوجاتا ہی مگر اُسکو موزے اُتار کر پیرونکا دھونا واجب ہے۔ ہان اگر اُسکا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت مین نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیون کے سمجھا جائیگا۔

(۲) موزیکا پورے پیر سے یا پیر کے اکثر حصّے سے اُتر جانا خواہ قصداً اُتارے یا بغیر قصد کے اُتر جائین اس صورت مین موزونکو اُتار کر پیرون کو دھونا چاہیے۔

(۳) موزے کا پھٹ جانا بشرطیکہ اگر ایڑی کے پاس پھٹا ہو تو اسقدر ہو کہ چلنے کی حالت مین اُس سے ایڑی کا اکثر حصّہ کھل جاتا ہو اور اگر اُنگلیون کے پاس پھٹا ہو تو اسقدر ہو کہ چلنے کی حالت مین تین اُنگلیان اُس سے کھلجاتی ہون اور اگر ان دونون مقامون کے سوا اور کہین پھٹا ہو تو اسقدر پھٹا ہو کہ اُس سے چلنے کی حالت مین پیر کی چھوٹی اُنگلی سے تین اُنگلیون کی برابر پیر کی جلد کھلجاتی ہو اس صورت مین بھی موزے اُتار کر پیرون کو دھونا چاہیے۔

اگر موزہ کئی جگہ پھٹا ہو اور ہر جگہ تین اُنگلیون سے کم پھٹا ہو مگر سب ملانے سے تین اُنگلیون کی برابر ہوجائے تب بھی مسح باطل ہوجائیگا بشرطیکہ ایک ہی موزہ بقدر پھٹا ہو اور اگر دونون موزے ملا کر اسقدر پھٹے ہون تو اُسکا اعتبار نہین مسح باطل نہوگا اگر موزون مین اسقدر باریک باریک سوراخ ہوجائین جنمین موٹی سوئی نہ جاسکے تو اُنکا اعتبار نہین اگرچہ کتنے ہی ہون۔

اگر موزے پھٹے ہون مگر پیر کا حصّہ بقدر تین اُنگلیون کے نہ ظاہر ہو تو اُسکا اعتبار

نہین مسح باطل نہوگا اگرچہ وہ پھٹا ہوا تین اُنگلیون سے زیادہ ہو۔

(۴) پیر کے اکثر حصّے کا کسی طرح دُھل جانا اِس صورت مین موزون کو اُتار کر پیرونکو دھونا چاہیے۔

(۵) مسح کی مدت کا گذر جانا۔ اس صورت مین بھی موزونکو اُتار کر پیرونکو دھونا چاہیے ہان اگر کسی کو سردی کے زمانے مین سرد پانی سے پیرونکے دھونے مین نقصان کا خوف ہو اور گرم پانی کسی طرح نہ ملسکتا ہو تو اُسکو موزونکا اُتار کر پیرونکا دھونا معاف ہی بلکہ اُنھین موزون پر اسکو مسح کرنیکی اجازت[ح] ہی جبتک خوف زائل نہ ہوجائے۔ مگر یہ مسح پٹی کے مسح کی طرح ہوگا یعنی پورے موزے پر یا اُسکے اکثر حصّے پر نہ موزے کی طرح اسلیے کہ یہ موزے مثل زخم کے پٹی ہین۔

ف جب ایک موزے کا مسح باطل ہوجائیگا تو دوسرے موزے کا مسح بھی باطل ہوجائیگا اسلیے کہ ایک پیر کو مسح کرنا اور دوسرے کو دھونا جائز نہین اگر مسح کیا جائے تو دونون پیر اور دھوئے جائین تو دونون **مثال** کسی شخص کا ایک ہی موزہ بقدر تین اُنگلیون کے پھٹا ہو دوسرا نہین۔ کسی کا ایک پیر دُھلجائے دوسرا نہین۔

حدث صغر کے احکام

وضو ٹوٹنے سے جو شرعی حالت انسان کے جسم مین پیدا ہوتی ہی وہ حدث صغر ہی۔

(۱) حدث صغر کی حالت مین نماز پڑھنا حرام ہی خواہ نفل ہو یا فرض پنجوقتی ہون یا عیدین ہون یا جنازہ۔

ح اس مسئلے مین بعض فقہا کی یہ رائے ہی کہ اس صورت مین اُن موزون پر مسح جائز نہین بلکہ ایسے شخص کو معذور سمجھکر تیمم کی اجازت دیجائیگی یہ رائے اگرچہ بظاہر قرین قیاس ہی مگر اکثر بلکہ تمام فقہا کے خلاف ہی۔ ۱۲

(۲) سجدہ کرنا حرام ہی خواہ تلاوت کا ہو یا شکرانہ کا یا ویسے ہی کوئی شخص سجدہ کرے

(۳) کعبہ مکرمہ کا طواف کرنا مکروہ تحریمی ہی۔

(۴) قرآن مجید اور ایسے چیز کا چھونا جو قرآن مجید کے ساتھ چسپان ہو مثل دفتی اور چمڑے یا اُس کپڑے کے جو جلد پر چڑھا کر سی دیا جاتا ہی مکروہ تحریمی ہی خواہ اُن اعضا سے چھوئے جو وضو مین دھوئے جاتے ہین مثل ہاتھ منہ کے یا اُن اعضا سے جو وضو مین نہین دھوئے جاتے جیسے بازو سینہ وغیرہ یا ایسے کپڑے سے چھوئے جو اُسکے جسم پر ہو مثل آستین دامن عمامہ رومال چادر وغیرہ کے (عالمگیری شامی وغیرہ)

(۵) اگر کاغذ یا کسی اور چیز پر جیسے کپڑا جھلی وغیرہ قرآن مجید کی ایک آیت بھی لکھی ہو تو اُس پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہی خواہ اُس مقام کو چھوئے جس مین وہ آیت لکھی ہوئی ہی یا اُس مقام کو جو سادہ ہی۔

(۶) کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر قرآن مجید یا اُسکی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اُسکے صرف اُسی مقام کا چھونا مکروہ ہی جسمین لکھا ہوا ہی سادے مقام کا چھونا مکروہ نہین مثال کسی پتھر یا دیوار یا روپیہ پر کوئی آیت قرآن مجید کی لکھی ہو تو اُسکے صرف اُسی مقام کا چھونا مکروہ ہی جہان لکھا ہو۔

(۷) قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابون مین مثل توریت انجیل زبور وغیرہ کے صرف اُسی مقام کا چھونا مکروہ ہی جہان لکھا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہین

(۸) قرآن مجید اگر جزدان مین ہو یا ایسے کپڑے مین لپٹا ہو جو اُسکے ساتھ چسپان نہو تو اُسکا چھونا مکروہ نہین۔

عہ معلوم ہوا کہ نماز اور سجدہ کے لیے وضو فرض ہی ۱۲

(۹) اگر ایسے کپڑے سے قرآن مجید کو چھوئے جو جسم پر نہو یا کپڑے کے سوا کسی اور چیز سے مثل لکڑی وغیرہ کے چھوئے تو مکروہ نہین۔

(۱۰) حدث اصغر کی حالت مین قرآن مجید کا کسی کاغذ پر لکھنا مکروہ نہین بشرطیکہ اس کاغذ کو نہ چھوئے نہ لکھے ہوئے کو نہ سادے کو اسلیے کہ کاغذ وغیرہ پر ایک آیت بھی لکھی ہو تو اُس پورے کاغذ کا چھونا مکروہ ہی۔

(۱۱) کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر مثل پتھر وغیرہ کے قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہین بشرطیکہ لکھے ہوئے کو نہ چھوئے خواہ سادے مقام کو چھوئے۔

(۱۲) ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہین خواہ کسی چیز پر لکھے۔

(۱۳) حدث اصغر کیحالت مین قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا خواہ دیکھکر پڑھے پڑھائے یا زبانی درست ہے

(۱۴) نابالغ بچون کو حدث اصغر کی حالت مین بھی قرآن مجید کا دینا اور چھلانا مکروہ نہین۔

(۱۵) تفسیر کی کتابون کا چھونا مکروہ ہی بشرطیکہ اُسمین آیات قرآنیہ لکھی ہون اور تفسیر کے سوا دوسری دینی کتابون کا چھونا مثل حدیث فقہ وغیرہ کے جائز ہی۔

(۱۶) اگر قرآن مجید کا ترجمہ کسی اور زبان مین ہو تو صحیح یہ ہی کہ اسکا بھی وہی حکم ہی جو قرآن مجید کا ہی۔ (بحر الرائق۔ در مختار)

(۱۷) قرآن مجید کی جو آیتین منسوخ التلاوۃ ہین اُنکا وہ حکم ہی جو قرآن مجید کے سوا دوسری آسمانی کتابون کا ہی وہ اگر کسی چیز پر لکھی ہون تو اُسکے صرف اُسی مقام کو چھونا مکروہ ہی جہان لکھا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہین۔

وضو کے متفرق مسائل

(۱) ہاتھ اگر ناپاک ہون اور پانی مین ڈہاتھ ڈالے ہوئے وضو ممکن نہو یعنی کوئی ایسا شخص

نہ ہو جو ہاتھ دھلادے یا پانی نکالدے اور نہ کوئی ایسا کپڑا ہو جسکو پانی مین ڈالکر ہاتھ دھوئے تو اس صورت مین وضو نہ کرنا چاہیے۔

(۲) وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہو تو ایسی صورت مین شک دفع کرنے کے لیے بائین پیر کو دھوئے اسی طرح اگر وضو کے درمیان مین کسی عضو کی نسبت یہ شبہہ ہو تو ایسی حالت مین اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیون تک ہاتھ دھونیکے بعد یہ شبہہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر سر دھوتے وقت یہ شبہہ ہو تو ہاتھ دھو ڈالے۔ یہ اسوقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہہ ہوتا ہو اور اگر کسیکو اکثر اس قسم کا شبہہ ہوتا ہو تو اسکو چاہیے کہ اس شبہہ کیطرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کامل سمجھے۔

(۳) عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنا مکروہ ہے۔

(۴) ناپاک جگہ وضو کرنا درست نہین۔

(۵) مسجد مین وضو کرنا درست نہین ہان اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد مین نہ گرنے پائے تو خیر۔

(۶) دانت پر میل آجانے کے وقت سو کر اُٹھنے کے بعد منہ مین بدبو آجانیکے وقت خانہ کعبہ مین داخل ہونیکے وقت۔ کسی مجلس اور مجمع مین جانیکے لیے قرآن مجید پڑھنے کے لیے مسواک کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ایک وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھے تو اُسکو بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ (شامی)

(۷) وضو کے بعد وضو کے اعضا کا کسی کپڑے وغیرہ سے پونچھ ڈالنا جائز ہے مگر پونچھنے مین مبالغہ اچھا نہین جس کپڑے سے وضو کا پانی پونچھا جائے اسکو صاف پاک ہونا چاہیے۔ جو کپڑا استنجا کے بعد استعمال کیا جائے اُس سے وضو کا پانی نہ پونچھنا چاہیئے

(۸) اگر کسی شخص کا ایک پیر مع ٹخنے کے کٹ گیا ہو اور دوسرے پیر مین موزہ پہنے ہو تو اُسکو صرف ایک ہی موزے پر مسح جائز ہی۔

(۹) جس شخص کو ایسا مرض ہو جسمین وضو کی توڑنیوالی چیزین برابر جاری رہتی ہوں اُسکو مستحب ہی کہ نماز کے اخیر وقت مستحب تک انتظار کر کے وضو کرے شروع وقت مین نہ کرے اس خیال سے کہ شاید اخیر وقت تک اسکا وہ مرض دفع ہو جائے

(۱۰) کافر کا وضو صحیح ہی اسلیئے کہ وضو کے صحیح ہونے مین مسلمان ہونا شرط نہین ہان واجب ہونے کے لیے البتہ اسلام شرط ہی۔ اگر کوئی کافر حالت کفر مین وضو کرے اور اسکے بعد قبل اسکے کہ کوئی چیز وضو کی توڑنے والی پائی جائے اسلام لائے تو وہ اسی وضو سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہی۔

(۱۱) اگر کسی کے سر مین اسقدر درد ہو یا زخم وغیرہ ہون کہ سر کا مسح نکر سکے تو اُسکو سر کا مسح معاف ہی۔

غسل کا بیان

فقہا کی اصطلاح مین غسل سر سے پیر تک جسم کی تمام اُس سطح کے دھونے کو کہتے ہین جسکا دھونا بغیر کسی قسم کی تکلیف کے ممکن ہو

غسل کے واجب ہونیکی شرطین

(۱) مسلمان ہونا کافر پر غسل واجب نہین۔

(۲) بالغ ہونا نابالغ پر غسل واجب نہین۔

(۳) عاقل ہونا۔ دیوانہ اور مست اور بیہوش پر غسل واجب نہین۔

(۴) مطہر پانی کے استعمال پر قادر ہونا جس شخص کو قدرت نہو اُسپر غسل واجب نہین

(۵) نماز کا اسقدر وقت ملنا کہ جسمین غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہو اگر کسیکو اتنا وقت نہ ملے تو اسپر اسوقت غسل واجب نہین مثال کسی کو ایسے تنگ وقت نہانے کی ضرورت ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش نہو کوئی عورت ایسے ہی تنگ وقت حیض یا نفاس سے پاک ہو۔

(۶) حدث اکبر کا پایا جانا۔ جو حدث اکبر سے پاک ہو اسپر غسل واجب نہین۔

(۷) نماز کے وقت کا تنگ ہونا۔ شروع وقت مین غسل واجب نہین۔

غسل کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) تمام جسم کے ظاہری حصہ پر پانی کا پہونچ جانا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ اگر بغیر کسی عذر کے کوئی ظاہری حصہ جسم کا بال برابر بھی خشک رہجائے گا تو غسل صحیح نہوگا۔

(۲) جسم پر ایسی چیز کا نہونا جسکی وجہ سے جسم تک پانی نہ پہونچ سکے مثال جسم پر چربی یا خشک موم یا خمیر وغیرہ لگا ہوا ہو یا اُنگلیون مین تنگ انگوٹھی چھلے وغیرہ ہون یا کانون مین تنگ بالیان ہون کہ سوراخ مین پانی نہ پہونچ سکے۔

(۳) جن چیزون سے حدث اکبر ہوتا ہے اُن چیزونکا حالت غسل مین نہ ہونا کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت مین غسل کرے یا کوئی مرد منی گرنے کی حالت مین غسل کرے تو صحیح نہ ہوگا۔

غسل کے فرض ہونے کی صورت

حدث اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہین

پہلا سبب

خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ عہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سونے عہ میں یا جاگنے میں بیہوشی میں یا ہوش میں جماع سے یا بغیر جماع عہ کے کسی خیال و تصور سے یا خاص حصہ کو ہاتھ سے حرکت دینے سے یا لواطت عہ سے یا کسی جانور یا مردے سے خواہش پورا کرنے سے۔

اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائیگا عہ مثال منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اسنے اپنے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اسنے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔

اگر کسی کے خاص حصہ سے کچھ منی نکلی اور کچھ اندر باقی رہگئی اور اسنے غسل کر لیا بعد غسل کے وہ منی جو باقی رہگئی تھی بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائیگا دوبارہ پھر غسل فرض ہے۔ بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے۔

اگر کسی کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو بھی غسل فرض ہوگا بشرطیکہ شہوت کیساتھ ہو

عہ مرد کے جسم میں منی کی جگہ پیٹھ ہے اور عورت کے جسم میں سینہ کی ہڈیاں ۱۲ (در مختار وغیرہ) عہ سونے کی حالت میں عورتوں کی منی بھی گرتی ہے احادیث سے ثابت ہے ۱۲ عہ جاگتے میں بغیر جماع کے منی نکلنے کی صورتیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں عورتوں کی منی بیداری میں بغیر جماع کے نہیں نکلتی ۱۲ عہ لواطت کیلئے مشترک حصہ میں اپنے خاص حصہ کے داخل کرنے کو کہتے ہیں خواہ وہ مشترک حصہ مرد کا ہو یا عورت کا ۱۲ عہ یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہے اور قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت بھی شہوت شرط ہے لہذا انکے نزدیک اس صورت میں غسل فرض نہ ہوگا ۱۲

اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو اُٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اسمین چودہ صورتین ہین منجملہ اُنکے سات صورتون مین غسل فرض ہی۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہی اور احتلام یاد نہو۔ (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہی اور احتلام یاد نہو (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہی اور احتلام یاد ہو۔ (۴) شک ہو کہ یہ منی ہی یا مذی ہی اور احتلام یاد ہو۔ (۵) شک ہو کہ یہ منی ہی یا ودی ہی اور احتلام یاد ہو (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہی یا ودی ہی اور احتلام یاد ہو۔ (۷) شک ہو کہ یہ منی ہی یا مذی ہی یا ودی ہی اور احتلام یاد ہو۔

اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اُسکی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکلکر اُس کھال کے اندر رہجائے جو ختنہ مین کاٹ ڈالی جاتی ہی تو اُسپر غسل فرض ہو جائیگا اگرچہ وہ منی اُس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔ (بحر وغیرہ)

دوسرا سبب

ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ مین یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ مین داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا مخنث منی گرے یا نہ گرے اس صورت مین اگر دونون مین غسل کے صحیح ہونے کی شرطین پائی جاتی ہین تو دونون پر ورنہ جسمین پائی جاتی ہین اُسپر غسل فرض ہو جائیگا۔ اگر کنواری ہو تو اسمین یہ بھی شرط ہی کہ اُسکی بکارت دور ہو جائے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر عورت کم سن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اُسکے ساتھ جماع کرنے سے اُسکے خاص حصہ اور مشترک حصہ کے ملجانیکا خوف ہو تو اُسکے خاص حصہ مین مرد کے خاص حصہ کا سر

داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائیگا اگر اُسمین غسل کے صحیح ہونے کی شرطین پائی جاتی ہون۔

جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہون اُسکے خاص حصہ کا سر اگر کسیکے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ مین داخل ہو تب بھی غسل فرض ہو جائیگا دونون پر ورنہ جسمین غسل کے صحیح ہونے کی شرطین پائی جاتی ہون اُسی پر۔ (قاضی خان)

اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اُسکے باقی جسم سے اُسی مقدار کا اعتبار کیا جائیگا۔ (بحر الرائق و در مختار وغیرہ)

اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائیگا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ مین اپنے خاص حصہ مین کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی اُنگلی کو داخل کرے تب بھی اُسپر غسل فرض ہو جائیگا منی گرے یا نہ گرے (شامی حاشیہ در مختار و حاشیہ بحر الرائق)

تیسرا سبب

حیض یعنی کسی عورت کے خاص حصہ سے حیض کے خون کا باہر آنا۔

کم سے کم مدت حیض کی تین دن رات ہی اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات۔

کم سے کم دو حیضون کے درمیان مین عورت پندرہ دن پاک رہتی ہی یعنی ایک حیض کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک دوسرا حیض نہین آتا اور زیادہ کی کوئی حد نہین ممکن ہی کہ کسی عورت کو تمام عمر حیض نہ آئے۔

حیض کی مدت مین سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے حیض سمجھا جائیگا۔

جس عورت کے حیض کی عادت مقرر ہو گئی ہو اسکو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ خون حیض سمجھا جائیگا **مثال** کسی عورت کو پانچ دن حیض آیا کرتا ہی اسکو اگر نو دن یا دس دن خون آئے تو یہ سب حیض سمجھا جائیگا اگر کسی عورت کو تین دن رات یا زیادہ یا اگر عادت مقرر ہو گئی ہو تو عادت کے موافق خون آکر بند ہو جائے اور پندرہ دن یا اس سے زیادہ بند رہے اور اسکے بعد پھر خون آئے تو یہ دونوں خون علیحدہ علیحدہ دو حیض سمجھے جائینگے۔

اگر کسی عورت کو دس دن سے کم حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اسکے بعد پھر خون آئے تو خون آنے کے وقت سے دس دن تک اسکے حیض کا زمانہ سمجھا جائیگا اگر عادت مقرر نہ ہو ورنہ خون آنے کے دن سے بقدر عادت کے حیض سمجھا جائیگا **مثال** جس عورت کی عادت مقرر نہیں اسکو ایک دن خون آیا اسکے بعد چودہ دن تک بند رہا اسکے بعد پھر خون آیا تو ایک دن وہ جسمین خون آیا اور نو دن وہ جن مین خون نہین آیا جملہ دس دن حیض سمجھے جائینگے جس عورت کی عادت سات دن حیض کی ہو اسکو ایک دن خون آیا اور چودہ دن بند رہا تو ایک دن وہ جسمین خون آیا اور چھ دن وہ جنمین خون نہین آیا جملہ سات دن اسکے حیض سمجھے جائینگے۔

چوتھا سبب

نفاس یعنی عورت کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے نفاس کے خون کا باہر نکلنا نفاس کا حکم اس وقت کے خون سے دیا جائیگا جو نصف سے زیادہ حصہ بچہ کا باہر آنیکے بعد نکلے اس سے پہلے جو خون نکلے وہ نفاس نہین (بحر الرائق وغیرہ)

زیادہ سے زیادہ مدت نفاس کی چالیس دن رات ہی اور کم مدت کی کوئی حد
نہین ممکن ہی کہ کسی عورت کو بالکل نفاس نہ آئے۔

کم سے کم نفاس اور حیض کے درمیان مین عورت پندرہ دن طاہر رہتی ہے۔
نفاس کی مدت مین سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے وہ
نفاس سمجھا جائیگا۔

جس عورت کی عادت مقرر ہو اسکو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر چالیس دن
سے زیادہ نہ ہو تو وہ سب نفاس سمجھا جائیگا **مثال** کسی عورت کو بیس دن
نفاس کی عادت ہو اسکو ستائیس یا چالیس دن خون آئے تو یہ سب خون نفاس سمجھا جائیگا
اگر کسی عورت کو چالیس دن سے کم نفاس ہو کر بند ہو جائے اور پھر چالیس دن
کے اندر ہی دوسرا خون آئے اور وہ خون چالیس دن کی حد سے آگے نہ بڑھے
تو یہ سب زمانہ یعنی جسمین پہلا خون آیا اور جسمین بند رہا اور جسمین دوسرا خون
آیا نفاس سمجھا جائیگا اور اگر دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ جائے
تو پہلے خون سے چالیس دن تک اگر عادت مقرر نہ ہوا ور اگر عادت مقرر ہو تو بقدر
عادت کے نفاس ہوگا **مثال** کسی عورت کو عادت والی ہو یا بے عادت
پندرہ دن نفاس ہو کر بیس دن بند رہا اور پانچ دن پھر خون آیا تو یہ سب زمانہ
جسکا مجموعہ چالیس دن ہوتا ہی نفاس سمجھا جائیگا۔ جس عورت کی عادت بیس
دن نفاس کی ہو اسکو پندرہ دن خون آکر پندرہ دن بند رہے اور پھر گیارہ دن
خون آئے تو پندرہ دن وہ جسمین پہلا خون آیا اور پانچ دن وہ جسمین خون بند رہا

جملہ بیس دن اُسکا نفاس ہوگا اسلیے کہ دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ گیا ہی

اگر کسی عورت کے دو بچے پیدا ہون اور دونون کی ولادت مین چھ مہینے سے کم فصل ہو تو اُسکا نفاس پہلے بچہ کے بعد سے ہوگا پس اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے اندر پیدا ہو تو جو خون اُسکے بعد آئے وہ بھی نفاس ہی بشرطیکہ اتنے دن آئے کہ پہلے خون سے ملکر چالیس دن یا اس سے کم ہو زیادہ نہ ہو اور اگر اتنے دن ہو کہ پہلے خون سے ملکر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو اگر اُسکی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن تک ورنہ جسقدر عادت ہی اُسقدر نفاس سمجھا جائیگا۔

اگر کسی عورت کے دو بچہ پیدا ہون اور دونون کی ولادت مین چھ مہینہ یا اس سے زیادہ فصل ہو اور دونون بچّون کے بعد خون آئے تو وہ دونون خون علیحدہ علیحدہ دو نفاس سمجھے جائین گے۔

اگر کسی عورت کے پیٹ مین زخم وغیرہ کی وجہ سے سوراخ ہو گیا ہو اور لڑکا اُس سوراخ سے پیدا ہو تو اگر خون اُسکے خاص حصّہ یا مشترک حصّہ سے باہر آئے تو وہ نفاس سمجھا جائیگا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

استحاضہ کی صورتین

(۱) نو برس سے کم عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہی حیض نہین خواہ تین دن رات آئے یا اس سے کم۔

(۲) پچپن سال یا اسکے زیادہ عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ حیض نہین بشرطیکہ خالص سرخ یا سرخ مائل بہ سیاہی نہ ہو۔

(۳) حاملہ عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہی حیض نہین۔

(۴) تین دن رات سے کم جو خون آئے وہ استحاضہ ہی حیض نہین۔

(۵) دس دن رات سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ ہی حیض نہین۔

(۶) عادت والی عورت کو اُسکی عادت سے زیادہ خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہین بشرطیکہ دس دن رات سے بڑھجائے **مثال** کسی عورت کو پانچ دن حیض آنیکی عادت ہو اُسکو گیارہ دن خون آئے تو جسقدر اُسکی عادت سے بڑھگیا ہی یعنی چھہ دن استحاضہ مین شمار ہونگے۔

(۷) اگر کسی عورت کو دس دن حیض ہوکر بند ہوجائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اُسکے بعد پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہی حیض نہین اسلیے کہ دو حیضون کے درمیان مین کم سے کم پندرہ دن فصل ہوتا ہی۔

(۸) بچہ کی نصف سے زیادہ باہر نکلنے کے پہلے جو خون آئے وہ استحاضہ ہی نفاس نہین اسلیے کہ نفاس اُسیوقت سے ہی جب نصف یا اس سے زیادہ حصہ بچہ کا باہر آجائے۔

(۹) چالیس دن نفاس ہوکر بند ہوجائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اور پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہی حیض نہین اسلیے کہ کم سے کم نفاس بند ہونے کے بعد پندرہ دن تک حیض نہین ہوتا۔

(۱۰) بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو اگر اُسکی عادت مقرر نہو تو چالیس دن سے جسقدر زیادہ ہی وہ استحاضہ ہی نفاس نہین اور اگر عادت مقرر ہو تو جسقدر عادت سے زیادہ ہی وہ سب استحاضہ ہی **مثال** بے عادت والی عورت کو اکتالیس دن خون آئے تو چالیس دن نفاس ہوگا اور ایک دن استحاضہ جس عورت کو بیس دن نفاس کی عادت ہو اُسکو اکتالیس دن

خون آئے تو بیس دن اُسکا نفاس ہوگا اور اکیس دن استحاضہ۔
(۱۱) جس عورت کے دو بچہ پیدا ہون اور دونون مین چھ ماہ سے کم فصل ہو اور
دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہو تو جو خون اُسکے بعد آئے وہ استحاضہ ہے
نفاس نہین۔

جن صورتون مین غسل فرض نہین

(۱) منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت نہ جُدا ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے
غسل فرض نہ ہوگا مثال کسی شخص نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا اونچے سے گر پڑا
یا کسی نے اُسکو مارا اور اس صدمہ سے اُسکی منی بغیر شہوت کے نکل آئی۔
(۲) اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نہ نکلی تو غسل
فرض نہ ہوگا خواہ یہ نہ نکلنا خود بخود ہو یا خاص حصہ کا سوراخ بند ہو جانے کے
سبب سے خواہ ہاتھ سے بند کیا گیا ہو یا روئی وغیرہ رکھکر۔
(۳) اگر کسی شخص کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے بغیر شہوت کے منی نکلے
تو اُسپر غسل فرض نہ ہوگا۔
(۴) اگر کوئی مرد کسی جانور یا مُردہ کے خاص حصہ یا مشترک حصہ مین اپنا
خاص حصہ داخل کرے یا اُسکا خاص حصہ اپنے مشترک حصہ مین داخل کرے
اُسپر غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ نکلے اسی طرح اگر کوئی عورت کسی جانور
مُردے کا خاص حصہ یا کوئی لکڑی یا اُنگلی یا اور کوئی چیز اپنے خاص حصہ یا مشترک
حصہ مین داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ نکلے اور خاص حصہ
کے اندر داخل کرنے مین یہ بھی شرط ہے کہ غلبہ شہوت کی حالت نہ ہو۔

(۵) اگر کوئی بے شہوت لڑکا کسی عورت کے ساتھ جماع کرے تو کسی پر غسل فرض نہ ہوگا اگرچہ عورت مکلف ہو۔

(۶) اگر کوئی مرد اپنا خاص حصّہ اپنے ہی مشترک حصّہ مین داخل کرے تو اسپر غسل فرض نہ ہوگا۔

(۷) اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہوگا بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اسقدر کمسن ہو کہ اُسکے ساتھ جماع کرنے مین خاص حصّہ اور مشترک حصّہ کے ملجانے کا خوف ہو۔

(۸) اگر کوئی مرد اپنے خاص حصّہ مین کپڑا لپیٹ کر جماع کرے اور کپڑا اسقدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اُسکی وجہ سے نہ محسوس ہو تو غسل فرض نہوگا۔

(۹) اگر کسی کنواری عورت کے ساتھ صحبت کیجائے اور اسکی بکارت نہ زائل ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

(۱۰) اگر کوئی مرد اپنے خاص حصّہ کا جز مقدار سر سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

(۱۱) مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہین ہوتا۔

(۱۲) اگر کسی عورت کے خاص حصّہ مین مرد کی منی بغیر مرد کے خاص حصّہ کے داخل ہونے کے چلی جائے تو اُسپر بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

(۱۳) اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہو اور خون بالکل نہ نکلے تو اُسپر غسل فرض نہ ہوگا

(۱۴) استحاضہ سے غسل فرض نہین ہوتا۔

(۱۵) اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اُسکے اوپر منی نکلنے سے غسل فرض نہوگا

(۱۶) سوا اُٹھنے کے بعد کپڑون پر تری دیکھنے کی بقیہ سات صورتومین غسل فرض نہین ہوتا
(۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہی اور احتلام یاد نہو۔ (۲) شک ہو کہ یہ منی یا مذی ہی اور
احتلام یاد نہ ہو (۳) شک ہو کہ یہ منی ہی یا ودی ہی اور احتلام یاد نہو (۴) شک ہو کہ یہ
مذی ہی یا ودی ہی اور احتلام یاد نہو (۵-۶) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہی احتلام یاد ہو یا نہو (۷) شک ہو کہ
یہ منی ہی یا مذی ہی یا ودی ہی اور احتلام یاد نہو۔ ہان دوسری تیسری ساتوین صورتومین احتیاطاً غسل کر لینا
ضروری ہے۔

(۱۷) حقنہ (عمل) کے مشترک حصہ مین داخل ہونے سے غسل فرض نہین ہوتا۔

(۱۸) اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف مین داخل کرے تو اُسپر
غسل فرض نہ ہوگا۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خواب مین اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی
اُسکو محسوس ہو مگر کپڑون پر تری یا کوئی اثر نہ معلوم ہو تو غسل فرض نہوگا۔

جن صورتون مین غسل واجب ہی

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر مین اُسکو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا
ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اُسپر بعد اسلام کے نہانا واجب ہی۔

(۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے تو اُسکو نہانا واجب ہی۔

(۳) مسلمان مردے کی لاش کو نہلانا زندہ مسلمانون پر واجب کفایہ ہی۔

جن صورتون مین غسل سُنت ہے

(۱) جمعہ کے دن بعد نماز فجر کے نماز جمعہ کیلئے اُن لوگونکو غسل کرنا سنت ہی جنپر نماز جمعہ واجب ہو

(۲) عیدین کے دن بعد فجر اُن لوگون کو غسل کرنا سنت ہی جنپر عیدین کی نماز واجب ہی

(۳) حج یا عمرہ کے احرام کے لیے غسل کرنا سُنت ہی۔

(۴) حج کرنیوالے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سُنت ہی۔

جن صورتون مین غسل مستحب ہی

(۱) اسلام لانے کے لیے غسل کرنا مستحب ہی اگرچہ حدث اکبر سے پاک ہو۔

(۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہونچے اور اسوقت تک کوئی علامت جوانی کی اُسمین نہ پائی جائے تو اُسکو غسل کرنا مستحب ہی۔

(۳) پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بیہوشی دفع ہوجانیکے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

(۴) مُردے کو نہلانے کے بعد نہلانیوالون کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۵) شب برات یعنی شعبان کی پندرھوین رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۶) لیلۃ القدر کی راتون مین اُس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جسکو لیلۃ القدر معلوم ہو عہ

(۷) مدینہ منورہ مین داخل ہونے کے لیے غسل مستحب ہے۔

(۸) مزدلفہ عہ مین ٹھہرنے کیلیے دسوین تاریخ کی صبح کو بعد نماز فجر کے غسل مستحب ہے

(۹) طواف زیارت عہ کے لیے غسل مستحب ہے۔

(۱۰) کنکریان عہ پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے۔

(۱۱) کسوف اور خسوف اور استسقا عہ کی نمازون کے لیے غسل مستحب ہے۔

عہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کی ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۹ تاریخ کو ہوتی ہی آگے معلوم ہونیکا یہ مطلب ہے کہ کسیکو کشف و الہام معلوم ہوجاوے کہ آج لیلۃ القدر ہے جو علامتین اُس رات کی ذکر ہوئی ہین اُنکو دیکھکر کوئی شخص معلوم کرے کہ آج لیلۃ القدر ہے ۱۲ عہ مزدلفہ ایک مقام ہے مکہ اور منی کے درمیان مین یہان حاجی جمع ہوتے ہین اسی لیے اسکو جمع بھی کہتے ہین ۱۲ عہ طواف زیارت دو طواف ہے جو دسوین یا تیرھوین تاریخ کو کیا جاتا ہے ۱۲ عہ منی مقام ہے جس مین حاجی لوگ دسوین گیارھوین بارھوین تاریخ کو کنکریان پھینکتے ہین ۱۲ عہ کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہین ان دونون گرہنون مین دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے عہ اللہ تعالی سے پانی برسانے کی دعا مانگنے کو استسقا کہتے ہین ایسے وقت مین ایک خاص طریقے سے نماز پڑھی جاتی ہے ۱۲

(۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کے لیے غسل مستحب ہی۔

(۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے غسل مستحب ہی۔

(۱۴) سفر سے واپس آنیوالے کو غسل مستحب ہی جب وہ اپنے وطن پہونچ جائے۔

(۱۵) استحاضہ والی عورت کو غسل کرنا مستحب ہی جب اُسکا استحاضہ دفع ہو جائے

(۱۶) جو شخص قتل کیا جاتا ہو اُسکو غسل کرنا مستحب ہی۔

غسل کا مسنون و مستحب طریقہ

جو شخص غسل کرنا چاہے اُسکو چاہیے کہ کوئی کپڑا مثل لنگی وغیرہ کے باندھکر نہائے اور اگر برہنہ ہوکر نہائے تو کسی ایسی جگہ جائے کہ جہان کسی نامحرم کی نظر نہ پہونچ سکے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو زمین پر اُنگلی سے ایک دائرہ کھینچکر اُسکے اندر بسم اللہ پڑھکر نہائے عورت کو اور برہنہ نہانیوالے کو بیٹھکر نہانا چاہیئے اگر کوئی مرد کپڑے پہنے ہوے نہائے تو اُسکو اختیار ہی چاہے بیٹھکر نہائے اور چاہے کھڑے ہوکر اگر برہنہ نہائے تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف مُنہ نہ کرے اور سب سے پہلے اپنے دونون ہاتھونکو گٹون تک تین مرتبہ دھوئے اسکے بعد اپنے خاص حصّہ کو معہ خصیتین کے دھوئے اگر اُسپر کوئی نجاست حقیقیہ ہو اسکے بعد اگر بدن پر کہین نجاست حقیقیہ ہو تو اُسکو دھوڈالے اسکے بعد اپنے دونون ہاتھونکو مٹی سے ملکر دھوئے اسکے بعد پورا وضو کرے یہان تک کہ سر کا مسح بھی اور اگر کسی ایسے مقام پر نہاتا ہو جہان غسل کا پانی جمع رہتا ہو تو پیرون کو اُسوقت نہ دھوئے بلکہ بعد فراغت غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر پیرون کو دھوئے اگرچہ غسل فرض ہو اور اس وضو مین سوا بسم اللہ کے اور کوئی دعا نہ پڑھے وضو کے بعد اپنے بالون مین

انگلیان ڈالکر تین مرتبہ سر کا خلال کرے پہلے داہنے جانب جانب کا پھر بائین جانب کا اسکے بعد اپنے سر پر پانی ڈالے پھر داہنے شانے پر پھر بائین شانے پہ اور تمام جسم کو ہاتھون سے ملے اسی طرح دو بار اور تمام جسم پر اُسی ترتیب سے پانی ڈالے تاکہ تین بار تمام جسم پر پانی پہونچ جائے اسکے بعد چاہے اپنے جسم کو کسی کپڑے سے پوچھ ڈالے اور نہاتے وقت کسی سے کوئی بات بغیر سخت ضرورت کے نہ کرے۔

غسل کے فرائض

غسل مین ایک فرض ہی تمام بدن کے ظاہری حصّہ کا سر سے پیر تک دھونا اسطرح کہ بال برابر کوئی حصہ جسم کا خشک نہ رہنے پائے۔ ناف کا دھونا فرض ہی داڑھی مونچھ اور اُنکے نیچے کی سطح کا دھونا فرض ہی اگرچہ یہ چیزین گھنی ہون اور انکے نیچے کی جلد نظر نہ آتی ہو سر کے بالون کا بھگونا فرض ہی اگرچہ اُمین گوند یا خطمی لگی ہو انگوٹھی اگر تنگ ہو اور کان کے سُوراخون مین بالیان ہون کہ بے حرکت دیے ہوئے پانی جسم تک نہ پہونچے تو اُنکا حرکت دینا فرض ہی اور کان کے سُوراخون مین اگر بالیان نہون اور سُوراخ بند نہوئے ہون تو اگر بغیر ہاتھ سے ملے ہوئے یا کوئی تنکا وغیرہ ڈالے ہوئے پانی اُنمین نہ پہونچے تو تنکے وغیرہ کا ڈالکر اُنمین پانی پہونچانا فرض ہی۔ جسکا ختنہ نہوا ہو اُسکو اُس جلد کا دھونا فرض ہی جو ختنہ کی کھال کے نیچے چھپی ہی اگر اُس کھال کے اوپر چڑھانے مین تکلیف نہو۔

فرض نہین

(۱) بدن کا ملنا اگر اُسپر کوئی نجاست حقیقیہ ایسی نہو جو بے ملے ہوئے دور نہو سکے

(۲) عورت کو اپنے خاص حصہ کے اندرونی جز کا انگلی وغیرہ ڈالکر صاف کرنا
(۳) جسم کے اُس حصہ کا دھونا جسکے دھونے سے تکلیف یا ضرر ہو مثال
آنکھ کے اندر کی سطح کا دھونا اگرچہ اُسمین نجس سُرمہ لگا ہو۔ عورت کو اپنے کان
کے اُس سوراخ کا تنکا وغیرہ ڈالکر دھونا جو بند ہو گیا ہو۔ جبکہ مرد کا ختنہ نہوا ہو
اور اُسکو ختنہ کی کھال کے اوپر چڑھانے مین تکلیف ہو تو اُسکو اُس کھال کے نیچے
کی جلد کا دھونا۔ عورت کو اپنے گندھے ہوئے بالونکا کھولنا بشرطیکہ بغیر کھولے ہوئے
بالونکی جڑین بھیگ جائین۔ اگر بالونمین گرہ پڑگئی ہو تو اُس گرہ کا کھولنا۔

غسل کے واجبات

(۱) کلی کرنا۔ (۲) ناک مین پانی لینا۔ (۳) مردون کو اپنے گندھے ہوئے بالونکا
کھولکر تر کرنا۔ (۴) ناک کے اندر جو میل ناک کے لعاب سے جم جاتا ہے اُسکو
چھوڑاکر اُسکے نیچے کی سطح کا دھونا

غسل کی سُنتین

(۱) نیت کرنا یعنی دل مین یہ قصد کرنا کہ مین نجاست سے پاک ہونیکے لیے
اور خدا کی خوشی اور ثواب کے لیے نہاتا ہون نہ بدن صاف کرنیکے لیے۔
(۲) اُسی ترتیب سے غسل کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنی پہلے ہاتھونکا دھونا پھر
خاص حصہ کا دھونا پھر نجاست حقیقیہ کا دھونا اگر ہو پھر پورا وضو اور اگر ایسی جگہ
ہو جہان پانی جمع رہتا ہو تو پیرون کا بعد غسل کے دوسری جگہ ہٹکر دھونا
پھر تمام بدن پر پانی بہانا۔ (۳) بسم اللہ کہنا۔ (۴) مسواک کرنا (۵)
ہاتھون پیرون کا اور ڈاڑھی کا تین مرتبہ خلال کرنا۔ (۶) بدن کو ملنا

(۷) بدن لو اس طرح دھونا کہ باوجود جسم اور ہوا کے معتدل ہونے کے ایک حصّہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرے حصّہ کو دھو ڈالے (۸) تمام جسم پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

غسل کے مستحبات

(۱) ایسی جگہ نہانا جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہونچے یا تہ بند وغیرہ باندھکر نہانا

(۲) داہنے جانب کو بائیں جانب سے پہلے دُھونا۔

(۳) سر کے داہنے حصّہ کا پہلے خلال کرنا پھر بائیں حصّہ کا۔

(۴) تمام جسم پر پانی اس ترتیب سے بہانا کہ پہلے سر پر پھر داہنے شانے پر پھر بائیں شانے پر۔

(۵) جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں وہ غسل میں بھی مستحب ہیں سوا قبلہ رو ہونے اور دُعا پڑھنے کے اور غسل سے بچے ہوئے پانی کا کھڑے ہوکر پینا بھی مستحب نہیں

غسل کے مکروہات

(۱) بلا ضرورت ایسی جگہ نہانا جہاں کسی غیر محرم کی نظر پہنچ سکے

(۲) برہنہ نہانے والے کو قبلہ رو ہونا۔

(۳) غسل میں سوا بسم اللہ کے اور دعاؤں کا پڑھنا۔

(۴) بے ضرورت کلام کرنا۔

(۵) جتنی چیزیں وضو میں مکروہ ہیں غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

حدث اکبر کے احکام

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہی اُنکے پیدا ہونے سے جو اعتباری حالت

انسان کے جسم کو طاری ہوتی ہی اُسکو حدث اکبر کہتے ہین۔

(۱) جو چیزین حدث صغر مین منع ہین وہ حدث اکبر مین بھی منع ہین جیسے نماز اور سجدہ تلاوت کا ہو یا شکرانہ کا قرآن مجید کا بغیر کسی حائل کے چھونا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) مسجد مین داخل ہونا حرام ہی ہان اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہی مثال کسی شخص کے گھر کا دروازہ مسجد مین ہو اور دوسرا کوئی راستہ اُسکے نکلنے کا سوا اُسکے نہو تو اُسکو مسجد مین تیمم کرکے جانا جائز ہی۔ کسی مسجد مین پانی کا چشمہ یا کنوان یا حوض ہو اور اُسکے سوا کہین پانی نہو تو اُس مسجد مین تیمم کرکے جانا جائز ہی۔

(۳) قرآن مجید کا بقصد تلاوت پڑھنا حرام ہی اگرچہ ایک آیت سے کم ہو اور اگرچہ منسوخ التلاوۃ ہو۔

(۴) کعبۂ مکرمہ کا طواف حرام ہی۔

(۵) قرآن مجید کا چھونا جن شرائط سے حدث صغر مین جائز ہی اُنھین شرائط سے حدث اکبر مین بھی جائز ہی۔

(۶) عیدگاہ مین اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ مین جانا جائز ہی۔

(۷) قرآن مجید کی اُن آیتون کو جنمین دعا یا اللہ تعالےٰ کی تعریف ہو بقصد دعا کے پڑھنا جائز ہی مثال کوئی شخص سورہ فاتحہ یا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ یا اور کسی ایسی ہی آیت کو بطور دعا کے پڑھے تو جائز ہی۔

(۸) حیض و نفاس کی حالت مین عورت کے ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اُس سے اپنے جسم کو ملانا بشرطیکہ کوئی کپڑا درمیان مین نہ ہو مکروہ تحریمی ہی اور جماع کرنا حرام ہی۔

(۹) استحاضہ کی حالت مین صرف جماع کرنا حرام ہی اگرچہ اُس سے حدث اکبر نہین ہوتا
(۱۰) حیض نفاس کی حالت مین عورت کو روزہ رکھنا حرام ہی۔
(۱۱) حیض والی عورت اگر کسی کو قران مجید پڑھاتی ہو تو اُسکو ایک ایک لفظ کا رُک رُک کر پڑھانے کی غرض سے کہنا جائز ہی ہان پوری آیت کا ایکدم پڑھ دینا اُسوقت بھی ناجائز ہی۔
(۱۲) حیض نفاس کی حالت مین عورت کے بوسہ لینا اور اُسکا جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اُس سے لپٹ کر سونا اور اُسکے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان مین نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان مین کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہی۔ بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اُسکے اختلاط سے بچنا مکروہ[عہ] ہی۔

غسل کے متفرق مسائل

(۱) اگر کوئی مرد سو اُٹھنے کے بعد اپنے کپڑون پر تری دیکھے اور قبل سونیکے اُسکے خاص حصے کو استادگی ہو تو اُسپر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائیگی بشرطیکہ احتلام یاد نہو اور اُس تری کے منی ہونیکا خیال نہو (در مختار و رد محتار)
(۲) اگر دو مرد یا دو عورتین یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹین اور

عہ چونکہ عادۃً عورتونکو ہر مہینے حیض آتا ہی اور پانچ سات روز رہتا ہی اسلیے بخیال حرج تعلیم اس قدر اجازت دیگئی ۱۲ عہ مکروہ ہونیکی دو وجہ ہین ایک یہ کہ یہود کا دستور تھا کہ حیض کی حالت مین وہ عورتونکو الگ کر دیتے تھے اور انکے اختلاط سے پرہیز کرتے تھے اور یہود وغیرہ کی مشابہت ہم لوگونکو منع ہی دوسرے یہ کہ صحیح احادیث مین ثابت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حالت حیض مین اختلاط فرماتے تھے ۱۲

سو اُٹھنے کے بعد اُس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقے سے یہ نہ معلوم
ہو کہ یہ کسکی منی ہے اور نہ اُس بستر پر اُن سے پہلے کوئی اور شخص سو چکا ہو تو اس
صورت مین دونون پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص سو چکا ہو اور منی خشک ہو تو ان صورتون مین کسی پر

(۳) عورتون کو حیض نفاس کے وقت اپنے خاص حصے مین روئی یا کپڑا
رکھنا سنت ہے کنواری ہون یا نہین - اور جو کنواری نہ ہون اُنکو بغیر حیض
نفاس کے بھی روئی رکھنا مستحب ہے -

(۴) حیض یا نفاس کا حکم اُسوقت سے دیا جائے گا جب خون جسم کے ظاہری
حصے تک آجائے - اور اگر خاص حصے مین روئی وغیرہ ہو تو اُسکا وہ حصہ
تر ہو جائے جو جسم کے ظاہری حصے کے مقابل ہے - ہان اگر روئی نکالی
جائے تو اگر اُسکے اندرونی حصے مین خون ہو گا تب بھی حیض یا نفاس کا حکم
دیدیا جائے گا - اسلیے کہ نکالنے کے بعد وہ اندرونی حصہ خارجی حصہ بن گیا -

(۵) اگر کوئی عورت روئی رکھنے کے وقت طاہر تھی اور جب اُس نے
روئی نکالی تو اُس مین خون کا اثر پایا تو جس وقت سے اُس نے روئی نکالی
اُسی وقت سے اُس کا حیض یا نفاس سمجھا جائیگا اس سے پہلے نہین - یہان
تک کہ اس سے پہلے کی اگر کوئی نماز اُسکی قضا ہوئی ہوگی تو وہ بعد حیض کے
پڑھنا پڑے گی - اور اگر عورت روئی رکھتے وقت حائضہ تھی اور جسوقت
روئی نکالی اسوقت اُسپر خون کا نشان نہ تھا - تو اُس کی طہارت اُسی
وقت سے سمجھی جائیگی جب سے اُس نے روئی رکھی تھی -
اسی طرح اگر کوئی عورت سو اُٹھنے کے بعد حیض دیکھے تو اُسکا حیض اُسیوقت

سے ہوگا جب سے بیدار ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں۔ اور اگر کوئی حائضہ عورت سو اُٹھنے کے بعد اپنے کو طاہر پائے تو جب سے سوئی ہے اُسی وقت سے طاہر سمجھی جائے گی (بحرالرائق درمختار وغیرہ)

(۶) اگر کوئی ایسی جوان عورت جسکو ابھی تک حیض نہیں آیا اپنے خاص حصے سے خون آتے ہوے دیکھے تو اُسکو چاہیے کہ اُس خون کو حیض سمجھکر نماز وغیرہ چھوڑ دے پھر اگر وہ خون تین رات دن سے پہلے بند ہو جائے تو اُس کو جس قدر نمازیں چھوٹ گئی ہیں اُنکی قضا پڑھنا ہوگی۔ اس لیے کہ معلوم ہو جائیگا کہ وہ خون حیض نہ تھا استحاضہ تھا حیض تین دن رات سے کم نہیں آتا۔ (بحرالرائق درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر کوئی عادت والی عورت اپنی عادت سے زیادہ خون دیکھے اور عادت اُسکی دس دن سے کم ہو تو اُسکو چاہیے کہ اس خون کو حیض سمجھکر نماز وغیرہ نہ پڑھے اور غسل نہ کرے پس اگر وہ خون دس دن رات سے زیادہ ہو جائے تو جسقدر اسکی عادت سے زیادہ ہو گیا ہے استحاضہ سمجھا جائیگا اور اس زمانے کی نمازیں اُسکو قضا پڑھنا ہونگی (بحرالرائق وغیرہ)

(۷) جس عورت کا حیض دس دن رات آکر بند ہوا ہو اُس سے بغیر غسل کیے خون بند ہوتے ہی جماع جائز ہے اور جس عورت کا خون دس دن رات سے کم آکر بند ہو ہو تو اگر اسکی عادت سے بھی کم آکر بند ہوا ہے تو اس سے جماع جائز نہیں

ف امام صاحب سے روایت ہے کہ تین دن رات سے پہلے نماز نہ چھوڑنا چاہیے۔ مگر صحیح اور مفتی بہ وہی قول ہے جو ہم نے اختیار کیا۔ واللہ اعلم ۱۲

جب تک کہ اُسکی عادت نہ گذر جائے اگرچہ غسل بھی کر چکے ادر اگر عادت کے موافق
اگر بند ہوا ہی تو جبتک غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت نہ گذر جائے جماع جائز
نہین بعد نماز کا وقت گذر جانے کے بغیر غسل کے بھی جائز ہی۔ نماز کا وقت
گذر جانے سے یہ مقصود ہی کہ اگر شروع وقت مین خون بند ہوا ہو تو باقی وقت سب گذر جائے
اور اگر اخیر وقت مین خون بند ہوا ہو تو اسقدر وقت ہونا ضروری ہی جسمین غسل کرکے
نماز کی نیت کرنیکی گنجایش ہو اگر اس سے بھی کم وقت باقی ہو تو پھر اسکا اعتبار
نہین دوسری نماز کا پورا وقت گذرنا ضروری ہی۔ اور یہی حکم ہی نفاس کا کہ اگر
چالیس دن آکر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے اور اگر چالیس دن سے
کم آکر بند ہوا ہو اور عادت سے بھی کم ہو تو بعد عادت گذر جانیکے اور اگر عادت کے
موافق بند ہوا ہو تو بعد غسل یا نماز کا وقت گذر جانیکے جماع وغیرہ جائز ہی لیکن
ان سب صورتون مین مستحب یہ ہی کہ بغیر غسل کے جماع نہ کیا جائے (بحر الرائق وغیرہ)

(۸) جب عورت کا خون دس دن رات سے کم آکر بند ہوا ہو اور اگر عادت مقرر
ہو چکی ہو تو عادت سے بھی کم ہوا اسکو نماز کے اخیر وقت مستحب تک غسل مین تاخیر
کرنا واجب ہی اس خیال سے کہ شاید پھر خون نہ آجائے مثلاً اگر عشا کے شروع
وقت خون بند ہوا ہو تو عشا کے اخیر وقت مستحب یعنی نصف شب کے قریب تک اُسکو
غسل مین تاخیر کرنا چاہیے۔ اور جب عورت کا حیض دس دن یا اگر عادت مقرر
ہو تو عادت کے موافق آکر بند ہوا ہو تو اُسکو نماز کے اخیر وقت مستحب تک
غسل مین توقف کرنا مستحب ہی۔ اور یہی حکم ہی نفاس کا کہ اگر چالیس دن سے
کم اور اگر عادت مقرر ہو تو عادت سے کم آکر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک غسل مین

تاخیر کرنا واجب ہی اور پورے چالیس دن یا عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق اگر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک عسل میں تاخیر کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (نہایہ فتح القدیر بحر الرائق)

(۹) اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ نکلے تب بھی احتیاطاً اُسپر غسل واجب[ع] ہوگا۔ (عنایہ بحر الرائق وغیرہ)

(۱۰) اگر کوئی عورت غیر زمانہ حیض میں کوئی دوا ایسی استعمال کرے جس سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں۔ (اشباہ و نظائر) مثال کسی عورت کو مہینے میں ایکدفعہ پانچ دن حیض آتا ہو اُسکو حیض کے پندرہ[ع] دن کے بعد دوا کے استعمال سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں۔

(۱۱) اگر کوئی عورت کوئی دوا وغیرہ استعمال کر کے یا اور کسی طرح اپنا حمل ساقط کرے یا اور کسی وجہ سے اُسکا حمل ساقط ہو جائے اور اسکے بعد خون آئے تو اگر بچہ کی شکل مثل ہاتھ پیر یا اُنگلی وغیرہ کے ظاہر ہوتی ہو تو وہ خون نفاس ہی۔ اور اگر بچہ کی شکل وغیرہ نہ ظاہر ہوتی ہو بلکہ گوشت کا ٹکڑا ہو تو اسکے بعد جو خون آئے وہ نفاس نہیں بلکہ اگر تین دن رات یا اس سے زیادہ آئے اور اس سے پہلے عورت پندرہ دن تک طاہر رہ چکی ہو تو یہ خون حیض ہوگا ورنہ استحاضہ (بحر الرائق طحاوی وغیرہ)

ع یہ امام صاحب کا مذہب ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اور بعض فقہا نے انکے قول کو صحیح بھی لکھا ہی مگر چونکہ اکثر فقہا اسی طرف ہیں اور احتیاط بھی اسیمیں ہی لہذا وہی قول اختیار کیا گیا ۱۲ ع پندرہ دن بعد کی قید اسلیے بڑھائی گئی کہ اگر پندرہ دن سے پہلے خون آئیگا تو وہ یوں بھی حیض نہ سمجھا جائیگا اسلیے کہ ایک حیض کے بعد پندرہ دن تک دوسرا حیض نہیں آتا دوا کے پینے کو کوئی دخل نہ ہوگا ۱۲

(۱۲) کسی بچے کے تمام اعضا کٹ کٹ کر نکلین تو اُسکے اکثر اعضا نکل چک
کے بعد جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔

(۱۳) ایکبار حیض یا نفاس آنے سے عادت مقرر ہو جاتی ہے۔ مثلاً
ایکدفعہ جسکو سات دن حیض آئے اور دوسری دفعہ سات دنسے زیادہ اور دس دنسے
بڑھجائے تو اُسکا حیض سات ہی دن رکھا جائیگا۔ اسی طرح اگر کسی کو ایک مرتبہ بیس
دن نفاس آئے اور دوسری مرتبہ بیس دن سے زیادہ اور چالیس دن سے بڑھجائے
تو اُس کا نفاس بیس ہی دن رکھا جائے گا (شامی از علامہ برکوی)

(۱۴) اگر کسی ایسی عورت کو جسکی عادت مقرر نہین یعنی اُسکو ابتک کوئی حیض
نفاس نہین آیا بالغ ہوتے ہی خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو خون
جاری ہونیکے وقت سے دس دن رات تک اُسکا حیض سمجھا جائیگا اور بیس
دن رات طہارت کے یعنی استحاضہ پھر دس رات دن حیض اور بیس رات دن استحاضہ
اسی طرح برابر حساب رہے گا۔ اور اگر اسی حالت مین اسکے بچہ پیدا ہو تو بچہ پید
ہونے کے بعد سے چالیس رات دن اسکے نفاس کے اور بیس رات دن طہارت کے
رکھے جائینگے۔ پھر اسی طرح دس رات دن حیض کے اور بیس رات دن طہارت کے۔

(۱۵) اگر کسی عادت والی کے خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو اسکا حیض
نفاس۔ طہر۔ اُسکی عادت کے موافق رکھا جائے گا۔ ہان اگر اسکی عادت چھ
مہینے طاہر رہنے کی ہو تو اُسکا طہر اسکی عادت کے موافق یعنی پورے چھ مہینے نہ
بلکہ ایک گھڑی کم چھ مہینے۔

(۱۶) اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جاوے اور برابر جاری رہے او

اور اسکو نہ یہ یاد رہے کہ مجھے کتنے دن حیض آتا تھا نہ یہ یاد رہے کہ مہینے کی کس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور کب ختم ہوتا تھا۔ یا دونوں باتیں یاد نہ رہیں تو اسکو چاہیے کہ اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جس زمانہ کو وہ حیض کا زمانہ خیال کرے اُس زمانہ میں حیض کے احکام پر عمل کرے اور اگر اُسکا غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اُسکو ہر نماز کے وقت نیا وضو کرکے نماز پڑھنا چاہیے اور روزہ بھی رکھے مگر جب اُسکا یہ مرض دفع ہو جائے روزہ کی قضا کرنی ہو گی اور اگر اسکو شک کی کیفیت ہو تو اسکی دو صورتیں ہیں۔ **پہلی صورت** یہ ہے کہ اُسکو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا۔ تو اس صورت میں ہر نماز کے وقت نیا وضو کرکے نماز پڑھے۔ **دوسری صورت** یہ کہ اسکو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا یا حیض سے خارج ہونے کا تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کرکے نماز پڑھے۔

(بحر الرائق وغیرہ)

اگرچہ ابھی ان مسائل کے متعلق بہت کچھ تفصیل باقی ہے مگر چونکہ اس مقام کے مناسب نہیں ہے اور اُنکی تفصیل سے علم ناظرین کو فائدہ بھی نہیں اسلیے اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

(۱۷) مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے بشرطیکہ غسل فرض ہو اور کوئی صورت ستر کی ممکن نہ ہو۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے۔ اور مرد کو عورتوں کے یا مخنث کے سامنے اور عورتوں کو مردوں اور مخنثوں کے سامنے اور مخنثوں کو سب کے سامنے نہانا حرام ہے (در مختار رد مختار وغیرہ)

اگر کسی کو سر کا بھگونا نقصان کرتا ہو اُسکو سر کا دھونا معاف ہے۔ باقی جسم کا دھونا اُسپر فرض ہے (در مختار بحر الرائق وغیرہ)

تیممؑ کا بیان

تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہی اور منجملہ اُن جلیل القدر نعمتون کے ہی جو اسی اُمت کے ساتھ خاص ہین۔ اگلی امتون مین تیمم نہ تھا۔ خیال کرو کہ جب اُنکو پانی نہ ملتا ہوگا تو وہ لوگ کیا کرتے ہونگے یا اسی طرح نجاست کی حالت مین نماز وغیرہ پڑھتے ہونگے یا نماز وغیرہ اُنکو چھوڑنا پڑتی ہوگی۔

تیمم کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر تیمم واجب نہین۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر تیمم واجب نہین۔

(۳) عاقل ہونا۔ دیوانہ اور مست اور بیہوش پر تیمم واجب نہین۔

(۴) حدث اصغر یا اکبر کا پایا جانا۔ جو دونون حدثون سے پاک ہو اُس پر تیمم واجب نہین۔

(۵) جن چیزون سے تیمم جائز ہی اُنکے استعمال پر قادر ہونا جس شخص کو اُن کے استعمال پر قدرت نہ ہو اُسپر تیمم واجب نہین۔

(۶) نماز کے وقت کا تنگ ہوجانا شروع وقت مین تیمم واجب نہین۔

(۷) نماز کا اسقدر وقت ملنا کہ جسمین تیمم کرکے نماز پڑھنے کی گنجایش ہو۔ اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اُسپر تیمم واجب نہین۔

ع تیمم سن پانچ ہجری مین مشروع ہوا مختصر قصہ اسکا یہ ہی کہ ایک لڑائی مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ حضرت عائشہ کے تشریف لیگئے تھے اثنای راہ مین حضرت عائشہ کا ایک ہار جو اپنی بہن اسماء سے مانگ لائی تھین کھو گیا حضور کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپنے وہین قیام کردیا اور کچھ لوگونکو اسکی تلاش پر مامور فرمایا جس جگہ آپنے قیام فرمایا تھا وہان کہین پانی وغیرہ نہ تھا جب نماز کا وقت آیا تو لوگون نے بے وضو نماز پڑھلی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اسیوقت تیمم کی آیت جو سورۂ مائدہ مین ہی نازل ہوئی اسکے بعد وہ ہار بھی ملگیا ۱۲

تیمم کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا تیمم صحیح نہین یعنی حالت کفر کے تیمم سے بعد اسلام کے نماز جائز نہین ہان اسلام لانے کے وقت جو غسل مستحب ہی اگر اُسکے عوض تیمم کرے تو اُسکو مستحب کے ادا کرنے کا ثواب ملجائیگا۔

(۲) تیمم کی نیت کرنا جس حدث کے سبب سے تیمم کیا جائے یا اُس سے طہارت کی نیت کیجائے یا جس چیز کے لیے تیمم کیا جائے اُسکی نیت کیجائے مثلاً اگر نماز جنازہ کے لیے تیمم کیا جائے یا قرآن مجید کی تلاوت کے لیے تیمم کیا جائے تو اُسکی نیت کیجائے مگر نماز اُسی تیمم سے صحیح ہوگی جسمین حدث سے طہارت کی نیت کیجائے یا کسی ایسی عبادت مقصودہ^ع کی نیت کیجائے جو بغیر طہارت کے نہین ہو سکتی۔

(۳) پورے مُنہ اور دونون ہاتھون کا معہ کہنیون کے مسح کرنا۔

(۴) جسم پر ایسی چیز کا نہونا جو مسح کو مانع ہو مثل روغن۔ چربی موم یا تنگ انگوٹھی اور چھلون وغیرہ کے۔

(۵) پورے دونون ہاتھون سے یا انکے اکثر حصّے سے مسح کرنا۔

(۶) جن چیزون سے حدث اصغر یا اکبر ہوتا ہی انکا تیمم کے وقت نہونا۔ کوئی حائضہ عورت تیمم کرے تو صحیح نہین۔

ع عبادت مقصودہ وہ عبادت ہی جسکی مشروعیت صرف ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہو کسی دوسری عبادت کے ادا کرنے کے لیے اُسکی مشروعیت نہ ہو جیسے نماز قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ بخلاف وضو اور قرآن مجید کے چھونے اور مسجد مین جانے کے کہ انسے صرف ثواب مقصود نہین ہوتا بلکہ دوسری عبادتون کا ادا کرنا بھی منظور ہوتا ہی۔ ۱۲

اور اگر کسی ایسی عبادت کے لیے تیمم کیا جائے جو بغیر طہارت کے نہین ہو سکتی جیسے نماز قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ تو اُسکے لیے پانی کے استعمال سے معذور ہونا بھی شرط ہے اور پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی چند صورتین ہین۔

پانی کے استعمال سے معذور ہونیکی صورتین

(۱) اسقدر پانی کا جو وضو یا غسل کے لیے کافی ہو وہان موجود نہونا بلکہ ایک میل عہ یا ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہونا۔

(۲) پانی موجود ہو مگر کسی کی امانت ہو یا کسی سے غصب کیا ہوا ہے (بحر الرائق در مختار)

(۳) پانی کے نرخ کا معمول سے زیادہ گران ہو جانا۔

(۴) پانی کی قیمت کا نہ موجود ہونا۔ خواہ پانی قرض ملسکتا ہو یا نہین اور درصورت قرض لینے کے اُسکے ادا پر قادر ہو یا نہین۔ (مراقی الفلاح)

ہان اگر اُسکے ملک مین مال ہو اور ایک مدت معینہ کے وعدے پر اسکو قرض ملسکے تو قرض لینا چاہیے

(۵) پانی کے عہ استعمال سے کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے صحت کے حاصل ہونے مین دیر ہوگی۔

(۶) سردی کا اسقدر زیادہ ہونا کہ پانی کے استعمال سے کسی عضو کے ضایع ہو جانے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو اور گرم پانی نہ ملسکتا ہو۔

(۷) کسی دشمن یا درندہ کا خوف ہو مثال پانی ایسے مقام پر ہو جہان درندے وغیرہ آتے ہون یا راستہ مین چورون کا خوف ہو یا اسپر کسی کا قرض ہو یا کسی سے

عہ ہمارے زمانے مین انگریزی میل کے حساب سے شرعی ایک میل تقریباً ایک میل دو فرلانگ ہوتا ہے

عہ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک بغیر خوف جان کے تیمم جائز نہین۔

عداوت ہو اور یہ خیال ہو کہ اگر پانی لینے جائیگا تو وہ قرض خواہ یا وہ دشمن اُسکو قید کر لیگا یا کسی قسم کی تکلیف دیگا۔ یا کسی فاسق کے پاس پانی ہو اور عورت کو اُس سے پانی مانگنے مین اپنی بےحرمتی کا خوف ہو۔

(۸) پانی کھانے پینے کی ضرورت کیلیے رکھا ہو کہ اگر وضو یا غسل مین خرچ کر دیا جائے تو اُس ضرورت مین حرج ہو مثلاً پانی آٹا گوندھنے یا گوشت وغیرہ پکانے کیلئے رکھا ہو یا پانی اسقدر ہو کہ اگر وضو یا غسل مین صرف کر دیا جائے تو پیاس کا خوف ہو خواہ اپنی پیاس کا یا کسی اور آدمی کا یا اپنے جانور کا بشرطیکہ کوئی ایسی تدبیر نہو سکے جس سے مستعمل پانی جانورونکے کام آسکے۔

(۹) کنوین سے پانی نکلنے کی کوئی چیز نہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوین مین ڈالکر تر کرلے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ مین ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہو اور مٹکا جھکا کر پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہون اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہو جو پانی نکالدے یا اسکے ہاتھ دھلا دے۔

(۱۰) وضو یا غسل کرنے مین ایسی نماز کے چلے جانے کا خوف ہو جسکی قضا نہین جیسے عیدین اور جنازہ کی نماز۔

(۱۱) پانی کا بھولجانا۔ مثلاً کسی شخص کے پاس پانی ہو اور وہ اُسکو بھول گیا ہو اور اسکے خیال مین نہ ہو کہ میرے پاس پانی نہین ہی۔

جن چیزون سے تیمم جائز ہی اور جن سے جائز نہین

(۱) مٹی یا مٹی کی قسم سے جو چیز ہو اُس سے تیمم جائز ہی اور جو مٹی کی قسم سے نہو اُس سے جائز نہین۔ جو چیزین آگ مین جلانے سے نرم نہون اور نہ جلکر راکھ ہو جائین وہ چیزین مٹی کی قسم سے ہین جیسے ریگ اور پتھر کے اقسام عقیق زبرجد فیروزہ سنگ مرمر ہرتال

سنکھیا وغیرہ اور جو چیزین آگ مین جلانے سے نرم ہو جائین یا جلکر راکھ ہو جائین
وہ مٹی کے قسم سے نہین جیسے کپڑا لکڑی وغیرہ کہ جلکر راکھ ہو جاتے ہین اور سونا
چاندی وغیرہ کہ جلنے سے نرم ہو جاتی ہین۔

(۲) جو چیزین مٹی کی قسم سے نہون اگر اُنپر غبار ہو تو اُنسے بوجہ اُس غبار کے تیمم
جائز ہی مثال کسی کپڑے یا لکڑی یا سونے چاندی وغیرہ پر غبار ہو تو اُس سے تیمم جائز ہے

(۳) کسی نجس چیز پر غبار ہو تو اگر وہ غبار اُسپر خشکی کی حالت مین جا پڑا ہو اور اُس سے تیمم کرنے
مین نجاست کے کسی جز کے آنیکا خوف نہ ہو تو اُس سے تیمم جائز ہی ورنہ نہین۔

(۴) کسی حیوان یا انسان یا اپنے اعضا پر غبار ہو تو اُس سے تیمم جائز ہی کسی نے
جھاڑو دی اور اُس سے غبار اُڑ کر مُنہ اور ہاتھون پر پڑ جائے اور ہاتھ سے ملی تو تیمم ہو

(۵) اگر کوئی ایسی چیز جس سے تیمم جائز نہین مٹی وغیرہ کے ساتھ ملجائے تو غالب
کا اعتبار ہوگا اگر مٹی وغیرہ غالب ہو تو تیمم جائز ورنہ ناجائز۔

تیمم کے احکام

(۱) جن چیزون کیلیے وضو فرض ہی اُنکے لیے وضو کا تیمم بھی فرض ہی اور جنکے لیے وضو
واجب ہے اُنکے لیے وضو کا تیمم بھی واجب ہے اور جنکے لیے وضو سُنت یا مستحب ہے اُنکے لیے وضو
کا تیمم بھی سُنت مستحب ہے اور یہی حال ہی غسل کے تیمم کا بقیاس غسل کے۔

(۲) اگر کسی کو حدث اکبر ہو اور مسجد مین جانیکی اُسکو سخت ضرورت ہو تو اُسپر تیمم کرنا واجب

(۳) جن عبادتون کے لیے دونون حدثون سے طہارت شرط نہین جیسے سلام سلام کا
جواب وغیرہ اُنکے لیے وضو غسل دونو کا تیمم بغیر عذر کے ہو سکتا ہی اور جن عبادتون مین
صرف حدث صغر سے طہارت شرط نہ ہو جیسے قرآن مجید کی تلاوت اذان وغیرہ اُنکی

صرف وضو کا تیمم بغیر عذر کے ہو سکتا ہی۔

(۴) اگر کسی کے پاس مشکوک پانی ہو جیسے گدھے کا جھوٹا پانی تو ایسی حالت مین پہلے وضو یا غسل کرے اُسکے بعد تیمم کرے۔

(۵) اگر وہ عذر جسکی وجہ سے تیمم کیا گیا ہی آدمیون کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جسقدر نمازین اُس تیمم سے پڑھی ہین سب دوبارہ پڑھنا چاہیے مثال کوئی شخص جیل مین ہو اور جیل کے ملازم اُسکو پانی نہ دین یا کوئی شخص اُس سے کہے کہ اگر تو وضو کریگا تو مین تجھکو مار ڈالونگا۔

(۶) ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کرین تو درست ہے۔

(۷) جو شخص پانی اور مٹی دونون کے استعمال پر قادر نہو خواہ پانی اور مٹی نہونیکی وجہ سے یا بیماری سے تو اُسکو چاہیے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اُسکو طہارت سے لوٹا لے مثال کوئی شخص ریل مین ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہی نہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت مین بلا طہارت نماز پڑھ لے جیل مین جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونون صورتون مین نماز کا اعادہ کرنا فرض ہیگا

تیمم کا مسنون و مستحب طریقہ

تیمم کا طریقہ یہ ہی کہ بسم اللہ پڑھکر اور نیت کر کے اپنے دونون ہاتھونکو کسی ایسی مٹی پر جسکو نجاست نہ پہونچی ہو یا نجاست اسکی دھو کر زائل کر دیگئی ہو اپنے دونون ہاتھونکو ہتیلیون کی جانب سے کشادہ کر کے مار کر ملے اُسکے بعد ہاتھونکو اُٹھا کر انکی مٹی جھاڑ ڈالے پھر پورے دونون ہاتھونکو اپنے پورے منھ پر ملے اسطرح کہ کوئی جگہ

ایسی نہ باقی رہے جہان ہاتھ نہ پہونچے پھر اسی طرح دونون ہاتھونکو مٹی پر مار کر ملے اور
پھر انکی مٹی جھاڑ ڈالے اور بائین ہاتھ کی تین انگلیان سوا کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے
داہنے ہاتھ کی انگلیون کے سرے پر پشت کی جانب رکھکر کہنیون تک کھینچ لائے اسطرح
کہ بائین ہاتھ کی ہتیلی بھی کچھ لگجائے اور کہنیون کا مسح بھی ہو جائے پھر باقی انگلیون کو
اور ہاتھ کی ہتیلی دوسری جانب رکھکر انگلیون تک کھینچ لیجائے اسی طرح بائین ہاتھ
کا بھی مسح کرے۔ وضو غسل دونون کے تیمم کا یہی طریقہ ہی۔ اور ایک ہی تیمم
دونون کے لیے کافی ہی اگر دونون کی نیت کیجائے۔

تیمم کے فرائض اور واجبات

(۱) تیمم کرتے وقت نیت کرنا۔ فرض ہی۔

(۲) مٹی یا مٹی کے قسم سے کسی چیز پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا۔ فرض ہی۔

(۳) تمام منھ اور دونون ہاتھون کا ہاتھون کے اکثر حصے سے ملنا۔ فرض ہی۔

(۴) اعضا سے ایسی چیز کا دور کر دینا فرض ہی جسکے سبب سے مٹی جسم تک نہ پہونچ سکے جیسے روغن چربی وغیرہ۔

(۵) تنگ انگوٹھی تنگ چھلون اور چوڑیون کا اُتار ڈالنا واجب ہی۔

(۶) اگر کسی قرینہ سے پانی کا قریب ہونا معلوم ہو تو اُسکے تلاش مین سو قدم تک خود چلنا یا کسی کو بھیجنا واجب ہی۔

(۷) اگر کسیکے پاس پانی ہو اور اُس سے ملنے کی اُمید ہو تو اُس سے طلب کرنا واجب ہی۔

تیمم کی سُنن اور مستحبات

(۱) تیمم کے شروع مین بسم اللہ کہنا سُنت ہی۔

(۲) اُسی ترتیب سے تیمم کرنا سُنت ہی جس ترتیب سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا یعنی پہلے مُنہ کا مسح پھر دونون ہاتھون کا۔

(۳) پاک مٹی پر دونون ہتھیلیون کی اندرونی سطح کو مارنا سُنت ہی نہ اُنکی پشت کو۔

(۴) بعد ملنے کے دونون ہاتھون سے مٹی کا جھاڑڈالنا۔ سُنت ہی۔

(۵) مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیونکا کشادہ رکھنا سُنت ہے تاکہ غبار اُنکے اندر پہونچ جائے

(۶) کم سے کم تین انگلیون سے مسح کرنا سُنت ہی۔

(۷) پہلے داہنے عضو کا مسح کرنا پھر بائین کا سُنت ہی۔

(۸) مٹی سے تیمم کرنا سُنت ہی نہ اُسکے ہمجنس سے۔

(۹) مُنہ کے مسح کے بعد ڈاڑھی کا خلال کرنا سُنت ہی۔

(۱۰) ایک عضو کے مسح کے بعد بلا توقف دوسرے عضو کا مسح کرنا مستحب ہی۔

(۱۱) مسح کا اُسی خاص طریقے سے ہونا مستحب ہی جو تیمم کے طریقے مین لکھا گیا

(۱۲) جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اُسکو نماز کے اخیر وقت تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہی مثال کنوین سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت تک رسی ڈول ملجائیگا کوئی شخص ریل پر ہو اور یقیناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہونچ جائیگی جہان پانی مل سکتا ہی

تیمم جن چیزون سے ٹوٹ جاتا ہے

(۱) جن چیزون سے وضو ٹوٹ جاتا ہی اُنسے وضو کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہی اور جن چیزون سے غسل واجب ہوتا ہی اُنسے غسل کا تیمم ٹوٹ جاتا ہی۔

اگر وضو اور غسل دونون کے لیے ایک ہی تیمم کیا جائے تو جب وضو ٹوٹ جائیگا تو وہ

تیمم وضو کے حق مین ٹوٹ جائیگا اور غسل کے حق مین باقی رہیگا جبتک غسل کی واجب کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

(۲) جس عذر کے سبب سے تیمم کیا گیا تھا اُسکے زائل ہو جانے سے تیمم جاتا رہتا ہے اگرچہ اُسکے بعد ہی فوراً دوسرا عذر پیدا ہو جائے مثال کسی شخص نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا تھا جب پانی ملا تو وہ بیمار ہو گیا۔

اگر کوئی شخص سوتا ہوا یا اونگھتا ہوا پانی کے پاس سے گذرے تو اُسکا تیمم نہ جائیگا اسلیے کہ وہ ایسی حالت مین پانی پر پہونچا تھا جسمین اسکو پانی کے استعمال پر قدرت نہ تھی مگر اسمین یہ شرط ہے[ع] کہ اسطرح سویا ہو کہ جس سے وضو نہ ٹوٹے یا تیمم غسل کے عوض کیا ہو۔ مثال کوئی شخص گھوڑے یا کسی گاڑی پر بیٹھا ہوا سو جائے اور اثناے راہ مین اُسے کوئی پانی کا چشمہ یا ندی وغیرہ ملے تو اُسکا تیمم نجائے گا (قاضیخان زاہدی نہر فتح القدیر وغیرہ)

اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اُسنے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور اثناے راہ مین چلتی ہوئی ریل سے اُسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دین تو اُسکا تیمم نجائیگا اسلیے کہ اس صورت مین وہ پانی کے استعمال پر قادر نہین۔ ریل نہین ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اُتر نہین سکتا۔

تمّت

ع یہ شرط اسلیے کی گئی کہ اگر تیمم وضو کا ہوگا اور ایسی طرح سو جائیگا جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اُسکا تیمم سونے سے ٹوٹ جائیگا پانی ملنے کو کچھ دخل نہو گا۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصلوٰۃ معراج المؤمنین وصیرھا عماد الدین والصلوٰۃ والسلام علی اکرم الاولین والاخرین امام الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

چونکہ ہم اس کتاب کی پہلی جلد مین طہارت (جو نماز کی شرطون مین ایک اعلیٰ درجے کی شرط ہے) کے مسائل لکھ چکے ہین اس لیے اب ہم **نماز کا بیان** شروع کرتے ہین خداے تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو حسب دلخواہ انجام کو پہونچائے اور تمام اہل اسلام کو اس سے منتفع فرمائے آمین

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہین حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک تمام رسولون کی امت پر نماز فرض تھی ہان اُس کی کیفیت اور تعینات مین البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ابتدائے رسالت مین دو وقت کی نماز فرض تھی ایک قبل آفتاب نکلنے کے اور ایک قبل آفتاب ڈوبنے کے

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو ان پانچ وقتون مین نماز فرض کی گئی فجر ظہر عصر مغرب عشار ان پانچون وقتون کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے اگلی امتون مین کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی۔

نماز کی تاکید اور اُس کی فضیلت

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے بلکہ اگر یون کہا جاے کہ اسلام کا دار و مدار اسی پر ہے تب بھی بالکل مبالغہ نہین - ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت فرض عین ہے امیر ہو یا فقیر صحیح ہو یا مریض مسافر ہو یا مقیم یہان تک کہ دشمن کے مقابلے مین جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اُس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہین عورت کو جب وہ دردزہ مین مبتلا ہو جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہین بلکہ اسکے ادا مین دیر کرنے کی بھی اجازت نہین یہان تک کہ اگر بچے کا کوئی جز نصف سے کم اس کے خاص حصہ سے باہر آگیا ہو خون نکلا ہو یا نہین اس وقت بھی اس کو نماز پڑھنے کا حکم ہے اور نماز پڑھنے مین توقف کرنا جائز نہین جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے -

نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث کے مبارک صفحات مالامال ہین کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید شریعت مین نہین -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہین - امیر المومنین حضرت فاروق اعظم جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے امام شافعی بھی اُس کے قتل کا فتوے دیتے ہین ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اُس کے کفر کے قایل نہین مگر اُن کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لیے ایک سخت تعزیر ہے -

تمام وہ حدیثین جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائین تو قطعی طور پر اُس سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا اور رسول کے نزدیک سخت گنہگار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہون مین ایک بڑے درجے کا گناہ ہے - اپنے مالک و آقا کی رضاجوئی یون ہی ہر بندہ پر فرض و واجب ہوا کرتی ہے اور جو بندہ اسکا خیال نہین کرتا وہ اس مالک کے تمام بندون مین ایک بندہ سمجھا جاتا ہے اور مالک کے نزدیک نہایت ذلیل اور خوار رہتا ہے نہ یہ کہ بعد اس قدر سخت تاکیدون بھی اگر خیال نہ کرے تو خیال کیجیے کہ بات کہان تک پہونچتی ہے -

تمام وہ حدیثین یا اکثر اُن مین کی اگر ایک جگہ جمع کی جائین تو اس کے لیے ایک طولانی دفتر بھی کفایت لہذا چند آیات قرآن مجید کی اور چند صحیح احادیث اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے چند اقوال اس جگہ

بیان کیے جاتے ہین۔

(۱) اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا بے شک ایمانداروں پر نماز فرض ہے وقت وقت سے

(۲) قولہ تعالیٰ حَافِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی پابندی کرو نمازون کی خصوصًا درمیانی نماز (عصر) کی۔

(۳) اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ بے شک نیکیان برائیون کو معاف کرا دیتی ہین نیکیون سے مراد اس آیت مین نماز ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے جو آگے بیان ہوگی یہ مراد صاف طور پر واضح ہے

(۴) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَلَذِکۡرُ اللّٰهِ اَکۡبَرُ بے شک نماز بُرے اور خراب کامون سے انسان کو بچاتی ہے اور بے شک اللہ کے ذکر کا بڑا رتبہ ہے اور بڑا اثر ہے

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے توحید اور رسالت کا اقرار نماز پڑھنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا بشرط قدرت حج کرنا (بخاری مسلم)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اور کفر کے درمیان مین نماز حد فاصل ہے (مسلم) خیال کرو کہ جب یہ حد فاصل نہ رہے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا (مشکوۃ) جو لوگ تارک نماز کو کافر نہین کہتے ہین اُنکے نزدیک اس حدیث مین کافر ہوجانے کا یہ مطلب ہے کہ قریب کفر کے ہوگیا اور محاورے مین ایسا استعمال ہوتا رہتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی جنگل مین بے یار و مددگار رہ جاے اور اُس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہے تو اُسکو کہتے ہین کہ مرگیا یعنی اب موت اس کی قریب ہے

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا رہے گا قیامت مین اُس کے ساتھ ایک نور ہوگا اور وہ نماز اس کے لیے باعث نجات ہوگی اور جو شخص نماز سے غفلت کریگا وہ قیامت مین قارون فرعون ہامان ابی بن خلف جیسے دشمنان خدا کے ہمراہ ہوگا۔ (مسند امام احمد دارمی بیہقی)

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خداے تعالے نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جو شخص

ان کو اچھی طرح وضو کرکے پابندی اوقات سے پڑھتا رہیگا اور انکے ارکان وآداب کی رعایت کریگا اسکے لیے اللہ جل شانہ کا وعدہ ہے کہ بخشدیگا اور جو شخص ایسا نہ کریگا اسکے لیے اللہ تعالی کا کچھ وعدہ نہین چاہے بخش دے اور چاہے عذاب کرے (مسند امام احمد موطا امام مالک ابوداؤد)

(۱۰) حضرت ابوالدرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے ہین کہ مجھے میرے جانی دوست (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے ابوالدرداء نماز نہ چھوڑنا اس لیے کہ نماز چھوڑنے والے سے اسلام کا ذمہ بری ہے (ابن ماجہ) گویا وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائیگا۔

(۱۱) ــ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاڑون کے زمانے مین جب پت جھاڑ ہو رہا تھا باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخین پکڑ کر ہلائین اس سے بکثرت پتے گرنے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب کوئی مسلمان خلوص دل سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اسی طرح جھڑ جاتے ہین جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہین (مسند امام احمد)

(۱۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالی کو تمام عبادتون مین کون عبادت زیادہ پسند ہے ارشاد ہوا کہ نماز (بخاری مسلم)

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تبلاؤ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اُس نہر مین نہاتا ہو پھر بھی اُس کے بدن پر کچھ میل باقی رہجائیگا صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اُس کے بدن پر کچھ بھی میل نہ رہے گا ارشاد ہوا کہ یہی کیفیت نماز کی ہے جس طرح نہانے سے بدن کی کثافت دور ہوجاتی ہے اسی طرح نماز پڑھنے سے روح سے (گناہ) کی کثافت دور ہوجاتی ہے (بخاری مسلم)

(۱۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے نہایت رنج وندامت کی حالت مین جو اُن کو ایک عورت کے ساتھ سوا جماع کے اور باقی ناجائز امور کے ارتکاب سے طاری تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے ایک خطا صادر ہوگئی ہے جو کچھ میرے لیے سزا تجویز فرمائیے حاضر ہون حضرت نے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم سے کیا گناہ ہوا ہے اتنے مین نماز کا وقت آگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے تشریف لے گئے وہ شخص بھی نماز مین آپ کے ساتھ تھے بعد نماز کے پھر اُنھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے لیے کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ نماز پڑھنے سے تمھارا گناہ معاف ہوگیا ایک

روایت مین ہے کہ اسی وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ
اور اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ حکم خاص میرے لیے ہے یا آپ کی تمام امت کے لیے
ارشاد ہوا کہ سب کے لیے (بخاری مسلم)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے صغیرہ گناہ ہوتے ہین سب معاف ہو جاتے ہین (مشکوۃ المصابیح)

(۱۶) عبداللہ بن شقیق ایک جلیل القدر تابعی فرماتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سوا نماز کے اور کسی عبادت کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے (ترمذی)

(۱۷) حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ان کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا لوگون نے پوچھا کہ اے امیر المومنین یہ کیا آپ کی حالت ہے ارشاد فرمایا کہ اب اس امانت* کے ادا کرنے کا وقت آگیا جسے اللہ تعالے نے آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پیش فرمایا تھا اور وہ سب اس امانت کے لینے سے ڈر گئے اور انکار کر دیا (احیاء العلوم)

(۱۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جس وقت نماز کے واسطے وضو فرماتے اُن کا رنگ زرد ہو جاتا ایک مرتبہ اُن کے گھر والون نے اُن سے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ کیا حالت ہو جاتی ہے فرمایا کہ تم نہین جانتے کہ مین کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہون (احیاء العلوم)

مقدمہ

ہم اس مین چند اصطلاحی الفاظ کے معنے بیان کرتے ہین

(۱) **زوال** آفتاب کا ڈھل جانا جسے ہمارے عرف مین دوپہر ڈھلنا کہتے ہین

(۲) **سایۂ اصلی** وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے۔ یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی مین بڑا ہوتا ہے کسی مین چھوٹا کہین بالکل نہین ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین۔
زوال اور سایۂ اصلی کے پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑ دین اور

---

* یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہم نے پیش کی امانت آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پس انکار کر دیا ان سب نے اور ڈر گئے وہ اس امانت سے اور لے لیا اُس امانت کو انسان نے ۱۲

جہان تک اس کا سایہ پہنچے اُس مقام پر ایک نشان بنا دین پھر دیکھین کہ وہ سایہ اُس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی زوال نہین ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہوگیا اور اگر یکسان رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اسی کو استواء کہتے ہین (بحر الرائق)

(۳) **ایک مثل** - سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے -

(۴) **دو مثل** - سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اُس سے دوگنا ہو جائے -

(۵) **تثویب** - وہ اعلام جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اس کی غرض اور اُس اعلام کی غرض ایک ہو مثلاً پہلے اعلام سے لوگون کو نماز کے لیے بلانا مقصود ہو تو اس اعلام سے بھی وہی مقصود ہو -

(۶) **اقامت** - جس کو ہمارے عرف مین تکبیر کہتے ہین حاضرین کو جماعت قائم ہونے کی اطلاع کے لیے کہی جاتی ہے

(۷) **عورت** - جسم کا وہ حصہ جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے مرد کے لیے خواہ آزاد ہو یا غلام ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے گھٹنا عورت مین داخل ہے اور آزاد عورتون کے سوا مُنہ اور ہاتھ اور دونون قدم کے کل جسم عورت ہے اور لونڈی کے لیے پیٹ اور پیٹھ سے گھٹنون کے نیچے تک - سینہ اور پشت کا وہ حصہ جو سینے کے مقابل ہے عورت نہین - مخنث اگر کسی کا غلام ہو تو اس کا حکم مثل لونڈی کے ہے اور اگر آزاد ہو تو مثل آزاد عورتون کے -

(۸) **عورت غلیظ** - خاص حصہ اور مشترک حصہ اور اُنثیین اور اُن کے قریب قریب کا جسم

(۹) **عورت خفیف** خاص حصہ اور مشترک حصہ اور ان کے متصل جسم کے سوا باقی وہ اعضا جن کے چھپانے کا حکم ہے -

(۱۰) **مدرک** وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اس کو **مقتدی** اور **مُوتم** بھی کہتے ہین

(۱۱) **مسبوق** - وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت مین آکر شریک ہو

(۱۲) **لاحق** — وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز مین شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتین یا کچھ رکعتین جاتی رہین خواہ اس وجہ سے کہ وہ سوگیا ہو یا اس کو کوئی حدث ہو جائے

اصغر یا اکبر (مراقی الفلاح - درمختار)

(۱۳) **مقیم** وہ شخص جو اپنے وطن مین ہو خواہ وہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت یا ایسے مقام پر ہو جو اُس کے وطن سے تین دن کی مسافت سے کم فاصلہ پر ہو۔

(۱۴) **مسافر** وہ شخص جو اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت سے ایسے مقام کا ارادہ کر کے نکلے جو وطن سے تین دن کی مسافت پر ہو جب وہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے اُس پر مسافر کا اطلاق شروع ہو جائیگا - تین دن کی مسافت متوسط چال سے ہونا چاہیے نہ بہت تیز اور نہ بہت سست جس کا اندازہ تیس کوس انگریزی میل کے حساب سے کیا جاتا ہے اس لیے کہ انسان متوسط چال سے ہر روز دس کوس چلتا ہے۔

(۱۵) **وطن** رہنے کی جگہ وطن کی دو قسمین ہین وطن اصلی وطن اقامت۔

(۱۶) **وطن اصلی** وہ مقام جہان ہمیشہ رہنے کے قصد سے انسان بود و باش کرے پھر اگر اتفاقاً اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام مین اسی قصد سے سکونت اختیار کرے تو دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائیگا اور پہلا مقام وطن اصلی نہ رہے گا۔

(۱۷) **وطن اقامت** وہ مقام جہان انسان پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کے قصد سے قیام کرے خواہ رہنے کا اتفاق پندرہ دن سے کم ہو یا زیادہ۔

(۱۸) **عمل کثیر**[ع] - وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونون ہاتھون سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اُس فعل کے کرنے والے کو نماز مین سمجھے یا نہین

(۱۹) **عمل قلیل** وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

(۲۰) **ادا** وہ نماز جو اپنے وقت مین پڑھی جائے۔

(۲۱) **قضا** وہ نماز جو اپنے وقت مین نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے۔

ع عمل کثیر کی ہمارے فقہانے مختلف تعریفین کی ہین بعض نے یہ لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے مین دونون ہاتھون کی ضرورت پڑے جیسے عمامہ کا باندھنا اور بعض نے لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھین کہ یہ نماز مین نہین ہے مگر صحیح اور امام صاحب کے اصول کے موافق یہی تعریف ہے جو لکھی گئی (بحر الرائق)

نماز کے اوقات

چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے ہے جو ہر وقت و ہر آن فائض ہوتی رہتی ہین لہذا اس کا مقتضا یہ تھا کہ کسی وقت انسان اِس عبادت سے خالی نہ رہے مگر چونکہ اس مین تمام ضروری حوائج مین حرج ہوتا اس لیے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان پانچ وقتون مین نماز فرض کی گئی۔ فجر ظہر عصر مغرب عشاء۔

فجر کا وقت[ع] ۔صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے[ع] (بحر درمختار مراقی الفلاح) سب سے پہلے اخیر شب مین ایک سپیدی بیچ آسمان پر ظاہر ہوتی ہے مگر یہ سپیدی قائم نہین رہتی بلکہ اس کے بعد ہی پھر اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہین

اسکے تھوڑی دیر کے بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے چارون طرف ظاہر ہوتی ہے۔اور وہ باقی رہتی ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اُس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اسکو صبح صادق کہتے ہین اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہے مردون کے لیے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کرین کہ روشنی خوب پھیل جاے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جاے اور اُس مین چالیس پچاس آیتون کی تلاوت اچھی طرح کی جاے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہین تو اسی طرح چالیس پچاس آیتین اُس مین پڑھ سکین۔اور عورتون کو ہمیشہ اور مردون کو حالت حج مین مزدلفہ مین فجر کی نماز اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہے (درمختار مراقی الفلاح)

ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ سوا سایۂ اصلی کے دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت رہتا ہے[عہ] مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لی جائے (۱)

عہ فجر کے وقت مین کسی کا اختلاف نہین نہایہ امین میں لکھا ہے سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے تک رہتا ۔

عہ ظہر کا اول وقت متفق علیہ ہے سب کے نزدیک ظہر کا وقت بعد آفتاب ڈھلنے کے شروع ہوتا ہے مگر آخر وقت مین اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک ظہر کا اخیر وقت ایک مثل تک ہے اور امام ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کیجاتی ہے ایک روایت علامہ زیلعی نے یہ بھی نقل کی ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد چلا جاتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد اس بنا پر ایک مثل سے دو مثل تک کسی نماز کا وقت نہین مگر امام ابوحنیفہ کا مشہور مذہب جو فقہ کی کتب معتبر متون اور شروح مین کیا گیا ہے وہی ہے جو ہم نے لکھا اگر پھر بھی ان اختلافات سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لیجائے (شامی)

جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیون مین کچھ تاخیر کرکے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہین اور جاڑون کے زمانے مین جلد پڑھنا مستحب ہے (شامی بحر)

عصر کا وقت بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے عصر کا مستحب وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک آفتاب مین زردی نہ آئے اور اُسکی روشنی ایسی کم ہوجائے کہ نظر اُسپر ٹھہرنے لگے اُسکے بعد مکروہ ہے۔ اور عصر کی نماز ہر زمانے مین خواہ گرمی ہو یا جاڑا دیر کرکے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اس قدر دیر کہ آفتاب مین زردی آجائے اور اُس کی روشنی کم ہوجائے ہان جس دن ابر ہو اُس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے (در مختار)

مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی سپیدی[۵] آسمان کے کنارون مین قائم رہے باقی رہتا ہے (بحر طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے اور بعد ستارون کے اچھی طرح نکل آنے کے مکروہ تحریمی ہے ہان جس روز ابر ہو اُس دن اس قدر تاخیر کرکے نماز پڑھنا کہ جس مین وقت آجانے کا اچھی طرح یقین ہوجائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اُسکے بعد سرخی اور مغرب مین پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی۔

ع۵ عصر کے ابتداے وقت مین اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک بعد ایک مثل کے عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک بعد دو مثل کے اور عصر کے آخر وقت مین کسی کا اختلاف نہین سب کے نزدیک عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے اور بعض نے عصر کے وقت کو آفتاب کے زرد ہوجانے تک بیان کیا ہے ۱۲

شفق۵ آفتاب ڈوبنے کے بعد ایک سرخی آسمان کے کنارون مین ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد پھر ایک سپیدی نمودار ہوتی ہے اس سپیدی اور اُس سرخی دونون کو شفق کہتے ہین امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک سرخ شفق تک بعض فقہا نے صاحبین کے مذہب پر فتوی دیا ہے اور اُسی کو امام صاحب کا مذہب بھی بیان کیا ہے مگر یہ صحیح نہین امام صاحب کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اور اکابر صحابہ سے مثل حضرت صدیق اور حضرت عائشہ اور انس اور معاذ بن جبل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے صرف ابن عمر سے اور ایک روایت مین ابن عباس سے سُرخ شفق کا قول نقل کیا گیا ہے لہذا محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کرنا چاہیے ۱۲ (فتح القدیر بحر الرائق طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شامی)

عشا کا وقت - شفق کی سپیدی زائل ہوجانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے (بحر فتح القدیر)

عشا کی نماز بعد تہائی رات گذر جانے کے اور قبل نصف شب کے مستحب اور بعد نصف شب کے مکروہ ہے (شامی)

جس دن ابر ہو اُس دن عشا کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے - (درمختار وغیرہ)

وتر کا وقت بعد نماز عشا کے ہے - جو شخص آخر شب مین اُٹھتا ہو اُس کو مستحب ہے کہ وتر آخر شب مین پڑھے ورا گر اُٹھنے مین شک ہو تو پھر عشا کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیے - (مراقی الفلاح درمختار)

عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے - آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اس کی تعیین کے لیے فقہا نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جاے - عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے (مراقی الفلاح شامی)

اوقات مکروہہ اٹھارہ ہین

(۱) آفتاب نکلتے وقت - جب تک آفتاب کی زردی نہ زائل ہو جاے اور اس قدر روشنی اُس مین نہ آجاے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اُس کا شمار نکلنے مین ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب مین بعد ایک نیزہ بلند ہو جانے کے آتی ہے -

(۲) ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک آفتاب ڈھل نہ جاے -

(۳) آفتاب مین سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک -

(۴) نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک -

(۵) نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک -

(۶) فجر کے وقت سوا اُس کی سنت کے -

(۷) مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے -

ع عشا کے ابتدائی وقت مین اختلاف ہے جن لوگون کے نزدیک مغرب کا وقت سرخ شفق تک رہتا ہے اُن کے نزدیک عشا کا وقت سرخ شفق کے بعد آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک چونکہ مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اسلیے اُن کے نزدیک عشا کا وقت بعد سپید شفق کے آتا ہے ۱۲

(۸) جب امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ کا۔

(۹) جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو۔ ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے ملجائیگی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔

(۱۰) نماز عیدین کے قبل خواہ گھر مین یا عیدگاہ مین۔

(۱۱) نماز عیدین کے بعد عیدگاہ مین۔

(۱۲) عرفہ مین عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان مین اور اُن کے بعد۔

(۱۳) مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان مین اور اُن کے بعد۔

(۱۴) نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب کیون نہو

(۱۵) پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔

(۱۶) کھانا آجانے کے بعد اگر اُس کی طبیعت کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کہ اگر نماز پڑھیگا تو اُسمین جی نہ لگیگا اور یہی حکم ہے تمام اُن چیزون کا جنکو چھوڑ کر نماز پڑھنے مین جی نہ لگنے کا خوف ہو ہان اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے مین کچھ کراہت نہین (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

(۱۷) آدھی رات کے بعد عشا کی نماز پڑھنا۔

(۱۸) ستارون کے بکثرت نکل آنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات مین نماز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے دوسرے تیسرے پندرھوین سولھوین وقت مین سب نمازین مکروہ ہین فرض ہون یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتون مین کوئی نماز شروع کی جائے تو اُسکا شروع کرنا بھی صحیح نہین اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے اُن مین سے کوئی وقت آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مگر ان چھ چیزون کا شروع کرنا اُن تین وقتون مین بھی صحیح ہے۔

(۱) جنازہ کی نماز بشرطیکہ جنازہ اُنھین تین وقتون مین سے کسی وقت آیا ہو۔

(۲) سجدہ تلاوت بشرطیکہ سجدہ کی آیت اُنھین تین وقتون مین سے کسی وقت پڑھی گئی ہو۔

(۴) اسی دن کی عصر (۴) نفل نماز (۵) وہ نماز جس کے ادا کرنے کی نذر انھین تین وقتون سے کسی وقت مین کی گئی ہو۔ (۶) اُس نماز کی قضا جو انھین وقتون مین شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو۔ جنازہ کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے اور سجدۂ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہیہ کے ساتھ صحیح ہے۔ باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمیہ کے ساتھ صحیح ہے مگر اُن کا باطل کر کے اچھے وقت مین ادا کرنا واجب ہے۔

دو وقتون مین صرف فرض نمازون کا ادا کرنا مکروہ ہے

باقی اوقات مین صرف نوافل کا ادا کرنا مکروہ ہے فرض اور واجب کا ادا کرنا مکروہ نہین۔ دو وقت کی نمازون کا ایک ہی وقت پڑھنا جائز نہین[1] مگر دو مقامون مین (۱) عرفہ مین عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت مین (۲) مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کا عشاء کے وقت مین (شامی)

نماز کے اوقات کا بیان ہو چکا اب ہم اذان کا بیان شروع کرتے ہین اس لیے کہ اذان بھی ایک عمدہ ذریعہ وقت معلوم ہونے کا ہے۔ اور اُسی کے ساتھ اقامت کا بھی ذکر کرینگے۔

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کی ابتدا مدینۂ منورہ مین سنہ ہجری سے ہوئی اس سے پہلے نماز بے اذان کے پڑھی جاتی تھی چونکہ اُس وقت تک مسلمانون کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی اس لیے اُن کا جماعت کے لیے جمع ہو جانا بغیر کسی اطلاع کے دشوار نہ تھا۔ جب مسلمانون کی تعداد یوماً فیوماً ترقی کرنے لگی اور مختلف حرفہ اور پیشہ کے لوگ جوق جوق دین الٰہی مین داخل ہونے لگے تو ضرورت اس امر کی پیش آئی کہ نماز کا وقت آنے اور جماعت قائم ہونے کی اطلاع اُن کو دی جائے جس سے وہ اپنے اپنے قریب

---

[1] یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر مین اور بارش مین بھی دو نمازون کا ایک وقت مین پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لہذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے تو جائز ہے مگر اُس کے ساتھ وہ امور بھی اُس کو کرنا ہونگے جو امام شافعی کے نزدیک جمع کے وقت ضروری ہین جن کا ذکر آگے ہوگا (در مختار)

بعید مقامات سے جماعت کے لیے مسجد میں آسکیں لہٰذا یہ طریقہ اذان کا اس غرض کے پورا کرنے کے لیے مقرر کیا گیا[ع] اذان اسی امت کے ساتھ خاص ہے اگلی امتوں میں نہ تھی فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار میں ایک بہت بڑے رتبہ کا ذکر ہے اس میں توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے اسلام کی شان اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اس کی فضیلت اور اس کا ثواب احادیث میں بہت مذکور ہے کچھ بیان بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اذان کی آواز جہاں تک پہونچتی ہے اور جو لوگ اس کو سنتے ہیں جن ہوں یا انسان وہ سب قیامت کے دن اذان دینے والے کے ایمان کی گواہی دینگے (بخاری۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

ع مختصر قصہ اذان کی مشروعیت کا یہ ہے کہ جب صحابہ کو اطلاع اوقات نماز اور قیام جماعت کی ضرورت معلوم ہوئی تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا بعضوں نے یہ رائے دی کہ یہود کی طرح سنکھ بجایا جائے بعضوں کی رائے ہوئی کہ آگ جلادی جایا کرے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا حضرت فاروق رضی نے یہ رائے دی کہ نماز کے وقت اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہہ دیا جایا کرے اس کے بعد عبداللہ بن زید اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ نے یہ طریقہ اذان کا جو آگے بیان کیا جائیگا اُن کو تعلیم کیا کہ اسی طریقہ سے نماز کے اوقات اور جماعت کی اطلاع مسلمانوں کو کی جایا کرے بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں جاگا نیندی میں تھا بالکل سوتا نہ تھا اور بعض میں ہے کہ فرمایا اگر مجھے بدگمانی کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ بالکل سوتا ہی نہ تھا اسی لحاظ سے بعض علما نے اس واقعہ کو حالت کشف پر محمول کیا ہے جو ارباب باطن کو حالت بیداری میں ہوتا ہے۔ المختصر صبح کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضور نبوی صلعم میں عرض کیا تب حضرت نے فرمایا کہ بے شک یہ سچ ہے اور حضرت بلال کو ارشاد ہوا کہ اسی طرح اذان دیا کرو پھر حضرت فاروق نے بھی آکر اپنے خواب کو بیان کیا بعض روایات میں ہے کہ اس سے پہلے حضرت پر وحی بھی نازل ہو چکی تھی چنانچہ عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اور ابوداؤد نے مراسیل میں یہ روایت لکھی ہے۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے اذان کی تعلیم فرمائی تھی مگر یہ احادیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت اس میں وہ شب معراج مقصود نہیں جو مکے میں ہوئی تھی اس لیے کہ نبی کو روحانی معراج بارہا ہوئی ہے لہٰذا اس سے وہی رات مقصود ہے جس رات کو یہ خواب دیکھا گیا شیخ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں ایسا ہی لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا اور شہدا کے بعد اذان دینے والے جنت مین داخل
ہون گے۔ بعض احادیث مین یہ بھی ہے کہ موذن کا مرتبہ شہید کی برابر ہے۔
(۳) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سات برس تک برابر اذان دے اور اس سے اگر
مقصود محض ثواب ہو تو اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھدی جاتی ہے (ابو داؤد ترمذی)
(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگون کو معلوم ہو جاے کہ اذان کہنے مین کس قدر ثواب
اور پھر اُن کو یہ منصب بغیر قرعہ ڈالے نہ ملے تو بے شک وہ اس کے لیے قرعہ ڈالین حاصل یہ کہ
منصب کے لیے سخت کوشش کرین۔ (بخاری۔مسلم۔ترمذی۔نسائی)
صحابہ کے زمانے مین ایسا ہوا ہے کہ اذان کے لیے لوگون مین اختلاف ہوا ہر شخص چاہتا
یہ مبارک منصب مجھے ملے یہان تک کہ نوبت قرعہ ڈالنے کی آئی (تاریخ بخاری)
(۵) قیامت کے دن موذنون کو بھی شفاعت کی اجازت دیجائیگی کہ وہ اپنے اعزا احباب
جس کے لیے چاہین خداوند عالم سے سفارش کرین۔
(۶) اذان دیتے وقت شیطان پر نہایت خوف اور ہیبت طاری ہوتی ہے اور بہت دور
سے بھاگتا ہے جہان تک اذان کی آواز جاتی ہے وہان تک نہین ٹھہرتا۔ (بخاری مسلم)
(۷) قیامت کے دن موذنون کی گردنین بلند ہون گی۔ یعنی وہ نہایت معزز اور لوگون مین
ہون گے اور قیامت کے خوف اور مصیبت سے محفوظ رہین گے
(۸) جس مقام پر اذان دیجاتی ہے وہان اللہ تعالی کی رحمت نازل ہوتی ہے عذاب
بلاؤن سے وہ مقام محفوظ رہتا ہے۔
(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذنون کے لیے دعاے مغفرت فرمائی ہے۔ اور اقامت کی
فضیلت اور تاکید اذان سے بھی زیادہ ہے (در مختار وغیرہ)

ف
اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر فضائل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور
راشدین نے اس منصب کو کیون اختیار نہین فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ حضرات اس سے
زیادہ مفید اور اہم کامون مین مشغول رہتے تھے اور اگر اس منصب کو اپنے ذمہ لیتے تو اُن کو
حرج ہوتا اس لیے وہ اس منصب کے اختیار کرنے سے مجبور رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

خلفاے راشدین ... اذان ... (حاشیہ ناخوانا)

اذان دینے کی حدیث ترمذی مین ہے اگرچہ اُس سے قطعی ثبوت نہین ہوتا۔ اور بچون کے کان مین اذان دینا تو قطعاً آپ سے ثابت ہے۔

اذان کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) اگر کسی ادا نماز کے لیے اذان دیجائے تو اُس کے لیے اُس نماز کے وقت کا ہونا اگر وقت آنے سے پہلے اذان دیجائے تو صحیح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے پھر اُسکا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا اور کسی وقت کی۔ (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)

(۲) اذان اور اقامت کا عربی زبان مین اُنھین خاص الفاظ سے ہونا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین۔ اگر کسی اور زبان مین یا عربی زبان مین کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لین اور اذان کا مقصود اُس سے حاصل ہو جائے (ایضاً)

(۳) مؤذن کا مرد ہونا عورت کی اذان درست نہین اگر کوئی عورت اذان دے تو اُس کا اعادہ کرنا چاہیے اور اگر بغیر اعادہ کیے ہوے نماز پڑھ لی جائیگی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی (بحرالرائق مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ)

(۴) مؤذن کا صاحب عقل ہونا۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو نہ ہوگی (ایضاً)

اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونون حدثون سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونون کانون کے سوراخون کو کلمے کی اُنگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار مرتبہ۔ پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ۔ پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ

---

۱ اللہ بہت بڑا ہے یعنی اُس کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲ ۲ مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین ہے

چونکہ انسان کو کسی امر کا پورا یقین نہین ہوتا اُس وقت تک اُس کی گواہی نہین دیتا اس لیے یہان اس عنوان سے یقین کا اظہار مقصود ہے ۱۲ ۳ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہین ۱۲

پھر حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ دو مرتبہ - پھر حَیَّ عَلَی الفَلَاح دو مرتبہ - پھر اللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ اور حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت اپنے مُنہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پاے اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائین طرف مُنہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پاے اور فجر کی اذان مین بعد حی علی الفلاح کے اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوے اور فجر کی اذان مین سترہ اور اذان کے الفاظ کو گا کر نہ ادا کرے نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے اور دو مرتبہ اللہ اکبر کہکر اس قدر سکوت کرے کہ سُننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ مین ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرکے دوسرا لفظ کہے (شامی)

اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے - اقامت مین الصلوٰۃ خیر من النوم نہین بلکہ بجاے اس کے ہر وقت قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃُ دو مرتبہ اور اقامت کہتے وقت کانون کے سوراخ کا بند کرنا بھی نہین اس لیے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لیے بند کیے جاتے ہین اور وہ یہان مقصود نہین اور اقامت مین حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ حَیَّ عَلَی الفَلَاح کہتے وقت داہنے جانب مُنہ کا پھیرنا بھی نہین ہے -

اذان و اقامت کے احکام

(۱) سوا نماز جمعہ کے اور سب فرض عین نمازون کے لیے ایک بار اذان کہنا مردون کو سنت موکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا ادا نماز ہو یا قضا - اور نماز جمعہ کے سب

لـه آؤ نماز کے واسطے ۱۲ لـه آؤ ایک فائدے کے لیے یعنی نماز کے لیے جو بڑی فائدہ کی فائدہ ہے

لـه نماز بہتر ہے سونے سے چونکہ یہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت آدمی کو اپنے خواب شیرین کا چھوڑنا ناگوار اس لیے اُس کو اس امر کی اطلاع دیجاتی ہے کہ تمھارے اس خواب شیرین سے نماز بہتر ہے ۱۲

لـه بے شک نماز تیار ہوگئی ۱۲

دو بار اذان کہنا[عہ]

اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ دی جائے تاکہ لوگوں کو اذان سنکر نماز قضا ہونے کا علم نہو اس لیے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں۔ اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لیے صرف اقامت۔ ہاں مستحب یہ ہے[عہ] کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علحدہ دی جاے۔ (شامی کو)

(۲) مسافر کے لیے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے سنت موکدہ نہیں

(۳) جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لیے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلے کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لیے کہ محلے کی اذان اور اقامت تمام محلہ والوں کو کافی ہے۔ (بحر الرائق درمختار وغیرہ)

(۴) جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے ہاں اگر اس مسجد میں کوئی موذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ (درمختار)

(۵) اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔ (بحر الرائق درمختار)

عہ خندق کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر عصر مغرب کی نماز قضا ہو گئی تھی عشا کے وقت آپ نے سب کی قضا پڑھی بعض روایات میں ہے کہ صرف ظہر کے واسطے اذان کہی گئی اور باقی کے واسطے صرف اقامت اور بعض روایات میں ہے کہ اذان بھی ہر ایک کے لیے علحدہ کہی گئی ۱۲ (شامی)

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے لیے بھی مثل اور نمازوں کے ایک ہی اذان تھی اور یہ اذان جب امام خطبہ پڑھنے کے لیے ممبر پر بیٹھتا تھا تو اسوقت کہی جاتی تھی جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے تو انھوں نے ایک اذان جمعہ کی نماز کے لیے اور بڑھائی ۱۲

(۶) عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔
(۷) لڑکوں اور غلاموں کے لیے اذان اور اقامت دونوں مکروہ ہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھیں۔ (درمختار بحر الرائق)
(۸) فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لیے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں (بحر الرائق درمختار)
(۹) جب بچہ پیدا ہو تو اُس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنا مستحب ہے اور اسی طرح اُس شخص کے کان میں کہنا جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اُس کو مرگی کا مرض ہو اور غصہ کی حالت میں اور جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ انسان ہو یا جانور اور لڑائی کے وقت اور جلنے ہوئے کے کان میں اور اسی طرح اُس مسافر کو جو راہ بھول گیا ہو اور کوئی راہ بتانے والا نہ ہو اور اسی طرح اگر کہیں جن وغیرہ کا ظہور ہوتا ہو یا کسی کو تکلیف دیتے ہوں
(۱۰) جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اُس پر اذان کا جواب دینا واجب ہے[ع] یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی خود بھی کہے مگر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں

ع اس مسئلہ میں علما مختلف ہیں بعض کا قول ہے کہ اگر عورتیں تنہا نماز پڑھیں تو ان کے لیے اقامت مکروہ نہیں اذان اس وقت بھی مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر حال میں دونوں مکروہ ہیں (مراقی الفلاح طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح۔ درمختار بحر الرائق شامی)

ع اس میں اختلاف ہے کہ اذان کا جواب دینا مسنون ہے یا واجب اور زبان سے جواب دینا واجب ہے یعنی جو لفظ مؤذن سے سنا جائے وہی لفظ خود بھی کہا جائے یا قدم سے جواب دینا واجب ہے۔ یعنی اذان سن کر نماز کے لیے مسجد میں جانا چاہیے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہے۔ صاحب خلاصہ و محیط و قاضی خان و نہر الفائق و بحر الرائق و درمختار وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جیسا مؤذن سے سنو ویسا ہی تم بھی کہو ۱۲

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی کہے[ع] اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب مین[ص] صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور بعد اذان کے درود شریف پڑھکر یہ دعا پڑھے[ل] اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

(۱۱) اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہدان محمدا رسول اللہ سنے تو یہ بھی کہے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور جب دوسری مرتبہ سُنے تو اپنے دونون ہاتھ کے انگوٹھون کے ناخونون کو آنکھ پر رکھکر کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ (جامع الرموز کنز العباد)

(۱۲) اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ اگر چلنے کی حالت مین اذان سُنے تو کھڑا ہو جاے اور اذان سننے کی حالت مین سوا جواب دینے کے اور کسی کام مین مشغول نہ ہو یہان تک کہ سلام یا سلام کا

ع؎ نہین طاقت اور قوت مگر خدا کی مدد سے - جب موذن حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کہتا ہے تو وہ نماز کے لیے لوگون کو بلاتا ہے لہذا اس کے جواب مین یہ امر ظاہر کیا گیا کہ نماز کے لیے آنے کی طاقت اور قوت خدا ہی کی مدد سے ہوتی ہے لہذا خدا کی مدد ہوتی ہے تو ہم حاضر ہوتے ہین ۱۲

عہ؎ چونکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو موذن سے سنا جاے وہی کہا جائے اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب مین لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا جائے اس لیے بعض علمار نے یہ لکھا ہے کہ وہ بھی کہا جائے جو موذن سے سنا گیا ہے اور لاحول ولاقوۃ بھی کہا جائے تاکہ دونون حدیثون پر عمل ہو جاے ۱۲

ص؎ تو نے سچ کہا اور اچھی بات ہے ۱۲

ل؎ ای اللہ ای مالک اس کامل دعا (اذان) اور اس قائم ہونے والی نماز کے عنایت فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (ایک مقام ہے جنت مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو نہ ملیگا یا وسیلے سے شفاعت کی اجازت مراد ہو) اور بزرگی اور پہونچا انکو مقام محمود (جہان سب انبیا خدا کی تعریف کرینگے اور آنحضرت کو شفاعت کی اجازت ملیگی) مین جسکا تو نے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو وعدہ خلافی نہین کرتا - بعضے لوگ والفضیلہ کے بعد والدرجۃ الرفیعۃ بھی کہتے ہین حالانکہ محض بے اصل ہے ۱۲

ص؎ رحمت نازل فرمائے اللہ تعالی آپ پر ای خدا کے پیغمبر ۱۲ ؎ میری آنکھونکی ٹھنڈک آپ ہی سے ہے ای رسول اللہ یا اللہ مجھے فائدہ مند کر سمع و بصر سے ۱۲

جواب بھی نہ دے اور اگر قرآن مجید پڑھتا ہو تو اُس کا پڑھنا بھی موقوف کر دے

(۱۳) جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کامون کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد جانا واجب ہے عـــہ
خرید و فروخت یا اور کسی کام مین مشغول ہونا حرام ہے

(۱۴) جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا واجب نہین لیکن اگر جواب دے تو مکروہ بھی نہین بلکہ
مستحب ہے

(۱۵) اقامت کا جواب دینا مستحب ہے واجب نہین اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب مین
اقامھا اللہ و ادامھا کہے عــہ (فتح القدیر بحر الرائق)

(۱۶) آٹھ صورتون مین اذان کا جواب نہ دینا چاہیے (۱) نماز کی حالت مین (۲) خطبہ سننے کی
حالت مین خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳ و ۴) حیض و نفاس مین (۵) علم دین پڑھنے
پڑھانے کی حالت مین (۶) جماع کی حالت مین (۷) پیشاب پاخانہ کی حالت مین (۸) کھانا کھانے کی
حالت مین - ہان بعد ان چیزون سے فراغت کے اگر اذان ہوے زیادہ زمانہ نہ گذرا ہو تو جواب دینا
چاہیے ورنہ نہین (بحر الرائق)

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہین بعض موذن کے متعلق ہین بعض اذان اور اقامت
کے لہذا ہم پہلے مؤذن کی سنتون کا ذکر کرتے ہین اُس کے بعد اذان کی سنتین بیان کرین گے

(۱) موذن کا مرد ہونا عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اُس کا
اعادہ کر لینا چاہیے اقامت کا اعادہ نہین اس لیے کہ تکرار اقامت مشروع نہین بخلاف

عــہ قرآن مجید مین ہے وَاِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ
جب نماز جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کے لیے دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یعنی دنیا کے
تمام کامون کو چھوڑ کر نہایت اہتمام سے نماز کے لیے جاؤ - اور باتفاق محققین اس اذان سے پہلی اذان مراد ہے
(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) عــہ قائم رکھے اُس کو خدا اور ہمیشہ رکھے ۱۲

تکرار اذان کے (درمختار)

(۲) موذن کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانون کا اعادہ کرلینا چاہیے نہ اقامت کا (درمختار)

(۳) موذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو موذنون کی برابر ثواب نہ ملیگا۔ (بحرالرائق)

(۴) موذن کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگون کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت مین نہ آتے ہون اُن کو تنبیہ کرنا۔

(۵) موذن کا بلند آواز ہونا۔

(۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ ہے۔ ہان جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد[ع] کے اندر ممبر کے سامنے کہنا مکروہ نہین بلکہ تمام بلاد اسلام مین معمول ہے۔ (مراقی الفلاح)

(۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیے ہان اگر سوار ہو یا اذان صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہین

(۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا۔ ہان اگر صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز مین ہوگا

(۹) اذان کہتے وقت کانون کے سوراخون کو انگلیون سے بند کرلینا مستحب ہے

(۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیرون مین ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ مین ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان کے

ع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ مین یہ اذان بھی مسجد کے اندر نہ ہوتی تھی مگر عبدالملک نے اپنے زمانہ مین اسکو مسجد کے اندر داخل کرلیا اور اس زمانہ مین بڑے بڑے جلیل الشان تابعی موجود تھے سب نے سکوت کیا اس لیے یہ فعل مکروہ نہ رہا اور تمام بلاد اسلام مین رائج ہوگیا اور کسی نے آج تک اس کا انکار نہین کیا ۱۲

الفاظ بغیر اس قدر ٹھہرے ہوے کہدے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہین - (درمختار - ردمختار)

(۱۱) اذان مین حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت داہنی طرف منھ کو پھیرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائین طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے

(۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطے کہ سوار نہ ہو بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے - (درمختار)

(۱۳) اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور دونون حدثون سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونون حدثون سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدث اکبر کی حالت مین کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت مین اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہین -

(۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جاے مثلاً اشہد ان لا الہ الا اللہ سے پہلے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہہ جاے یا حی علی الصلوٰۃ سے پہلے حی علی الفلاح کہہ جاے تو اس صورت مین صرف اسی موخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اُس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت مین اشہد ان لا الہ الا اللہ کہکر اشہد ان محمدا رسول اللہ پھر کہے اور دوسری صورت مین حی علی الصلوٰۃ کہکر حی علی الفلاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہین (بحرالرائق درمختار شامی)

(۱۵) اذان اور اقامت کی حالت مین کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیون نہو - اگر کوئی شخص اثناے اذان و اقامت مین کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرلے نہ اقامت کا - (درمختار شامی)

متفرق مسائل

(۱) اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے

خیال آئے یاد دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گذرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں

(۲) اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گذر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیے
ہان اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہین اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتین نہ پڑھی
ہون اور اُن کے پڑھنے مین مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائیگا اور اقامت کا اعادہ
نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہین جیسے کھانا پینا
وغیرہ تو اس صورت مین اقامت کا اعادہ کر لینا چاہیے۔ (درمختار)

(۳) اگر موذن اذان دینے کی حالت مین مرتد ہو جائے (معاذ اللہ منہ) یا بیہوش ہو جائے یا اُس کی
آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اُس کو حدث ہو جائے اور
اُس کے دور کرنے کے لیے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت
مؤکدہ ہے۔ (درمختار شامی)

(۴) اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت مین حدث ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت
پوری کرکے اس حدث کے دور کرنے کو جائے

(۵) ایک موذن کا دو مسجدون مین اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد مین فرض پڑھے وہین اذان دے
(درمختار)

(۶) بہتر یہ ہے کہ اذان کہنے کا منصب بھی امام ہی کے سپرد کیا جائے۔ (درمختار)

(۷) جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ہان اگر وہ اذان دیکر کہین چلا جائے یا کسی
دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے

(۸) کئی موذنون کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔ (شامی)

(۹) سوا مغرب کے اور وقتون مین اذان اور اقامت کے درمیان مین تثویب بدعت حسنہ ہے
تثویب اذان کے اس قدر دیر کے بعد دیجائے کہ جس مین بیس آیتون کی تلاوت ہو سکے

اس کو عرف مین اذان جوق کہتے ہین یہ بدعت حسنہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے
زمانے مین نہ تھی۔ (شامی)

پھر اس کے بعد اسی قدر توقف سے اقامت کہی جائے تثویب بھی مثل اذان کے کھڑے ہوئے کہی
تثویب کا عربی زبان مین ہونا کچھ ضروری نہین - اگر کوئی شخص یون کہدے کہ جماعت تیار ہے یا نما
ہوتی ہے یا اور کوئی لفظ بھی درست ہے یا اگر صرف کھانسنے سے لوگ سمجھ جائین تو یہ بھی تثویب
ہے حاصل یہ کہ جیسا جہان دستور ہو اسی کے موافق وہان تثویب کی جائے

(۱۰) اقامت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھون کو چومنا بدعت سیئہ ہے کسی حدیث سے
ثابت نہین اور اذان مین بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہین ہوتا -

ع۵ یہ قول متاخرین فقہا کا ہے متقدمین کے تثویب مین دو قول ہین پہلا قول یہ ہے کہ سوا فجر کے اور کسی وقت
تثویب جائز نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ مین بھی سوا فجر کے اور کسی وقت تثویب نہ تھی - دو
قول قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ قاضیون اور حاکمون کے لیے فجر کے سوا اور اوقات مین بھی تثو
جائز ہے اس لیے کہ وہ لوگ دینی کامون مین مشغول رہتے ہین لہذا ان کو تثویب کی ضرورت ہے اور حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت تیار ہونے کی اطلاع دیا کرتے تھے - اب چونکہ دینی امور مین سستی زیادہ بڑھ گئی ا
متاخرین نے ہر عام وخاص کے لیے سوا فجر کے اور اوقات مین بھی تثویب کی اجازت دیدی - ہمارے زما
بعض جاہلون کا دستور ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اس غرض
کہتے ہین کہ لوگ سنتین وغیرہ پڑھکر فراغت کرلین حالانکہ یہ تثویب مین داخل ہی نہین اس لیے کہ اس کی
وہ نہین ہے جو پہلی اذان کی ہے پہلی اذان کی غرض لوگون کا مسجد مین حاضر ہونا اور اس کی غرض سن
اور تثویب مین یہ امر ضروری ہے کہ اس کی غرض اور اس سے پہلے جو اعلام ہوا ہو اس کی غرض ایک ہو
یہ بدعت سیئہ ہے اس کو ترک کرنا چاہیے واللہ اعلم ۱۲

ع۵ بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہین کہ اذان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی سن کر
چومنا چاہیے مگر کوئی حدیث ان مین جلیل القدر محدثین کے نزدیک صحت کو نہین پہونچی سب ضعیف ہین
حدیث پر عمل جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے سنت ہونے کا خیال نہ کیا جائے اور اس کو کوئی ضروری جز
ہمارے زمانے مین افراط و تفریط کی حد ہو گئی ہے اذان مین انگوٹھے چومنے کا اس قدر رواج ہے ک
اکثر اس کو سنت سمجھتے ہین اطراف دکن مین بعضون کو اس کے وجوب کا خیال ہے اگر کوئی نہ کرے تو
لعنت ملامت کی جاتی ہے لہذا ایسی حالت مین اس کا ترک کرنا بہتر ہے واللہ اعلم ۱۲

(۱۱) موذن کو چاہیے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہین ختم کردے۔

(۱۲) اذان اور اقامت کے لیے نیت شرط نہین ہان ثواب بغیر نیت کے نہین ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل مین یہ ارادہ کرے کہ مین یہ اذان محض اللہ تعالی کی خوشنودی اور ثواب کے لیے کہتا ہون اور کچھ مقصود نہین۔ اذان اور اقامت کا بیان ہو چکا اب نماز کے مسائل لکھے جاتے ہین

نماز کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) **اسلام** - کافر پر نماز واجب نہین بعض محققین کا قول ہے کہ کافر پر بھی نماز واجب ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخرت مین اُس کو عبادات کے ترک پر بھی عذاب کیا جاویگا۔ (طحطاوی بر مراقی الفلاح)

(۲) **بلوغ** - نابالغ پر نماز واجب نہین۔

(۳) **عقل** بے عقل پر نماز واجب نہین خواہ وہ بے عقلی جنون کے سبب سے ہو یا بیہوشی کے سبب سے مگر شرعاً اُسی جنون اور بیہوشی کا اعتبار ہے جو پانچ نمازون کے وقت تک رہے اگر اس سے کم ہو تو پھر اس پر نماز واجب ہے یہان تک کہ بعد بیہوشی کے قضا پڑھنی پڑیگی اور جو بیہوشی نشہ کے سبب سے ہو تو اس کو نماز معاف نہین۔

(۴) عورتون کو حیض نفاس سے پاک ہونا حیض نفاس کی حالت مین عورتون پر نماز فرض نہین

(۵) بعد اسلام یا بلوغ یا بعد جنون اور بیہوشی کے اور اسی طرح بعد حیض و نفاس کے نماز کا وقت ملنا اگرچہ وہ اسی قدر ہو کہ اس مین صرف تحریمہ کی گنجایش ہو اگر کسی کو اس سے کم وقت ملے تو اُس پر اس وقت کی نماز فرض نہین

نماز کے صحیح ہونے کی شرطین

چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتون سے زیادہ ہے اس وجہ سے اُس کے شرائط بھی بہت ہین یہانتک مراقی الفلاح مین لکھا ہے کہ اس کے شرائط کا حصر نہین ہو اگر ہم اس مقام پر صرف اُن مشہور شرطون کا بیان کرتے ہین جن کی ضرورت ہر نماز مین پڑتی ہے بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتے ہین جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط اُنکا ذکر اسی مقام پر کیا جائیگا جہان اُن نمازون کا بیان ہوگا

پہلی شرط

طہارت نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ ہان اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضائقہ نہین مگر افضل یہ ہے کہ اس سے بھی پاک ہو۔ اسی طرح نجاست حکمیہ کی دونون فردون (حدث اکبر و اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے نجاست حقیقیہ اور حکمیہ اور اُن سے پاکی کے طریقے جلد اول مین بیان ہو چکے ہین۔ نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے اور اسی طرح اُس چیز کو جو اس کے جسم سے ایسا تعلق رکھتی ہو کہ ان حرکتون سے جو نماز مین ہوتی ہین مثل رکوع سجدہ وغیرہ کے اس چیز کو بھی حرکت ہو **مثال** کسی چادر کا پاک حصہ نماز پڑھنے والے کے جسم پر ہو اور نجس حصہ زمین پر ہو مگر اُٹھنے بیٹھنے سے اُس کو جنبش ہوتی ہو (مراقی الفلاح درمختار)

اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اُٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہین اور اسی طرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہیے جس کو نماز پڑھنے والا اُٹھائے ہوئے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رُکی ہوئی نہو (درمختار وغیرہ)

مثال نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اُٹھائے ہوئے ہو اور اس بچے کا جسم یا کپڑا نجس ہو اور وہ بچہ خود اپنی قوت سے رُکا ہوا نہو۔ اگر خود اپنی طاقت سے رُکا ہو بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہین۔ اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کبوتر وغیرہ آکر بیٹھ جائے اور اُس کا جسم نجس ہو تو کچھ حرج نہین اس لیے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اُسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے اُسکو کچھ تعلق نہ سمجھا جائیگا (بحرالرائق مراقی الفلاح وغیرہ) اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جس کی نجاست اپنی جائے پیدایش مین ہو اور خارج مین اسکا کچھ اثر نہو تو کچھ حرج نہین (درمختار شامی)

مثال نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کُتا بیٹھ جائے اور اُس کے مُنہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین اس لیے کہ اُس کا لعاب اُس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اُس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اُس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ مین رہتی ہے جس سے طہارت کا حکم نہین اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہو گئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہین اس لیے کہ اُس کا خون اُسی جگہ ہے جہان پیدا ہوا ہے خارج مین اُس کا کچھ اثر نہین بخلاف اُس

اگر کسی شیشی مین پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اُسکا بند ہو اس لیے کہ اُسکا پیشاب ایسی جگہہ نہین ہے جہان پیشاب پیدا ہوتا ہے - (بحرالرائق شامی وغیرہ)

نماز پڑھنے کی جگہہ - نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے ہان اگر نجاست بقدر معاف ہو تو کچھ حرج نہین - نماز پڑھنے کی جگہہ سے وہ مقام مراد ہے جہان نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہون اور سجدہ کرنے کی حالت مین جہان اُس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو (درمختار) (مراقی الفلاح وغیرہ)

اگر صرف ایک پیر کی جگہہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اُٹھائے رہے تب بھی کافی ہے - (درمختار)

اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اُس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہین خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا - (بحرالرائق شامی)

اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس مین یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہو کہ اُس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے - (بحرالرائق شامی)

اگر کسی کپڑے کا استر نجس ہو تو اُس پر نماز درست نہین (شرح وقایہ بحرالرائق)

اگر نماز پڑھنے کی حالت مین نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہین (بحرالرائق)

اگر کسی شخص کو کوئی پاک جگہہ نماز کے لیے نہ ملے مگر یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مل جائیگی تو اُس کو اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اور اگر بغیر انتظار کے اسی نجس مقام مین نماز پڑھ لی جائے تب بھی کچھ حرج نہین

دوسری شرط

ستر عورت یعنی نماز پڑھنے کی حالت مین اُس حصہ جسم کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان مین نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام مین اُسپر بھی ستر عورت فرض ہے اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف نہین ہان اپنی نظر سے چھپانا شرط نہین اگر کسی کی نظر اپنے جسم پر نماز پڑھنے کی حالت مین پڑ جائے تو کچھ حرج نہین - (بحرالرائق درمختار مراقی الفلاح)

اگر کوئی لونڈی صرف اسی قدر اپنے جسم کو چھپائے ہوئے نماز پڑھ رہی ہو جس کا چھپانا اُس پر فرض ہے اور نماز پڑھنے ہی کی حالت میں آزاد کر دی جائے تو اب اسپر تمام اس پورے جسم کا چھپانا فرض ہوگا جس کا چھپانا آزاد عورتوں پر فرض ہوتا ہے پس اگر وہ قبل ادا کرنے ایک رکن کے بغیر عمل کثیر کے اپنے تمام جسم کو چھپا تو اُس کی نماز ہو جائیگی ورنہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر نماز کی حالت میں کسی ایسے جسم کا چوتھا حصہ کھل جائے جس کا چھپانا فرض ہے خواہ وہ عورت غلیظہ ہو یا خفیفہ اور اتنی دیر تک کھلا رہے جس میں ایک رکن ادا ہو سکتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر نماز پڑھنے کے پہلے سے کھلا ہو تو اُس نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ہوگا۔ (درمختار شامی وغیرہ)

اگر ایک ہی عضو کئی جگہ سے کھلا ہو تو سب کھلے مقامات ملا کر اگر اُس عضو کے چوتھائی کی برابر ہو جائیں تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی **مثال** کسی شخص کی ران ایک جگہ سے بقدر آٹھویں حصے کے کھلی ہو اور دوسری جگہ بھی بقدر آٹھویں حصے کے تو دونوں ملکر بقدر چوتھائی کے ہو جائیں گے اور نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر کئی عضو کھلے ہوں اور ہر ایک چوتھائی حصے سے کم ہو تو اگر سب کھلے ہوئے مقامات ملکر اُن کھلے ہوئے اعضا میں چھوٹے عضو کی چوتھائی کی برابر ہو جائیں تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی (درمختار وغیرہ)

مثال کسی عورت کا سینہ تھوڑا کھلا ہو اور ایک کان بھی کھلا ہو تو اگر دونوں کھلے ہوئے مقام کان کی چوتھائی کی برابر ہو جائیں تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی شخص قصداً اپنی عورت غلیظہ یا خفیفہ کے چوتھے حصے کو کھول دے تو اسکی نماز فوراً فاسد ہو جائیگی خواہ بقدر ادا کرنے ایک رکن کے کھلا رہے یا اس سے کم۔ (شامی)

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ ہو جس سے وہ اپنے اعضا کو چھپائے یا ایسا باریک کپڑا ہو جس سے نظر آتا ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی درخت کے پتے یا مٹی وغیرہ سے اپنے اعضا کو چھپائے اور اگر یہ کوئی صو ممکن نہ ہو تو پھر اُسی طرح نماز پڑھ لے۔ اگر کسی کو یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت نماز تک اس کو کپڑا مل جائیگا تو اس کو مستحب ہے کہ اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھے۔

اگر کسی دوسرے شخص کے پاس کپڑا ہو اور یہ امید ہو کہ اگر اس سے مانگا جائیگا تو دیدیگا خواہ بطور عاریت کے یا بطور ہبہ کے تو اس سے طلب کرنا واجب ہے۔

اگر کسی کے پاس کوئی نجس کپڑا ہو تو نماز میں اُس سے ستر جائز نہیں بلکہ برہنہ نماز پڑھنا چاہیے

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہو جس کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہو تو اس سے ستر کرکے نماز پڑھنا مستحب ہے اگر بغیر اس سے ستر کیے ہوے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہو جو چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ پاک ہو تو اس سے ستر کرکے نماز پڑھنا چاہیے بغیر اس سے ستر کیے ہوے نماز نہ ہوگی۔ (درمختار)

یہ سب صورتین اُسی وقت مین جب اس کپڑے کے طاہر کرنے کی کوئی صورت ممکن نہو مثلاً پانی نہ ملتا ہو یا پینے وغیرہ کے لیے رکھا ہو اور اگر طاہر کرنے سے معذوری بوجہ آدمیون کے ہوگی تو جب عذر جاتا رہیگا اُن نمازون کا اعادہ کرنا پڑیگا۔

اگر کسی عورت کے پاس اس قدر کپڑا ہو جس سے وہ اپنے بدن کو اور سر کے چوتھائی حصہ کو چھپا سکتی ہو تو اس کو سر کے چوتھائی حصہ کا چھپانا فرض ہے۔ اور اگر اس قدر ہو کہ سر کے چوتھائی حصے سے کم چھپ سکے تو پھر سر کا چھپانا فرض نہین ہان افضل یہ ہے کہ جسقدر چھپ سکے اسی قدر چھپالے (درمختار وغیرہ)

کسی کے پاس اس قدر کپڑا ہو کہ اس سے جسم کا بعض حصہ چھپ سکتا ہو تو عورت غلیظہ کو چھپانا چاہیے اور اگر اس قدر ہو کہ عورت غلیظہ بھی پوری نہ چھپ سکے تو خاص حصہ کا چھپانا بہ نسبت مشترک حصہ کے بہتر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

ان سب صورتون مین اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیون کے ہو تو جب معذوری جاتی رہیگی نماز کا اعادہ کرنا پڑیگا **مثال** کوئی شخص جیل مین ہو اور جیل کے ملازمون نے اُس کے کپڑے اُتار لیے ہون یا کسی دشمن نے اُس کے کپڑے اُتار لیے ہون یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو مین تجھے مار ڈالون گا۔ اور اگر آدمیون کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہین (درمختار وغیرہ)

کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ جا ہے اُس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام مین پڑھ لے۔

تیسری شرط

استقبال قبلہ یعنی نماز پڑھنے کی حالت مین اپنا سینہ کعبۂ مکرمہ کی طرف کرنا خواہ حقیقۃً یا حکماً

کعبہ کی طرف[ف] منہ کرنا شرط نہین ہان سنون البتہ ہے لہذا اگر کوئی کعبہ سے منہ پھیر کر نماز پڑھے تو ہو
مگر خلاف سنت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے جن لوگون کو کعبہ مکرمہ نظر آتا ہو مثل اُن لوگون کے
معظمہ مین رہتے ہین اور اُن کے اور بیت اللہ کے درمیان مین کوئی حاجب نہو اُن پر فرض ہے کہ خانہ
کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھین اس طرح کہ اگر اُن کے سینہ سے سیدھا خط نکالا جائے تو کعبہ سے جا کر ملے
جن لوگون کو کعبہ مکرمہ نظر نہ آتا ہو جیسے ہم لوگ اُن پر یہ فرض ہے کہ اُس طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں
جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھ پر کھڑا ہونا فرض نہین۔ جو شخص قبلہ کی طرف نماز پڑھنے سے عاجز ہو
کسی مرض کی وجہ سے یا مال کے خوف سے یا کسی دشمن کے خوف سے یا اور کسی وجہ سے تو اُس پر
استقبال قبلہ کی ضرورت نہین بلکہ جس طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اگر کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ
مکرمہ کس طرف ہے اور نہ کوئی ایسا معتبر مسلمان ہو جس سے پوچھ لے تو اُس کے لیے یہ شرط ہے
اپنے غالب گمان پر عمل کرے اس کو غالب گمان سے جس طرف کعبہ معلوم ہو اُسی طرف نماز پڑھ
اور اگر نماز پڑھتے مین اُس کا غالب گمان بدل جائے تو اُس کو چاہیے کہ اُسی طرف پھر جائے اور ا
حالت مین اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد اُس کو اپنے غالب گمان کی غلطی معلوم ہو جائے تو اُس
اعادہ کی ضرورت نہین۔ اور اگر کوئی ایسی حالت مین بغیر غالب گمان کے نماز پڑھ لے تو اُس
نماز نہ ہو گی اگرچہ اُس نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہو

اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت مین جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے
گمان پر عمل کرنا چاہیے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو گا تو اُس کی
اس امام کے پیچھے نہ ہو گی اس لیے کہ وہ امام اُس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھکر اُسکی اقتدا

[ف] ابتدائے اسلام مین نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی جاتی تھی جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکے مین
نماز اسی طرف پڑھا کیے ہجرت کے سولہ مہینے کے بعد مدینہ منورہ مین کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا اور اس انتظار مین رہتے تھے کہ کب حکم نازل
وجہ اسکی یہ تھی کہ کعبہ ہی سے آپکو معراج ہوئی تھی اور حضرت ابرہیم کا یہی قبلہ تھا اور قیامت مین عرش
بھی وہین ہو گی اور بھی بہت سی فضیلتین کعبہ مین تھین جو بیت المقدس مین نہ تھین نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کی مسجد مین
پڑھ رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کعبہ کی طرف پھرنے کا حکم آگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اسی طرف

چوتھی شرط

نیت یعنی دل مین نماز پڑھنے کا قصد کرنا۔ زبان سے بھی کہنا بہتر ہے۔

اگر فرض نماز پڑھتا ہو تو نیت مین اُس فرض کی تعیین بھی ضروری ہے مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھتا ہو تو دل مین یہ قصد کرنا کہ مین ظہر کی نماز پڑھتا ہون اور اگر عصر کی نماز پڑھے تو یہ کہ مین عصر کی نماز پڑھتا ہون۔

اس امر کی نیت ضروری نہین کہ یہ ظہر یا عصر اس وقت کی یا آج کی ہے ہان اگر قضا پڑھتا ہو تو اُسمین دن کی تخصیص بھی ضروری ہے۔ مثلاً یون کہ فلان دن کی ظہر کی نماز پڑھتا ہون اور اگر اس کے ذمہ صرف ایک ہی ظہر کی یا عصر کی قضا ہو تو پھر اس کی ضرورت نہین۔

اسی طرح اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اس کی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون واجب ہے وتر یا عیدین کی نماز ہے یا نذر کی نماز اور اگر کئی نذرون کی نماز اس کے ذمہ ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ ان مین سے کسی ایک کی تعیین کرے۔ اور اسی طرح سجدۂ تلاوت اور شکر مین نیت تلاوت کی یا شکر کی شرط ہے۔

رکعتون کی تعداد کی نیت شرط نہین خواہ فرض نماز ہو یا واجب مثلاً یہ نیت کہ مین دو رکعت نماز فرض پڑھتا ہون یا چار رکعت فرض ظہر۔ (درمختار)

لیکن افضل یہ ہے کہ اس کی بھی نیت کرلے۔ (خانیہ شامی)

اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ مین اس وقت جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا ہون تو اس نماز کا وقت موجود ہو یا نہ ہو مگر نہ ہونے کا علم نہو تو یہ نیت کافی ہو جائیگی اور اگر اس کا وقت نہ ہو اور وقت نہ ہونے کا اُس کو علم بھی ہو تو پھر نماز نہ ہوگی مگر جمعہ کی نماز اس نیت سے نہ ہوگی اگرچہ وقت موجود ہو اس لیے کہ جمعہ کی نماز ظہر کے عوض مین پڑھی جاتی ہے اصل مین ظہر کی نماز فرض ہے

اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ مین آج کے دن جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا ہون تو یہ نیت صحیح نہین اور اس کی نماز نہ ہوگی

اگر کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ مین آج کے دن کی ظہر پڑھتا ہون تو یہ نیت صحیح ہو جائیگی اور ظہر کا وقت ہو یا نہ ہو اُس کی نماز ہو جائیگی اس لیے کہ ادا نماز قضا کی نیت سے اور قضا

ادا کی نیت سے صحیح ہوجاتی ہے

مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے

امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہین ہان اگر کوئی عورت

اُس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردون کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی

نہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لیے اُس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردون کی برابر نہ

کھڑی ہو یا نماز جنازے یا جمعے یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہین

مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہین کہ وہ زید ہے یا عمرو بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ مین اس

امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہون ہان اگر تعیین کرلے گا اور پھر اُس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اُس کی نماز نہ ہوگی

مثال کسی شخص نے یہ نیت کی کہ مین زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہون حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے

وہ خالد ہے تو اس کی نماز نہ ہوگی

جنازے کی نماز مین یہ نیت کرنا چاہیے کہ مین یہ نماز اللہ تعالی کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے

لیے پڑھتا ہون۔ اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کرلینا کافی ہے

کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اُسکی مین بھی پڑھتا ہون۔ صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازون کے

اور نمازون مین صرف نماز کی نیت کرلینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہین کہ یہ نماز سنت ہے

یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف

خسوف مگر جیسے نیت کرلے تو بہتر ہے

اگر نیت زبان عہ سے بھی کہی جاے تو ایسی عبارت ہونا چاہیے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ نیت ہو

نہ یہ کہ اب نیت کریگا۔ نیت کی عبارت خواہ عربی زبان مین ہو یا اور کسی زبان مین۔ صرف زبان

عہ ہر ایک کی نیت ہم اسی مقام پر ذکر کرین گے جہان اُن نمازون کا بیان آئیگا ۱۲

عہ زبان سے نیت کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہین اور لغت مین بھی نیت دل کے قصد و ارادے

کو کہتے ہین زبان سے کہنے کو نیت نہین کہتے اسی خیال سے بعض علما زبان سے نیت کی عبارت کہنے کو بدعت کہتے

مگر ہمارے فقہا نے اس کو اس لیے جائز بلکہ مستحب کہا ہے کہ عوام کو دلی ارادے کی تمیز نہین ہوتی اور کبھی کبھی ایسا

کہ اُس کا دلی ارادہ بغیر زبان سے کچھ کہے ہوے مستقل نہین ہوتا (درمختار شامی)

اگر نیت کی عبارت کہدی جاے تو درست نہیں ؎ اور اگر صرف دل سے ارادہ کرلیا جاے، تو درست ہے بلکہ اصل نیت یہی ہے

کسی نماز مین استقبال قبلہ کی نیت شرط نہین فرض نماز ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب (درمختار)

نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان مین کوئی ایسی چیز فاصل نہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کرے تب بھی درست ہے بعد تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہین اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

پانچوین شرط

تکبیر تحریمہ یعنی نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکبَر کہنا یا اس کے ہم معنی اور کوئی لفظ کہنا چونکہ اس تکبیر کے بعد نماز کی حالت شروع ہوجاتی ہے اور کھانا پینا چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا اور اکثر وہ چیزین جو خارج نماز مین جائز تھین حرام ہوجاتی ہین اس لیے اس کو تحریمہ کہتے ہین

تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطین ہین جو یہان بیان کی جاتی ہین

(۱) تحریمہ کا نیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقۃً ملی ہوئی ہو یعنی ایک ہی وقت مین نیت اور تحریمہ دونون ہون یا حکماً ملی ہوئی ہو یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان مین کوئی چیز ایسی فاصل نہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لیے چلنا یا وضو کرنا منافی نہ سمجھا جائیگا اور اس کے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت مین کچھ خلل نہ آئیگا مگر افضل یہی ہے کہ حقیقۃً ملا دے (مراقی الفلاح)

(۲) جن نمازون مین کھڑا ہونا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہے اور باقی نمازون کی جس طرح چاہے مگر اس امر کا لحاظ ہر نماز مین ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت مین یا قریب رکوع کے

؎ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نہایت درجہ متفکر اور رنجیدہ ہو کر اسکو دل سے کسی کام کا ارادہ ممکن نہو تو اس کے لیے صرف زبان سے کہدینا جائز ہے مگر محققین کی یہ راے ہے کہ صرف زبان سے کہنا کسی وقت کافی نہیں بلکہ جس شخص کی یہ حالت ہو کہ دل سے کسی کام کا ارادہ نہ کرسکتا ہو مجنون کے حکم مین داخل کر کے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا جائیگا (شامی)

جھک کر نہ کہی جاے - اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اُسکا جھکنا رکوع کے قریب نہو تو تحریمہ صحیح ہو جائیگی اور اگر رکوع کے قریب ہو تو صحیح نہ ہو گی (مراقی الفلاح)

بعض ناواقف جب مسجد مین آکر امام کو رکوع مین پاتے ہین تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہین اور اسی حالت مین تکبیر تحریمہ کہتے ہین ان کی نماز نہین ہوتی اس لیے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے

(۳) تحریمہ کا نیت سے پہلے نہ ہونا - اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جاے اور نیت اُس کے بعد کی جاے تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہو گی (مراقی الفلاح)

(۴) تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سُن لے بشرطیکہ بہرا نہ ہو (//)

گونگے کو تکبیر تحریمہ کے لیے زبان کا ہلانا ضروری نہین بلکہ اس کو تکبیر تحریمہ معاف ہے (//)

(۵) تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت مین ادا کرنا جس سے اللہ تعالی کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی ہو کسی اور قسم کا مضمون مثل دعا وغیرہ کے اس سے نہ ظاہر ہوتا ہو پس اگر بجاے اللہ اکبر[ع] کے اللہ اعظم[عہ] اللہ اجلّ[سہ] کہے تو اُس کی تحریمہ صحیح ہو جائیگی بخلاف اس کے اگر کوئی شخص اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ[للعہ] کہے تو تحریمہ صحیح نہ ہو گی اس لیے کہ اس سے دعا کا مضمون بھی سمجھا جاتا ہے - (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

(۶) اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ یا بے کو نہ بڑھانا - اگر کوئی شخص آللّٰہُ آکْبَرُ یا اللّٰہُ اکْبَارُ کہے تو اُس کی تحریمہ صحیح نہو گی - (ایضا)

(۷) اللہ مین لام کے بعد الف کہنا - اگر کوئی شخص نہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہو گی

(۸) تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا - اگر کوئی بجاے تکبیر تحریمہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہو گی - (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

(۹) تکبیر تحریمہ کا قبلہ رُو ہو کر کہنا - بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو -

---

ع اللہ بہت بزرگ ہے ۱۲ عہ اللہ کا مرتبہ بہت بڑا ہے ۱۲

سہ اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲

للعہ اے اللہ مجھے بخش دے ۱۲

فرض نمازون کا بیان

باوجودیکہ فرض نمازون کا پڑھنا ایک حق واجب کا ذمہ سے اُتارنا ہے اور حق واجب کے ادا کرنے
مین نہ کسی انعام کا استحقاق ہوتا ہے نہ کوئی کمال مگر اللہ جل شانہ کی عنایت نے جو اس امت پر حد سے زیادہ
ہے ان فرائض کے ادا کرنے مین بھی بے حد ثواب مقرر فرمایا ہے
پانچ نمازون کے پڑھنے سے پچاس نمازون کا ثواب ملتا ہے
کسی سائل کے جواب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عبادات سے افضل نماز کو فرمایا سائل نے پوچھا
کہ نماز کے بعد حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جہاد جو خالص اللہ کے لیے ہو۔ اس قسم کے مضامین مختلف
حدیث مین وارد ہوے ہین
اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ نماز کا رتبہ جہاد سے بھی زیادہ ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ یارسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جس سے
مین بہشت برین کا مستحق ہو جاؤن اور عذاب دوزخ سے نجات پاؤن حضرتؐ نے فرمایا کہ پانچ وقت کی
نماز پڑھا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر اعرابی یہ سن کر نہایت خوش ہوا اور فرط خوشی مین کہنے لگا کہ
خدا کی قسم مین اب اس سے زیادہ کوئی عبادت نہ کرونگا جب وہ چلا گیا تو حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ
اگر تم کو جنتی کے دیکھنے کا شوق ہو تو اُسے دیکھ لو۔
ایک صحیح حدیث مین ہے کہ سب اعمال سے پہلے قیامت مین نماز کا سوال ہوگا جس کو اس سوال مین کامیابی
ہوئی بیشک وہ نجات پا جائیگا اور جس کو اس مین ناکامی ہوئی وہ نقصان اُٹھائیگا۔ (ترمذی)
فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہے اور **ظہر**۔ **عصر**۔ **عشا** کے وقت چار چار رکعتین۔
جمعے کے دن بجاے ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ **مغرب** کے وقت تین رکعت
پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونون ہاتھون کو چادر یا آستین
وغیرہ سے باہر نکالکر کانون تک اُٹھائے اس طرح کہ دونون انگوٹھے کانون کی لَو سے مل جائین اور
ہتھیلیان قبلے کی طرف ہون انگلیان نہ بہت کشادہ ہون نہ ملی ہوئی اسی حالت مین جس نماز کو پڑھنا
ہے اس کی نیت دل مین کرے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے۔

فجر کی نیت یون کہے نویت ان اصلی رکعتی الفرض وقت الفجر مین نے ارادہ
کیا کہ دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت مین پڑھون۔

ظہر کی نیت یون کہے نویت ان اصلی اربع رکعات الفرض وقت الظھر مین نے
ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض ظہر کے وقت مین پڑھون

عصر کی نیت یون کہے نویت ان اصلی اربع رکعات الفرض وقت العصر مین نے
یہ نیت کی کہ چار رکعت نماز فرض عصر کے وقت مین پڑھون

مغرب کی نیت یون کہے نویت ان اصلی ثلث رکعات الفرض وقت المغرب مین نے
یہ ارادہ کیا کہ تین رکعت نماز فرض مغرب کے وقت مین پڑھون

عشا کی نیت یون کہے نویت ان اصلی اربع رکعات الفرض وقت العشاء مین نے
یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض عشاء کے وقت مین پڑھون۔

اس نیت کے ساتھ ہی اللہ اکبر کہکر فوراً دونون ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ دا
ہتھیلی بائین ہتھیلی کی پشت پر ہو اور بائین کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی
تین انگلیان داہنی کلائی پر بچھا لے پھر فوراً یہ دعا پڑھے

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک

اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھکر سکوت کرے اور اگر امام قراءت شروع کر چکا ہو تو اس
کو بھی نہ پڑھے بلکہ اللہ اکبر کے بعد ہی سکوت کر لے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اس کے بعد
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر سورہ فاتحہ
پڑھے جب سورہ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہین اگر کسی ایسے وقت کی نماز
ہو جس مین بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہین آمین
الف کو بڑھا کر کہنا چاہیے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی
در پیش ہو تو اختیار ہے جو سورت چاہے پڑھے اور اگر سفر اور ضرورت کی حالت فجر ہو تو

ف چونکہ نیت عربی زبان مین کہنا کچھ ضرور نہین اسلیے ہمنے عربی اردو دونون زبانون مین نیت کی عبارت لکھدی ہے ۱۲

ف ترجمہ۔ پاکی بیان کرتا ہون مین تیری اے اللہ اور تیری تعریف کرتا ہون اور بزرگ ہے تیرا نام اور بڑا ہے تیرا مرتبہ اور نہین ہے کوئی خدا تیرے

فجر اور ظہر کی نماز مین سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور ان کے درمیان کی سورتون مین سے جس
سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت مین بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیے
باقی اوقات مین دونون رکعتون کی سورتین برابر ہونی چاہیین ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہین
عصر اور عشا کی نماز مین وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور لَمْ يَكُنْ اور ان کے درمیان کی سورتون مین سے
کوئی سورت پڑھنی چاہیے مغرب کی نماز مین اذا زلزلت سے آخر تک۔

بعد سورت پڑھ چکنے کے اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتا ہوا رکوع مین جائے تکبیر اور رکوع کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور
رکوع مین اچھی طرح پہنچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونون ہاتھ
گھٹنون پر ہون ہاتھون کی انگلیان کشادہ ہون اور سر اور پیٹھ اور سرین برابر ہون ایسا نہو کہ سر
جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو پیر کی پنڈلیان سیدھی ہون خمدار نہ ہون
رکوع مین کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ عـــه کہنا چاہیے پھر رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہو جائے
اور امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ عـــه کہے اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ عـــه اور منفرد دونون
کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونون ہاتھون کو گھٹنون پر رکھے ہوئے سجدے مین جائے تکبیر اور سجدہ کی ابتدا
ساتھ ہی ہو اور سجدے مین پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے سجدے مین پہلے گھٹنون کو زمین پر رکھنا چاہیے
پھر ہاتھون کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو منہ دونون ہاتھون کے درمیان مین ہونا چاہیے اور انگلیان ملی ہوئی

عـــه فجر کی نماز مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سورۂ والطور پڑھتے (صحیح بخاری) کبھی اذا الشمس کورت کبھی سورۂ طارق (مسلم)
کبھی سورۂ یسین کبھی سورۂ واقعہ یعنی ان سورتون کو دونون رکعتون مین پڑھتے تھے اور سفر کی حالت مین فجر کی نماز مین قل اعوذ
برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بھی آپ نے پڑھی (مراقی الفلاح) ظہر کی نماز مین الم تنزیل سجدہ عصر کی نماز مین والسماء ذات البروج اور والسماء
والطارق (ابو داؤد) اور عشا کی نماز مین والشمس (نسائی) مغرب کی نماز مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد (ابن ماجہ) اسکے علاوہ
اور بھی سورتین احادیث مین وارد ہوئی ہین اگر اتباع سنت کے خیال سے وہ سورتین نمازون مین پڑھی جائین تو زیادہ ثواب
ہے ۱۲

عـــه پاکی بیان کرتا ہون مین اپنے بلند مرتبہ پروردگار کی ۱۲

عـــه قبول کر لی اللہ نے تعریف اس شخص کی جس نے اسکی تعریف کی ۱۲

عـــه اے پروردگار سب تعریفین تیرے ہی لیے ہین ۱۲

قبلہ رو ہونا چاہیے اور دونون پیر انگلیون کے بل کھڑے ہوے اور انگلیون کا رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ
زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہون پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچ
درمیان سے نکل سکے۔ سجدہ مین کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی [عـ۵] کہے پھر سجدے سے اٹھکر اچھی
طرح بیٹھ جاے اس طرح کہ داہنا پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بائین پیر کو زمین پر بچھا کر اسی پر بیٹھ جائے
اور دونون ہاتھ زانو پر رکھ لے اس طرح کہ انگلیان پھیلی ہون رخ اُن کا قبلہ کی طرف ہو نہ بہت کشا
ہون نہ بالکل ملی ہوئی سرے اُن کے گھٹنون کے قریب ہون اور اس حالت مین کوئی دعا نہ پڑھے
سجدے سے اُٹھتے وقت پہلے پیشانی اُٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد دوس
سجدہ اسی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً کھڑا ہو جاے کھڑ
ہوتے وقت پہلے ہاتھ اُٹھائے پھر ناک پھر پیشانی پھر گھٹنے اور ہاتھون کو گھٹنون پر ٹیککر کھڑا ہو ہاتھون ک
زمین سے سہارا دیکر نہ کھڑا ہو اس دوسری رکعت مین صرف بسم اللہ کہکر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے
اور اسی طرح کوئی دوسری سورت ملا کر اسی طرح رکوع قومہ دونون سجدے کیے جائین دوسر
سجدے کے بعد اسی طرح بیٹھکر جس طرح دونون سجدون کے درمیان مین بیٹھا تھا یہ پڑھے
[عـ۵] اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لا الٰہ کہتے وقت انگوٹھے او بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے
پاس کی انگلی کو بند کر کے کلمے کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے اور الا اللہ کہتے وقت کلمے کی انگلی
جھکا دے پھر جتنی دیر تک بیٹھے انگلیان اسی حالت مین رہین اگر دو رکعت والی نماز ہو تو التحیات کے
بعد یہ درود پڑھے [عـ۵] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ

[عـ۵] پاکی بیان کرتا ہون مین اپنے بلند مرتبہ پروردگار کی ۱۲

[عـ۵] سب تعریفین اور مالی اور بدنی عبادتین اللہ ہی کے لیے ہین اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتین ہم پر بھی
اللہ کے سب نیک بندون پر سلام مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین اور گواہی دیتا ہون اسکی کہ محمد اسکے بندے اور پیغم

[عـ۵] ترجمہ۔ اے اللہ رحمت اپنی نازل کر محمد پر اور اُن کی اولاد پر جیسے نازل کی تو نے اپنی رحمت
حضرت ابراہیم اور اون کی اولاد پر بے شک تو اچھے صفات والا اور بزرگ ہے ۱۲

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یہ درود پڑھ چکنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اس کے بعد نماز ختم کردے اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ پھر بائین طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ اس سلام مین کرام کاتبین فرشتون کی اور اُن لوگون کی نیت کی جاے جو نماز مین شریک ہون - اور اگر دو رکعت والی نماز نہ ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات پڑھکر فوراً اُٹھ کھڑا ہو جائے باقی رکعتین بھی اسی طرح پڑھے مگر ان رکعتون مین بعد بسم اللہ کے صرف سورہ فاتحہ پڑھکر رکوع کردے دوسری سورت نہ ملائے اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت مین ورنہ چوتھی رکعت مین دونون سجدون کے بعد اسی طرح بیٹھ کر اسی طرح التحیات اور درود شریف پڑھکر وہی دعا پڑھے اُس کے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کردے - فجر مغرب عشا کے وقت پہلی دو رکعتون مین سورہ فاتحہ اور دوسری سورت اور سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیرین امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو اختیار ہے اور ظہر عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیرین بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیرین وغیرہ آہستہ کہے -

نماز کی حالت مین اِدہر اُدہر نہ دیکھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہونے کی حالت مین سجدے کے مقام پر نظر جمائے رہے

ترجمہ - اے اللہ برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی اولاد پر جیسے برکت نازل کی تونے حضرت ابراہیم اور اُن کی اولاد پر بے شک تو عمدہ صفات والا بزرگ ہے ۱۲

ترجمہ اے اللہ مین پناہ مانگتا ہون تجھ سے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی خرابیون سے اور دجال کے فساد سے ۱۲

اے اللہ مین نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہون کا بخشنے والا نہین بخش دے میرے گناہ اپنی طرف سے اور میرے حال پر رحم کر بے شک تو غفور اور رحیم ہے ۱۲

تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ۱۲

اور رکوع کی حالت مین پیرون کی پشت پر اور سجدون مین ناک پر اور بیٹھنے کی حالت مین زانو پر
نماز کی حالت مین آنکھون کو کھلا رکھے بند نہ کرے ہان اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز مین دل
لگیگا تو کچھ مضائقہ نہین۔

دونون پیرون پر زور دیکر کھڑا ہونا کچھ ضرور نہین بلکہ کبھی داہنے پیر پر زور دیکر کھڑا ہو اور کبھی بائیں
تو بہتر ہے اس لیے کہ اس طرح کھڑے ہونے مین تھکنے کا خوف نہین ہوتا۔

بعد نماز ختم کر چکنے کے دونون ہاتھ سینہ تک اُٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالے سے اپنے لیے دعا
اور امام ہو تو تمام مقتدیون کے لیے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہین بعد دعا مانگ چکنے
دونون ہاتھ مُنہ پر پھیرے

جن نمازون کے بعد سنتین ہین جیسے ظہر مغرب عشا ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر
مانگ کر اُن سنتون کے پڑھنے مین مشغول ہو جائے۔ اور جن نمازون کے بعد سنتین نہین ہین جیسے
عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیون کی طرف مُنہ پھیر کر بیٹھ جائے
اُسکے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اُس کے مقابلہ مین نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

بعد فرض نمازون کے بشرطیکہ اُن کے بعد سنت نہو ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ آیۃ الکرسی قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھکر تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ چونتیس مرتبہ
اَللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھے۔ (مراقی الفلاح درمختار شامی وغیرہ)

عورتین بھی اسی طرح نماز پڑھین صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیے جن کی
تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردون کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکالکر کانون تک اُٹھانا چاہیے اگر سردی کا
زمانہ نہ ہو اور عورتون کو ہر زمانہ مین بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانون تک اُٹھانا چاہیے

(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردون کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتون کو سینہ پر۔

(۳) مردون کو چھوٹی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائین کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیان
بائین کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتون کو داہنی ہتیلی بائین ہتیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے

[حل]قہ بنانا اور بائین کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

(۴) مردون کو رکوع مین اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سُرین اور پشت برابر ہوجائین اور عورتون کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بلکہ صرف اسی قدر جس مین اُن کے ہاتھ گھٹنون تک پہنچ جائین۔

(۵) مردون کو رکوع مین انگلیان کشادہ کرکے گھٹنون پر رکھنا چاہیے اور عورتون کو بغیر کشادہ کیے ہوے بلکہ ملا کر۔

(۶) مردون کو حالت رکوع مین کہنیان پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور عورتون کو ملی ہوئی۔

(۷) مردون کو سجدے مین پیٹ رانون سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتون کو ملا ہوا۔

(۸) مردون کو سجدے مین کہنیان زمین سے اُٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتون کو زمین پر بچھی ہوئی۔

(۹) مردون کو سجدون مین دونون پیر انگلیون کے بل کھڑے رکھنا چاہیے اور عورتون کو نہین

(۱۰) مردون کو بیٹھنے کی حالت مین بائین پیر پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پیر کو انگلیون کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتون کو بائین سُرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونون پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائین ران پر جاے اور داہنی پنڈلی بائین پنڈلی پر۔

(۱۱) عورتون کو کسی وقت قرارت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہین بلکہ اُن کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرارت کرنا چاہیے۔

نماز وتر کا بیان

نماز وتر[۵] واجب ہے منکر اس کا کافر نہین تارک اسکا مثل فرض نمازون کے تارک کے فاسق اور گنہگار ہے۔

---

[۵] وتر کا واو مکسور و مفتوح دونون طرح سے پڑھ سکتے ہین مگر کسرہ زیادہ مشہور ہے۔ وتر ہر اُس نماز کو کہہ سکتے ہین جس مین طاق رکعتین ہون مگر فقہا کے عرف مین وتر اُسی خاص نماز کو کہتے ہین جس کا وقت بعد عشا کی نماز کے ہے عام طور پر عشا کے بعد ہی فوراً پڑھی جاتی ہے اور یہان اسی کا بیان ہوگا ۱۲

[۵] یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور قاضی ابو یوسف و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وتر سنت ہے [امام] صاحب کی دلیل یہی حدیث ہے جو آگے بیان ہوگی اس لیے کہ سنت کے ترک پر ایسی سختی نہین کی جاتی ۱۲

[...] نماز وتر مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت مین سبح اسم دوسری مین قل یا ایہا الکافرون تیسری مین قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں (ابوداؤد و مستدرک حاکم)
وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہے[ع۵] - اسکے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فرض نماز دن کا ہے
صرف فرق اسقدر ہے کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ ملائی جاتی ہے اور اسکی
تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر
کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کر جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھانا چاہیے پھر باندھ لے اور اس دعا کو
آہستہ آواز سے پڑھے[ع۶] اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَھْدِیْکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ
وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ
وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ع۵ یہ مذہب امام صاحب کا ہے انکے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر میں ایک
رکعت بھی جائز ہے دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں مگر تین رکعت وتر اکثر فقہائے صحابہ کا معمول تھا حضرت فاروق
کو اسمیں ایک خاص اہتمام تھا ایک مرتبہ سعید بن مسیب کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ کیسی ناقص نماز پڑھتے ہو
دو رکعت اور ملاؤ ورنہ میں تمکو سزا دونگا (نہایہ) ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے تین رکعت وتر کی نقل کی ہے اور اسی کو
عمران بن حصین اور عائشہ اور ابن عباس اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیا ہے اور اخیر میں لکھدیا ہے کہ ایک جماعت
صحابہ و تابعین کی اسی طرف ہے ابن مسعود اور حضرت فاروق کا مذہب وتر کی تین رکعت ہونے میں امام محمد کی مؤطا میں موجود ہے
امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر اجماع تھا (ہدایہ) تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی ایک رکعت کی وتر عام طور پر سب
لوگ جانتے بھی نہ تھے حضرت معاویہ کو ابن عباس کے مولے نے ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا تو ان کو نہایت تعجب ہوا یہ خبر جاکر
ابن عباس سے بیان کی ابن عباس نے ان کی وحشت اور حیرت یہ کہکر دفع کر دی کہ معاویہ فقیہ ہیں رسول اللہ کی صحبت سے
مشرف ہوئے ہیں اُن پر اعتراض نہ کرو (صحیح بخاری) امام طحاوی نے وتر کے تین رکعت سے کم ہونے پر ایک نہایت
پاکیزہ عقلی دلیل بھی قائم کی ہے ان سب وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکعت وتر جن احادیث میں ہے یا وہ قابل تاویل
ہیں یا ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حالتوں کا ذکر ہے آخر فعل آپ کا یہی تین رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا ۱۲
ع۶ ترجمہ اسکا یہ ہے اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور ہدایت اور اپنے گناہوں کی معافی ہم توبہ کرتے ہیں اور
تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں اور تیری اچھی تعریفیں کرتے ہیں تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری ناشکری اور
نافرمانی کرے اُس کو چھوڑتے ہیں اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری نماز پڑھتے ہیں تجھی کو سجدہ کرتے ہیں تیری
طرف دوڑتے ہوئے آتے ہیں تیری عبادت میں جلد مستعد ہو جاتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں تیرے عذاب
سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا سچا عذاب کافروں پر نازل ہونے والا ہے ۱۲

اور اگر اس کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لے تو بہتر ہے اَللّٰھُمَّ[ع] اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ - اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعای قنوت پڑھ جائے تو اس کو چاہیے کہ پھر تیسری رکعت میں دعاے قنوت[عہ] پڑھے (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کسیکو دعای قنوت نہ یاد ہو تو وہ بجائے اس کے رَبَّنَا[عہ] اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ تین بار یا یَا رَبِّ تین مرتبہ کہہ لے - (مراقی الفلاح وغیرہ)

نفل[عہ] نمازون کا بیان

چونکہ نماز ایک عمدہ عبادت اور خداوند عالم کو سب عبادتون سے زیادہ مرغوب اور محبوب ہے اس لیے جس قدر اس کی کثرت کی جاے بہت خوب ہے -

[ع] اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ای اللہ مجھے ہدایت کر اُن لوگون کے ساتھ جنکو تو نے ہدایت کی مجھے آفتون اور مصیبتون سے بچا اُن لوگون کے ساتھ جن کو تو نے بچایا اور مجھ سے محبت کر اُن لوگون کے ساتھ جن سے تو نے محبت کی اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس مین برکت دے اور مجھے اُن برائیون سے بچا جو مقدر ہون بیشک تو حاکم ہے محکوم نہین اور جس سے تو محبت کرے وہ ذلیل نہین ہو سکتا اور جس سے تجھکو عداوت ہو وہ عزت نہین پا سکتا بزرگ اور برتر ہے تو ۱۲

[عہ] درمختار وغیرہ مین اس مسئلے کو اس تفصیل و تفریق سے لکھا ہے اگر یہ جانتا ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت سے اور صرف دعاے قنوت کے پڑھنے مین سہو ہوا ہو تو پھر تیسری رکعت مین دعاے قنوت نہ پڑھے اور اگر رکعت کی تعیین مین سہو ہوا ہو مثلاً دوسری رکعت کو تیسری رکعت سمجھکر دعاے قنوت پڑھی ہے تو پھر تیسری رکعت مین پڑھ لے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر صورت مین دوبارہ دعاے قنوت پڑھنا چاہیے صاحب بحرالرائق وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲

[عہ] ترجمہ اسکا یہ ہے اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا و آخرت دونون مین آرام دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا ۱۲

[عہ] فرض اور واجب کے سوا ہر نماز کو نفل کہتے ہین خواہ سنت ہو یا مستحب ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے مین جس قدر مسرت اور فرحت ہوتی تھی اس قدر کسی دوسر
عبادت مین کبھی نہ ہوتی تھی اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ میری آنکھون کو نماز مین ٹھنڈک ہو
ہے۔ (ترمذی)

شریعت نے اسی خیال سے اس عبادت مین فرائض اور واجبات کے علاوہ ہر فرض کے سا
کچھ سنتین بھی مقرر فرمائی ہین کہ فرض کے ساتھ آسانی سے ادا ہو جائین اور جو قصور و نقصا
فرائض کے ادا کرنے مین واقع ہوا ہو وہ بھی اُن کی وجہ سے پورا ہو جائے نماز کے سوا اور کسی عبا
مین فرائض کے سوا شریعت کی طرف سے سنن وغیرہ مقرر نہین اپنی خوشی سے اگر کوئی فرض
علاوہ اُن عبادتون کو بھی کرے تو وہ دوسری بات ہے زکوٰۃ کو دیکھیے جس قدر فرض ہے اس
دینے کے بعد اگر ایک پیسہ بھی کسی محتاج کو نہ دیا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ تعرض نہین۔ رو
کا بھی یہی حال ہے۔ رمضان کے سوا اگر ایک روزہ بھی نہ رکھا جائے تو کچھ مضائقہ نہین۔ حج کی بھی یہ
کیفیت ہے فرض ہونے کے بعد تمام عمر مین ایک مرتبہ حج کر کے پھر اگر کبھی نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہین
نمازون مین اگر صرف فرائض ادا کیے جائین اور سنتین نہ پڑھی جائین تو گناہ ہے۔ یہان سے بھی یہ
ظاہر ہو رہی ہے کہ نماز اللہ جل شانہ کو کس قدر پسند ہے

نفل نمازون کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر بیان ہو چکا فرق صرف اس قدر ہے کہ فرائض
کی صرف دو رکعتون مین سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل کی سب
رکعتون مین۔ نوافل کی رکعتون مین جو سورتین پڑھی جائین اُن کا برابر نہ ہونا بھی خلاف سنت نہین
ہے۔ نوافل دن مین چار رکعت تک اور رات مین آٹھ رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جا سکتی ہین
مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیے۔

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہین ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتون سے زیادہ

عہ فجر کی سنت کی پہلی رکعت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم قل یا ایہا الکافرون دوسری رکعت مین
قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے امام غزالی نے لکھا ہے کہ اگر پہلی رکعت مین الم نشرح اور دوسری رکعت
مین الم تر کیف پڑھی جائے تو دن بھر کی آفتون سے انسان محفوظ رہے گا مگر یہ حدیث مین نہین آیا
(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

یہان تک کہ بعض روایات مین امام صاحب سے ان کا وجوب منقول ہے۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف ہے۔ (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فجر کی سنتین نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے کچل ڈالین۔ یعنی جان جانے کا خوف ہو جب بھی نہ چھوڑو۔ اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔

ایک حدیث مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی سنتین میرے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہین۔

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہین۔ (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)

جمعے کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتین ایک سلام سے سنت موکدہ ہین اور فرض کے بعد بھی چار رکعتین ایک سلام سے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

عصر کے وقت کوئی سنت موکدہ نہین ہان فرض سے پہلے چار رکعتین ایک سلام سے مستحب ہین۔ (مراقی الفلاح)

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہین۔

عشا کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہین اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے مستحب ہین اور وتر کے بعد بھی دو رکعتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین لہذا یہ دو رکعت بعد وتر کے مستحب ہین۔

ف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کے پہلے چار رکعت دو سلام سے سنت ہین امام صاحب کی دلیل وہ ہے جو حضرت عائشہ سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے امام شافعی رحمۃ اللہ کی طرف سے اس حدیث کی تاویل کی جاتی ہے جو بالکل خلاف ظاہر ہے یعنی یہ چار رکعت سنت ظہر کی نہ تھین بلکہ مستقل نماز تھی ۱۲

ف صاحب سفر السعادت نے کہا ہے کہ جمعے سے پہلے کوئی سنت منقول نہین حالانکہ ترمذی مین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جمعے سے پہلے چار رکعتین اور جمعے کے بعد بھی چار رکعتین پڑھا کرتے تھے ۱۲

ف یہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد جمعے کے چھ رکعتین ہین ان مین پہلے چار ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے دونون طرف صحیح حدیثین موجود ہین ۱۲

ان سب سنتون کے لیے علٰحدہ علٰحدہ تاکیدین اور فضیلتین حدیث شریف مین وارد ہوئی
مگر یہان صرف ایک وہ حدیث لکھی جاتی ہے جس سے سب کی فضیلت نکلتی ہے نبی صلی اللہ علیہ
نے فرمایا کہ جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتین پڑھ لیا کرے اس کے لیے اللہ تعالے اجنت
گھر بنائیگا۔ (صحیح مسلم)
ترمذی اور نسائی مین اُن بارہ رکعتون کی تفصیل اس طرح منقول ہے چار قبل ظہر کے اور دو بعد
دو بعد مغرب کے دو بعد عشا کے دو قبل فجر کے
ان سنتون کے علاوہ اور بھی نمازین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین دلدادگان سنت کے
اُن کا ذکر بھی ضروری ہے لہذا ہم اپنی کتاب اُن کے مبارک ذکر سے خالی رکھنا نہین چاہتے۔

نمازِ تہجُد

نماز تہجد سنت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے
کی بہت ترغیب کرتے تھے اس کے بہت فضائل احادیث مین وارد ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔
کہ بعد فرض نمازون کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے (مسلم)
حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجۂ ولایت کو نہین پہنچتا اس مین شک نہی
یہ نماز تمام صلحای امت کا معمول ہے صحابہ سے لیکر اس وقت تک بلکہ ایک حدیث مین ہے کہ اگلی ام
والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے
نماز تہجد کا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے سنت یہ ہے کہ عشا کی نماز پڑھکر سو رہے اُس کے بعد
نماز تہجد پڑھے (شامی وغیرہ)
بہتر یہ ہے کہ بعد نصف شب کے پڑھے کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس[عہ] رکعت

عہ بعض فقہا نے اس نماز کو مستحب لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے ۱۲
عہ بعض کتب فقہ مین اس نماز کی آٹھ رکعتین انتہائی تعداد لکھی ہے مگر احادیث سے معلوم ہوتا
دس رکعت بھی حضرت نے پڑھی ہین شرح سفر السعادت مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس کو بہت
تفصیل سے بیان فرمایا ہے ۱۲

ل ہے اور اکثر معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت پر تھا ایک ایک سلام سے دو دو رکعتین
ں نماز اس نیت سے پڑھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ التَّھَجُّدِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
وَسَلَّمَ مین نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھون
لی اللہ علیہ وسلم کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی کچھ اُس کے بعد تہجد کے لیے اُٹھتے
ب اُٹھتے تو اس دعا کو جو بیداری کے وقت آپ کی معمول تھی پڑھتے ہوے دونون ہاتھ منہ پر ملتے
ید کا اثر جاتا رہے اس کے بعد مسواک فرماتے مسواک مین مبالغہ کرنا حضرتؐ کی عادت تھی بعد مسواک
وضو فرماتے بعض روایات مین ہے کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض مین ہے کہ اس سے پہلے
ن کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے اور سورۂ آل عمران کی اخیری دس آیتین جن کی ابتدا اِنَّ فِی
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ سے ہے تلاوت فرماتے بعض روایات مین ہے رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ ھٰذَا
گ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک پڑھتے اس کے بعد نماز شروع کرتے - نماز پڑھنے مین آپ کی عادت
ف تھی کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے سو اُٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسواک
ضو کرتے اور آیتون کی تلاوت فرماتے اکثر عادت آپ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی اسی واسطے فقہانے
تین اختیار کی ہین وتر کی نماز حضرتؐ بعد تہجد کے پڑھتے تھے اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو اس کے بعد
سنتین بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے اسکے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لیجاتے -

نماز چاشت

چاشت مستحب ہے اختیار ہے کہ چاہے چار رکعتین پڑھے چاہے چار سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
یار بھی منقول ہین اور یہ بھی منقول ہے کہ کبھی چار سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے طبرانی کی ایک حدیث
ارہ رکعت تک منقول ہین (مراقی الفلاح)

ے وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ - ترجمہ - اللہ کا
ے کہ ہمین بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے اس کے علاوہ اور
ف دعائین حضرتؐ سے منقول ہین ۱۲ (سفر السعادۃ)

نماز چاشت کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد سے زوال سے پہلے تک رہتا ہے (مراقی الفلاح)
نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ صَلٰوۃِ الضُّحٰی سُنَّۃَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں
یہاں تک جو نمازیں مذکور ہوئیں وہ تھیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے تھے
کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ پڑھتے تھے ان کے لیے کوئی خاص سبب ہوتا تھا
مثلاً تحیۃ المسجد مسجد میں جاتے تھے کے لیے پڑھتے تھے نماز خسوف و کسوف چاند گرہن سورج گرہن کے سبب
وعلی ہذا القیاس۔

طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے اگر خیال کیا
جائے تو کوئی بڑی بات نہیں دن رات میں فرائض وغیرہ ملا کر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں سترہ
رکعت فرض تین رکعت وتر بارہ رکعتیں موکدہ سنتیں جو پنجوقتی نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں آٹھ
رکعت نماز تہجد چار رکعت نماز چاشت۔ مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض کا
ادا ہونا دشوار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا
بیشک نماز کا پڑھنا بہت دشوار ہے مگر ان لوگوں کو جنہیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے پس
وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی یہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب و عذاب کے ملنے کا
یقین نہیں ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَاکَرِہَ اللّٰہُ بعض علما نے لکھا ہے کہ جو ہر شب دروازے
کریم کا دروازہ طلب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بے شک اس پر سعادت اور رحمت
دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو (درمختار وغیرہ)

اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لیے کہ مکان کی تعظیم
صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں مسجد میں
بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ (درمختار بحرالرائق شامی وغیرہ)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے (درمختار، مراقی الفلاح)

اس نماز کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ تَحِیَّۃَ الْمَسْجِدِ مین نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھون۔

دو رکعت کی کچھ تخصیص نہین اگر چار رکعت پڑھی جائین تب بھی کچھ مضائقہ نہین

اگر مسجد مین آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جاے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائیگی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائیگا اگرچہ اس مین تحیۃ المسجد کی نیت نہین کی گئی (درمختار۔ مراقی الفلاح۔ شامی وغیرہ)

اگر مسجد مین جا کر کوئی شخص بیٹھ جاے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہین مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ (درمختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے (صحیح بخاری صحیح مسلم)

اگر مسجد مین کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر مین (درمختار شامی)

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے (درمختار مراقی الفلاح)

اگر چار رکعتین پڑھی جائین تب بھی کچھ حرج نہین اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی جاے تب بھی کافی ہے ثواب مل جائیگا۔ (مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (صحیح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین حضرت بلال کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت مین سنی صبح کو ان سے دریافت فرمایا کہ تم کون سا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل مین نے تمھارے چلنے کی آواز

جنت مین اپنے آگے سنی بلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب مین وضو کرتا ہون تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہون ۔ (صحیح بخاری)

غسل کے بعد بھی یہ دو رکعتین مستحب ہین اس لیے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے (رد المحتار)

نماز سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر مین پڑھکر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد مین جاکر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے ۔ (در مختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر مین اُن دو رکعتون سے بہتر کوئی چیز نہین چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہین ۔ (طبرانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین جاکر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے (صحیح مسلم)

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر مین جب کسی منزل پر پہنچے اور وہان قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے ۔ (شامی وغیرہ)

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو اور اس کے کرنے نہ کرنے مین تردد ہو یا اس مین تردد ہو کہ وہ کام کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے مین تردد نہین ہو سکتا اس لیے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نہ کرنے مین تردد کیسا ہان اس مین تردد ہو سکتا ہے کہ سفر آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت مین مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اُس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے ۔ (در مختار مراقی الفلاح)

بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ تک نماز استخارہ کی تکرار اسکے بعد کام شروع کیا جائے ۔ (شامی ۔ مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم مین آپ کا اہتمام ہوتا تھا ۔ (بخاری ترمذی ابو داؤد وغیرہ)

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ
میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھوں پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا پڑھی جائے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ
فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ
فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ
دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ
حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

اور لفظ امر کی جگہ اپنی حاجت ذکر کرے مثلاً سفر کے لیے استخارہ کرتا ہو تو ھٰذَا السَّفَرَ کہے اور نکاح کے لیے استخارہ کرتا ہو تو ھٰذَا النِّکَاحَ کہے کسی چیز کی خرید و فروخت کے لیے کرتا ہو تو ھٰذَا الْبَیْعَ کہے وعلیٰ ہذا القیاس بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس دعا پڑھنے کے باوضو قبلہ رو ہو کر سو رہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام اچھا ہے کرنا چاہیے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہیے۔ (شامی)

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض و نفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھ کر کام شروع کر دے (طحطاوی وغیرہ)

مستحب ہے کہ دعا کے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت اور ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے کے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو یا کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے اس دعا کو پڑھے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ

عہ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً لَکَ فِیْھَا رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس دعا کے بعد جو حاجت اسکو درپیش ہو اُس کا سوال اللہ تعالے سے کرے یہ نماز حاجت روائی کے لیے مجرب ہے بعض بزرگون نے اپنی بعض ضرورتون مین اسی طریقہ سے نماز پڑھکر اللہ تعالی سے اپنی حاجت بیان کی اُن کا کام پورا ہو گیا (شامی)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک نابینا حاضر ہوے کہ یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرمائے حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہوگا اگر کہو تو مین دعا کرون اُنھون نے خواہش کی کہ آپ دعا فرمائیے اُسوقت آپ نے یہ نماز اُن کو تعلیم فرمائی۔

صلوۃ الاوابین

نماز اوابین مستحب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے ہین۔ نماز اوابین چھ رکعت پڑھنا چاہیے تین سلام سے نماز مغرب کے بعد (مراقی الفلاح وغیرہ)

صلوۃ التسبیح

صلوۃ التسبیحعہ مستحب ہے ثواب اس کا احادیث مین بے شمار ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہین اگلے پچھلے نئے پرانے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ اسکو پڑھ لیا کرو ورنہ ہفتے مین ایک بار ورنہ مہینے مین ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر مین ایک بار۔ (ترمذی)

عہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے۔ کوئی خدا سوا اللہ حشیم پوشی اور بخشش کرنے والے کے نہین پاکی بیان کرتا ہون مین اللہ کی جو رب ہے عرش عظیم کا اور سب تعریفین اللہ ہی کے لیے ہین جو پروردگار ہے سارے جہان کا اے اللہ مین تجھسے مانگتا ہون وہ چیزین جنسے تیری رحمت ہوتی ہے اور جو تیری بخشش کا سبب واقع ہوتی ہین اور مانگتا ہون اپنا حصہ ہر نیکی سے اور بچاؤ ہر گناہ سے اے اللہ میرے کسی گناہ کو بے بخشے ہوے اور کسی غم کو بے دور کیے ہوے اور کسی حاجت کو بے پورا کیے ہوے نہ چھوڑ۔

عہ ابن عباس سے پوچھا گیا اس نماز کے لیے کوئی خاص سورت بھی تم کو یاد ہے اُنھون نے کہا ہان الھاکم التکاثر۔ والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد ۱۲

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہین کرتا۔ (شامی)

صلوۃ التسبیح کی چار رکعتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین بہتر ہے کہ چارون رکعتین ایک سلام سے پڑھی جائین اگر دو سلام سے پڑھی جائین تب بھی درست ہے۔ ہر رکعت مین پچھتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیے پوری نماز مین تین سو مرتبہ۔ نماز صلوۃ التسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ نیت کرکے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ صَلٰوۃَ التَّسْبِیْحِ مین نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صلوۃ التسبیح پڑھون تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھے اور سبحانک اللھم پڑھکر پندرہ مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھکر الحمد اور سورت پڑھے اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے۔ اٹھکر سمع اللہ لمن حمدہ و ربنا لک الحمد کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے مین جائے اور دونون سجدون مین سبحان ربی الاعلی کے بعد اور سجدون کے درمیان مین دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر دوسری رکعت مین الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ اور رکوع اور قومے اور دونون سجدون اور ان کے درمیان مین دس دس دفعہ اسی تسبیح کو پڑھے اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت مین بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت مین اس طرح وارد ہوا ہے کہ سبحانک اللھم کے بعد اس تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ اور بعد دوسرے سجدے کے بیٹھکر دس مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت مین بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ اور بعد التحیات کے دس مرتبہ اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت مین بھی اور چوتھی رکعت مین بعد درود شریف کے دس مرتبہ اور باقی تسبیحین بدستور پڑھے یہ دونون طریقے ترمذی مین مذکور ہین اختیار ہے کہ ان دونون روایتون سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل کرے کبھی اُس روایت کے تاکہ دونون روایتون پر عمل ہو جائے۔ (شامی)

اس کی تسبیحین چونکہ ایک خاص حد کے لحاظ سے پڑھی جاتی ہین یعنی حالت قیام مین پچیس یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتون مین دس دس مرتبہ اس لیے اس کی تسبیحون کے گننے کی ضرورت ہوگی اور اگر خیال ان کی گنتی کی طرف رہیگا تو نماز مین خشوع نہوگا لہذا فقہا نے لکھا ہے کہ اُن کے گننے کے لیے کوئی

علامت مقرر کر دے مثلاً جب ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو دبا دے پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچوین کو جب چھٹا عدد پورا ہو جائے تو دوسرے ہاتھ کی پانچون انگلیان یکے بعد دیگرے اسی طرح دباوے اس طرح پورے دس عدد ہو جائین گے اور اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیان ڈھیلی کر کے پھر دباوے پندرہ عدد پورے ہو جائین گے انگلیون کی پور پر نہ گننا چاہیے۔ (شامی)۔

اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال مین عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ (شامی)

اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحین چھوٹ جائین تو اُن کو اس دوسرے مقام مین ادا کرے جو پہلے مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس مین وگنی تسبیحین پڑھنے سے اُس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قومے کا رکوع سے بڑھا دینا منع ہے پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیرین قومے مین نہ ادا کی جائین بلکہ پہلے سجدے مین اور اسی طرح دونون سجدون کی درمیانی نشست کا سجدون سے بڑھا دینا منع ہے لہذا پہلے سجدے کی چھوٹی ہوئی تکبیرین درمیان مین نہ ادا کی جائین بلکہ دوسرے سجدے مین (شامی)

نماز توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو جائے اُس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر اپنے اس گناہ کے معاف کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ (طحطاوی شامی وغیرہ)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے اور وہ اُس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اللہ اُس کے گناہ بخش دیگا پھر آپ نے بطور سند کے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ[ع] اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۔ الآیۃ

ع اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ مین مبتلا ہو جائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہے اس لیے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہے

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اُسکو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر اپنے گناہون کی مغفرت کی اللہ تعالے سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا مین اُس کا آخر عمل رہے۔ (طحطاوی۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے چند قاریون کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے کہین بھیجا تھا اثنای راہ مین کفار مکہ نے انھین گرفتار کیا سوا حضرت خبیب کے اور سب کو وہین قتل کر دیا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکے مین لیجا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگون سے اجازت لیکر دو رکعت نماز پڑھی اُسی وقت سے یہ نماز مستحب ہو گئی۔ (مشکوٰۃ)

نماز تراویح[عـه]

نماز تراویح رمضان مین سنت[عـه] مؤکدہ ہے مردون کے لیے بھی اور عورتون کے لیے بھی۔ (درمختار)

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اُسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دی جائے۔

نماز تراویح روزہ کی تابع نہین ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکین اُن کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھین گے تو ترک سنت کا گناہ اُن پر ہوگا۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورتین اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائین اور اسی طرح وہ کافر جو اس وقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے اگرچہ ان لوگون نے روزہ نہین رکھا۔ (مراقی الفلاح)

عـه تراویح جمع ترویحہ کی ہے ترویحہ آرام کرنے کو کہتے ہین چونکہ اس نماز مین پانچ ترویحے ہوتے ہین یعنی ہر چہار رکعت کے بعد بیٹھکر آرام کر لیتے ہین اس لیے اس نماز کو تراویح کہتے ہین ۱۲

عـه تراویح کے سنت ہونے کا سوا روافض کے اور کوئی فرقہ اسلام مین منکر نہین نبی نے بھی رمضان مین تین شب جماعت سے تراویح پڑھی جب آپ نے دیکھا کہ لوگون کی بہت کثرت ہو جاتی ہے تو پھر جماعت سے نہین پڑھی اور فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہین فرض نہو جاوے پھر اگر کوئی نہ پڑھے تو ترک فرض کا سخت گناہ اُس کے ذمہ ہو۔۱۲

نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشا کے شروع ہوتا ہے اور صبح کی نماز تک رہتا ہے نماز عشا سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے تو اس کا شمار تراویح میں نہو گا اسی طرح اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشا کی نماز میں کچھ سہو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے عشا کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشا کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے۔ (درمختار وغیرہ)

وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ (درمختار وغیرہ)

نماز تراویح کا بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور نصف شب کے بعد خلاف اولے ہے۔ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

نماز تراویح کی بیس۵ رکعتیں باجماع صحابہ ثابت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے (درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہوجانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے۔ چاہے چپ بیٹھا رہے مکہ معظمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں بعض فقہا نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوتِ ع سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ

---

۵ اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح منقول ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔ مگر حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا اور جماعت قائم کر د ابی بن کعبؓ کو اس جماعت کا امام کیا اس کے بعد تمام صحابہ کا یہی دستور رہا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی خلافت کے زمانے میں اسکا انتظام رکھا اور نبی کا ارشاد ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاے راشدین کی سنت اپنے اوپر لازم سمجھو اُسے دانتوں سے پکڑ لو پس درحقیقت اب اگر کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھے تو وہ مخالف سنت کہا جائیگا نہ موافق سنت ۱۲

ع پاکی بیان کرتا ہوں میں ملک اور بادشاہت والے کی۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں عزت اور عظمت اور قدرت اور بزرگ دبدبے والے کی پاکی بیان کرتا ہوں اس بادشاہ کی جو زندہ ہے کبھی نہ مرے گا بہت پاک ہے وہ پروردگار ہے فرشتوں اور ا کا۔ نہیں کوئی خدا سوا اللہ کے۔ ہم اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ اللہ سے ہم بہشت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ

الَّذِی لَا یَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوحِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔ (شامی)

اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لیے کہ تراویح عشا کی تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشا کی نماز پڑھکر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہون اُن کے ساتھ شریک ہوکر اُس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائیگا جس نے عشا کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لیے کہ وہ اُن لوگون کا تابع سمجھا جائیگا جن کی جماعت درست ہے۔ (در مختار شامی وغیرہ)

اگر کوئی شخص مسجد مین ایسے وقت پہنچے کہ عشا کی نماز ہو گئی ہو تو اُسے چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھ لے پھر تراویح مین شریک ہو اور اگر اس درمیان مین تراویح کی کچھ رکعتین ہو جائین تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے۔ (در مختار)

مہینے مین ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح مین پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ لوگون کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نکرنا چاہیے ہان اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائیگا تو لوگ نماز مین نہ آئینگے اور جماعت ٹوٹ جائیگی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگون کو گران نہ گذرے اُسی قدر پڑھا جائے الم ترکیف سے اخیر تک کی دس سورتین پڑھ دیجائین ہر رکعت مین ایک سورت پھر جب دس رکعتین ہو جائین تو انھین سورتون کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتین چاہے پڑھے (در مختار مراقی الفلاح۔ بحر الرایق۔ شامی وغیرہ)

ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگون کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

ایک رات مین پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہون کہ ان کو گران نہ گذرے اگر گران گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

تراویح مین کسی سورت[ع] کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے

ع خواہ وہ قل ہو اللہ ہو یا اور کوئی سورت آجکل دستور قل ہو اللہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھنے کا ہے اسکی کوئی خصوصیت نہین یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی اور سورت کے شروع پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کافی نہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے لکھا ہے کہ مین اس دستور کو چھوڑ دیا کبھی سورہ بقر کے شروع پر بسم اللہ پڑھ دیتا ہون کبھی الم ترکیف کے شروع پر کبھی اور کسی سورت کے شروع پر ۱۲

اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے عــ۴ اگرچہ کسی سورت کا جز نہین بس اگر بسم اللہ بالکل
نہ پڑھی جائیگی تو قرآن مجید کے پورے ہونے مین ایک آیت کی کمی رہجائیگی اور اگر آہستہ آواز
پڑھی جائیگی تو مقتدیون کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینے مین پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم
ہوجاے مثلاً پندرہ روز مین پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے مین بھی تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ
صحیح یہ ہے کہ قل ہو اللہ کا تراویح مین تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے عــ۵ نماز تراویح
اس نیت سے پڑھے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلوٰةِ التَّرَاوِيْحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مین نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑھون جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے
صحابہ کی سنت ہے۔

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازون مین بیان ہو چکا۔

نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہین رمضان مبارک کی راتون مین جو عبادت کی

عــ۴ یہ مذہب حنفیہ کا ہے جن لوگون کے نزدیک بسم اللہ پوری آیت ہے اور ہر سورت کا جز ہے انکے نزدیک ایک سو
آیتین بسم اللہ کی ہونگی سورۂ برات کے شروع پر بسم اللہ ہونے کا کوئی قایل نہین اور سورۂ نمل کے درمیان مین بسم اللہ ہونے کا کوئی
منکر نہین یہ اختلاف اسی بسم اللہ مین ہے جو ہر سورت کے شروع پر قرآن مجید مین لکھی ہوئی ہے حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ اور کسی سورت
کا جز نہین اگرچہ ہر سورت کے شروع پر بسم اللہ نازل ہوتی تھی اور ایک آیت یا سورت کے کئی مرتبہ نازل ہونے سے اسکا کئی
آیتین یا کئی سورتین ہونا ضروری نہین مثلاً سورۂ فاتحہ دو مرتبہ نازل ہوئی حالانکہ سورہ فاتحہ کے دو سورت ہونے کا کوئی
قایل نہین امام شافعی اور قراء مکہ اور کوفہ کے نزدیک بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے ان دونون مذہبون کے علاوہ اور بھی سات مذہب ہین
جنکی تفصیل حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہ کے رسالۂ شریفہ سے مع دلائل ہر مذہب مع ترجیح معلوم ہوسکتی ہے

عــ۵ اگرچہ ہمارے فقہائے نزدیک قرآن مجید ختم کرتے وقت قل ہو اللہ تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے مگر انھون نے یہ بھی لکھا
ہے کہ یہ حکم اس قرآن مجید کا ہے جو نماز مین نہ پڑھا جائے اس کے علاوہ نماز تراویح صحابہ سے بغیر تکرار سورۂ اخلاص مروی
ہے لہذا خلاف سنت ہونے کے سبب سے مکروہ ہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہ نے
لکھا ہے کہ مین نے سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ صحابہ و تابعین وغیرہم سے میرے علم مین منقول نہین
اور ہمارے فقہا نے بھی اُس قرآن مجید مین سورۂ اخلاص کی تکرار کو مکروہ لکھا ہے جو نماز مین پڑھا جاوے واللہ اعلم ۱۲

اس کا ثواب احادیث مین بہت وارد ہوا ہے - ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتون مین خاص اللہ کے واسطے ثواب سمجھکر عبادت کرے اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہین -

نمازِ احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لیے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت[عہ] نماز پڑھنا سنت ہے (مراقی الفلاح - طحطاوی وغیرہ)

اس نماز کی نیت یون کی جائے - نَوَیتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الاِحْرَامِ سُنَّۃَ لِلنَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ مین نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت پڑھون -

نماز کسوف وخسوف

کسوف[عہ] کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسوف اور خسوف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیان ہین - اس سے مقصود بندون کو خوف دلانا ہے پس جب تم اُسے دیکھو تو نماز پڑھو -

نماز کسوف وخسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوفل کا ہے -

نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف مین وہ سب شرطین معتبر ہین جو جمعے کے لیئے ہین سوا خطبہ کے (طحطاوی مراقی الفلاح)

نماز کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہین بلکہ اگر لوگون کا جمع کرنا مقصود ہو

عہ اس نماز کی پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ احد حدیث مین وارد ہوئی ہے ۱۲ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

عہ کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہین ۱۲ -

پکار دیا جائے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورہ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔

نماز کے بعد امام کو چاہیے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہیے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے (مراقی الفلاح وغیرہ)

جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں اُن کے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کیجائے باعث ثواب و ترقی مدرجات ہے خصوصاً اُن اوقات میں جنکی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور اُنمیں عبادت کرنیکی ترغیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے اُن اوقات کی بہت فضیلتیں اور اُن میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے اُنکی تفصیل نہیں کی

استسقاعہ کے لیے کوئی خاص نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں ہاں دعا عہ کرنا بیشک

عہ استسقا اللہ تعالے سے پانی مانگنے کو کہتے ہیں ۱۲

عہ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے صاحبین کا مذہب اسکے خلاف ہے اُنکے نزدیک استسقا کے لیے نماز بھی منقول و مسنون ہے اور وہ جماعت کے بھی قائل ہیں مگر اکثر احادیث میں صرف دعا ہی وارد ہوتی ہے نماز کا ذکر بھی نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقا کے لیے صرف دعا پر اکتفا فرمائی نماز نہیں پڑھی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ثابت ہوتی تو وہ ہرگز اس سنت کو نہ چھوڑتے اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا اُنکو نہ معلوم ہونا بھی بعید ہے۔ علاوہ اسکے اور اصحاب جو اُس وقت موجود تھے وہ کب اس امر کو گوارا کرتے ۱۲ (طحطاوی۔ مراقی الفلاح)

ثابت ہے (مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ)

اگر کوئی شخص سنت نہ سمجھے اور استسقا کے لیے نماز پڑھے تو جائز ہے مگر یہ نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اُس وقت اللہ تعالی سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے استسقا کے لیے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکون اور بوڑھون اور جانورون کے پا پیادہ جنگل کی طرف جائین اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لیجائین پھر جو شخص ان مین بزرگ ہو وہ قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونون ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالے سے پانی برسانے کی دعا کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا کی دعائین منقول ہین منجملہ اُن کے ایک دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّۃً وَبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ۔

استسقا کی دعا کا عربی زبان مین یا خاص اُنھین الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہین۔

نماز کی قسمون کا بیان ہو چکا صرف چند نمازین باقی ہین جن کو ہم آگے بیان کرینگے لہذا اب ہم نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات اور مفسدات اور مکروہات لکھتے ہین جس سے یہ معلوم ہوگا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان ہو چکا اُس مین کون چیز فرض ہے اور کون واجب اور کون سنت ہے اور کون مستحب اور اُس طریقے کے کس امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

ترجمہ۔ اے اللہ برسا دے پانی تکلیف کا دور کرنے والا جو فائدہ دے نقصان نہ کرے جلدی ہو دیر نہو اے اللہ اپنے بندون اور جانورون کو پانی پلا دے اور اپنی رحمت کو بھیج اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے اے اللہ تیرے سوا کوئی خدا نہین تو غنی ہے اور ہم سب فقیر ہین بھیج ہم پر باران رحمت اور اُس سے ہم کو قوت دے اور ہماری زندگی کا سامان کر ١٢

مثل نماز جمعہ اور عیدین اور جنازہ وغیرہ کے ١٢

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض چھ[عه] ہین ان چھ مین سے پانچ نماز کے رکن ہین یعنی نماز اُن سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جز ہین اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہین۔

(۱) **قیام** کھڑا ہونا۔ اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس مین اس قدر قراءت کی جا سکے جو فرض ہے (درمختار وغیرہ) کھڑے ہونے کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائین تو گھٹنون تک نہ پہنچ سکین۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

قیام صرف فرض اور واجب نمازون مین فرض ہے ان کے سوا اور نمازون مین فرض نہین (مراقی الفلاح) صحیح یہ ہے کہ فجر کی سنت مین قیام فرض[عه] ہے اس لیے کہ اس کی تاکید مین کسی کا اختلاف نہین بلکہ بعض فقہا اس کے وجوب کے قائل ہو گئے ہین (درمختار وغیرہ)

تراویح مین کھڑا ہونا فرض نہین[سه] اس لیے کہ اس کی تاکید سنت فجر کی برابر نہین (درمختار وغیرہ)

اُس نفل کی قضا جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو واجب ہے اور اسی طرح وہ نماز جس کی نذر کی گئی ہو مگر فقہا نے اس مین سکوت کیا ہے کہ اس مین قیام فرض ہے یا نہین احتیاط[للعه] یہ ہے کہ وہ بھی کھڑے ہو کر پڑھی جائین۔

جو شخص قیام پر قادر نہو اُس پر قیام فرض نہین۔

عه یہان اُن فرائض کا بیان ہے جو نماز کے اندر داخل ہین اور نماز کے صحیح ہونے کی شرطین جو بیان ہو چکین سب فرض ہین ۱۲

عه اس مین اختلاف ہے مگر محقق مذہب یہی ہے جو لکھا گیا مراقی الفلاح مین اس کے خلاف ہے مگر اس سید طحطاوی وغیرہ محققین نے رد کر دیا ہے (طحطاوی قاضی خان شامی وغیرہ)

سه یعنی فقہا نے تراویح کو سنت فجر پر قیاس کر کے لکھا ہے کہ تراویح مین بھی قیام فرض ہے مگر قیاس صحیح نہین اس لیے کہ سنت فجر کی تاکید تراویح کی تاکید سے بہت زیادہ ہے ۱۲ (فتاوی قاضی خان۔ شامی وغیرہ)

للعه مولانا شیخ عبد الحی صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی سعایہ مین اپنی رائے اسی طرف ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ فقہا کے اشارات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان نمازون مین بھی قیام فرض ہے ۱۲۔

اگر کسی کے زخم ہو اور کھڑے ہونے سے اُس زخم سے خون آجانے کا احتمال ہو اُس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہین اسی طرح اس شخص کو جس کو کھڑے ہونے سے پیشاب آجانے کا خوف ہو یا جسم عورت کے کھل جانے کا خوف ہو (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص ایسا کمزور ہو کہ کھڑے ہونے سے اُس کو ایک آیت پڑھنے کی بھی طاقت نہ رہے تو اُس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہین (درمختار وغیرہ)

(۲) **قرارت** یعنی قرآن مجید کا پڑھنا نماز مین - قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی آیت ہو یا چھوٹی[ع۱] مگر شرط یہ ہے کہ کم سے کم دو لفظون سے مرکب ہو جیسے ثُمَّ نَظَرَ اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے مُدْهَامَّتَانِ یا ایک حرف ہو جیسے صٓ قٓ نٓ وغیرہ یا دو حرف ہون جیسے حٰمٓ وغیرہ یا کئی حرف ہون جیسے الٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ تو ان سب صورتون مین ایسی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض نہ ادا ہوگا (درمختار - مراقی الفلاح وغیرہ)

فرض نمازون کی صرف دو رکعتون مین قرارت فرض ہے یہ بھی تخصیص نہین کہ پہلی دو رکعتون مین قراءت فرض ہو یا پچھلی دو رکعتون مین یا درمیانی مثلاً مغرب کے وقت اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت قرارت کرے اور دوسری مین نہین یا دوسری اور تیسری مین کرے پہلی مین نہین بہرصورت فرض ادا ہو جائے (کنز الدقایق - درمختار - مراقی الفلاح وغیرہ)

وتر اور نفل نمازون کی سب رکعتون مین قرارت فرض ہے -

مدرک پر قرارت فرض بلکہ واجب[ع۲] بھی نہین امام کی قرارت سب مقتدیون کی طرف سے کافی ہے

ع۱ یہ مذہب ہمارے امام صاحب کا ہے - صاحبین کے نزدیک بڑی ایک آیت اور چھوٹی تین آیتون کا پڑھنا فرض ہے اُن کے نزدیک چھوٹی ایک کے پڑھنے سے فرض ادا نہین ہوتا - (مراقی الفلاح)

ع۲ دوسری سورت کا فرض و واجب نہ ہونا متفق علیہ ہے کسی کا اختلاف نہین ہان سورہ فاتحہ کے بارے مین علمائے امت کا سخت اختلاف ہے امام شافعی رح سے صحیح روایت مین منقول ہے کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی اور یہی امام احمد کا بھی مذہب ہے امام مالک رح کے نزدیک فرض نہین - مگر آہستہ آواز کی نماز مین مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور صاحبین کا یہ مذہب ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونون قسمون کی نمازون مین سورہ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی پر فرض نہین بلکہ ہمارے فقہا اس کو مکروہ تحریمہ لکھتے ہین ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۔ اور اور علما نے اور کتابون مین لکھا ہے کہ امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز کی نماز مین سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے بلند آواز کی نماز مین نہین - حالانکہ امام محمد کی کتابون سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس مسئلے مین امام صاحب کے بالکل موافق ہین انھون نے موطا مین لکھا ہے کہ نہین ہے قرارت امام کے پیچھے نہ بلند آواز کی نماز مین نہ آہستہ آواز کی - اسی کے موافق پہنچی ہین ہم کو بہت سی حدیثین اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور انھین امام محمد نے اپنی کتاب الآثار مین بھی ایسا ہی لکھا ہے ان مذاہب کے معلوم ہونے سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ سورہ فاتحہ کے بارے مین حنفیہ دو امر کے قائل ہین ایک یہ کہ وہ مقتدی پر کسی حال مین فرض نہین خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی دوسرے یہ کہ اگر پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے - یہان ہم صرف فرض نہونے کو ثابت کرتے ہیں مکروہ ہونے کو وہان بیان کرین گے جہان نماز کے مکروہات لکھین گے جو لوگ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتے ہین ان کی بڑی دلیل یہ حدیث ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز نہین ہوتی ان کے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق مین کافی نہین بلکہ ہر ایک کو حقیقۃً پڑھنا چاہیے ہمارے امام صاحب کے دلائل مین سے ایک حدیث یہ بھی ہے مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَّہٗ جو شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس امام کی قرارت اس کی قرارت سمجھی جائیگی اس حدیث کے صحیح ہونے مین اگرچہ بعض علما نے کلام کیا ہے مگر ان کا کلام کرنا صحیح نہین یہ حدیث بہت سندون سے مروی ہے بعض ان مین سے بالکل صحیح و سالم ہین کسی کے کلام کی انمین گنجایش نہین عینی وغیرہ نے اس مین بہت زور دیا ہے اور علامہ وقت مولانا ابو الحسنات نور اللہ مرقدہ نے اُن سب اقوال کی نہایت عمدہ تحقیق سے سعایہ اور امام الکلام مین لکھا ہے (شکر اللہ سعیہ) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقتدیونکو قرارت کرنیکی کچھ ضرورت نہین نہ سورہ فاتحہ کی نہ کسی اور سورت کی اور یہ بھی نہین کہا جاسکتا کہ شاید یہ حدیث بلند آواز کی نماز کے لیے ہو اسلیے کہ یہ ارشاد حضرت کا نماز عصر کے وقت تھا جو آہستہ آواز کی نماز ہے اب ہمارے نزدیک اس پہلی حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر سورہ فاتحہ نماز مین نہ پڑھی جائے حقیقۃً نہ حکماً تو نماز نہ ہوگی اور چونکہ جماعت کی نماز مین امام سورہ فاتحہ پڑھ لیتا ہے اور نبی کی حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کا پڑھنا بعینہ مقتدیون کا پڑھنا ہے لہذا مقتدیونکی نماز بھی سورہ فاتحہ سے خالی نہوئی اور جب سورہ سے خالی نہوئی تو نماز کیون نہوگی ہان اگر امام بھی نہ پڑھے تو بیشک نماز نہ ہو یہی مطلب اس حدیث کا حضرت جابرؓ سے مروی ہے ترمذی حضرت جابر سے ناقل ہین انھون نے فرمایا کہ جو شخص نماز مین سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اسنے نماز ہی نہین پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو ترمذی یہ لکھکر امام احمد سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے کہا دیکھو جابر ایک مرد ہین اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انھون نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ اگر تنہا نماز پڑھتا ہو تو یہ حکم ہے امام کے پیچھے نہین ہم یہان اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین اگرچہ ابھی مضمون بہت باقی ہے مگر انصاف اور تحقیق کیلیے اسیقدر کافی

وع کو ابھی گئی ہوئی رکعتون سے دو رکعت مین قراءت کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کی کوئی رکعت قراءت
ورت ہوئی ہو

سئلہ یہ کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قراءت کی حاجت نہین ہان مسبوق کے لیے چونکہ ان
ہوئی رکعتون مین امام نہین ہوتا اس لیے اسکو قراءت کی ضرورت ہوتی ہے

) **رکوع** ہر رکعت مین ایک مرتبہ رکوع کرنا فرض ہے رکوع کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ
ی قدر جھک جائے جس مین دونون ہاتھ گھٹنون تک پہنچ سکین صرف جھک جانا فرض ہے کچھ
ب جھکا ہوا رہنا فرض نہین—

سی کی بیٹھ کوبڑ یا بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے جھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی حالت رکوع کے مشابہ
ی ہو تو اسکو رکوع مین صرف سر جھکا دینا چاہیے -(مراقی الفلاح)

) **سجدہ** ہر رکعت مین دو سجدے فرض ہین ایک سجدہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور دوسرا
یث سے اور اجماع سے

ے مین ایک گھٹنہ اور ایک پیر کی کسی انگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اگر پیشانی نہ رکھ سکتا ہو
سی پھوڑے وغیرہ کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو بجائے اس کے صرف ناک کا رکھ دینا
ی ہے -(مراقی الفلاح وغیرہ)

جدہ ایسی چیز پر کرنا چاہیے جو جمی رہے اور پیشانی اس پر رک سکے اور پیشانی زمین پر رکھتے وقت
قدر زمین سے اونچی ہو اخیر وقت تک اسی قدر اونچی رہے اگر کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا جائے جس پر
انی نہ جم سکے جیسے روئی کا ڈھیر یا برف کا ٹکڑا وغیرہ تو درست نہین اس لیے کہ روئی کا ڈھیر سجدہ
نے سے دب جائیگا اور برف کا ٹکڑا گھل کر اس قدر نہ رہیگا جتنا پہلے تھا اور پیشانی کو زمین سے
قدر بلندی نہ رہیگی جتنی رکھتے وقت تھی -(مراقی الفلاح)

یالی اگر خوب کسی ہو کہ سجدہ کرنے سے اس کی بناوٹ کو بالکل جنبش نہ ہو اور بدستور اپنی حالت پر قائم
ے تو اس پر سجدہ جائز ہے

رش یا تکیہ جس مین روئی وغیرہ بھری ہو اگر سجدہ کرنے سے دبتے ہون تو ان پر سجدہ جائز نہین اور
پہلے سے خوب دب چکے ہون اور اب بالکل نہ دبین تو ان پر سجدہ جائز ہے—

سجدے کے مقام کو پیرون کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہیے اگر آدھ گز سے زیادہ
اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں ہان اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے
مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر ملکر کھڑے ہوئے ہون کہ زمین پر سجدہ ممکن نہو تو نماز پڑھنے
والون کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو
جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے ۔ (مراقی الفلاح)

اگر کسی ایسے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے جو وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو جائز نہین **مثال** سجدہ
کرنے والا ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور جس کی پیٹھ پر سجدہ کرے وہ فجر کی قضا پڑھتا ہو۔

(۵) **قعدہ اخیرہ**[عـــ۵] یعنی وہ نشست جو نماز کی آخری رکعت مین دونون سجدون کے بعد ہوتی
ہے خواہ اس سے پہلے کوئی اور نشست ہو چکی ہو جیسے ظہر عصر مغرب عشا وغیرہ کی نمازون مین یا نہ ہوئی
ہو جیسے فجر جمعہ عیدین وغیرہ کی نمازون مین ۔

اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہے جس مین التحیات پڑھی جا سکے اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہین (درمختار
مراقی الفلاح وغیرہ)

(۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کر دینا[عـــ۶] یعنی بعد تمام ہوجانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے
جو نماز کے منافی ہو مثلاً السلام علیکم کہدے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت کرے ۔

عـــ۵ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ قعدہ اخیرہ نماز کے شرائط سے ہے نماز کا رکن نہین یعنی نماز کی حقیقت سے
خارج ہے قعدہ اخیرہ کے نماز سے خارج ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے مقرر کی گئی ہے
اور بیٹھنے مین کچھ تعظیم نہین ہان کھڑے رہنے مین البتہ تعظیم ہے اور اس سے زیادہ سجدون مین (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)
مگر صحیح اور اکثر فقہا کا یہی قول ہے کہ وہ نماز کا رکن ہے (شرح منیۃ المصلی شامی وغیرہ) نتیجہ اس اختلاف کا یہ ہوگا کہ
جن لوگون کے نزدیک قعدہ اخیرہ شرط ہے رکن نہین ان کے نزدیک اگر قعدہ اخیرہ سونے کی حالت مین ادا کیا
جائے تو نماز ہو جائیگی اور جن کے نزدیک رکن ہے ان کے نزدیک نہ ہوگی ۱۲

عـــ۶ نماز کو اپنے فعل اختیاری سے تمام کرنا بالاتفاق رکن نہین اسکے فرض ہونے مین علماء کا اختلاف ہے
کرخی کے نزدیک فرض نہین اور بردعی کے نزدیک فرض ہے۔ علامہ شرنبلالی نے ایک رسالہ خاص اسی مسئلہ
مین لکھا ہے جس مین بردعی کی تائید کی ہے اس رسالہ سے محقق قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرض ہے (ردالمحتار)

نماز کے واجبات

(۱) تکبیر تحریمہ کا خاص اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثل اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائیگا۔

(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس مین سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جا سکے (درمختار شامی وغیرہ)

(۳) سورۂ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتون مین اور باقی نمازون کی سب رکعتون مین ایک مرتبہ پڑھنا۔

(۴) ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتون مین اور باقی نمازون کی سب رکعتون مین یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتون کی ہونا چاہیے اگر تین آیتین پڑھ لیجائین خواہ وہ کسی سورت کا جز ہون یا خود سورت ہون تو کافی ہے

(۵) پہلے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اُس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔

(۶) فرض کی پہلی دو رکعتون مین قرارت کرنا اگر دوسری تیسری یا تیسری چوتھی مین قرارت کی جائے اور پہلی دوسری مین نہ کی جائے تو واجب ادا نہ ہوگا اگرچہ فرض ادا ہو جائیگا۔ (درمختار مراقی الفلاح)

(۷) رکوع کے بعد اُٹھکر سیدھا کھڑا ہو جانا جس کو فقہا قومہ[ف۵] کہتے ہین۔

(۸) سجدون مین پورے دونون ہاتھون اور گھٹنون اور دونون پیرون اور ناک کا زمین پر رکھنا۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

ف۵ رکوع سے اُٹھنے کو فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر تحقیق یہی ہے کہ واجب ہے قاضی خان نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قومہ کرنا بھول جائے تو اُس پر سجدہ سہو لازم ہوگا اگر قومہ واجب نہ ہوتا تو سجدہ سہو کیون لازم آتا سجدہ سہو واجب کے ترک سے ہوتا ہے سنت کے ترک سے نہین ہوتا ابن ہمام نے اور ابن امیر حاج نے اسکو واجب لکھا ہے شرح منیہ مین ہے کہ جب کوئی مسئلہ دلیل کے موافق ہو اور کوئی روایت بھی اسکے موافق ہو جائے تو اسکے خلاف کرنا نہ چاہیے اور روایت وجوب قومہ کی قاضی خان مین موجود ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ قومے کا مسنون ہونا مذہب مین مشہور ہے اور اسکے وجوب کی بھی روایت آئی ہے اور یہی وجوب دلیل کے موافق ہے اسی کو کمال الدین ابن ہمام اور انکے بعد جتنے متاخرین ہوئے سب نے اختیار کیا ہے ۱۲

(۹) دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت مین بغیر
سجدہ کیے ہوے کھڑا ہوجائے تو اسکا واجب ترک ہوجائیگا اسلیے کہ اُسنے سجدے سے پہلے قیام کرلیا۔ در

(۱۰) رکوع اور سجدون مین اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وغیرہ یا سبحان ربی الا
وغیرہ کہہ سکے (طحطاوی مراقی الفلاح وغیرہ)

(۱۱) دونون سجدون کے درمیان مین اُٹھکر بیٹھنا عہ جسکو فقہا جلسہ کہتے ہین۔

(۱۲) قومے مین اور سجدون کے درمیان مین اس قدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جاسکے۔
طحطاوی۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۱۳) قعدۂ اولی یعنی دونون سجدون کے بعد دوسری رکعت مین بیٹھنا اگر نماز دو رکعت عہ سے زیا

(۱۴) قعدۂ اولے مین بقدر التحیات کے بیٹھنا۔

(۱۵) دونون قعدون مین ایک مرتبہ التحیات پڑھنا اگر نہ پڑھی جائے یا ایک مرتبہ سے زیادہ پڑ
جائے تو واجب ترک ہوجائیگا۔

(۱۶) نماز مین اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہوجائے سہ (درمختار شامی وغ

مثال (۱) بعد سورۂ فاتحہ کے زیادہ سکوت کرنا یہ سکوت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہوجائیگا
(۲) دو رکوع کرنا دوسرا رکوع سجدے کی تاخیر کا سبب ہوجائیگا۔ (۳) تین سجدے کرنا تیسرا سجدہ قیام
قعود کی تاخیر کا سبب ہوجائیگا۔ (۴) پہلی یا تیسری رکعت کے اخیر مین زیادہ تر بیٹھنا یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی
رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہوجائیگا۔ (شامی) (۵) دوسری رکعت مین التحیات کے بعد
اتنی دیر تک بیٹھنا جس مین کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہوسکے۔

(۱۷) نماز وتر مین دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعا ہو۔

(۱۸) عیدین کی نماز مین علاوہ معمولی تکبیرون کے چھہ تکبیرین کہنا۔

عہ دونون سجدون کے درمیان مین اُٹھکر بیٹھنے کو اکثر فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر محققین اسکے وجوب کے قائل
ہین ابن ہمام وغیرہ کا یہی قول ہے اصول مذہب کے بھی یہی موافق ہے ۱۲ (شامی)

عہ یہ قید اسلیے لگائی گئی ہے کہ اگر نماز دو ہی رکعت کی ہوگی تو بیٹھنا فرض ہوگا اور قعدہ قعدۂ اولی نہ رہیگا بلکہ اخیرہ ہوجائے گا

سہ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل سجدۂ سہو کے بیان مین آئیگی ۱۲

(۱۹) عیدین کی دوسری رکعت مین رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔

(۲۰) امام کو فجر کی دونون رکعتون مین اور مغرب کی اور عشا کی پہلی دو رکعتون مین خواہ قضا ہون یا ادا اور جمعے اور عیدین اور تراویح کی نماز مین اور رمضان کے وتر مین بلند آواز سے قراءت کرنا۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے آواز کے بلند ہونے کی فقہانے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے

(۲۱) امام کو ظہر عصر کی کل رکعتون مین اور مغرب عشا کی اخیر رکعتون مین آہستہ آواز سے قراءت کرنا (قاضی خان نہر وغیرہ)

(۲۲) جو نفل نمازین دن کو پڑھی جائین اُن مین آہستہ آواز سے قراءت کرنا جو نفلین رات کو پڑھی جائین ان مین اختیار ہے (مراقی الفلاح)

(۲۳) منفرد اگر فجر مغرب عشا کی قضا دن مین پڑھے تو اُن مین بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا اگر رات کو قضا پڑھے تو اُسے اختیار ہے۔

(۲۴) اگر کوئی شخص مغرب عشا کی پہلی دوسری رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اُسے تیسری چوتھی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے اور ان رکعتون مین بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

(۲۵) نماز کو السلام علیکم ؏ کہکر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔

(۲۶) دو مرتبہ السلام علیکم کہنا۔ (درمختار وغیرہ)

نماز کی سنتین

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔ (مراقی الفلاح)

؏ امام شافعی کے نزدیک سلام فرض ہے انکی سند وہ حدیث ہے جسکے الفاظ یہ ہین وتحلیلها التسلیم یعنی نماز سے خروج سلام کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر انصاف سے دیکھا جاے تو یہ حدیث فرضیت پر دلالت نہین کرتی ہان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت اسکے ساتھ ملائی جاے تو اس سے سلام کا ضروری ہونا نکلتا ہے مگر نہ فرضیت کے درجے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قعدۂ اخیرہ کر چکے اور اُسے حدث ہوجاے تو اسکی نماز ہوگئی (ترمذی ابوداود وغیرہ)

(۲) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونون ہاتھون کا اٹھانا مردون کو کانون تک اور عورتونکو شانون
عذر کی حالت مین مردون کو بھی شانون تک ہاتھ اٹھانے مین کچھ حرج نہین۔

ع ۵ یہ مذہب ہمارے امام صاحب اور امام محمد کا ہے اور اسی کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اور ہمارے اکثر مشائخ اسی طرف
ہین اسی وجہ سے صاحب درمختار نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور علامہ محمد بن عابدین نے ردالمحتار مین اسی کو اولیٰ لکھا
اور امام ابو یوسف کے نزدیک تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے یعنی تکبیر کی ابتدا اور ہاتھ اٹھانے کی ابتدا ساتھ ہی
امام طحاوی اور قاضی خان وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونون کیفیتین مروی ہین پہلی کیفیت جو
امام صاحب کا مذہب ہے بخاری ترمذی نسائی ابن ماجہ ابو داؤد مین ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابو داؤد
نسائی مین ابن عمر سے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونون ہاتھون کو اٹھاتے تھے بعد اسکے تکبیر کہتے تھے اور دو
کیفیت جو امام ابو یوسف کا مذہب ہے مسند امام احمد اور سنن بیہقی اور ابو داؤد مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
دونون کیفیتون کے علاوہ ایک تیسری کیفیت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ یہ کہ پہلے تکبیر اسکے بعد
ہاتھون کا اٹھانا چنانچہ ابو داؤد کی ایک حدیث سے یہ مضمون صاف طور پر سمجھا جاتا ہے ابن ہمام نے یہ کیفیت بیہقی کی سنن
کبریٰ سے اپنی کتاب فتح القدیر مین نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ اسکے تمام راوی معتبر ہین یہ تینون کیفیتین نبی صلی اللہ علیہ
سے ثابت ہین اس لیے اختیار ہے جا ہے جس کیفیت پر عمل کیا جائے۔ اختلاف صرف اولیٰ ہونے مین
ہمارے نزدیک پہلی کیفیت اولیٰ ہے امام ابو یوسف کے نزدیک دوسری کیفیت واللہ اعلم ۱۲

ع ۵ مردونکو کانون تک ہاتھ اٹھانا ہمارا مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردون کو بھی شانون تک دونو
کیفیتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین اکثر روایات مین کانون تک اٹھانا منقول ہے (شرح سفر السعادۃ شیخ دہلوی
ابو داؤد و نسائی دارقطنی طحاوی مسلم حاکم امام احمد طبرانی اسحٰق بن راہویہ وغیرہم نے متعدد طرق سے اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نقل کیا ہے اسی لیے حنفیہ نے اس کیفیت کو اختیار کیا مگر پھر بھی کیفیت ثانیہ کا انکار نہین ہمارے فقہا نے جو لکھا ہے انگوٹھے کو کانو
مل جانا چاہیے چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہین وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جسمین ہاتھون کا کانونکی برابر اٹھنا یقینی ہو جا
سمجھکر نہین لکھا ہے نہ اس کو سنت سمجھنا چاہیے اس لیے کہ کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہین ہوتا واللہ اعلم ۱۲

ع ۵ عورتونکو شانون تک ہاتھ اٹھانے کا اسلیے حکم دیا گیا کہ انہین ستر زیادہ رہتا ہے کانون تک ہاتھ اٹھانے مین
ظاہر ہو جانیکا خوف ہے صحیح یہ ہے کہ عورت خواہ لونڈی ہو یا بی بی سب کو شانون تک ہاتھ اٹھانا چاہیے (بحر الرائق درمختار
ع ۵ سردی کے عذر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کپڑون کے اندر ہی سینے تک ہاتھ اٹھایا ہے ۱۲ (ابو دا

(۳) تکبیر تحریمہ کہتے وقت اُٹھتے ہوئے ہاتھوں کی ہتیلیوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنا (درمختار وغیرہ)

(۴) ہاتھ اُٹھاتے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔

(۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھوں کا باندھ لینا مردوں کو ناف[ع] کے نیچے عورتوں کو سینے[ع] پر۔

(۶) مردونکو اس طرح[ع] ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتیلی بائیں ہتیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے [با]ئیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں اور عورتوں کو اس طرح کہ داہنی ہتیلی بائیں [ہ]تیلی پر رکھ لیں انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑنا اُن کے لیے مسنون نہیں۔

[ع] اس مسئلے میں بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مخالف ہیں اُنکے نزدیک مردوں کو بھی سینے پر ہاتھ باندھنا چاہیے بعض کوتاہ نظر [لو]گوں کا خیال ہے کہ حنفیہ کے پاس اس مسئلے میں کوئی نقلی دلیل نہیں حالانکہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں ایک حدیث [بر]وایۂ علقمہ کے وائل بن حجر سے منقول ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا اس [ح]دیث کے سب راوی معتبر ہیں بعض کا خیال ہے کہ علقمہ سے اور وائل سے ملاقات نہیں ہوئی حالانکہ یہ صحیح نہیں ترمذی کے [د]یکھنے سے اس خیال کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے علامۂ فرنگی محلی نے القول الحازم میں اس بحث کی خوب تنقیح کی ہے ۱۲

[ع] عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنے میں چونکہ ستر زیادہ ہے لہذا ان کے حق میں وہی روایت اختیار کی گئی جس پر امام شافعی کا عمل [ہے]

[ع] ہمارے فقہا اس کو اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ اس میں سب حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اگر صرف داہنا ہاتھ [با]ئیں ہاتھ پر رکھ لیا جائے اور کلائی نہ پکڑی جاے تو صرف اس حدیث پر عمل ہو گا جس میں رکھنا منقول ہے اور اگر صرف [ک]لائی پکڑ لی جائے انگلیاں اور ہتیلی ہتیلی کی پشت پر نہ رکھی جائیں تو صرف اس حدیث پر عمل ہو گا جس میں بائیں کلائی [پ]کڑنے کا حکم ہے دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہی صورت ہے بعض فقہا نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ دونوں حدیثوں پر [ع]مل کرنے کی یہ صورت نہیں ہے اس لیے کہ جس حدیث میں بائیں ہاتھ پر داہنے ہاتھ کے رکھنے کا حکم ہے اُس میں پکڑنے کا [ذ]کر بھی نہیں لہذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا اور جس حدیث میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پکڑنے کا ذکر ہے [ا]س میں رکھنے کا ذکر نہیں لہذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا بلکہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہ [صو]رت ہے کہ کبھی ایسا کیا جائے کبھی ویسا یعنی کسی وقت کی نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ [لیا جا]ئے اس طرح کہ داہنی ہتیلی بائیں ہتیلی کی پشت پر ہو اور داہنی انگلیاں بائیں گٹے اور کلائی پر اور کسی [و]قت کی نماز میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لی جائے ہمارے بعض محققین نے اسی قول کو اختیار [ک]یا ہے واللہ اعلم ۱۲

دوسرے ائمہ[ع] کے نزدیک جاتا رہتا ہے۔ حیض[۱۲] یا نفاس والی عورتکو ہر نماز کیوقت وضو

وضو کا مسنون و مستحب طریقہ

وضو کیلئے کسی مٹی کے برتن مین پانی لیکر اونچے مقام پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دلمین
ارادہ کرے کہ مین یہ وضو خاص اللہ تعالی کی خوشی اور ثواب کیلیے کرتا ہون بدن کا
صاف کرنا منھ ہاتھ کا دھونا مجھے مقصود نہین۔ یہی ارادہ ہر عضو کے دھونے
یا مسح کرتے وقت رہے پھر سبحان[ع] اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام پڑھ
داہنے چلو مین پانی لے اور دونون ہاتھون کو گٹون تک مل کر دھوے
اسی طرح تین بار کرے پھر داہنے ہاتھ کے چلو مین پانی لیکر کلی کرے اور مسواک
داہنے ہاتھ مین اسطرح پکڑ کر کہ چھوٹی انگلی مسواک کے ایک سرے پر اور انگوٹھا
مسواک کے دوسرے سرے کے قریب اور باقی انگلیان مسواک کے اوپر ہون دہنے
دانتونکو ملے پھر مسواک کو منہ سے نکالکر نچوڑ ڈالے اور دھو کر پھر اسطرح
دانتونکو طول مین داہنی طرف سے ملتا ہوا بائین طرف تک لائے پھر اسیطرح
اسیطرح تین بار ملے اسکے بعد دو کلیان اور کرے تاکہ تین کلی پوری ہو جائین
تین سے زیادہ بھی نہ ہون۔ کلی اسطرح کرے کہ پانی حلق تک پہونچ جائے اگر روزہ
نہ ہو کلی کرتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھا جائے اللھم اعنی
علی تلاوۃ القران وذکرک وشکرک وحسن عبادتک ناکمین پانی لیتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ
شہادت کے یہ دعا پڑھا جائے اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ ولا ترحنی رائحۃ النار پھر داہنے چلو مین پانی لیکر

ع یہ صورتین وہان کیجائینگی جہان دو چیزین نکلی جائینگی جنمین سے وضو نہین ٹوٹتا۔ ع اللہ کا نام لیکر اور شکر کہا شکر
اپنے مسلمان ہونے پر ۱۲ ع اسکو ہمارے عرف مین غرغرہ کہتے ہین ۱۲ اللھم ای اللہ میری مدد کر قرآن کے پڑھنے
اور تیرا ذکر شکر عبادت کرنے مین ۱۲ ع ای اللہ مجھکو جنت کی خوشبو سونگھا اور دوزخ کی بدبو سے بچا ۱۲ ع عادت

مین اسطرح لے کہ نتھنون کے جڑ تک پانی پہونچ جاۓ اگر روزہ دار نہو اور بائین ہاتھ
سے ناک صاف کرے اسی طرح تین بار کرے اور ہر بار نیا پانی ہو پھر دونون چلوؤن
مین پانی لیکر تمام مُنہ کو ملکر دھوۓ اسطرح کہ کوئی جگہ بال برابر بھی چھوٹنے نہ پاۓ
پھر اگر محرم نہ ہو تو داڑھی کا خلال کرے اسطرح کہ داہنے چلو مین پانی لیکر داڑھی
کی جڑ کو تر کرے اور ہاتھ کی پشت گردن کیطرف کرکے انگلیان بالون مین ڈالکر
نیچے سے اوپر کیجانب لیجاۓ اسی طرح دو مرتبہ اور مُنہ دھوۓ اور داڑھی کا
خلال کرے تاکہ تین بار مُنہ دھلجاۓ اور تین بار داڑھی کا خلال ہوجاۓ تین بار سے
زیادہ نہ ہونے پاۓ اور مُنہ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا
پڑھتا جاۓ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ؏ پھر داہنے چلو مین پانی
لیکر کہنیون تک بہادے اور ملکر دھوۓ کہ ایک بال برابر بھی خشک نہ رہجاۓ اور
مرد کے ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو وہ اسکو حرکت دیدے اگرچہ انگوٹھی ڈھیلی ہو اور اسطرح
عورت اپنے چھلون آرسی کنگن چوڑی وغیرہ کو اسی طرح دو بار داہنے ہاتھ کو اور
دھوۓ پھر اسی طرح تین بار بائین ہاتھ کو دھوۓ اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت
بعد بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جاۓ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا ؏ بایان ہاتھ
دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ ؏ پھر
دونون ہاتھونکو تر کرکے پورے سر کا مسح اسطرح کرے کہ دونون ہتھیلیان مع انگلیونکے سر کے آگے سے رکھکر پیچھے کو
لیجاۓ اور پھر پیچھے سے آگے کو لاۓ اگر ان ہاتھونسے تری خشک نہوگئی ہون اور اگر خشک ہوگئی ہون تو دوسری

؏ اے اللہ میرا منہ روشن کر جسدن کہ بعضے (ایمانداروں) کے منہ روشن ہونگے یعنی قیامت کے دن ؏ اے اللہ میرا نامہ اعمال
داہنے ہاتھ مین دینا اور میرا حساب آسان کرنا (جو نیکوکارون کیلیے ہوگا) ؏ اے اللہ میرا اعمال نامہ بائین ہاتھ مین اور پیچھے سے نہ دینا

(۲۰) رکوع مین کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا۔

(۲۱) رکوع مین مردون کو دونون ہاتھون کا پہلو سے جدا رکھنا۔

(۲۲) قومے مین امام کو صرف سمع اللّٰہ لمن حمدہ کا کہنا اور مقتدی کو صرف ربنا لک الحمد اور منفرد کو دونو

(۲۳) سجدے مین جاتے وقت اللّٰہ اکبر کہنا

(۲۴) سجدے مین جاتے وقت پہلے گھٹنون کو زمین پر رکھنا پھر ہاتھون کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو او
وقت پہلے ناک کو اُٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھون کو پھر گھٹنون کو (مراقی الفلاح)

(۲۵) سجدے کی حالت مین منہ کو دونون ہاتھون کے درمیان مین رکھنا۔ (شرح وقایہ و

(۲۶) سجدے کی حالت مین مردون کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیون کا پہلو سے علیحدہ رکھنا او

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے کی حالت مین ہاتھون کو پہلوون سے جدا رکھتے تھے (
عہ ایسا ہی روایت کیا ہے ترمذی ابوداؤد نسائی وغیرہم نے اپنی کتابون مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اسود کہتے ہین کہ مجھ کو یاد ہے کہ حضرت فاروق سجدے مین پہلے اپنے گھٹنے رکھتے تھے پھر ہاتھ ابراہیم نخعی
کہ مجھکو یاد ہے کہ حضرت ابن مسعود کے گھٹنے زمین پر ہاتھون سے پہلے پڑتے تھے (طحاوی)

سے یہ ترتیب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (سعایہ) ۱۲

للت منہ کو دونون ہاتھون کے درمیان مین رکھنا مسلم کی حدیث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
شافعی کے نزدیک دونون ہاتھون کو شانون کے برابر رکھنا سنت ہے یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے امام
نزدیک دونون ہاتھون کو شانون کے برابر رکھنا سنت ہے یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری کی حدیث مین منق
چونکہ دونون طریقے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین اس لیے ہمارے محققین کی مثل محقق کمال الدین ابن ہمام
حلبی وغیرہما کی یہ رائے کہ دونون طریقون پر عمل کیا جائے کبھی اس پر کبھی اُس پر اور در حقیقت یہ رائے بہت
عمل مین لانے کے قابل ہے ۱۲

ھ مسلم حضرت میمونہ سے ناقل ہین کہ سجدے کی حالت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زانو پیٹ سے اس ق
رکھتے تھے کہ اگر بکری کا بچہ جانا چاہتا تو نیچے سے نکل جاتا اس حدیث سے پیٹ کا زانو سے جدا رکھنا ثابت ہوتا ہے نبی
وسلم سجدے کی حالت مین اپنے ہاتھ اسقدر کشادہ رکھتے تھے کہ آپ کی بغل کی سپیدی دکھلائی دیتی تھی (ابوداؤد
حدیث سے کہنیون کا پہلو سے علیحدہ رکھنا ثابت ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو ہاتھو
زمین پر نہ بچھا دیا کرو جیسے کتا بچھا دیتا ہے (ابوداؤد) اس حدیث سے ہاتھ کی بانہو کو زمین سے اُٹھا ہوا رکھنا بھی ثاب

ـنون کا زمین سے اُٹھا ہوا رکھنا اور عورتون کو پیٹ کا رانون سے اور کہنیو کا پہلو سے ملا ہوا اور
ـتھ کی بانہون کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔

۲) سجدے کی حالت مین دونون ہاتھ کی انگلیون کا ملا ہوا رکھنا۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

۲) سجدے کی حالت مین دونون پیر کی انگلیون کا رخ قبلے کی طرف رکھنا۔ (شرح وقایہ)

۲) سجدے کی حالت مین دونون زانوون کا ملا ہوا رکھنا۔

۳) سجدے مین کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔

۳) سجدے سے اُٹھتے وقت تکبیر کہتے ہوے سر کا زمین سے اُٹھانا۔

۳) سجدے سے اُٹھکر کھڑے ہوتے وقت زمین سے ہاتھون کو سہارا دنیا

۳) دونون سجدون کے درمیان مین اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے
ـونون سجدون کے بعد بیٹھنا چاہیے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

۳) قعدۂ اولیٰ اور اخری دونون مین مردون کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیون کے
ـ کھڑا ہوا اور اُسکی انگلیون کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بایان پیر زمین پر بچھا ہوا اور اُسی پر
ـٹے ہون اور دونون ہاتھ زانوون پر ہون انگلیون کے سرے گھٹنو کے قریب ہون
ـ عورتون کو اس طرح کہ اپنے بائین سرین پر بیٹھین اور داہنے زانو کو بائین پر رکھلین
ـ بایان پیر داہنی طرف نکال دین اور دونون ہاتھ بدستور زانو پر ہون۔

ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو عورتون پر ہوا وہ نماز پڑھ رہی تھین آپ نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو
ـ بعض حصہ جسم کو زمین سے ملا دیا کرو اس لیے کہ عورت اس بارے مین مرد کی حکم مین نہین ہے (ابو داود) ابن عمر
ـلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو زانو سے ملا دے ۱۲ (کامل ابن عدی)
ـ صحیح ابن حبان مین نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ سجدے کی حالت مین انگلیان ملا کے رکھتے تھے ۱۲
ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت مین پیر کی انگلیون کا رُخ قبلے کی طرف رکھتے تھے ۱۲ (صحیح بخاری
ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو دونون زانو ملا دیا کرو ۱۲ (ابو داود)
ـ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نماز مین اُٹھتے وقت زمین سے ٹیک نہ لگانا چاہیے
ـ البیان) بحر الرائق مین اسے مستحب لکھا ہے مگر صحیح نہین ۱۲

(۳۵) التحیات مین لا الٰہ عـہ کہتے وقت داہنے ہاتھ کی بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی ا
پاس کی اُنگلی بند کر کے کلمہ کی اُنگلی اُٹھانا اور الا اللہ کہتے وقت رکھدینا اور باقی اُنگلیونکو اخیر تک ع سیدھی

عـہ امام شافعی کے نزدیک قعدہ اخیرہ مین عورتونکی طرح بیٹھنا سُنت ہی۔ ہماری دلیل مین بہت کثرت سے
ہین نسائی مین ابن عمر سے مروی ہی کہ داہنے قدم کو کھڑا رکھنا اور اُسکی اُنگلیونکو قبلہ رُخ رکھنا اور بائین
بیٹھنا سُنت ہی اسی مضمون کی احادیث مسلم ابو داؤد و مسند امام احمد وغیرہ مین بھی ہین ۱۲

عـہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی اُنگلی کا لا الٰہ کہتے وقت اُٹھانا اور بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا
اُنگلیون کا بند کر لینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہی اور اسکے سُنت ہونے پر تمام مجتہدین کا اتفاق ہی
اس مقام پر احادیث نقل کرنیکی ضرورت نہین اسلیے کہ غالباً کوئی کتاب حدیث کی ثبوت اشارہ
خالی نہین ہان چونکہ بعض نافہم لوگون نے حنفیہ پر مخالفت حدیث کا الزام لگانیکے لیے یہ مشہور کر رکھا
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اشارہ مسنون نہین بلکہ ناجائز ہی اسلیے ہم امام صاحب کا مذہب اس بار
نقل کرتے ہین اسکے بعد چند اقوال کتب فقہ سے نقل کرینگے تا کہ پھر کسی مدعی کو مجال طعنہ زنی نہ رہے
مین امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب المشیخہ سے منقول ہی کہ اُنہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث
کرنے کی روایت کر کے لکھا ہی کہ ہم بھی ویسا ہی کرتے ہین جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے
یہی قول ہی امام ابو حنیفہ رح کا اور یہی قول ہی ہمارا بند کرے چھوٹی اُنگلی اور اُسکے پاس کی اُنگلی کو ا
بنالے بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے کا اور اشارہ کرے کلمہ کی اُنگلی سے اور نیز امام محمد نے اپنی مؤطا مین اشا
کی حدیث روایت کر کے لکھا ہی کہ ہم عمل کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اور
ہے امام ابو حنیفہ کا امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین امام ابو یوسف کی کتاب الامالی سے ناقل ہین کہ او
لکھا ہی کہ بند کرے چھوٹی اُنگلی اور اُسکے پاس کی اُنگلی کو اور حلقہ بنائے بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے
اشارہ کرے کلمہ کی اُنگلی سے اور ایسا ہی نقل کیا ہے امام ابو یوسف کے اس قول کو شمنی ن
نقایہ مین اور ہمارے محققین فقہا نے بھی اپنی کتابون مین ایسا ہی لکھا ہی اگر وہ سب عبارتین نقل کی
تو اس مقام مین گنجایش نہین ہان ہمارے بعض متاخرین نے اشارہ کو منع لکھا ہی اُسے ہمارے محققین
رد کر دیا ہی لہذا کوئی حنفی اُنکے قول پر عمل نہین کر سکتا اور کوئی دوسرے مذہب کا اُنکے قول
ہمین الزام نہین دے سکتا۔ ملا علی قاری اپنے رسالہ تزئین العبارۃ مین گیارہوین کے ذیل مین لکھتے ہین

کرنا کیدانی کا اشارے کو بہت بڑی خطا اور سنگین جرم ہی اسکا منشا ناواقفی ہے قواعد اصول اور جزئیات منقول سے اور اگر کیدانی کے ساتھ حسن ظن ہوتا اور انکے کلام کی تاویل نہ کی جاتی تو بیشک اُن کا کفر صریح تہا اور انکا مرتد ہوجانا بجا تہا کسی ایماندار کو جائز ہی کہ حرام کہدے اس چیز کو جو صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو بلکہ قریب متواتر کے ہو اور کیا جائز ہی کہ منع کر دے ایسے کام کو جسے تمام علما ایک بعد دیگرے کرتے چلے آئے عینی نہایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین (اور ایسا ہی اتفاق ہی اشارے کے مسنون ہونے پر ہمارے تینون اماموں کا اور انکے متقدمین مقلدین کا اور خلاف صرف متاخرین کیا ہے سو ان کے .... خلاف کا کچہ اعتبار نہین یہان اسی قدر کافی ہی اگر کسی کو زیادہ تحقیق اور تفصیل منظور ہو تو اسکو چاہیے کہ ملا علی قاری کا رسالہ تزیین العبارۃ فی تحسین الاشارۃ اور علامہ ابن عابدین کا رسالہ رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشہد دیکہو اور انکے علاوہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ اور شرح سفر السعادۃ مین اور مولانا شیخ ابو الحسنات مرحوم نے سعایہ وغیرہ مین اس مسئلے کو خوب تحقیق سے لکہا ہی اور ابہی حال مین ہمارے ایک مکرم شفیق نے بہی اس مسئلے مین ایکجامع رسالہ تصنیف کیا ہی جس کا نام خیر البشارۃ فی اثبات الاشارۃ ہی **ف** امام مالک کے نزدیک انگلی کو اُٹہا کر ہلانا بہی سُنت ہی انکی سند ایک حدیث ابو داؤد کی ہی جسمین تحرکہا کی لفظ ہی جسکا ترجمہ یہ ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انگلی کو ہلاتے تہے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ تزیین العبارہ مین ایک حدیث ابو داؤد اور نسائی سے نقل کی ہی جس کا یہ مضمون ہے کہ حضرت انگلی کو نہ ہلاتے تہے اس حدیث کے بعد لکہا ہی کہ یہی اکثر علما کا مذہب ہے امام ابو حنیفہ رح کا بہی یہی قول ہے اور قاعدہ جمع بین الحدیثین سے دیکہو تو پہلی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہلاتے تہے یعنے نیچے سے اوپر کو انگلی اُٹہاتی تہی

ف ہمارے زمانے کے بعض ناواقف اشارہ ہی نہین کرتے حالانکہ اشارہ سُنت موکدہ ہی اسکے ترک سے نماز مکروہ ہوجاتی ہی اور بعض لوگ اشارہ کرتے ہین مگر انگلیون کا حلقہ نہین بناتے حالانکہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہی علامہ محمد بن عابدین رد المختار مین لکہتے ہین کہ ہمارے فقہا کے اقوال بصراحت ظاہر کر رہی ہین کہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہی اور وہ انگلیون کا حلقہ بنانا اور باقی انگلیون کا بند کر لینا ہی اور یہی علامہ اپنے رسالہ رفع التردد مین لکہتے ہین کہ بغیر اس کیفیت کے اشارہ کرنے کچہ فائدہ نہین ۱۲

سے یعنے انگوٹہے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بندہا رہی اور دو انگلیان اسی طرح بند رہین بعد اشارہ کرنیکے بعض لوگ پہر انگلیون کو کہول دیتے ہین یہ خلاف تحقیق ہی (تزیین العبارۃ)

(۳۵) فرض کی پہلی دو رکعتون کے بعد ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔ (مراقی الفلاح)

(۳۶) قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات کے درود شریف کا پڑھنا۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

(۳۷) درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن مجید یا احادیث سے ثابت ہو اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جاوے جو قرآن مجید اور احادیث سے ثابت نہو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ دعا ایسی چیز کی ہو جسکا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہو۔ (بحر الرائق)

(۳۸) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت داہنی بائین طرف منہ پھیرنا۔ (مراقی الفلاح)

(۳۹) پہلے داہنی طرف منہ پھیرنا پھر بائین طرف۔ (مراقی الفلاح)

(۴۰) امام کو سلام بلند آواز سے کہنا۔

(۴۱) دوسرے سلام کی آواز کا بہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا (مراقی الفلاح)

(۴۲) امام کو اپنے سلام مین اپنے تمام مقتدیون کی نیت کرنا خواہ مرد ہون یا عورت لڑکی ہون یا مخنث اور کرام کاتبین وغیرہ فرشتونکی نیت کرنا اور مقتدیونکو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والونکی اور کرام کاتبین وغیرہ فرشتونکی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام مین اور بائین طرف ہو تو بائین سلام مین اور محاذی ہو تو دونون سلامون مین امام کی بھی نیت کرنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کے مستحبات

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردونکو اپنے ہاتھونکا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل

ـه سورۂ فاتحہ کا ان رکعتون مین پڑھنا افضل ہے اگر کوئی شخص صرف سبحان اللہ تین مرتبہ کہہ لے یا بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے سکوت کیے ہوے کھڑا رہے تب بھی کچھ حرج نہین (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) اگر کوئی شخص بجاے سورۂ فاتحہ کے کوئی دوسری سورت پڑھے تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ سورت اتنی بڑی ہو کہ اُس کے پڑھنے سے یہ رکعت پہلی دوسری رکعت سے نہ بڑھجائے۔

ـه ہم دو دعا مین نماز کے طریقہ مین بیان کرچکے ہین دونون احادیث سے ثابت ہین ۱۲

ـه انسان کے ہمراہ چند فرشتے اللہ تعالے کے حکم سے رہتے ہین ایک فرشتہ انمین سے داہنی طرف رہتا ہے اسکا کام یہ ہے کہ جو نیک کام انسان کرتا ہو اُسکو لکھ لے اور ایک فرشتہ بائین طرف رہتا ہے وہ اُس بدی کو لکھ لیتا ہے جو انسان سے صادر ہو ان دو کے علاوہ اور بھی فرشتے رہتے ہین ان کے عدد مین اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ بغیر تعیین عدد کے انکی نیت کیجائے ان ملائکہ کی تبدیل عصر اور فجر کے وقت ہوتی رہتی ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا یَعْلَمُ عِدَّتَھُمْ اِلَّا اللّٰہُ ۱۲

سردی عـه وغیرہ کے نہو اور عورتونکو ہاتھون کا نہ نکالنا بلکہ چادر یا دوپٹے وغیرہ مین چھپائی ہوئی رکھنا (مراقی الفلاح)

(۲) کھڑے ہونیکی حالت مین اپنی نظر سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع مین قدم پر سجدے مین ناک پر بیٹھنے کی حالت مین زانو پر سلام کی حالت مین شانون پر۔ (درمختار وغیرہ)

(۳) جہان تک ممکن ہو کھانسی یا جمہائی کو روکنا عـه۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۴) اگر جمہائی آجاے تو حالت قیام مین داہنے ہاتھ کی پشت ورنہ بائین ہاتھ کی پشت منہہ پر رکھ لینا سـه (درمختار وغیرہ)

(۵) امام کو بعد قدقامت الصلوٰۃ کے فوراً تکبیر تحریمہ کہنا۔ (درمختار وغیرہ)

(۶) قعدۂ اولی اور آخرہ مین وہی خاص تشہد پڑھنا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جسکا بیان اوپر ہو چکا اس مین کمی زیادتی نہ کرنا۔

(۷) قنوت مین اُسی خاص دعا کا پڑھنا للعـه جو ہم اوپر لکھہ چکے ہین یعنی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ اور اسکے ساتھ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ الخ کا بھی پڑھ لینا اولی ہے (شامی وغیرہ)

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت موکدہ ہے اسلیے اسکا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات

عـه جن احادیث مین جاڑے وغیرہ سے ہاتھ نہ نکالنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ حالت عذر کی ہین چنانچہ ابوداؤد مین وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مین جاڑون کے زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تو مین نے آپ کے صحابہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھون کو کپڑے سے باہر نہ نکالتے تھے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہاتھ نہ نکالنا سردی کے عذر سے تھا ۱۲

عـه جمہائی کے روکنے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ جب جمہائی کی آمد معلوم ہو تو اپنے دل مین یہ خیال کرے کہ انبیا کو کبھی جمہائی نہین آئی قدوری نے لکھا ہے کہ مینے اسکا بارہا تجربہ کیا اور ٹھیک پایا علامہ شامی لکھتے ہین کہ مین نے بھی اسے آزمایا اور صحیح پایا ۱۲

سـه بعض فقہا کے نزدیک ہر حالت مین داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ بند کرنا چاہیے (درمختار) ۱۲

للعـه اس خاص دعا کے پڑھنے کو درمختار وغیرہ مین مسنون لکھا ہے مگر اس سے استحباب ہی معلوم ہوتا ہے سنت موکدہ کا مراد ہونا بالکل غیر ظاہر ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی خاص دعا پر مواظبت منقول نہین اور صحابہ کو بھی آپ نے مختلف دعائین تعلیم فرمائی تھین جو منقول ہین اللّٰھم اھدنی امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یہ خاص دعا یعنی اللھم انا نستعینک الخ پہلے قرآن مجید کی دو سورتین تھین ابن مسعود وغیرہ نے اسے اپنے مصحف مین لکھہ لیا تھا مگر تلاوت اس کی منسوخ ہو گئی ہے ۱۲

وغیرہ سے پہلے سب مسائل کا معلوم ہوا اور بہ سبب زیادہ قابل اہتمام ہونیکے اسکے لیے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا۔

جماعت۔ کم سے کم دو آدمیوں کے ملکر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اسطرح کہ ایک شخص اُنمیں تابع ہو اور دوسرا متبوع اور تابع اپنی نماز کی صحت و فساد کو امام کی نماز پر محول کر دے بلا تشبیہ یون سمجھنا چاہیے کہ جب کچھ لوگ کسی بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوتے ہین اور سبکا مطلب ایک ہوتا ہی تو کسی کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہین اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہی اور اسکی ہار جیت سے موکلونکی ہار جیت ہوتی ہی۔ ہان فرق اسقدر ہی کہ وہان وکیل کو صرف اپنی موکلون کا اظہار مقصود منظور ہوتا ہے اور یہان اپنا مقصود اور مدعا بھی مدنظر رہتا ہے۔

متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہین۔

امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہی خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت غلام ہو یا آزاد یا سمجھدار نابالغ بچہ۔ ہان جمعے وغیرہ کی نماز مین کم سے کم امام کے سوا دو آدمیون کے بغیر جماعت نہین ہوتی۔ (بحر الرائق۔ در مختار۔ شامی وغیرہ)

جماعت کے ہونے مین یہ بھی ضروری نہین کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھین تو جماعت ہو جائیگی خواہ امام اور مقتدی دونون نفل پڑھتے ہون یا مقتدی نفل پڑھتا ہو (شامی وغیرہ)

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید مین صحیح احادیث اسکثرت سے وارد ہوتی ہین کہ اگر سب ایکجگہ جمع کیجائین تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہی۔ اُنکو دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ جماعت نماز کی تکمیل مین ایک اعلے درجے کی شرط ہی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسکو ترک نہین فرمایا تھی کہ حالت مرض مین جب آپکو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیون کے سہارے سے مسجد تشریف لیگئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپکا جی چاہتا تھا بیشبہ شریعت محمدیہ مین جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہی اور ہونا بھی چاہیے تھا نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اسکی تکمیل ہو وہ بھی اعلے درجے پر پہونچا دیجائے ہم اس مقام پر پہلے اُس آیت کو لکھکر کہ جس سے بعض مفسرین و فقہانے جماعت کو ثابت کیا ہی چند حدیثین بیان کرتے ہین۔

نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ملکر یعنے جماعت سے (معالم التنزیل۔ جلالین۔ خازن۔ ابوالسعود۔ مدارک۔ تفسیر کبیر وغیرہ) اس آیت مین حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہین لہذا فرضیت ثابت نہ ہوگی

(۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ جماعت کی نماز مین تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہین (صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کیساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیون کے ہمراہ اور بھی بہتر ہے اور جسقدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالی کو پسند ہے (ابوداؤد وغیرہ)

(۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ بنی سلمہ کے لوگون نے ارادہ کیا کہ اپنی قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اٹھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر قیام کرین تب اُنسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدمون کو جو زمین پر پڑتے ہین ثواب نہین سمجھتے (صحیح بخاری) معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چلکر مسجد مین آئیگا اُسی قدر اُسکو زیادہ ثواب ملیگا۔

(۴) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار مین گزرتا ہے وہ سب نماز مین شمار ہوتا ہے (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکروز عشا کے وقت اپنے اُن اصحاب سے جو جماعت مین شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھکر سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار مین گزرا سب نماز مین محسوب ہوا۔ (صحیح بخاری)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا بشارت دو اُن لوگونکو جو اندھیری راتو نمین جماعت کیلیے مسجد جاتے ہین اسبات کی کہ قیامت مین اُنکے لیے پوری روشنی ہوگی۔ (ترمذی)

(۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشا کی نماز جماعت سے پڑھلے اُسکو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملیگا اور جو عشا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھیگا اُسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ (ترمذی)

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ ایکروز آپ نے فرمایا کہ بیشک

ع‍ہ توریت مین لکھا ہے کہ اُمت محمدیہ کی جماعت مین جتنے آدمی زیادہ ہونگے اسی قدر ہر شخص کو ثواب ملیگا یعنے ہزار آدمی ہونگے تو ہر شخص کو ہزار نمازون کا ثواب ملیگا ۱۲ (بحر الرائق)

میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ امامت کرے اور میں اُن لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلادوں۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہوتا تو میں عشا کی نماز میں مشغول ہوتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ اُن کے گھروں کے مال واسباب کو مع اُسکے جلادیں (مسلم)

عشا کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اِس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک جماعت کی سزا آگ میں جلانا ہے اور یہ سخت سزا شریعت میں نہیں آئی مگر ترک جماعت اور غنیمت میں خیانت کی۔ (اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ)

امام ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابوالدرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ یہ سب لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔

(۹) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک اُن پر شیطان غالب ہو جائیگا پس اے ابوالدرداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اُسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلّے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔ (ابوداؤد)

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سُنکر جماعت میں نہ آئے اور اُسے کوئی عذر بھی نہو تو اُسکی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہے قبول نہو گی صحابہ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خوف یا مرض (ابوداؤد)

اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

(۱۱) حضرت محجن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا حضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو

کہ جماعت ہو رہی ہے تو لوگون کے ساتھ ملکر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔ (مؤطا امام مالک۔ نسائی)

غرض اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابی محجن رضی اللہ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہین ہو۔

(۱۲) یزید بن اسود رضی اللہ عنہما اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہین کہ وہ ایک حج مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے سلام پھیر کر دیکھا کہ دو شخص پیچھے بیٹھے ہوئے ہین اور انھون نے جماعت سے نماز نہین پڑھی پس آپ نے حکم دیا کہ انکو میرے سامنے حاضر کرو تو وہ لائے گئے اس حالت مین کہ انکے بدن مین لرزہ پڑا ہوا تھا انسے حضرت نے فرمایا کہ تم نے ہمارے ساتھ نماز کیون نہین پڑھی وہ دونون عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم اپنے گھرون مین پڑھ چکے تھے آپ نے فرمایا کہ اب ایسا نہ کرنا جب مسجد مین جماعت ہو تو تم بھی پڑھ لیا کرو اگرچہ گھر مین پڑھ چکے ہو تو دوسری نماز تمھاری نفل ہو جائیگی۔ ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہین کہ یہی مضمون محجن اور یزید بن عامر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ (جامع ترمذی)

اور اللہ تعالی کی مصلحت اور حکمت کو دیکھیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج مین جب ایک بیشمار مجمع ہوگا دو صحابیون سے یہ فعل صادر کرادیا کہ جماعت کی سخت تاکید سے تمام لوگ مطلع ہو جائین اور کسیکو ترک جماعت کی جرات نہو

چند حدیثین نمونے کے طور پر ذکر ہو چکین اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سنیے کہ انھین جماعت کا کس قدر اہتمام مد نظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیون نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی مرضی کا ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہے۔

(۱) اسود کہتے ہین کہ ایک دن ہم حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اسکی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا اسپر حضرت عائشہ رض نے تائیداً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رض سے کہو نماز پڑھاوین۔ عرض کیا کہ ابوبکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہین جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو بیق ہو جائین گے اور نماز نہ پڑھا سکین گے آپ نے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ نے فرمایا کہ تم تو ویسی باتین کرتے ہو جیسے یوسف سے مصر کی عورتین کرتی تھین ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھا وین حضرت ابوبکر نماز پڑھانے کو نکلے اتنے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض مین کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ

دو آدمیونکے سہارے سے نکلے میری آنکھونمین ابتک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اُٹھا سکین
حضرت ابوبکر نماز شروع کر چکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائین مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع
اور اُنھین سے نماز پڑھوائی۔ (صحیح بخاری)

(۲) ایکدن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز
نہ پایا تو اُنکے گھر گئے اور اُنکی ماں سے پوچھا کہ آج مین نے سلیمان کو فجر کی نماز مین نہین دیکھا اُنھون
کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اسوجہ سے اسوقت اُنکو نیند آگئی۔ تب حضرت فاروق نے فرمایا کہ مجھے
فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اسکے کہ تمام شب عبادت کرون (موطا
امام مالک) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنی
تہجد سے زیادہ ثواب ہے اسلیے علما نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر مین مخل ہو تو ترک اسکا اولیٰ ہے (اشعۃ اللمعات)

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بیشک ہمنے آزما لیا اپنے کو اور صحابہ کو کہ ترک جماعت نہین کرتا
مگر وہ منافق جسکا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیونکا سہارا دیکر جماعت کیلیے حاضر ہوتے تھے
بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین ہدایت کی راہین بتلائین اور منجملہ اُنکی نماز ہے اُن مسجدون مین جہان
اذان ہوتی ہو یعنی جماعت ہوتی ہو دوسری روایت مین ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کہ کل (قیامت مین)
اللہ کے سامنے مسلمان جائے اُسے چاہیے کہ پنج وقتی نمازونکی پابندی کرے اُن مقامات مین جہان اذان
ہوتی ہو (یعنے جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے
نکالے ہین اور یہ نماز بھی اُنھین طریقون مین سے ہے اگر تم اپنے گھرون مین نماز پڑھ لیا کروگے جیسے یہ منافق پڑھ
لیتا ہے تو بیشک تمسے چھوٹ جائیگی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دوگے اپنے پیغمبر کی سنت کو تو
بے شبہہ گمراہ ہو جاؤگے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے نماز کے لیے مسجد نہین جاتا مگر یہ کہ اُسکے ہر قدم پر ایک
ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہمنے دیکھ لیا کہ جماعت
سے الگ نہین رہتا مگر منافق ہم لوگونکی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت مین دو آدمیون پر
تکیہ لگا کر جماعت کے لیے جاتے تھے اور صف مین کھڑے کر دیے جاتے تھے۔ (مشکوۃ)

(۴) ایکمرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور انکے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم)
یکھو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمانکو اب بھی بے عذر ترک جماعت
جرأت ہو سکتی ہے۔ کیا کسی ایماندار کو حضرت ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے

(۵) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی بی بی فرماتی ہین کہ ایک مرتبہ
والدرداء میرے پاس اس حال مین آئے کہ نہایت غضبناک تھے مین نے پوچھا کہ اسوقت آپکو کیون غصہ آیا
نے لگے اللہ کی قسم مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین اب کوئی بات نہین دیکھتا مگر یہ کہ وہ
عت سے نماز پڑھ لیتے ہین۔ یعنے اب اسکو بھی چھوڑنے لگے۔ (صحیح بخاری)

وہی ابو الدرداء ہین جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جماعت کی تاکید کی تھی پھر انکو اسقدر
غصہ کیون نہ آتا۔ انسے ایک حدیث نماز کی تاکید مین بھی بہت پیارے الفاظ سے منقول ہے جسے ہم اوپر لکھ چکے ہین۔

(۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت اصحاب سے مروی ہے کہ انھون نے فرمایا جو کوئی اذان سنکر جماعت
مین نہ جائے اُسکی نماز ہی نہ ہوگی یہ لکھکر امام ترمذی لکھتے ہین کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے
مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہین۔ (جامع ترمذی)

(۷) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر
نمازین پڑھتا ہو مگر جمعے اور جماعت مین نہ شریک ہوتا ہو اُسے آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ دوزخ مین
جائیگا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان کرتے ہین کہ جمعہ جماعت کا مرتبہ کم سمجھکر
ترک کرے تب یہ حکم کیا جائیگا لیکن اگر دوزخ مین جانے سے داخل تھوڑے دنکے لیے بن لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہوگی

(۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جسکی جماعت ترک ہو جاتی تھی سات دن تک اسکی ماتم پرسی کرتے (احیاء العلوم)

صحابہ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہین اب ذرا
ئمۂ اُمت اور مجتہدین ملت کو دیکھیے کہ انکا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا
مطلب انھون نے کیا سمجھا ہے۔

(۱) ظاہریہ اور امام احمد کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے
بغیر اُسکے نماز نہین ہوتی۔

(۲) امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہین

امام شافعی کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۳) امام شافعی کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے امام طحاوی جو حنفیہ میں ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدث ہیں اُن کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحرالرائق اسی طرف ہیں۔

(۵) اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں۔ درحقیقت حنفیہ کے ان قولوں میں کچھ مخالفت نہیں جیسا کہ آگے بیان کرینگے۔

ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے حلال ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اُسکے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں تو گنہگار ہوں گے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر مسجد جانے کے لیے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اس لیے کہ اگر اقامت سن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے

امام محمد سے مروی ہے کہ جمعے اور جماعت کے لیے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہو

تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اُسکی گواہی قبول نہ کی جاوے بشرطیکہ اُس نے بے عذر صرف سہل انگاری سے جماعت چھوڑی ہو۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہو تو معذور نہ سمجھا جائیگا اور اُسکی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ (بحرالرائق وغیرہ)

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

علما نے بہت کچھ بیان کیے ہیں مگر جہاں تک میری قاصر نظر پہنچی ہے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انھیں کی پاکیزہ عبارت سے اُٹھائے جائیں گے میں خلاصہ اسکا بیان درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

(۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سود مند نہین کہ کوئی عبادت بہم عام کر دیجائے یہانتک کہ وہ عبادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اُسکا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہین کہ اُسکے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

(۲) مذہب مین ہر قسم کے لوگ ہوتے ہین جاہل بھی عالم بھی لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کرین کہ اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اسے تعلیم کر دے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہین جو خرابی اسمین ہوتی ہے بتلا دیتے ہین اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہین پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا

(۳) جو لوگ بے نمازی ہونگے اُنکا حال بھی اس سے کھل جائیگا اور اُنکے وعظ و نصیحت کا موقع ملیگا۔

(۴) چند مسلمانون کا ملکر اللہ کی عبادت کرنا اور اُس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لیے۔

(۵) اس امت سے اللہ کا یہ مقصود ہے کہ اسکا کلمہ بلند اور کلمہ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نرہے اور یہ بات جبھی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لیے جمع ہوا کرین اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کرین انہین سبب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہو گئی اور اُسکی ترغیب دی گئی اور اسکے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(۶) جماعت مین یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانون کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہیگی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت مین شریک ہو سکیگا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جسکی تاکید و فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم مین بیان فرمائی گئی ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔

افسوس ہمارے زمانے مین ترک جماعت ایک عام عادت ہو گئی ہے جاہلون کا کیا ذکر ہم علما کو اس بلا مین مبتلا دیکھ رہے ہین۔ افسوس یہ لوگ حدیثین پڑھتے ہین اور انکے معانی سمجھتے ہین مگر جماعت کی سخت تاکیدین انکے پتھر سے زیادہ سخت دلون پر کچھ اثر نہین کرتین۔ قیامت مین جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہونگے اور اسکے ادا کرنے والے یا ادا مین کمی کرنے والون سے بازپرس شروع ہوگی۔ یہ لوگ کیا جواب دینگے

جماعت کے واجب ہونیکی شرطین

(۱) اسلام - کافر پر جماعت واجب نہین -

(۲) مرد ہونا - عورتون پر جماعت واجب نہین - (بحر الرائق - در مختار وغیرہ)

(۳) بالغ ہونا - نابالغ بچّون پر جماعت واجب نہین - (بحر الرائق وغیرہ)

(۴) عاقل ہونا مست بے ہوش - دیوانے پر جماعت واجب نہین -

(۵) آزاد ہونا - غلام پر جماعت واجب نہین - (بحر الرائق - در مختار وغیرہ)

(۶) تمام عذرون سے خالی ہونا - اُن عذرون کی حالت مین جماعت واجب نہین مگر اد
تو بہتر ہے نہ ادا کرنے مین ثواب جماعت سے محروم رہیگا - (شامی)

ترک جماعت کے عذر پندرہ ہین -

(۱) نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا -

(۲) پانی بہت زور سے برستا ہو - ایسی حالت مین امام محمد نے مؤطا مین لکھا ہو کہ اگرچہ نجانا جائز
بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جاکر نماز پڑھے -

(۳) مسجد کے راستے مین سخت کیچڑ ہو - امام ابو یوسف نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت
جماعت کے لیے آپ کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہین -

(۴) سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے مین یا مسجد تک جانے مین کسی بیماری کے پیدا ہوجانے یا بڑھ جانیکا

(۵) مسجد جانے مین مال و اسباب کے چوری ہوجانے کا خوف ہو -

(۶) مسجد جانے مین کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو -

(۷) مسجد جانے مین کسی قرضخواہ کے ملنے کا اور اُس سے تکلیف پہونچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اسکے
ادا کرنے پر قادر نہو ورا گر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائیگا اور اُسکو ترک جماعت کی اجازت نہوگی - (شا

(۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ دکھلائی دیتا ہو - ایسی حالت مین یہ ضروری نہین کہ لالٹین وغیرہ ساتھ لیکر جا

(۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو -

(۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرنا ہو کہ اسکے جماعت مین چلے جانے سے اُس مریض کی تکلیف یا وحشت کا

نا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک لگی ہو ایسی کہ نماز مین جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

یاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

فر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے مین دیر ہو جائیگی اور قافلہ نکل جائیگا۔ شامی

ن کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہان ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ

ت دنون مین ملتا ہے اور یہان ریل ایک دن مین کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملی تو دوسرے

ت جا سکتا ہے ہان اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہین ہماری شریعت سے حرج اُٹھا دیا گیا ہے۔

ہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے مین ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کبھی کبھی بلا قصد جماعت

لم ہو جائے۔

ئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو اگرچہ اُس کو مسجد تک کوئی پہنچا دینے والا

ں سکے۔ یا لنجہ ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو۔ (بحر الرائق۔ رد المحتار وغیرہ)

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطین

ا مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل مین کرنا کہ مین اس

م کے پیچھے فلان نماز پڑھتا ہون۔ نیت کا بیان بہ تفصیل اوپر ہو چکا ہے۔

) امام اور مقتدی دونون کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہون جیسے دونون ایک ہی مسجد یا ایک ہی

ن مین کھڑے ہون یا حکماً متحد ہون کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اُس پار ہو اور

ر مقتدی پل کے اس پار مگر درمیان مین برابر صفین کھڑی ہون تو اس صورت مین اگرچہ امام کے اور اُن

قتدیون کے درمیان مین جو پل کے اس پار ہین دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونون کا مکان حقیقۃً

تحد نہین مگر چونکہ درمیان مین برابر صفین کھڑی ہوئی ہین اس لیے دونون کا مکان حکماً متحد سمجھا جائیگا

ر اقتدا صحیح ہو جائیگی۔

ر مقتدی کسی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اسلیے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم مین ہے

ر یہ دونون مقام حکماً متحد سمجھے جائینگے۔ اسی طرح اگر کسی گھر کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان مین

ئی چیز حائل نہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائیگی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اُس امام کی اقتدا کرنا جائز

مسجد مین نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

اگر مسجد[عہ] بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا[عہ] یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان کہ جس مین دو صفین[عہ] ہو سکین تو یہ دونون مقام یعنی جہان مقتدی کھڑا ہے اور جہان امام ہے مختلف سمجھے جاوینگے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان مین کوئی نہر ہو جس مین ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان مین صفین نہ ہون تو وہ دونون متحد نہ سمجھے جائینگے اور اقتدا درست نہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر دو صفون کے درمیان مین کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگزر واقع ہو جائے تو اُس صف والون کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزون کے اس پار ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لیے کہ دونون کا مکان متحد نہین ہان اگر ایک ہی سواری پر دونون سوار ہون تو درست ہے (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) مقتدی اور امام دونون کی نماز کا مغائر نہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتدا درست نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ) مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر کی۔ ہان اگر دونون کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہون یا دونون آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہون تو درست ہے۔ (شامی)

امام اگر فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اسلیے کہ یہ دونون نمازین مغائر نہین۔ مقتدی اگر تراویح پڑھتا ہو اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا ہوگی اسلیے کہ دونون نمازین مغائر نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیون کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اسکے کہ امام کے کپڑون مین نجاست غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز مین معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا ا...

عہ بہت بڑی مسجد کی مثال مین فقہا نے شہر خوارزم کی جامع مسجد قدیم کو لکھا ہے جسکے ایک ربع مین چار ہزار ستون تھے ۱۲ (شامی)

عہ بہت بڑا گھر وہ ہے جسکا طول چالیس گز ہو۔ ۱۲ (شامی) گز۔ ۲۴۔ ۱۰ انگل کا۔

عہ امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک صف کم سے کم تین آدمیون سے ہوتی ہے ۱۲ (درمختار وغیرہ)

بعد نماز کے یا اثنائے نماز مین اسکو خیال آیا۔ (در مختار وغیرہ)

امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیون کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے تمام مقتدیون کو حتی الامکان اسکی اطلاع کردے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازون کا اعادہ کرلین خواہ آدمی کے ذریعے سے اطلاع کیجائے یا خط کے ذریعے سے۔ (در مختار - رد المحتار وغیرہ)

ف اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہو مثلاً امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت مین امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہوجانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہین ہر حال مین بلاکراہت اقتدا درست ہے

ف اس مسئلے مین علمای مذاہب اربعہ مختلف ہین اکثر علمانے خاص اسی مسئلے مین مستقل رسالے تصنیف کیے ہین۔ اس اختلاف کا رجوع چند قولون کی طرف ہوتا ہے (۱) جواز اقتدا مطلقاً خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے (۲) جواز اقتدا بشرطیکہ مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب کے موافق نہین ہوئی اگرچہ واقع مین ایسا ہی ہو (۳) جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے (۴) عدم جواز اقتدا خواہ امام مذہب مقتدی کی رعایت کرے یا نہ کرے (۵) جواز اقتدا مع کراہت تنزیہیہ۔ ان سب قولون مین پہلا قول نہایت تحقیق و انصاف پر مبنی ہے شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی اپنے رسالہ انصاف مین تحریر فرماتے ہین کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم مین مختلف مذہب کے لوگ تھے بعضے بسم اللہ نماز مین پڑھتے تھے بعض نہین بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے بعض نماز فجر مین قنوت کرتے تھے بعض نہین بعض فصد وغیرہ اور قے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہین بعض خاص حصے کے چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہین بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہین باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے امام ابو حنیفہؒ اور انکے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی مذہب کے تھے ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کیے ہوے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسف نے انکے پیچھے نماز پڑھلی اور اعادہ نہین کیا امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کیے ہو نماز پڑھائے تو آپ اسکے پیچھے نماز پڑھینگے یا نہین کہنے لگے کیا مین امام مالک اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا۔ ایقاظ النیام مین اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذاہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہین بعض علمانے مثل صاحب بحر الرائق و در مختار و رد المحتار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علمای شافعیہ نے بھی تیسرے قول کو اختیار کیا ہے مگر وہ صحیح نہین گویا ان لوگون کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب مین ہوگیا ہے در حقیقت یہ قول بالکل بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو اسمین سخت افتراق پڑجائیگا اور بڑی مشکل پیش آئیگی ۱۲

مثلاً اس امام کے کپڑون مین ایک درم سے زیادہ منی لگی ہوئی ہو یا منہ بھر قے یا خون نکلنے
بعد بے وضو کیے ہوے نماز پڑھادے یا وضو مین صرف دو تین بال کے مسح پر اکتفا کرے ان
صورتون مین چونکہ امام کی نماز اُس کے مذہب کے موافق صحیح ہو جاتی ہے لہذا مقتدی کی نماز
صحیح ہو جائیگی - ہان اگر امام کی نماز اُس کے مذہب کے موافق صحیح نہو تو مقتدی کی نماز بھی درست [عہ]
اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز مین کچھ خرابی نہ آئی ہو مثلاً امام شافعی مذہب ہو اور اُس
اپنے خاص حصے کو چھوا ہو اور اس کے بعد بے وضو کیے ہوے نماز پڑھائے یا وضو مین اُس
نہ کی ہو یا نماز مین سورۂ فاتحہ کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھی ہو تو حنفی مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے
نہ ہوگی اگرچہ اُس کے مذہب کے موافق نماز مین کچھ خلل نہین ہوا -

یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز اُن کے پیچھے بلا کراہت درست ہے [عہ]
وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کرین یا نہ کرین -

(۵) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے - اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اُس کی
اقتدا درست نہ ہوگی - امام سے آگے کھڑا ہونا اُسوقت سمجھا جائیگا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے
آگے ہو جائے - اگر ایڑی آگے نہو اور انگلیان آگے بڑھ جائین خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب

عہ جن لوگون نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونیکے لیے مذہب مقتدی کی رعایت شرط کی ہے اُنکے نزدیک اس صورت
مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے اس لیے کہ ان صورتون مین مقتدی کے مذہب کے موافق نماز مین کچھ خرابی نہین ہوتی اور مقتدی کی
صحیح ہونیکے لیے اُنکے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر بحر العلوم نے رسائل ارکان مین لکھا ہے کہ ایسی صورت مین میرے نزدیک
مقتدی کو بھی اپنی نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے اس لیے کہ جب امام کی نماز نہین ہوئی تو مقتدی کی نماز جو اس پر موقوف
تھی بدرجہ اولےٰ نہ ہوگی اگرچہ فقہا ایسی حالت مین مقتدی کی نماز کی صحت کا فتوے دے چکے ہین ۱۲

عہ ہمارے زمانے کے بعض متعصب مقلدین غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہین پڑھتے یہان تک کہ اگر کسی امام کو بلند
سے آمین کہتے ہوے سنا یا سینے پر ہاتھ باندھتے ہوے دیکھا تو اپنی نماز کا اعادہ کر لیتے ہین میری ناقص فہم مین یہ تعصب
نہایت برا ہے اور غالباً کوئی عقلمند جو شریعت کے مقاصد سے واقف ہے اس فعل قبیح کو جس کی امت مین افتراق پیدا ہو جائز نہ کہے
ہان اگر کوئی غیر مقلد ہمارے امام صاحب کو برا کہتا ہو تو وہ ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق ہو جائیگا اس صورت مین
اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی [illegible] یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علمون پر تقلید واجب ہے ۱۲

انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائیگا اور اقتدا درست ہو جائیگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۶) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدون اور قعدون وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھکر یا اُسکی یا کسی مکبر کی آواز سنکر یا کسی مقتدی کو دیکھکر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۷) مقتدی کو امام کے انتقال کا معلوم ہونا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً اِس وقت جب امام چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھکر ختم کردے اور شہر یا گاؤن کے اندر ہو۔ اگر شہر یا گاؤن سے باہر ہو تو پھر مقتدی کو امام کے حال کا جاننا شرط نہین اس لیے کہ ایسی حالت مین ظاہر یہ ہے کہ وہ مسافر ہوگا اور چار رکعت کو دو رکعت اُس نے قصر کرکے پڑھا ہوگا نہ سہو کے سبب سے۔ اسی طرح اگر نماز چار رکعت والی نہ ہو یا پوری رکعتین پڑھے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

یہ شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ اگر امام چار رکعت نماز کو دو رکعت پر ختم کردے اور مقتدی کو اُسکے مقیم یا مسافر ہونے کا علم نہو تو اُسے سخت تردد ہوگا کہ امام نے دو رکعت سہو کے سبب سے پڑھی ہین یا مسافر ہے اور قصر کیا ہے اور یہ تردد طرح طرح کی خرابیان پیدا کریگا۔

(۸) مقتدی کو تمام ارکان مین سوا قراءت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اُسکے بعد یا اُس سے پہلے بشرطیکہ اُسی رکن کے اخیر تک امام اُس کا شریک ہو جائے پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کرکے کھڑا ہو جائے اُس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع مین اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اسے مل جائے۔ (ردالمحتار)

اگر کسی رکن مین امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اُس مین شریک نہو۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع مین جائے اور قبل اُس کے کہ امام رکوع کرے کھڑا ہو جائے اُن دونون

فـــــــ جب جماعت زیادہ ہو جاتی ہے اور اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ پچھلی صفون کو امام کے انتقالات کا علم نہوگا تو کچھ لوگون کو مقتدیون مین حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تکبیر چلا کر کہین اس کا بیان آگے ہوگا ۱۲

صورتوں مین اقتدا درست نہوگی۔

(۹) مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہونا۔ **مثال** (۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے

عاجز کے پیچھے درست ہے[عـه] (۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا۔ وضو و غسل کرنے وا

کی اقتدا درست ہے[عـه]۔ اس لیے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت مین یکسان ہے کوئی کسی سے کم نہ

نہین۔ (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزون پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا درست

اس لیے کہ مسح کرنا اور دھونا دونون ایک درجے کی طہارت ہین کسی کو کسی پر فوقیت نہین۔ (۴) معذ

کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونون ایک ہی[سعـه] عذر مین مبتلا ہون مثلاً دونون کو سلس البو

ہو یا دونون کو خروج ریح کا مرض ہو۔ (۵) اُمّی[صعـه] کی اقتدا اُمّی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیون

کوئی قاری نہو۔ (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۷) عورت کی اقتدا عو

عـه نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر نماز جو صحابہ کو پڑھائی تھی اس مین آپ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ کھڑے ہوئے تھ

معلوم ہوا کہ حالت عذر مین قیام نہ کرنا قیام سے کم نہین اور قیام کرنے والون کی اقتدا ایسے شخص کے پیچھے درست۔

عـه امام محمدؒ کے نزدیک اس صورت مین اقتدا درست نہین انکے نزدیک غسل اور وضو کی طہارت تیمم سے قوی

ہان جنازے کی نماز مین ان کے نزدیک بھی درست ہے۔ (بحرالرائق) ۱۲

سعـه معذور سے وہی اصطلاحی معنی مراد ہین جسکی تشریح جلد اول کے صفحہ (۸۶) کے نمبر (۱۲) مین ہو چکی

لعـه صاحب بحرالرائق وغیرہ کے نزدیک دو عذرون کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دونون کا اثر ایک ہو

سلس البول اور زخم کا بہنا یا نکسیر کا جاری رہنا ایک عذر ہے اس لیے کہ دونون کا اثر ایک ہے دونون مین نجاست حکمیہ یع

بھی ہوتا ہے اور نجاست حقیقیہ بھی ہوتی ہے ہان خروج ریح اور سلس البول انکے نزدیک بھی دو عذر ہین کیونکہ خروج ریح

صرف نجاست حکمیہ ہوتی ہے اور سلس البول مین دونون۔ صاحب درمختار نے بھی اسی مطلب کو اختیار کیا

کتابون مین اسکے خلاف ہے ان کے نزدیک عذر کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو عذر ایک کو ہو وہی دوس

اس مطلب کے موافق سلس البول اور زخم کا بہنا دو عذر ہون گے نہرالفایق اور کبیری وغیرہ نے اسی مطلب کو اخ

حلیہ مین اسی کو امام صاحب کا مذہب لکھا ہے علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار مین اسی مطلب کو احسن لکھا ہے اور

درمختار پر اعتراض کیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اکثر نہرالفایق کی اتباع کیا کرتے ہین یہان کیون اسکو چھوڑ کر بحرالرائق کی

صعـه اُمّی وہ جاہل جسے قرآن مجید کی ایک آیت بھی یاد نہو۔ قاری جو ایسا نہو ۱۲

مخنث کے پیچھے درست ہے (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے
(۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے
(۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اس لیے کہ قسم کی نماز بھی نفل ہے (۱۲) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اسی چیز کی نذر کی جسکی فلان شخص نے نذر کی ہے۔ **حاصل** یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائیگی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتدا درست نہیں۔

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے۔

(۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے یا مخنث کے پیچھے۔

(۳) مخنث کی مخنث کے پیچھے۔

(۴) جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو ع۵ اسکی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا اس لیے یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ جب مقتدی امام سے زیادہ نہیں بلکہ اسکی برابر ہے تو اقتدا کیوں درست نہ ہوگی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو مخنث امام ہے شاید عورت ہو اور جو مخنث مقتدی ہے شاید مرد ہو اس لیے کہ مخنث میں دونوں احتمال ہوتے ہیں پس مقتدی کے امام سے بڑھ جانے کا خوف ہے۔ اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا پس اس صورت میں بھی مقتدی کے امام سے بڑھ جانے کا خوف ہے (۵) مخنث کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ مخنث مرد ہو
(۶) ہوش و حواس والے کی اقتدا مجنون مست بے ہوش بے عقل کے پیچھے (۷) طاہر کی اقتدا طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو (۸) ایک عذر والے کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو خروج ریح

ع۵ حیض کا زمانہ یاد نہ ہونے کی صورت اور اسکا حکم بہت تفصیل سے جلد اول کے صفحہ (۱۳۵) میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

اور سلس البول دو بیماریاں ہوں (۹) ایک عذر والے کی اقتدا دوسرے عذر والے کے پیچھے مث
سلس البول والا ع ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتدا اُمی کے پیچھے
(۱۱) اُمی کی اقتدا اُمی کے پیچھے بحالیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو۔ اس صورت میں امام کی نما
فاسد ہو جائیگی اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرارت سب مقتدیوں
طرف سے کافی ہو جاتی اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائیگی جنمیں
وہ امی بھی ہے (۱۲) اُمی کی اقتدا گونگے کے پیچھے اس لیے کہ اُمی اگرچہ بالفعل قرارت نہیں کر س
مگر قادر تو ہے گونگے میں تو یہ بھی نہیں (۱۳) جس شخص کا جسم عورت چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا بر
کے پیچھے (۱۴) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے۔ اگر کوئی شخص صرف سج
سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں۔ (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے وا
کے پیچھے (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے اس لیے کہ نذر کی نماز و
ہے (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں
چار رکعت پڑھونگا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہوگی اس
کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل قسم کی نماز میں اختیار ہے چاہے نماز پڑھ کے اپنی قسم پوری
کرے یا کفارہ دیدے نماز نہ پڑھے۔ (۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مث
سین کو ثے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں ایسا ہی تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف
اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرارت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے
تو اقتدا صحیح ہو جائیگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۲۰) امام کا واجب الانفراد نہ ہونا۔ یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق
امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی
شخص کسی مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۱) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا۔ یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے

ع صاحب بحرالرائق وغیرہ کے نزدیک ایسی صورت میں اقتدا درست ہے اس لیے کہ انکے نزدیک عذر
دو ہونے کا اور یہی مطلب ہے جو اس صفحہ کے حاشیہ میں بیان ہو چکا ۱۲

ک یا حکماً جیسے لاحق - لاحق اپنی ان رکعتون مین جو امام کے ساتھ اس کو نہین ملین مقتدی کا حکم
تا ہے - لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہین اسی طرح مسبوق اگر
ق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہین - (رد المحتار)

یارہ شرطین جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کین اگر ان مین سے کوئی شرط کسی مقتدی مین نہ پائی
ئے گی تو اسکی اقتدا صحیح نہ ہوگی -

ب کسی مقتدی کی اقتدا نہ صحیح ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی - جس کو اس نے بحالت اقتدا ادا
ی ہے - (در مختار وغیرہ)

جماعت کے احکام

شرط ہے - جمعے اور عیدین کی نمازون مین - (بحر الرائق - در مختار وغیرہ)
واجب ہے - پنج وقتی نمازون مین - خواہ گھر مین پڑھی جائین یا مسجد مین بشرطیکہ کوئی عذر نہو
ر ترک جماعت کے عذر پندرہ ہین جو اوپر بیان ہو چکے

ے جماعت مین بظاہر ہمارے فقہا کے دو قول معلوم ہوتے ہین - بعض کتابون مین سنت موکدہ لکھا ہے بعض
ن واجب اور اسی وجوب کو مذہب راجح اور اکثر محققین کا مذہب بیان کیا گیا ہے (بحر الرائق - در مختار وغیرہ) مگر محقق ابن ہمام
تے ہین کہ جن کتب میں اس کو سنت لکھا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود
ت سنت ہے اس لیے کہ تمام مشائخ حنفیہ کا وجوب جماعت پر اتفاق ہے - وجوب کے جو لوگ قائل ہین ان کی
ل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مواظبت ہے اور تارک جماعت پر سخت سے سخت وعید مثل آگ مین جلا دینے کے جو صحیح
دیث مین مذکور ہے اور وہ احادیث اوپر نقل ہو چکین ان احادیث مین ان لوگون کو تارک جماعت کے عنوان
ے یاد کر کے اس سزا کا اظہار کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سزا کا استحقاق انکو ترک جماعت کے سبب سے ہوا تھا کسی
ر بدعت کے سبب سے متاخرین مین جو لوگ جماعت کے سنت ہونے کے قائل ہین انکی شبہات اور انکا جواب فتح الباری مین تفصیل سے دیا ہے

ے بعض علما کے نزدیک گھر مین جماعت کرنا بدعت ہے یہ وہی لوگ ہین جن کے نزدیک اذان کا جواب قدم سے دینا
ب ہے مگر اوپر ہم لکھ چکے ہین کہ صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہے لہذا گھر مین بھی جماعت
رنا جائز ہے ہان مسجد مین ثواب زیادہ ملے گا - (بحر الرائق - منحۃ الخالق)

سنت مؤکدہ ہے - نماز تراویح مین اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز
کسوف کے لیے - (بحر الرائق وغیرہ)

مستحب ہے رمضان کے وتر مین[1]-

مکروہ تنزیہی ہے سوا رمضان کے اور کسی زمانہ کے وتر مین (بحر الرائق - منحۃ الخالق)
اس کے مکروہ ہونے مین یہ شرط ہے کہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی
تین[2] آدمی سے جماعت پڑھ لین تو مکروہ نہین - (شامی)

مکروہ تحریمی ہے نماز خسوف مین - اور تمام نوافل مین بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائین جس
اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگون
کو جمع کر کے ہان اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت
سے پڑھ لین تو کچھ مضائقہ نہین -

ایسا ہی مکروہ تحریمی ہے - ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد مین ان چار شرطون سے (۱) مسجد
محلہ کی ہو عام رہگذر پر نہ ہو (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہکر پڑھی گئی ہو - (۳) پہلی
جماعت اُن لوگون نے پڑھی ہو جو اس محلے مین رہتے ہین اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار
حاصل ہے - (۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے
پہلی جماعت ادا کی گئی ہے
اگر دوسری جماعت مسجد مین نہ ادا کی جاوے بلکہ گھر مین[3] تو پھر مکروہ نہین - اسی طرح اگر کوئی شرط ان

---

[1] بعض علما کے نزدیک رمضان کے وتر مین جماعت مستحب نہین ہے مگر یہ صحیح نہین - ابن ہمام کے نزدیک تراویح کی طرح اس مین بھی جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر شرح منیہ مین ہے کہ اس کی سنیت تراویح کی سنیت کے مثل نہین ہے ۱۲

[2] دو تین کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ تین سے زیادہ آدمیون کی جماعت کے مکروہ ہونے مین اختلاف ہے تین تک بالاتفاق مکروہ نہین - ۱۲ (بحر الرائق وغیرہ)

[3] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بعد جماعت ہو جانے کے گھر مین جماعت کرتے تھے اس کے مکروہ نہ ہونے مین کسی کا اختلاف نہین ۱۲

شرطون مین نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام ہو گزر پر ہو محلے کی نہو تو اس مین دوسری بلکہ تیسری
بھی جماعت بھی مکروہ نہین - یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہکر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری
جماعت مکروہ نہین - یا پہلی جماعت اُن لوگون نے پڑھی ہو جو اُس محلے مین نہین رہتے نہ اُن کو مسجد کے
انتظامات کا اختیار حاصل ہے - یا دوسری جماعت اُس ہیئت سے نہ ادا کی جائے جس ہیئت سے
پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہان سے
ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائیگی اور یہ جماعت مکروہ نہوگی - (رد المحتار)

؎ جس مسجد مین امام اور موذن مقرر ہو اور جماعت کا وقت معین اور لوگون کو معلوم ہو اُس مسجد کو
محلے کی مسجد کہتے ہین (شامی) اگر امام اور موذن مقرر نہ ہو یا جماعت کا وقت معین اور معلوم نہ ہو تو وہ سڑک
کی مسجد ہے محلے کی نہین ۱۲ -

؎ اگرچہ ظاہر الروایت مین حنفیہ کے نزدیک دوسری جماعت کی کراہت منقول ہے اور اسی بنا پر
بعض علما اس صورت مین بھی دوسری جماعت کو مکروہ کہتے ہین مگر قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر
ہیئت بدل دی جائے تو مکروہ نہین اور انھین کے قول پر فتوے ہے علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار مین اس کو
نہایت بسط سے لکھا ہے - احادیث سے بھی دوسری جماعت کا جواز نکلتا ہے - ترمذی اور ابوداؤد مین ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ کون ہے جو اس کے ساتھ احسان کرے اور اس کے
ساتھ نماز پڑھ لے یعنی اس کو جماعت کا ثواب دلا دے پس ایک شخص کھڑے ہو گئے اور انھون نے اُس کے ساتھ
نماز پڑھ لی - بعض روایت مین ہے کہ وہ شخص جو اُس کے ساتھ نماز پڑھنے کو کھڑے ہو گئے امیر المومنین ابو بکر
صدیق تھے اور نیز صحیح بخاری مین بطور تعلیق کے مذکور ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی رفاعہ کی مسجد مین آئے اور وہان
نماز ہو چکی تھی انھون نے وہان پھر اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت ادا کی - بعض لوگون کا یہ خیال ہے
کہ اگر دوسری جماعت کی اجازت دیجائیگی تو پہلی جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہے حالانکہ یہ امر جب لازم
آئیگا کہ دوسری جماعت بطور التزام کے قائم کردیجائے اور جب بطور التزام کے ایک ہی جماعت مقرر ہے اور
اتفاقاً کبھی کچھ لوگ اس مین نہ ہوے تو انکے جماعت کرنے سے یہ امر لازم نہین آتا علاوہ اسکے جب پہلی جماعت کے
برابر دوسری جماعت کا ثواب نہین رکھا گیا تو طالبان ثواب کسی طرح پہلی جماعت مین کمی نہ کرین گے اور جو لوگ
کہ جماعت ہی نہین کرتے اس کا کیا علاج واللہ اعلم ۱۲

حرمین شریفین کی مسجدین عام رہگذر کی مسجد کا حکم رکھتی ہین اس لیے کہ اُن کی جماعت کا وقت معین اور معلوم نہین لہذا اُن مین دوسری جماعت مکروہ نہین۔ (رد المختار)

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

(۱) مقتدیون کو چاہیے کہ تمام حاضرین مین امامت کے لایق جس مین اوصاف زیادہ ہون اُسکو امام بناوین اور اگر کئی شخص ایسے ہون جن مین امامت کی لیاقت ہو تو غلبۂ راے پر عمل کرین یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگون کی راے ہو اُس کو امام بناوین اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوے جو امامت کے لایق ہے کسی نالایق کو امام کردین گے تو ترک سنت کی خرابی مین مبتلا ہون گے۔

سب سے زیادہ استحقاق امامت ۱ اُس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اُس مین کوئی فسق وغیرہ نہو اور جس قدر قراءت مسنون ہے اُسے یاد ہو پھر ۲ وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قراءت کے قواعد کے موافق پھر ۳ وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو پھر ۴ وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو پھر ۵ وہ شخص جو سب مین زیادہ خلیق ہو پھر ۶ وہ شخص جو سب مین زیادہ خوبصورت ہو پھر ۷ وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر ۸ وہ شخص جسکا سر سب سے بڑا ہو پھر ۹ وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافرون کے پھر ۱۰ وہ شخص جو اصلی آزاد ہو پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اُس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو جس شخص مین دو وصف پائے جائین وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اُس کے جس مین ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اُس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن اچھا نہ پڑھتا ہو۔

(۲) اگر کسی کے گھر مین جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے اُس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بناوے ہان اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہون تو پھر انھین کو استحقاق ہوگا۔ (درمختار شامی وغیرہ)

جس مسجد مین کوئی امام مقرر ہو اُس مسجد مین اُس کے ہوتے ہوے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہین ہان اگر وہ کسی دوسرے کو امام بناوے تو پھر مضایقہ نہین۔

…ضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہین (درمختار وغیرہ)

(۳) بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہان اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اُس کی برابر کسی مین نہ پائے جاتے ہون تو پھر اُس کے اوپر کراہت نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) فاسق اور بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر خدانخواستہ سوا ایسے لوگون کے کوئی دوسرا شخص وہان موجود نہو تو پھر مکروہ نہین۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۵) غلام کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گانون کے رہنے والے کا اور نابینا کا یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولدالزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے ہان اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہون اور لوگون کو ان کا امام بننا ناگوار نہو تو پھر مکروہ نہین اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے

اگر کسی کو کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگون کو نفرت ہوتی ہے مثل سپید داغ جذام وغیرہ کے تو اُس کا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۶) نماز کے فرائض اور واجبات مین تمام مقتدیون کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے۔ ہان سنن وغیرہ مین موافقت کرنا واجب نہین پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع مین جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت ہاتھون کو اُٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھون کا اُٹھانا ضروری نہین اس لیے کہ

ف… فاسق وہ شخص جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو مثل شراب خوار چغل خور غیبت کرنے والے وغیرہ کے بدعتی وہ جو ایسا فعل عبادت سمجھ کے کرے جس کی اصل شریعت مین نہ ہو نہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت نہ احادیث سے۔ نہ قیاس سے نہ اجماع سے فاسق اور بدعتی مین فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھکر۔ لہذا بدعتی کا مرتبہ فاسق سے بھی بدتر ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے مین زیادہ کراہت ہے۔ ۱۲

ف… ان لوگون کا امام بنانا اس لیے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولدالزنا کو علم دین حاصل کرنے کا موقع نہین ملتا غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہین ملتی گنوار کو دیہات مین کوئی ذی علم نہین ملتا ولدالزنا کا کوئی تربیت کرنے والا نہین ہوتا علاوہ اس کے ان لوگون کی امامت سے بعض لوگون کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے واللہ اعلم۔

ہاتھون کا اُٹھانا اُن کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فجر کی نماز مین شافعی مذہب قنوت پڑھ
تو حنفی مقتدیون کو ضروری نہین - ہان وتر مین البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہذا اگر وتر
امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیون کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چا
(ردالمحتار وغیرہ)

(۷) امام کو نماز مین زیادہ بڑی بڑی سورتین پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہون یا رکوع
وغیرہ مین زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی؎ ہے بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیون کی حاجت اور ضر
اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب مین زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قراءت
کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے؎ تاکہ لوگون کا حرج
جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے -

(۸) اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کی برا
کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے اگر بائین جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے - (درمختار وغیرہ)

(۹) اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہون تو اُن کو امام کے پیچھے صف باندھکر کھڑا ہونا چاہیے اگر امام کے
داہنے بائین جانب کھڑے ہون اور دو ہون تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہون تو مکروہ تحر
ہے اس لیے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہون تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے - (درمختار - شامی)

(۱۰) اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہو گیا
اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی ملکر امام
کے پیچھے کھڑے ہون اگر وہ نہ ہٹے تو اُن مقتدیون کو چاہیے کہ اُس کو کھینچ لین اور اگر نادانستگی سے
وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائین جانب کھڑے ہو جائین پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائین تو امام کو چاہیے

؎ حدیث مین آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہیے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ڈانٹا کہ وہ کیون نماز عشا مین بڑی بڑی سورتین پڑھتے ہین جس سے اُن کی
قوم کو تکلیف ہوتی ہے ۱۲ -

؎ ایک مرتبہ ایک بچے کے رونے کی آواز سن کر حضرت نے فجر کی نماز مین صرف قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس پر اکتفا کی تھی کیونکہ اس کی ماں نماز مین تھی ۱۲

خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائین اور امام کے پیچھے ہو جائین اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے۔

(۱۱) اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

(۱۲) اگر مقتدیون مین مختلف قسم کے لوگ ہون کچھ مرد کچھ عورت کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے اُنکی صفین قائم کرے پہلے مردون کی صفین پھر نابالغ لڑکون کی پھر نابالغ لڑکیون کی پھر بالغ مخنثون کی پھر نابالغ مخنثون کی پھر بالغ عورتون کی پھر نابالغ لڑکیون کی۔

(۱۳) امام کو چاہیے کہ صفین سیدہی کرے یعنی صف مین لوگون کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے صف مین ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیے درمیان مین خالی جگہ نہ رہنا چاہیے مگر مخنثون کی صف مین البتہ ایک کو دوسرے سے مل کر نہ کھڑا ہونا چاہیے بلکہ درمیان مین کوئی حائل یا خالی جگہ جس مین ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھوڑ دی جائے اس لیے کہ ہر مخنث مین مرد اور عورت دونون کا احتمال ہے لہذا مل کر کھڑے ہونے مین نماز فاسد ہو جائیگی۔

(۱۴) تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت مین چاہیے کہ صف سے کسی آدمی کو کھینچکر اپنے ساتھ کھڑا کرلے۔

پہلی صف مین جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف مین کھڑا ہونا مکروہ ہے ہان جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف مین کھڑا ہونا چاہیے۔

(۱۵) اگر جماعت صرف عورتون کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیون کے بیچ مین کھڑا ہونا چاہیے آگے نہ کھڑا ہونا چاہیے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد۔ ؎

صحیح یہ ہے کہ صرف عورتون کی جماعت مکروہ نہین بلکہ جائز ہے۔

؎ ہمارے فقہا صرف عورتون کی جماعت کو مکروہ تحریمی لکھتے ہین مگر چونکہ احادیث مین مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رض۔ عورتون کی امامت کرتی تھین اور ام ورقہ کو حضرتؐ نے امامت کی اجازت دی تھی اس لیے مکروہ تحریمی کہنا بالکل خلاف تحقیق ہے امام محمد نے کتاب الآثار مین لکھا ہے کہ ہم کو اچھا نہین معلوم ہوتا کہ عورت امامت کرے اس عبارت سے نکلتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک صرف عورتون کی جماعت مستحب نہین ہے نہ یہ کہ مکروہ ہے معلوم نہین ہمارے فقہا نے کراہت کہان سے ثابت کی۔ مولانا ابو الحسنات نور اللہ مرقدہ اس مسئلہ مین ایک جامع اور محقق رسالہ تصنیف فرمایا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲

(۱۶) اگر جماعت صرف مخنثون کی ہو تو اُن کا امام مقتدیون سے آگے کھڑا ہو - مقتدیون کے بیچ یا اُن کے برابر نہ کھڑا ہو اگرچہ ایک ہی مقتدی ہو اگر امام مقتدیون کی برابر کھڑا ہو جائیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی - وجہ اس کی اوپر گذر چکی -

(۱۷) مرد کو صرف عورتون کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہان کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم مثلاً اس کی زوجہ یا مان بہن وغیرہ کے موجود ہو - ہان اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہین (درمختار وغیرہ)

(۱۸) اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشا کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثنا مین کوئی شخص اسکی اقتدا کرے تو اُسپر بلند آواز سے قرارت کرنا واجب ہے پس اگر سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ پھر سورۂ فاتحہ عــہ اور دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس کہ امام کو فجر مغرب عشا کے وقت بلند آواز سے قرارت کرنا واجب ہے ہان سورۂ فاتحہ کے مکرر ہو جانے سے سجدۂ سہو کرنا پڑیگا - (درمختار وغیرہ)

(۱۹) امام کو اور ایسا ہی منفرد کو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائین جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک گز یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کی برابر موٹی ہو - ہان اگر مسجد مین نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام مین جہان لوگون کا نماز کے سامنے سے گذر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہین -

امام کا سترہ عــہ تمام مقتدیون کی طرف سے کافی ہے بعد سترہ قائم ہو جانے کے نماز کے آگے سے نکل جانے مین کچھ گناہ نہین لیکن اگر سترے کے اُس طرف سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا -

(۲۰) لاحق عــہ یعنی وہ مقتدی جس کی کچھ رکعتین یا سب رکعتین بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہین خواہ بعذر مثلاً نماز مین سو جائے اور اس درمیان مین کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہے یا لوگون کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے جائے اور اس درمیان مین

عــہ بعض فقہا کے نزدیک اگر سورۂ فاتحہ نصف سے کم آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہے تو پھر بلند آواز سے پڑھے ورنہ جس قدر آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہے اسکو بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ اسکے آگے سے ۱۲ شامی

عــہ سترہ اس چیز کو کہتے ہین جو نمازی اپنے سامنے کھڑی کرتا ہے ۱۲

اُس کی رکعتیں جاتی رہیں نماز خوف[5] میں پہلا گروہ لاحق ہے اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع یا سجدہ کر لے یہ رکعت اُس کی کالعدم سمجھی جائیگی اور اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔

لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جو اُس کی جاتی رہی ہیں بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائیگا یعنی جیسے مقتدی قرارت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرارت نہ کرے بلکہ سکوت کیے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی اور تمام باتوں میں جیسا کہ مقتدی پر امام کا اتباع واجب ہوتا ہے ویسا ہی لاحق پر بھی

(۲) مسبوق کو چاہیے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرارت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اور اگر کوئی سہو ہو جائے تو اسکو سجدۂ سہو بھی کرنا ضروری ہے

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہیے پہلے قرارت والی پھر بے قرارت کی اور رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی اُن کی رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں بھی قعدہ کرے وعلے ہذا القیاس۔ **مثال** ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اس کو چاہیے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں

---

[5] نماز خوف اُس نماز کو کہتے ہیں جو دشمن سے لڑائی کے وقت پڑھی جاتی ہے چونکہ اُسمیں لشکر کے دو حصے کر دیے جاتے ہیں پہلا حصہ آدھی نماز امام کے ساتھ پڑھکر میدان جنگ میں چلا جاتا ہے اسکے بعد دوسرا حصہ آکر آدھی نماز پڑھکر میدان میں چلا جاتا ہے اسکے بعد پہلا حصہ آکر اپنی نماز تمام کرتا ہے اور پھر میدان میں چلا جاتا ہے اسکے بعد دوسرا حصہ آکر اپنی نماز تمام کر لیتا ہے۔ پہلا حصہ لاحق ہے اور دوسرا حصہ مسبوق ۱۲

اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملاکر رکوع سجدہ کرکے
پہلا قعدہ کرے اس لیے کہ یہ رکعت اُس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری
رکعت مین بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لیے کہ
یہ رکعت اُس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت مین سورۂ فاتحہ کے سا
دوسری سورت ملائے کیونکہ یہ رکعت قراءت کی تھی

(۲۲) اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتین ہوجانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد
شرکت کے پھر کچھ رکعتین اُس کی چلی جائین تو اُس کو چاہیے کہ پہلے اپنی اُن رکعتون کو ادا کرے جو بعد
شرکت کے گئی ہین جن مین وہ لاحق ہے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اُس مین شریک
ورنہ باقی نماز بھی پڑھے مگر اس مین امام کی متابعت کا بالکل خیال رکھے بعد اس کے اپنی اُن رکعتون
ادا کرے جن مین مسبوق ہے **مثال** عصر کی نماز مین ایک رکعت ہوجانے کے بعد کوئی شخص شریک
ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان مین نماز ختم
تو اُس کو چاہیے کہ پہلے ان تینون رکعتون کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہین پھر اُس رکعت
جو اُس کے شریک ہونے سے پہلے ہوچکی تھی اور ان تینون رکعتون کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی
قراءت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت مین قعدہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت
ہے اور امام نے اس مین قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت مین بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اُس کی
دوسری رکعت ہے پھر تیسری مین بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے امام
اس مین قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہوچکی تھی اور
مین بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اُس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت مین اس کو قراءت بھی
ہوگی اس لیے کہ اس رکعت مین وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتون کے ادا کرنے مین
کا حکم رکھتا ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۲۳) مقتدیون کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ
کے ساتھ کرین رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ قومہ بھی اُس کے قومہ کے ساتھ سجدہ بھی اُس کے
سجدے کے ساتھ غرض کہ ہر فعل اُس کے ہر فعل کے ساتھ ہان اگر قعدۂ اولی مین امام قبل اس

ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدۂ اخیر میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدے وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑے ہونا چاہیے

جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ

(۱) اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پونچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کر لے۔ (شامی وغیرہ)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر عشا کا وقت ہو فجر۔ عصر۔ مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لیے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہے چنانچہ اوقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گذر چکا اور مغرب کے وقت اس لیے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

(۳) اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں وہ فرض جماعت سے ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس نماز کو تمام کر دینا چاہیے نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر عشا کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے

عصر مغرب عشا کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دینا چاہیے نماز نہ توڑنا چاہیے۔

(۴) اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ دو رکعت

پڑھکر سلام پھیردے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو نفل نماز کو توڑنا نہ چاہیے اگرچہ پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

یہی حکم ہے ظہر اور جمعے کی سنت موکدہ کا کہ اگر شروع کرچکا ہو اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھکر سلام پھیردے اور پھر اُن سنتوں کو بعد فرض کے پڑھ لے ظہر کی سنتیں بعد ان دو سنتوں کے پڑھی جائیں جو فرض کے بعد ہیں۔ (شامی وغیرہ)

(۵) اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جاے بشرطیکہ کسی رکعت کے جانے کا خوف ہو ہان اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائیگی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جاے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہیگی تو پھر موکدہ سنتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہین چھوڑ دے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ پڑھکر ان سنتوں کو پڑھے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ موکد ہین لہذا ان کے لیے حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کرلی جائین بشرطیکہ قعدۂ اخیرہ مل جانے کی امید ہو[ع] اگر قعدۂ اخیرہ کے بھی نہ ملنے کا خوف ہو تو پھر نہ پڑھے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنتین اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائیگی تو جماعت نہ ملیگی تو ایسی حالت مین چاہیے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے فرض ہونے کی حالت مین جو سنتین پڑھی جائین خواہ فجر کی ہون یا کسی اور وقت کی وہ ایسی جگہ پر پڑھی جائین جو مسجد سے علٰحدہ ہو اس لیے کہ جہان فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علٰحدہ مسجد کے کسی گوشے مین پڑھے اور یہ بھی نہ ہو تو نہ پڑھے۔ (درمختار وغیرہ)

(۶) اگر جماعت کا قعدہ مل جاے اور رکعتین نہ ملین تب بھی جماعت کا ثواب مل جائیگا اگرچہ فقہا مین اس کو جماعت کی نماز نہین کہتے جماعت سے ادا کرنا جب ہی کہا جائیگا کہ جب کل رکعتیں

ع بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو سنت فجر پڑھے اور اگر امید نہ ہو تو چھوڑ دے خواہ قعدۂ اخیرہ ملنے کی امید ہو یا نہین۔ صاحب شرح وقایہ وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے مگر ابن ہمام اور حلبی و شارح منیہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے۔ ۱۲

ملجائین یا اکثر رکعتین مل جائین مثلاً چار رکعت والی نماز کی تین رکعت ملجائین یا تین رکعت والی نماز کی دو رکعتین مل جائین - اگرچہ بعض فقہا کے نزدیک جب تک کل رکعتین نہ ملین جماعت مین شمار نہین ہوتا -

(۴) جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائیگا کہ وہ رکعت مل گئی ہان اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے مین نہ ہوگا -

نماز جن چیزون سے فاسد ہوجاتی ہے

(۱) نماز کے شرائط مین سے کسی شرط کا مفقود ہوجانا **مثال** (۱) طہارت باقی نہ رہے طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتون مین نماز فاسد نہین ہوتی جن کو ہم نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کرین گے - (۲) ہوش حواس درست نہ رہین خواہ بیہوشی کے سبب سے یا جنون آسیب وغیرہ کی وجہ سے (۳) سینے کو قصداً بے عذر قبلہ سے پھیرنا اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت مین سینہ قبلے سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن کے مثل رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہین یا کسی عذر سے قصداً پھیرا جائے تب بھی نماز فاسد نہوگی مثلاً حالت نماز مین کسی کو یہ شبہہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لیے سینہ قبلے سے پھیرلے اور بعد اس کے یاد آجائے کہ وضو نہین گیا اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہوجائے گی

(۲) نماز کے فرائض کا ترک ہوجانا خواہ عمداً یا سہواً مثلاً قرأت بالکل نہ کرے یا قیام رکوع سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کردیا جائے -

(۳) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا -

(۴) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدۂ سہو نہ کرنا -

(۵) حالت نماز مین کلام نہ کرنا - کلام کے مفسد نماز ہونے مین یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس مین دو حرف ہون یا ایسا ایک حرف ہو جس کے معنے سمجھ مین آجاتے ہون - (درمختار وغیرہ)

کلام کی پانچ قسمین ہین -

پہلی قسم کسی آدمی کے مخاطبہ مین۔ یہ کلام ہر حال مین مفسد نماز ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً عربی زبان مین ہو یا غیر عربی وہ لفظ قرآن مجید مین ہو یا نہین **مثال** (۱) کوئی شخص یہ سمجھکر کہ مین نماز مین نہین ہون یا اور کسی دھوکے مین آکر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے (۲) نماز کی حالت مین کسی آدمی سے کہے کہ اُقتُلِ الحَیَّۃَ[۱]۔ (۳) نماز کی حالت مین کسی سے کہے کہ پڑھو (۴) کسی یحییٰ نام آدمی سے کہے کہ یا یَحیٰی خُذِ الکِتَابَ[۲] یا کسی موسیٰ نام آدمی سے کہے کہ یا موسیٰ یا کسی سے کہے کہ اِقْرَأْ[۳] یہ سب الفاظ قرآن مجید کے ہین یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ مین ہو۔ اور یہی حکم ہے اگر دوسرے کی چھینک کے جواب مین یَرْحَمُکَ اللّٰہُ[۴] کہے یا اچھی خبر سنکر کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکل جائے اگر اللہ تعالےٰ کا نام کسی سے سُن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہوجائیگی بشرطیکہ اِس کہنے سے اُس شخص کا جواب دینا ہو (درمختار وغیرہ)

حاصل یہ کہ جب آدمیون کے مخاطبہ مین کلام کیا جائیگا خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت مین ہو نماز فاسد ہو جائے گی

دوسری قسم کسی جانور کے مخاطبہ مین کلام کرنا یہ کلام بھی ہر حال مین مفسد نماز ہے

تیسری قسم خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ عربی لفظ نہو اور ایسی نہو جو قرآن مجید مین وارد ہوئی ہو۔ اگر عربی لفظ ہو اور قرآن مجید مین وارد ہو تو اُس سے نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً اپنی چھینک کے جواب مین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یا اسی قسم کی کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے۔ اگر کوئی لفظ کسی شخص کی سخن تکیہ ہو تو اس کے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ وہ لفظ قرآن مین وارد ہو مثلاً نَعَمْ کسی کا سخن تکیہ ہو تو نَعَمْ کہنے سے اُس کی نماز فاسد ہوجائیگی اگرچہ یہ لفظ قرآن مجید مین ہے

چوتھی قسم۔ ذکر اور دعا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت مین ہو یا عربی عبارت مین ہو مگر قرآن مجید اور احادیث مین وارد نہو نہ اُس کا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو مثلاً

---

[۱] ترجمہ۔ سانپ کو مار ڈال ۱۲ [۲] ترجمہ۔ اے یحییٰ کتاب لے لو ۱۲
[۳] ترجمہ۔ پڑھو ۱۲ [۴] اللہ تم پر رحم کرے ۱۲

حالت نماز مین اللہ تعالے سے دعا کرے کہ اللّٰھم[عہ] اعطنی الملح اللّٰھم[عہ] زوجنی فلانۃ یہ دعائین نہ قرآن مجید مین ہین نہ احادیث مین نہ ان کا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہے لہذا ایسی دعاؤن سے نماز فاسد ہو جائے گی ہان اگر قرآن مجید یا احادیث مین کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اس کا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ بے موقع پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدون مین

پانچوین قسم - حالت نماز مین لقمہ دینا یعنی کسی کو قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا - یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ لقمہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اُس کا امام نہو -

مسئلہ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان مین اختلافی ہے بعض علما نے اس مسئلہ مین مستقل رسالے تصنیف کیے ہین اس لیے ہم چند جزئیات اُس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہین -

صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرارت کر چکا ہو یا نہین قدر ضرورت سے وہ مقدار قرارت کی مقصود ہے جو مسنون ہے - (نہر الفائق شامی وغیرہ)

امام اگر بقدر ضرورت قرارت کر چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ رکوع کر دے مقتدیون کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے - مقتدیون کو چاہیے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دین - ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھکر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے

اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اُس کا مقتدی نہو خواہ وہ بھی نماز مین ہو یا نہین تو یہ شخص اگر لقمہ لے لیگا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی ہان اگر اُس کو خود بخود یاد آجائے خواہ اُس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اُس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہو تو اُس کی نماز مین فساد نہ آئے گا - (شامی)

اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اُس کا امام نہین خواہ وہ بھی نماز مین ہو یا نہین ہر حال مین اُس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائیگی - (بحر الرائق وغیرہ)

مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید مین دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اُس کی نماز فاسد

عہ ترجمہ اے اللہ مجھے نمک عنایت فرما ۱۲

عہ ترجمہ - اے اللہ میرا نکاح فلان عورت سے کردے ۱۲

ہو جائیگی اور امام اگر لے لیگا تو اُس کی نماز بھی۔

اسی طرح اگر حالت نماز مین قرآن مجید دیکھکر قراءت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی (درمختار)

مقتدی کو چاہیے کہ لقمہ دینے مین تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی اس لیے کہ حنفیہ کے

نزدیک مقتدی کو قراءت قرآن نہ کرنا چاہیے۔ (فتح القدیر وغیرہ)

(۶) کھانسنا بے کسی عذر یا غرض صحیح کے۔ اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار

کھانسی آجائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ (غرض صحیح کی مثال)

(۱) آواز صاف کرنے کے لیے کھانسے (۲) مقتدی امام کو اُسکی غلطی پر آگاہ کرنے کے لیے کھانسے

(۳) کوئی شخص اس غرض سے کھانسے کہ دوسرے لوگ سمجھ لین کہ یہ نماز مین ہے

(۷) رونا یا آہ یا اُف وغیرہ کہنا بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہو اور بے اختیاری نہو۔ اگر بے اختیاری

سے یہ باتین صادر ہون یا مصیبت و درد سے نہ ہون بلکہ خدا کے خوف یا جنت و دوزخ کی یاد سے ہون

تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

(۸) کھانا پینا اگرچہ بہت ہی قلیل ہو۔ ہان اگر دانتون کے درمیان مین کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم

باقی ہو اور اُس کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے مین خلل

آتا ہے نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۹) عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کی غرض سے نہو۔ اگر اعمال نماز کی

جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت مین دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی

اس لیے کہ رکوع سجدہ وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہین۔ اسی طرح اگر نماز کی اصلاح کی غرض سے ہے

تب بھی نماز فاسد نہوگی۔ مثلاً حالت نماز مین کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لیے

جائے تو اُس کی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر چونکہ اصلاح نماز کے لیے

ہے لہذا معاف ہے۔

حالت نماز مین کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اُس سے دودھ نکل آئے تو اُس عورت کی نماز

فاسد ہو جائیگی اس لیے کہ یہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر حالت نماز مین کوئی شخص ڈھیلا پھینکے تو اگر کسی جانور کے اوڑانے کی غرض سے ہے تو نماز فاسد ہوگی

کسی انسان پر پھینکا ہے تو یہ عمل کثیر سمجھا جائیگا اور نماز فاسد ہو جائیگی۔ (در مختار وغیرہ)

نماز مین بے عذر چلنا پھرنا ہان اگر چلنے کی حالت مین سینہ قبلے سے نہ پھرنے پاے اور جماعت
ہو تو ایک رکعت مین ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو اپنے سجدے کے
سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد مین ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز
نہ ہوگی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے چلے اس صورت مین
سینہ قبلے سے پھر جائے اور چاہے جس قدر چلنا پڑے نماز فاسد نہوگی۔

عورت کا مرد کے کسی عضو کے محاذی کھڑا ہونا ان شرطون سے۔ (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو
جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو۔ اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز مین محاذی ہو جائے
نماز فاسد نہ ہوگی (۲) دونون نماز مین ہون اگر ایک نماز مین ہو دوسرا نہین تو اس محاذاۃ سے
فاسد نہ ہوگی۔ (۳) کوئی حائل درمیان مین نہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان مین ہو یا کوئی ستر
ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر درمیان مین اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہان کھڑا ہو سکے
بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائیگی (۴) عورت مین نماز کے صحیح ہونے کی
شرطین پائی جاتی ہون۔ اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض و نفاس مین ہو تو اُس کی محاذات
سے نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ ان صورتون مین وہ نماز مین نہ سمجھی جائیگی۔ (۵) نماز جنازے
کی نہو جنازے کی نماز مین محاذات مفسد نہین (۶) محاذاۃ بقدر ایک رکن کے باقی رہے۔ اگر اس
سے کم محاذات رہے تو مفسد نہین مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس مین رکوع وغیرہ نہین ہو سکتا
اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز مین فساد نہ آئیگا (۷) تحریمہ دونون کی ایک
یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتدا کی ہو یا دونون نے کسی تیسرے کی اقتدا کی ہو۔ (۸) ادا دونون
کی ایک ہی قسم ہو۔ یعنی بحالت اقتدا نماز ادا کر رہے ہون۔ اگر ایک بحالت اقتدا کرتا ہو دوسرا
بحالت انفراد یا دونون بحالت انفراد تو محاذات مفسدہ نہ ہوگی۔ مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا
لاحق یا دونون مسبوق ہون اس لیے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتون کے ادا
کرنے مین منفرد کا حکم رکھتا ہے ہان اگر دونون لاحق ہون تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لیے
لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے (۹) مکان دونون کا ایک ہو اگر ایک کسی مکان مین ہو دوسرا

دوسرے مکان مین تب بھی محاذاۃ مفسد نہین مثلاً ایک مسجد مین ہو دوسرا مسجد کے باہر۔ (
دونون ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہون اگر دونون کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھ
شب مین قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہر شخص نے اپنے غالب گمان پر عمل کیا ہو اور ہر ا
کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہوتی ہو اور ہر شخص مختلف جہت
طرف نماز پڑھتا ہو۔ (۱۱) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی
اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اُ
عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی

(۱۲) نماز کی صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا یا بقدر ادا کرنے کسی رکن
کے اُسی حالت مین رہنا۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۳) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کیے ہوے مسجد سے باہر نکل جانا۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۴) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس مین امامت کی صلاحیت نہین مثلاً کسی مجنون یا نابالغ
بچے کو یا کسی عورت کو۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۵) مقتدی لاحق کا ہر حال مین اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتدا مین باقی
نماز کو تمام کرنا۔

(۱۶) قرآن مجید کی قرارت مین غلطی ہو جانا خواہ یہ غلطی اعراب مین ہو یا کسی مشدد حرف کے
مخفف پڑھنے مین یا کسی مخفف حرف کے مشدد پڑھنے مین یا کوئی حرف یا کلمہ بڑھ جائے یا بدل ج
یا کم زیادہ ہو جائے۔ قرآن مجید کی قرارت مین غلطی ہو جانا ان صورتون مین مفسد نماز ہے۔

(۱) اُس غلطی سے معنے بدل جائین ایسے کہ جن کا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید مین ہو یا نہین
(۲) معنے بدل گئے ہون اگرچہ ایسے نہون کہ جن کا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن مجید مین نہ ہو
(۳) معنے مین تغیر آگیا ہو اور وہ معنی وہان مناسب نہ ہون اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید مین ہو۔

ع ۷ یہان جو صورتین ہم نے بیان کی ہین وہ متقدمین کے قواعد کے موافق ہین اور انھین کے مذہب میں
احتیاط زیادہ ہے مثلاً متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہین ہوتی لہذا ہم نے متقدمین کا
اختیار کیا۔ (قاضی خان ۔ شامی وغیرہ)

معنی مین ایسا تغیر آگیا ہو جس سے لفظ بے معنے ہو گیا ہو جیسے سماء کی جگہ کوئی شخص سرائل

پڑھ جاے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنے مین بہت تغیر نہ آئے اور مثل اُس کا قرآن مجید مین

موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی

اگر کسی لکھے ہوے کاغذ پر نظر پڑ جاے اور اُس کے معنے بھی سمجھ مین آجائین تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر کسی شخص کی جسم عورت پر نظر پڑ جاے تب بھی نماز فاسد نہوگی۔ (بحرالرائق)

اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز مین بوسہ لے تو اُس مرد کی نماز فاسد نہوگی ہان اگر شہوت کے ساتھ

بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہو جائیگی۔ (درمختار)

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکل جاے تب بھی نماز فاسد نہوگی اگرچہ نماز کے سامنے سے

نکلنے والے پر سخت گناہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز مین اُس سے مزاحمت کرنا اور اُس کو

اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

تمام مفسدات نماز جن کا بیان اوپر ہو چکا اگر قبل قعدۂ اخیرہ کے یا قعدۂ اخیرہ مین قبل التحیات

پڑھنے کے پائے جائین تو مفسد نماز ہین ورنہ مفسد نہین بلکہ متمم نماز ہین یعنی اُن کے پائے جانے سے

نماز ختم ہو جائیگی مگر اُن چند صورتون مین ف اگر بعد التحیات پڑھنے کے قعدۂ اخیرہ مین کسی تیمم کرنے

والے کو وضو پر قدرت ہو جاے یا موزون پر مسح کرنے والے کی مدت گذر جاے یا پٹی پر مسح کرتا

ہو اور وہ زخم جس پر پٹی بندھی ہو اچھا ہو جاے یا کسی کا موزہ اُتر جاے یا خود اُتارے مگر عمل کثیر

نہ ہونے پائے یا کسی اُمّی کو کوئی سورت یاد ہو جاے یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑا

عہ یہ بارہ صورتین ہین جنمین امام صاحب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبین کے نزدیک نماز

فاسد نہین ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے اس لیے کہ ان صورتون مین مفسد نماز قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات پڑھ چکنے کے

پایا گیا جبکہ کوئی رکن نماز کا باقی نہین رہا اور ایسے وقت مین اگر کوئی چیز مفسد نماز کی پائی جاتی ہے تو نماز تمام ہو جاتی

ہے مگر چونکہ احتیاط امام صاحب رح کے مذہب مین ہے اور عبادات مین جہان تک احتیاط ممکن ہو بہتر

ہے اور فقہ کے جملہ متون مین اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اس لیے ہم نے بھی اسی کو اختیار کیا۔

واللہ اعلم ۱۲ (شامی)

ف وہ بارہ صورتین جنمین قعدۂ اخیرہ کے بعد بھی مفسد نماز کے پائے جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

ٹل جائے یا اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے یا امام کو حدث ہو جا
اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں یا فجر کی نماز میں آف
نکل آئے یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آجائے یا کوئی شخص وضو سے معذور ہو اور اُس
عذر جاتا رہے یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجائے اور وقت میں اُس کے ادا کرنے
گنجایش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ یہ امور بعد تمام ہو جانے
نماز کے پائے گئے ہیں

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

(۱) حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا - یعنی جو طریقہ اُس کے پہننے کا ہو اور جس طریق
سے اُس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اُس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے - مثال
کوئی شخص چادر اوڑھے اور اُس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے -
(۲) رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لیے یا اور کسی غرض
سے اُٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے - (ردالمحتار وغیرہ)
(۳) حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پونہچنے پائے مکروہ تحریمی ہے - مثال
(۱) کوئی شخص اپنی ڈاڑھی کے بال ہاتھ میں لے (۲) اپنے کپڑے کو پکڑے (۳) اپنے بدن
بے ضرورت کھجلائے -
(۴) حالت نماز میں وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہے جن کو پہنکر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جا
ہوں ہاں اگر اُس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہو تو مکروہ نہیں -
(۵) کوئی ٹکڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منھ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ قراءت میں
مخل نہو اگر قراءت میں مخل ہوگا تو پھر نماز فاسد ہو جائیگی - (درمختار شامی)
(۶) برہنہ سر نماز پڑھنا ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرے تو کچھ مضایقہ
نہیں - (درمختار وغیرہ)
اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اُسے اُٹھا کر پہن

لیکن اگر اسکے پہننے مین عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔ (ردالمحتار)

(۷) پاخانہ پیشاب یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کیے ہوے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کو بعد نماز شروع کر چکنے کے عین حالت نماز مین پاخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اُس کو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتون سے فراغت کر کے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا جماعت سے اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری جماعت نہ ملیگی ہان اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہے گا یا جنازہ کی نماز ہو اور یہ خوف ہو کہ نماز ہو جائیگی تو نہ توڑے بلکہ اسی حالت مین نماز تمام کر لے۔ (شامی)

(۸) مردون کو اپنے بالون کا جوڑا وغیرہ باندھکر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالت نماز مین جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۹) سجدے کے مقام سے کنکریون وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہان اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور اگر مسنون طریقے سے بے ہٹائے ممکن نہو تو ایک مرتبہ ہٹا دے اور نہ ہٹانا بہتر ہے۔ (درمختار شامی وغیرہ)

(۱۰) حالت نماز مین انگلیون کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیون کا دوسرے ہاتھ کی انگلیون مین داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۱۱) حالت نماز مین ہاتھ کا کوکھے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحرالرائق شامی وغیرہ)

(۱۲) حالت نماز مین منھ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا منھ پھیرا جائے یا تھوڑا۔ (شامی وغیرہ)

(۱۳) گوشۂ چشم سے بے ضرورت شدیدہ ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۴) حالت نماز مین اس طرح بیٹھنا کہ دونون ہاتھ اور سرین زمین پر ہون اور دونون زانو کھڑے ہوے سینے سے لگے ہون مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۵) مردون کو اپنے دونون ہاتھون کی کہنیون کا سجدے کی حالت مین زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۶) کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۷) سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارہ سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)

(۱۸) سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۹) عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۰) نماز مین بے عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۱) حالت نماز مین جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)

(۲۲) حالت نماز مین آنکھون کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہان اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع ز[یادہ]
ہوتا ہو تو مکروہ نہین بلکہ بہتر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۳) امام کا محراب مین کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب مین ہو
تو مکروہ نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۴) صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک گز سے کم ہو مکروہ تنز[یہی]
ہے اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۵) مقتدیون کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہان کوئی ضرورت ہ[و]
جماعت زیادہ ہو اور جگہہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۶) حالت نماز مین کوئی ایسا کپڑا پہننا جس مین کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے۔ اسی ط[رح]
ایسے مقام مین نماز پڑھنا جہان چھت پر یا داہنے بائین جانب کسی جاندار کی تصویر ہو (درمختار وغ[یرہ])
اگر فرش پر جہان کھڑے ہوتے ہون تصویر ہو تو مکروہ نہین اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا [...]
چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھ دی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اُس کو دیکھے تو اس کے اعضا [...]
نہ ہون یا اُس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا مٹا دیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہین۔
(درمختار وغیرہ)

(۲۷) حالت نماز مین آیتون یا سورتون کا یا تسبیح کا انگلیون سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے
ہان اگر انگلیون پر شمار نہ کرے بلکہ اُن کے دبانے سے حساب رکھے تو مکروہ نہین جیسا کہ صلوٰۃ التسب[یح]
کے بیان مین گذر چکا۔ (شامی)

(۲۸) حالت نماز مین ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۲۹) ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۰) مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۱) قرارت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت مین قرارت تمام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۲) رکوع اور سجدے سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے کے سر اُٹھا لینا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۳۳) کسی ایسے کپڑے پہنکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس مین بقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہو یا خفیفہ چوتھائی حصے سے زیادہ نہو۔ (رسائل ارکان)

(۳۴) فرض نمازون مین قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرارت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی جو سورت پیچھے ہے اُس کو پہلی رکعت مین پڑھنا اور جو پہلے ہے اُس کو دوسری رکعت مین مثلاً قل یا ایہا الکافرون پہلی رکعت مین اور الم ترکیف دوسری رکعت مین۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہین۔ نوافل مین اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہین۔ اگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اس کو خیال آجائے کہ مین خلاف ترتیب قرارت کر رہا ہون تو اُس کو چاہیے کہ اُسی سورت کو تمام کرے اس لیے کہ اُس سورت کے شروع کرتے وقت اُس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہ ہونے کے سبب سے اُس کا پڑھنا مکروہ نہ رہا۔ (شامی)

(۳۵) ایک ہی سورت کی کچھ آیتین ایک جگہ سے ایک رکعت مین پڑھنا اور کچھ آیتین دوسری جگہ سے دوسری رکعت مین پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ درمیان مین دو آیتون سے کم چھوڑ دیا جائے اگر مسلسل قرارت کی جائے یعنی درمیان مین کچھ آیتین چھوٹنے نہ پائین یا دو آیتون سے زیادہ چھوڑ دی جائین تو پھر مکروہ نہین۔ اسی طرح اگر دو سورتین دو رکعتون مین پڑھی جائین اور اُن دونون سورتون کے درمیان مین کوئی چھوٹی سورت جس مین تین آیتین ہون چھوڑ دی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے

مثال۔ پہلی سورت مین سورۂ تکاثر پڑھی جائے اور دوسری رکعت مین سورۂ ہمزہ اور درمیان مین سورۂ عصر جو تین آیتون کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت بھی فرائض سے

ساتھ خاص ہے نفل نماز دن مین اگر ایسا کیا جائے تو کچھ کراہت نہین - (شامی)

(۳۶) ایسی دو سورتون کا ایک رکعت مین پڑھنا جن کے درمیان مین کوئی سورت ہو خواہ چھوٹی یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض مین ہے - (شامی)

(۳۷) نماز کے سنن مین کسی سنت کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے - (بحرالرائق وغیرہ)

(۳۸) مقتدی کو جبکہ امام قراءت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن مجید کی قراءت کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اُس کے پڑھنے سے قرآن مجید کے سننے مین خلل[ع] واقع ہو یا ایسی آواز سے پڑھے کہ امام کو پڑھنے مین اشتباہ[ع] ہونے لگے - ہان اگر کوئی مقتدی ایسی طرح قراءت کرے کہ امام کی قراءت مین بھی خلل انداز نہ ہو اور قرآن مجید کے سننے مین حرج نہ شلاً آہستہ آواز کی نماز مین بہت آہستہ آواز سے جو امام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہین نماز اس

ع اللہ تعالے جل شانہ کا ارشاد ہے کہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم لوگ اُس کو سنو اور چپ رہو - اس آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا سننا واجب ہے خواہ نماز کے اندر پڑھا جائے یا خارج نماز مین پس اگر اس کے خلاف کیا جائے گا تو بے شبہہ مکروہ تحریمی ہوگا اسی واسطے جب امام قراءت شروع کر چکا ہو تو مقتدی کو سبحانک اللھم وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہین دی جاتی بلکہ ایسی حالت مین مقتدی کو نیت باندھ کر چپ کھڑا ہو جانا چاہیے -

ع ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تم مین سے کسی نے میرے پیچھے قراءت کی ہے تو ایک نے عرض کیا کہ مین نے کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین کہتا ہون کہ کیا حال ہے کہ تم لوگ قرآن پڑھنے مین مجھ سے نزاع کرتے ہو - یعنی مجھے اطمینان سے پڑھنے نہین دیتے - (نسائی - مؤطا امام مالک - ترمذی وغیرہ) یہ حدیث اور اس کے مثل اور بھی چند حدیثین ہین کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے کوئی چیز اس طرح پڑھنا جو اس کے اطمینان مین مخل ہو ممنوع ہے - ان احادیث کی بعض لوگون نے تضعیف بھی کی ہے مگر وہ قابل اعتبار نہین اُن سب کے جوابات امام الکلام مین موجود ہین - ۲

وہ نہ ہوگی بلکہ بعض محققین علما کے نزدیک ایسی حالت مین مقتدی کو سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے

نماز مین حدث ہوجانیکا بیان

مین اگر حدث ہوجائے تو اگر حدث اکبر ہوگا تو نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر حدث اصغر ہوگا تو

ف اس مسئلے مین علما ہومت مختلف ہین صحابہ سے لیکر اس وقت تک قرآن مجید سے اس مسئلے کا کوئی
ی فیصلہ نہین ہوتا قرآن مجید سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا سننا اور اُس وقت سکوت کرنا
ضرین پر ضروری ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام جب آواز سے قراءت کر رہا ہو تو مقتدی کچھ نہ پڑھیں ہاکت
یہ نہین ثابت ہوتا کہ اگر آہستہ آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تب بھی حاضرین پر سکوت ضروری ہو اور نہ
ج نماز مین کوئی اس امر کا قائل ہے حالانکہ اگر اس آیت سے آہستہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت بھی سکوت
ت کیا جائیگا تو خارج نماز مین بھی ثابت ہوجائیگا اس لیے کہ اس آیت مین کوئی تخصیص نماز کی نہین کی گئی
دیث نبویہ کے تتبع سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مقتدی پر قراءت فرض اور واجب نہین چنانچہ اس کو ہم پہلے
ن کر چکے ہین اور اگر کوئی شخص اس طرح قراءت کرے جو امام کو پریشان کردے اس کی بھی ممانعت حدیث
ثابت ہوتی ہے ہان اگر کوئی خرابی نہ ہونے پائے اور مقتدی قراءت کرے تو اس کا جواز بلکہ استحباب
احادیث سے نکلتا ہے صحابہ کے اقوال و افعال اس مین مختلف ہین بعض قراءت نہ کرتے تھے اور منع کرتے
جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ بعض سے اجازت اور منع دونون منقول ہین جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طحاوی
نے اجازت روایت کرتے ہین اور امام محمد ممانعت۔ بعض سے آہستہ آواز کی نماز مین اجازت، بلند آواز کی نماز
مانعت منقول ہے بعض سے ہر وقت کی نماز مین اجازت منقول ہے۔ ہمارے فقہا کا مذہب یہ ہے کہ سورۂ
ی قراءت امام اور منفرد پر واجب ہے مقتدی پر واجب نہین اگر کرے تو وہ تحریمی ہے اور بعض نے مفسد نماز بھی لکھدیا
اور بعض نے آہستہ آواز کی نماز مین مستحب اور بلند آواز کی نماز مین مکروہ لکھا ہے اور یہی مسلک معتدل اور قابل
ر کرنے کے ہے۔ امام محمد سے بھی صاحب ہدایہ نے اسی مذہب کو نقل کیا ہے شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی نے اسی
ے کو سا کہ مذہب فاروق اعظم اور حجۃ اللہ البالغہ مین بہت صاف لکھا ہے اور اس سے بھی زیادہ مفصل اور مدلل
لکھنوی نے اپنے رسالہ امام الکلام مین جو خاص اسی مسئلہ مین ہے بیان فرمایا ہے اگر زیادہ تحقیق کسی کو منظور ہو تو
رسالون کو دیکھے ہم نے یہان بقدر ضرورت نہایت اختصار کے ساتھ لکھدیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۲

دو حال سے خالی نہین اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود مین یا اُس کے سبب
مین بندون کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہین اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہوجائیگی مثلاً کو
شخص نماز مین قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن مین کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً
اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ
چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر مین لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتون مین
فاسد ہوجائیگی اس لیے کہ یہ تمام افعال بندون کے اختیار سے صادر ہوئے ہین - اور اگر بے اختیاری
ہوگا تو اُس مین دو صورتین ہین یا نادر الوقوع ہوگا جیسے قہقہہ جنون بیہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے
خروج ریح پیشاب پاخانہ مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہوجائیگی - اگر نادر الوقوع نہ
تو نماز فاسد نہوگی بلکہ اُس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اُس حدث کے رفع کرنے کے اُسی نماز کو تمام
اور اگر نماز کا اعادہ کرلے تو بہتر ہے -

اس صورت مین نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطین ہین - (۱) کسی رکن کو حالت حدث مین ا
نہ کرے - (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت مین ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لیے جائے یا
کرکے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لیے کہ قرأت نماز کا رکن ہے - (۳) کوئی ایسا
فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو - (۴) بعد حدث
کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے
ہان اگر کسی عذر سے دیر ہوجائے تو مضایقہ نہین مثلاً صفین زیادہ ہون اور خود پہلی صف مین
اور صفون کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو - (۵) مقتدی کو ہر حال مین اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو
نماز وہین پڑھنا جہان پہلے شروع کی تھی - (۶) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جس مین آ
کی صلاحیت نہ ہو -

منفرد کو اگر حدث ہوجائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً اسلام پھیر کر وضو کرلے اور جس قدر جلد ممکن
وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہیے اور اس درمیان مین کو
کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے حاصل یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضرو
ہو اُس سے زیادہ نہ کرے بعد وضو کے چاہے وہین اپنی نماز تمام کرلے چاہے جہان پہلے

ہان جا کر پڑھے۔

م کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہیے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کے
ے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیون میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اُس کو اپنی جگہہ پر
ا کر دے مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے۔ اور اس مسبوق کو اشارے
ے بتلا دے کہ اتنی رکعتین وغیرہ میرے اوپر باقی ہین رکعتون کے لیے اُنگلی سے اشارہ کرے مثلاً
ک رکعت باقی ہو تو ایک اُنگلی اُٹھا دے دو رکعت باقی ہون تو دو اُنگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر
ھ رکھدے سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر قرارت باقی ہو تو منھ پر سجدۂ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان
سجدۂ سہو کرنا ہو تو سینے پر۔

ر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت مین آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور
عت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرے خواہ جہان وضو کیا ہے وہین یا جہان پہلے تھا وہان۔ اگر
ی مسجد کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہین چاہے کرے اور چا ـ نہ کرے بلکہ جب
ر وضو کرکے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار مین رہین (شامی وغیر
یفہ کر دینے کے بعد امام نہین رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو
امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے
ن سے خلیفہ کر دین یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھکر امام کی جگہہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت
لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد مین نہ ہو تی ہو تو
صفون سے یا ستر ے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی

ر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً سلام پھیر کر وضو کرنا چاہیے۔ بعد وضو کے اگر جماعت
قی ہو تو جماعت مین شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کر لے۔

قتدی کو ہر حال مین اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہیے خواہ جماعت باقی ہو یا نہین۔

ر امام مسبوق کو اپنی جگہہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہیے کہ جس قدر رکعتین وغیرہ امام پر باقی تھین
ن کو ادا کرکے کسی مدرک کو اپنی جگہہ کر دے تاکہ وہ سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی
عتون کے ادا کرنے مین مصروف ہو۔

اگر کسی کو قعدۂ اخیرہ مین بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر
ہو جائے یا عمداً حدث اصغر کرے یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائیگی
اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

نماز کے اقسام اور اونکی کے پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن و مستحبات وغیرہ
اور جن چیزون سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو چیزین حالت نماز مین مکروہ ہین ان سب کا
بیان بہ تفصیل ہو چکا۔ اب ہم چاہتے ہین کہ ان سب مضامین کو بحذف تفصیل تین نقشوں
مین درج کرین۔ پہلے نقشہ مین نماز کے اقسام دوسرے نقشے مین نماز کے فرائض واجبات
سنن مستحبات تیسرے نقشے مین نماز کے مکروہات و مفسدات تاکہ یہ اجمالی صورت ذہن نشین
ہو جائے اور ماسبق کی تفصیل بھی از سر نو تازہ ہو جائے۔

پہلا نقشہ

فرض نمازین	واجب نمازین	مسنون نمازین	مستحب نمازین
فرض نمازین دن رات مین جمعے کے دن پندرہ اور دوسرے دنون مین سترہ رکعت ہین۔ دو رکعت فجر کے وقت چار ظہر کے وقت اور جمعے کے دن بجاے چار رکعت کے دو۔ چار عصر کے وقت مین تین مغرب کے وقت چار عشا کے وقت یہ نمازین فرض عین ہین اور جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے۔	شریعت کی طرف سے تین نمازین واجب ہین وتر اور عیدین وتر تین رکعت ہر روز عشا کے بعد اور عیدین دو دو رکعت سال بھر کے بعد انکے علاوہ جو نماز نذر کی جاے وہ بھی واجب ہے اور ہر نفل بعد شروع کر دینے کے واجب ہو جاتی ہے یعنی اُس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے مین اسکی قضا ضروری ہے۔	فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت ظہر کے وقت چھ رکعت چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد مغرب کے وقت دو رکعت فرض کے بعد عشا کے وقت دو رکعت فرض کے بعد نماز تہجد تحیۃ المسجد۔ نماز تراویح بیس رکعت نماز احرام نماز کسوف دو رکعت نماز خسوف دو رکعت	وتر کے بعد دو رکعت۔ سنت وضو دو رکعت نماز سفر دو رکعت نماز استخارہ دو رکعت۔ نماز حاجت دو رکعت صلوۃ الاوابین چھ رکعت صلوۃ التسبیح چار رکعت نماز توبہ دو رکعت نماز قتل دو رکعت۔

دوسرا نقشہ

فرائض	واجبات
(۱) قیام۔ (۲) قراءت۔ (۳) رکوع۔ (۴) سجدہ۔ (۵) قعدۂ اخیرہ۔ (۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا	(۱) تکبیر تحریمہ کا اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے بقدر سورۂ فاتحہ کے قیام کرنا (۳) فرض نمازون کے پہلے دو رکعت باقی نمازون کی سب رکعتون مین سورۂ فاتحہ پڑھنا (۴) سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا فرض کی پہلی دو رکعت اور باقی نمازون کی سب رکعتون مین (۵) قومہ۔ (۶) تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدون مین اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جا سکے۔ (۷) جلسہ۔ (۸) قعدۂ اولے بقدر التحیات کے (۹) دونون قعدون مین ایک مرتبہ التحیات پڑھنا (۱۰) نماز مین اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جاے۔ (۱۱) نماز وتر مین دعاے قنوت۔ (۱۲) عیدین مین چھ تکبیرین (۱۳) عیدین کی دوسری رکعت کے رکوع مین تکبیر (۱۴) امام کو فجر مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین بلند آواز سے قراءت کرنا اور باقی نمازون مین آہستہ آواز سے۔ (۱۵) نماز کو دو مرتبہ السلام علیکم کہہ کر ختم کرنا۔

دوسرا قسط بقیہ

سنن

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سر نہ جھکانا۔ (۲) تکبیر تحریمہ سے پہلے دونون ہاتھون کا اُٹھانا مردون کو کانون تک عورتون کو شانون تک (۳) اُٹھے ہوے ہاتھون کی ہتیلیان قبلہ رخ ہونا۔ (۴) ہاتھ اُٹھانے کے وقت انگلیون کا نہ کشادہ رکھنا نہ ملانا (۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھ باندھ لینا مردون کو ناف کے نیچے عورتون کو سینے پر۔ (۶) مردون کو اس طرح کہ بائین کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے حلقے مین ہو اور داہنی تین انگلیان بائین کلائی کے اوپر ہون اور عورتون کو صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینا (۷) بعد ہاتھ باندھنے کے فوراً سبحانک اللھم پڑھنا (۸) منفرد اور امام کو بعد سبحانک اللھم کے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا۔ (۹) ہر رکعت کے شروع پر بسم اللہ پڑھنا (۱۰) بعد سورۂ فاتحہ کے آہستہ آواز سے آمین کہنا۔ (۱۱) حالت قیام مین دونون قدمون کے درمیان چار انگل کا فصل ہونا۔ (۱۲) فجر ظہر کے فرض مین طوال مفصل عصر عشا مین اوساط مغرب مین قصار پڑھنا۔ (۱۳) فجر کی پہلی رکعت مین دوسری رکعت سے ڈیوڑھی سورت پڑھنا۔ (۱۴) رکوع سجدون مین جاتے وقت اور سجدون سے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا (۱۵) مردون کو رکوع مین گھٹنون کا دونون ہاتھ سے پکڑنا اور عورتون کو صرف رکھ لینا۔ (۱۶) مردون کو کشادہ کر کے گھٹنون پر رکھنا عورتون کو ملا کر (۱۷) رکوع کی حالت مین پنڈلیون کا سیدھا رکھنا۔ (۱۸) مردون کو رکوع مین اچھی طرح جھک جانا عورتون کو صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنون تک پہونچ جائین۔ (۱۹) کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم رکوع مین اور سبحان ربی الاعلیٰ سجدون مین کہنا (۲۰) رکوع مین مردون کو ہاتھ پہلو سے جدا رکھنا۔ (۲۱) قومے مین امام کو صرف سمع اللہ۔ مقتدی کو صرف ربنا۔ منفرد کو دونون کہنا (۲۲) سجدے مین جاتے وقت پہلے گھٹنے کا پھر ہاتھون کا پھر ناک پھر پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اُٹھتے وقت اس کے برعکس (۲۳) سجدے مین منھ کو دونون ہاتھ کے درمیان مین رکھنا (۲۴) سجدے مین مردون کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیون کا پہلو سے جدا رکھنا اور ہاتھون کی باہون کا زمین سے اُٹھا ہوا رکھنا۔ (۲۵) سجدے کی حالت مین دونون ہاتھ کی انگلیون کا ملا ہوا رکھنا اور پیر کی انگلیون کا رخ قبلے کی طرف اور دونون زانوون کا ملا ہوا رکھنا۔ (۲۶) سجدے سے کھڑے ہوتے وقت زمین سے سہارا نہ دینا۔ (۲۷) دونون سجدون کے درمیان مین اور قعدۂ اولیٰ و آخرے مین اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جو اوپر بیان ہوا (۲۸) التحیات مین خاص کیفیت سے اشارہ کرنا۔ (۲۹) فرض کے پہلے دو رکعت کے بعد ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ (۳۰) قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات کے درود پڑھنا۔ (۳۱) بعد درود کے کوئی دعاے ماثورہ پڑھنا۔ (۳۲) السلام علیکم کہتے وقت داہنی بائین طرف منھ پھیرنا پہلے داہنی طرف پھر بائین طرف (۳۳) امام کو بلند آواز سے سلام کہنا۔ (۳۴) دوسرے سلام کی آواز کا پہلے سلام سے پست ہونا۔ (۳۵) امام کو سلام مین مقتدیون اور فرشتون کی اور مقتدیون کو اپنے ساتھ والون اور امام اور فرشتون کی اور منفرد کو صرف فرشتون کی نیت کرنا۔

مستحبات

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردون کو آستین وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا (۲) حالت قیام مین سجدے کے مقام پر رکوع مین قدم پر سجدے مین ناک پر بیٹھنے کی حالت مین زانو پر سلام کی حالت مین شانون پر نظر رکھنا (۳) کھانسی جمہائی کا روکنا۔ (۴) اگر جمہائی آجاے تو حالت قیام مین داہنے ہاتھ ورنہ بائین ہاتھ کی پشت سے منھ بند کر لینا۔ (۵) بعد قد قامت الصلوٰۃ کے فوراً امام کو تکبیر تحریمہ کہنا (۶) دونون قعدون مین وہی خاص التحیات پڑھنا (۷) قنوت مین اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَستَعِینُکَ اور اَللّٰھُمَّ اھدِنِی پڑھنا۔

تیسرا نقشہ

جن چیزون سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(۱) نماز کی شرائط مین سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا (۲) نماز کے فرائض کا چھوٹ جانا (۳) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا۔ (۴) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدۂ سہو نہ کرنا (۵) حالت نماز مین کلام کرنا۔ (۶) بے عذر اور بے کسی غرض صحیح کے کھانسنا۔ (۷) کسی مصیبت یا درد کے سبب سے رونا یا آہ یا اُف کرنا (۸) کھانا پینا۔ (۹) وہ عمل کثیر جو افعال و اعمال نماز کی جنس سے نہو۔ (۱۰) نماز مین بے عذر چلنا پھرنا۔ (۱۱) عورت کا حالت نماز مین محاذی ہو جانا گیارہ شرطون کے ساتھ جو اوپر بیان ہو چکین۔ (۱۲) نماز کی صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا۔ (۱۳) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کیے ہوے مسجد سے چلا جانا (۱۴) ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس مین امامت کی صلاحیت نہین (۱۵) مقتدی لاحق کا ہر حال مین اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز کو غیر موضع اقتدا مین تمام کرنا (۱۶) قرآن مجید کی قرارت مین غلطی کرنا بہ تفصیل مذکور۔

جو چیزین نماز مین مکروہ ہین

مکروہ تحریمی (۱) حالت نماز مین کپڑے کا خلاف دستور پہننا (۲) رکوع سجدے مین جاتے وقت مٹی وغیرہ سے بچانے کے لیے کپڑون کا اُٹھا لینا (۳) حالت نماز مین کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پونہچے (۴) جو خراب کپڑے لوگون کے سامنے پہنکر نہ نکل سکتا ہو ان کو حالت نماز مین پہننا (۵) برہنہ سر نماز پڑھنا بشرطیکہ اظہار خشوع کے لیے نہو (۶) پیشاب پاخانہ یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کیے ہوے نماز پڑھنا (۷) سجدے کے مقام سے کنکریون کا ہٹانا بشرطیکہ بے ہٹائے ہوے سجدہ ممکن ہو (۸) حالت نماز مین انگلیون کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیان دوسرے ہاتھ کی انگلیون مین داخل کرنا۔ (۹) نماز مین ہاتھ کو لے پر رکھنا (۱۰) منھ قبلے سے پھیرنا (۱۱) حالت نماز مین اس طرح بیٹھنا کہ دونون ہاتھ اور سُرین زمین پر ہون اور دونون زانو کھڑے ہوے سینے سے لگے ہون۔ (۱۲) مردون کو دونون ہاتھون کی کہنیون کا سجدہ مین زمین پر بچھا دینا (۱۳) کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا (۱۴) صرف پیشانی یا ناک سے سجدہ کرنا۔ (۱۵) عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا۔ (۱۶) حالت نماز مین وہ کپڑا پہننا جس مین جاندار کی تصویر ہو بہ تفصیل مذکور۔ (۱۷) حالت نماز مین بے ضرورت عمل قلیل کرنا۔ (۱۸) ناک اور منھ کپڑے سے بند کر لینا (۱۹) قرارت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت مین باقی قرارت تمام کرنا (۲۰) کسی ایسے کپڑے کو پہننا جس مین بقدر معافی نجاست ہو (۲۱) فرض نمازون مین قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرارت کرنا۔ (۲۲) نماز کی سنن مین کسی سنت کا ترک کر دینا۔ (۲۳) مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ پڑھنا جس سے قرآن مجید کے سننے مین خلل واقع ہو یا امام کی قرارت مین انتشار ہو۔

مکروہ تنزیہی (۱) کوئی ٹکڑا چاندی سونے پتھر وغیرہ کا منھ مین رکھ لینا بشرطیکہ قرارت مین مخل نہو۔ (۲) مردون کو اپنے بالون کا جوڑا باندھکر نماز پڑھنا (۳) گوشۂ چشم سے بے ضرورت ادھر ادھر دیکھنا (۴) سلام یا سلام کا جواب اشارے سے دینا (۵) نماز مین بے عذر چار زانو بیٹھنا۔ (۶) جمھائی لینا۔ (۷) آنکھون کا بند کر لینا۔ (۸) امام کا محراب مین کھڑا ہونا (۹) صرف امام کا کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا (۱۰) مقتدیون کا بے ضرورت کسی مقام پر کھڑے ہونا (۱۱) آیتون یا سورتون وغیرہ کا انگلیون پر شمار کرنا۔ (۱۲) فرض نمازون مین ایک ہی سورت کی کچھ آیتین ایک رکعت مین کچھ دوسری رکعت مین پڑھنا بشرطیکہ درمیان مین دو آیتون سے کم چھوڑا جائے۔ (۱۳) فرض نمازون مین ایک سورت کا درمیان مین چھوڑ کر دو سورتون کا ایک ہی رکعت مین پڑھنا۔

نماز میں سہو کا بیان

نماز کے سنن اور مستحبات کے ترک سے نماز میں کچھ خرابی نہیں آتی یعنی صحیح ہو جاتی ہے ہان جن سنن کے چھوڑ دینے سے نماز میں کراہت تحریمیہ آجاتی ہے اُن کے ترک سے البتہ نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے اس لیے کہ جو نماز کراہت تحریمیہ کے ساتھ ادا کی جائے اُس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (شامی)

نماز کے فرائض مین اگر کوئی چیز سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اُس کا کوئی تدارک نہین ہو سکتا۔

نماز کے واجبات مین اگر کوئی چیز عمداً چھوڑ دی جائے تو اس کا بھی تدارک نہین ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے

نماز کے واجبات مین اگر کوئی چیز سہواً چھوٹ جائے تو اُس کا تدارک ہو سکتا ہے وہ تدارک یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات پڑھنے کے داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کیے جائین اور بعد سجدون کے پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور درود شریف اور دعا بدستور معمول پڑھکر سلام پھیرا جائے ان سجدون کو سجدۂ سہو کہتے ہین۔ (شامی)

سجدۂ سہو کر لینے سے وہ خرابی جو ترک واجب کے سبب سے نماز مین آئی تھی رفع ہو جاتی ہے۔ خواہ جس قدر واجب چھوٹ گئے ہون دو ہی سجدے کافی ہین یہان تک کہ اگر کسی سے نماز کے سب واجبات چھوٹ گئے ہون اُس کو بھی دو ہی سجدے کرنا چاہیے دو سے زیادہ سجدۂ سہو مشروع نہین۔ (درمختار)

سجدۂ سہو اُس شخص پر واجب ہے جس سے کوئی واجب نماز کا چھوٹ گیا ہو اور بعد سجدے کے التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔ افضل یہ ہے کہ بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے یہ سجدے کیے جائین اگر بے سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہکر سجدے کر لیے جائین تب بھی جائز ہے۔

نماز کے واجبات چونکہ اس سے پہلے بیان ہو چکے ہین لہذا یہان اب ہر واجب کے ترک کا ذکر کرنا بیکار ہے ان چند واجبات کا حسب ضرورت ذکر کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اُسی رکعت کے رکوع مین یا بعد رکوع کے

جائے تو اُس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے اور
سہو کرے اس لیے کہ رکوع کے ادا کرنے مین تاخیر ہو گئی اور اگر سورۂ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور
ری رکعت مین یاد آئے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اُس کو پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ چھوٹی
اس کو نہ پڑھے ورنہ ایک رکعت مین دو سورۂ فاتحہ ہو جائینگی اور تکرار سورۂ فاتحہ کی مشروع نہین
سورت مین بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیے

ئی شخص سورۂ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اُسی وقت اُس کو خیال آجائے تو
ہیے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اس لیے کہ دوسری سورت کا سورۂ
کے بعد پڑھنا واجب ہے اور یہان اُس کے خلاف ہوا

وئی شخص سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ جائے تو اُس کو بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیے اس لیے کہ سورۂ فاتحہ
مرتبہ پڑھنے کے بعد دوسری سورت کا ملانا واجب ہے

ہستہ آواز کی نماز مین کوئی شخص بلند آواز سے قرارت کر جائے یا بلند آواز کی نماز مین امام آہستہ آواز سے
ت کرے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے - ہان اگر آہستہ آواز کی نماز مین بہت تھوڑی قرارت بلند
ز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائین تو کچھ
مضایقہ نہین

وئی شخص حالت قیام مین التحیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو اور سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھے
چھ حرج نہین اس لیے کہ تحریمہ اور سورۂ فاتحہ کے درمیان مین کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیے جس مین
تعالیٰ کی تعریف ہو اور التحیات بھی اسی قسم سے ہے اور اگر قرارت کے بعد پڑھے یا دوسری
عت مین پڑھے خواہ قرارت سے پہلے یا قرارت کے بعد اُس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے اس لیے کہ
رت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے اور دوسری رکعت کی ابتدا بھی قرارت سے کرنا واجب ہے -
کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدون کے درمیان مین جلسہ نہ کرے تو اس کو بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیے
کوئی شخص کسی رکعت مین ایک ہی سجدہ کرے دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت مین یا
دوسری رکعت کے بعد یا قعدۂ اخیرہ مین قبل التحیات پڑھنے کے یاد آجائے تو اُس سجدے کو ادا کرے
ر سجدۂ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات کے یاد کرے تو اس سجدے کو ادا کرکے پھر التحیات

پڑھے اور سجدۂ سہو کرے

اگر کوئی شخص کسی رکعت مین پہلے سجدہ کرلے رکوع نہ کرے اور دوسری رکعت سے پہلے اُس کو
آجائے تو اُس کو چاہیے کہ رکوع کرے اور پھر سجدہ کرے بعد اُس کے دوسری رکعت کے لیے ک
اور سجدۂ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے نہ یاد آئے بلکہ دوسری رکعت مین تو دوس
رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع سمجھا جائیگا اور یہ دوسری رکعت کالعدم ہوجائیگی اس کے عو
مین اور رکعت اُس کو پڑھنا ہوگی۔ اس صورت مین بھی سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

اگر کوئی شخص قعدۂ اولے بھول جائے تو اگر پورا کھڑا ہوچکا ہو تو پھر نہ بیٹھے اور سجدۂ سہو کرلے اور اگر پو
کھڑا ہوا ہو بلکہ سجدے سے قریب ہو یعنی گھٹنون سے اونچا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور اس صورت
سجدۂ سہو کی ضرورت نہین

اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہوجائے اور قبل سجدہ کرنے کے اُس کو یاد آجائے تو اُس کو چا
بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے اور اگر سجدہ کرچکا ہو تو پھر نہین بیٹھ سکتا بلکہ اُس کی یہ نماز اگر فرض کی
سے پڑھتا تھا تو نفل ہوجائیگی اور اس کو اختیار ہے کہ اس ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت
ملادے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہو اور دو رکعتین یہ بھی نفل ہوجائین۔ اگر عصر اور فجر کے فرض مین
واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملاسکتا ہے اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرض کے بعد نفل مکر
ہے اور یہ رکعتین فرض نہین رہین بلکہ نفل ہوگئی ہین پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اس
کچھ کراہت نہین۔ مغرب کے فرض مین صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ
رکعت ہوجائین گی۔ اور نفل مین طاق رکعتین منقول نہین اور اس صورت مین سجدۂ سہو کی ضرور
نہ ہوگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ مین بعد اس قدر بیٹھنے کے جس مین التحیات پڑھی جاسکے کھڑا ہوجائے تو اگر
سجدہ نہ کرچکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے اس لیے کہ سلام کے ادا کرنے مین جو واجب تھا تاخیر ہو
اور اگر سجدہ کرچکا ہو تو اس کو چاہیے کہ ایک رکعت اور ملادے تاکہ یہ رکعت ضائع نہو اور اگر رکعت
نہ ملائے بلکہ اُسی رکعت کے بعد سلام پھیردے تب بھی جائز ہے مگر ملادینا بہتر ہے اس صورت
مین اُس کی دو رکعتین اگر فرض کی نیت کی تھی تو فرض ہی رہین گی نفل نہ ہوجائین گی عصر اور فجر

ن مین بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ بعد عصر اور فجر کے فرض کے قصداً نفل پڑھنا مکروہ
ہے اگر سہواً پڑھ لی جاے تو کچھ کراہت نہین اس صورت مین فرض کے بعد جو دو رکعتین پڑھی گئی ہین
ون سو کہ سنتون کی قائم مقام نہین ہو سکتین جو فرض کے بعد ظہر مغرب عشا کے وقت مسنون ہین کیونکہ
ن سنتون کا نبی تحریمہ سے ادا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

اگر کوئی شخص نماز مین ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جاے اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے
مثال (۱) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اس قدر سکوت کرے جس مین کوئی رکن ادا ہو سکے۔ (۲)
کوئی شخص بعد قرارت کے اتنی ہی دیر تک سکوت کیے ہوے کھڑا رہے۔ (۳) کوئی شخص قعدۂ اولے
مین بعد التحیات کے اتنی ہی دیر تک چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے ان سب
صورتون مین سجدۂ سہو واجب ہوگا

اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا ہو اور سجدۂ سہو کرنا اس کو یاد نہ رہے یہان تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے
سلام پھیر دے اس کے بعد سجدۂ سہو کا اس کو خیال آ گے تو اب بھی وہ سجدۂ سہو کر سکتا ہے تاوقتیکہ
قبلے سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے

اگر کسی نے ظہر کے فرض مین دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ مین چارون رکعتین پڑھ چکا ہون سلام
پھیر دیا اور بعد سلام کے خیال آیا تو اس کو چاہیے کہ دو رکعتین اور پڑھکر نماز تمام کر دے اور سجدۂ
سہو کر لے۔

اگر کسی کو نماز مین شک ہو جاے کہ کے رکعتین پڑھ چکا ہے تو اگر اس کی عادت شک کرنے کی نہ ہو
تو اس کو چاہیے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہوا کرتا ہو تو اپنے غالب گمان پر
عمل کرے یعنی جے رکعتین اس کو غالب گمان سے یاد پڑین اسی قدر رکعتین سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور
اگر غالب گمان کسی طرف نہو تو کمی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز مین شک ہو کہ تین رکعتین
پڑھ چکا ہے یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہو تو اس کو چاہیے کہ تین رکعتین شمار کرے اور ایک رکعت
اور پڑھکر نماز پوری کرے اور ان سب صورتون مین اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے

اگر کسی شخص کو کسی رکعت کے بعد یہ شبہہ ہو کہ اس کے بعد قعدہ کرنا چاہیے خواہ قعدۂ اولی کا شبہہ ہو
یا قعدۂ اخیرہ کا تو اس کو چاہیے کہ وہان قعدہ کر دے اور سجدۂ سہو کرے۔

قضا نمازون کا بیان

بے عذر نماز کا قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے جو بے صدق دل سے توبہ کیے ہوے معاف نہین ہوتا
سے بھی گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہین اور ارحم الراحمین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے معاف
اگر چند لوگون کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو ان کو چاہیے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کرین
بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قراءت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔
قضا نماز کا بالاعلان ادا کرنا گناہ ہے اس لیے کہ نماز کا قضا ہونا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا گ
نماز قضا کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے قضا نماز مین یہ بھی نیت کرنا چاہیے کہ مین
نماز کی قضا پڑھتا ہون اور اگر نہ کرے تب بھی جائز ہے اس لیے کہ قضا بہ نیت ادا اور ادا بہ نیت قضا
درست ہے۔

فرض نمازون کی قضا بھی فرض اور واجب کی قضا واجب ہے۔ وتر کی قضا واجب ہے اور اسی
نذر کی نماز کی اور اُس نفل کی جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو اس لیے کہ نفل بعد شروع کرنے
واجب ہو جاتی ہے۔ سنن مؤکدہ وغیرہ یا اور کسی نفل کی قضا نہین ہو سکتی بلکہ جو نماز اُن کی قضا
غرض سے پڑھی جائیگی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائیگی اُس کی قضا نہ ہوگی۔ ہان فجر کی سنتون کے
یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائین اور فرض کی قضا قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتین
پڑھی جائین اور اگر بعد زوال کے پڑھی جائے تو نہین اور اگر صرف سنتین قضا ہوئی ہون تو بعد طلوع
آفتاب کے زوال سے پہلے پڑھ لیجائین۔ اور ظہر کی سنتون کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر رہ جائین تو وقت
کے اندر قبل ان دو سنتون کے جو فرض کے بعد ہین پڑھ لیجائین وقت کے بعد نہین پڑھی جا سکتین
فرض کے ساتھ رہجائین یا تنہا۔

وقتی نماز اور قضا نماز مین اور ایسا ہی قضا نمازون مین باہم ترتیب ضروری ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض
کی ہو یا وتر کی مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضا ہو گئی ہو تو ظہر کی قضا اور عصر کی وقتی نماز مین اس کو ترتیب
رعایت ضروری ہے یعنی جب تک پہلے ظہر کی قضا نہ پڑھ لیگا عصر کی فرض نہین پڑھ سکتا اور اگر
پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائیگی اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض بے وتر ادا کیے ہوے نہین

پڑھ سکتا اسی طرح اگر کسی کے ذمے فجر اور ظہر کی قضا ہو تو ان دونون کے آپس مین بھی ترتیب ضروری ہے یعنی جب تک پہلے فجر کی قضا نہ پڑھ لیگا ظہر کی قضا نہین پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائیگی اور ظہر کی قضا بدستور اس کے ذمے باقی رہیگی - ہان اگر بعد اس قضا کے پانچ نمازین اسی طرح پڑھ لی جائین تو پھر یہ پانچون صحیح ہو جائین گی یعنی نفل نہ ہونگی فرض رہین گی - چنانچہ آگے بیان ہوگا

ترتیب ان تین صورتون مین ساقط ہو جاتی ہے

پہلی صورت - نسیان - یعنی قضا نماز کا یاد نہ رہنا اگر کسی کے ذمے قضا نماز ہو اور اس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اس کے ادا کرنے کا خیال نہ رہے تو اس پر ترتیب واجب نہین اور اس کی وقتی نماز جس کو ادا کر رہا ہے صحیح ہو جائیگی اس لیے کہ قضا نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے

اگر کسی شخص کی کچھ نمازین مختلف ایام مین قضا ہوئی ہون شلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی اور مغرب کسی دن کی اور ان کو یہ یاد نہ رہے کہ پہلے کون قضا ہوئی تھی تو اس صورت مین ان کی آپس کی ترتیب ساقط ہو جائیگی جس کو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضا پڑھے یا عصر کی یا مغرب کی - (شامی)

اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز کا خیال نہ تھا بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدۂ اخیرہ مین التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اس کی نفل ہو جائیگی اور فرض اس کو پھر پڑھنا ہوگا - (شامی)

اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہ ہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضا نمازون کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازون کو نہ پڑھنا چاہیے تو اس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم مین رکھا جائے گا اور ترتیب اس سے ساقط ہو جائے گی - (ردالمحتار)

دوسری صورت - وقت کا تنگ ہو جانا - اگر کسی کے ذمہ کوئی قضا نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جس مین صرف ایک نماز کی گنجائش ہو خواہ اس وقتی کو پڑھ لے یا اس قضا کو تو اس صورت مین ترتیب ساقط ہو جائیگی اور بغیر اس قضا کے پڑھے ہوے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لیے درست ہوگا - عصر کی نماز مین وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے یعنی اگر مستحب وقت مین صرف اسی قدر گنجائش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جا سکتا ہو اس سے زیادہ کی گنجائش

نہ ہو تو ترتیب ساقط ہو جائیگی اگرچہ اصل وقت مین گنجایش ہو اس لیے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے۔ (شامی)

اگر کسی کے ذمے کئی نمازون کی قضا ہو اور وقت مین سب کی گنجایش نہ ہو بعض کی گنجایش ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ ترتیب ساقط ہو جائیگی اور اُس پر یہ ضروری نہ ہوگا کہ جس قدر قضا نماز کی گنجایش وقت مین ہو پہلے اُن کو ادا کر لے اُس کے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشا کی نماز قضا ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت اُٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجایش تھی تو اُس پر یہ ضروری نہین کہ پہلے وتر پڑھ لے تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کیے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھے تو درست ہے۔

تیسری صورت قضا نمازون کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب ان پانچ مین نہین ہے اگر وہ بھی ملائی جائے تو یون کہین گے کہ چھ سے زیادہ ہونا یہ قضا نمازین خواہ حقیقۃً قضا ہون جیسے وہ نمازین جو اپنے وقت مین نہ پڑھی جائین یا حکماً قضا ہون جیسے وہ نمازین جو کسی قضا نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے بے اُس کے ادا کیے ہوئے پڑھ لی جائین مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضا ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اُس کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجایش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً قضا مین شمار ہوگی اسکے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضا ہوگی اگر بے ادا کیے ہوئے ان دونون نمازون کے باوجود یاد ہونے کے اور وقت مین گنجایش کے پڑھے اسی طرح مغرب اور عشا کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھیگا تو چونکہ اُس سے پہلے قضا نمازین پانچ ہو چکی تھین ایک حقیقۃً اور چار حکماً لہذا اب اُس کے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اُس کی صحیح ہوگی۔

پانچ نمازون تک ترتیب باقی رہتی ہے اگرچہ وہ مختلف اوقات مین قضا ہوئی ہون اور زمانہ بہت گذر چکا ہو مثلاً کسی کی کوئی نماز قضا ہوئی تھی اور وہ اُس کو یاد نہ رہی چند روز کے بعد پھر اُس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اُس کا بھی خیال اُس کو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اُس کی کوئی قضا ہو گئی اور وہ بھی اُس کو یاد نہ رہی پھر چند روز کے بعد اُس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اُس کا بھی اُس کو خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضا ہوئی اور وہ بھی اُس کو یاد نہ رہی تو

یا پانچ نمازیں ہوگئیں اب تک ان میں ترتیب واجب ہے یعنی ان کے یاد ہوتے ہوئے باوجود وقت میں گنجایش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نفل ہو جائیگی (درمختار - ردالمحتار)

ترتیب ساقط ہو جانے کے بعد پھر عود نہیں کرتی مثلاً کسی کی قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں اور اس سبب سے اُس کی ترتیب ساقط ہو جائے بعد اُس کے وہ اپنی قضا نمازوں کو ادا کرنا شروع کرے یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہجائیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور بغیر ان کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجایش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہوگی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہوگئی ہو اور اس کے بعد اُس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اس قضا نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجایش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گذر جانے کے بعد یہ پانچوں نمازیں اس کی صحیح ہو جائیں گی یعنی فرض رہیں گی اس لیے کہ یہ پانچوں نمازیں حکماً قضا ہیں اور وہ ایک حقیقۃً قضا سب ملکر پانچ سے زیادہ ہوگئیں لہذا اُن میں ترتیب ساقط ہوگئی اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہوگیا۔

اگر کسی کی نمازیں حالت سفر میں قضا ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں ان کو ادا کرے تو قصر کے ساتھ قضا کرنا چاہیے یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت اسی طرح حالت اقامت میں جو نمازیں قضا ہوئی تھیں اُن کی قضا حالت سفر میں پڑھے تو پوری چار رکعتیں پڑھے قصر نہ کرلے۔ (درمختار وغیرہ)

نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہیں اگرچہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع کی جائیں یعنی اُن کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمیہ اُس میں آجائے تو ان کی قضا پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نفل قصداً شروع کی جائے اور شروع کرنا اُس کا صحیح ہو اگر قصداً نہ شروع کی جائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کرکے کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی فرض کی نیت سے نماز شروع کرے بعد اس کے اُس کو یاد آجائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اُس کی نفل ہو جائیگی اس کا تمام کرنا اُس پر ضروری نہ ہوگا اور اگر اُس میں فساد وغیرہ آجائیگا تو اُس کی قضا بھی اس کو نہ پڑھنا پڑیگی اسی طرح اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں سہواً کھڑا ہو جائے

اور دو رکعتین پڑھ لے تو یہ دو رکعتین اس کی نفل ہو جائینگی اور چونکہ قصداً نہین شروع کی تھین اس ان کا تمام کرنا اُس پر ضروری نہین نہ فاسد ہو جانے کی صورت مین اس کی قضا ضروری ہے اور اگر شروع کرنا صحیح نہ ہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے کی صورت مین اُس کی قضا ضروری ہوگی مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتدا مین نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اُس کا صحیح نہ ہوگا۔

اگر نفل نماز شروع کر دینے کے بعد فاسد کر دی جاے تو صرف دو رکعتون کی قضا واجب ہوگی اگرچہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی کی ہو اس لیے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتین علحدہ نماز کا حکم رکھتی ہین۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونون شفع مین قراءت نہ کرے یا پہلے شفع مین قراءت نہ کرے یا دوسرے مین نہ کرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت مین نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت مین نہ کرے یا پہلے شفع کی دونون رکعتون مین اور دوسرے شفع کی ایک رکعت مین نہ کرے تو ان سب چھ صورتون مین دو ہی رکعت کی قضا اس کے ذمے لازم ہوگی۔ پہلی دوسری صورت مین صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونون رکعتون مین قراءت نہ کرنے کے سبب سے اُس کی تحریمہ فاسد ہوگئی اور دوسرے شفع کی بنا اُس پر صحیح نہ ہوگی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہین کیا گیا پس اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی۔ تیسری صورت مین صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع مین کچھ فساد نہین آیا فساد صرف دوسرے شفع مین آیا ہے۔ چوتھی صورت مین صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اُسی مین آیا ہے دوسرا شفع بالکل صحیح ہے۔ پانچوین صورت مین صرف دوسرے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اُسی مین آیا ہے پہلا شفع بالکل صحیح ہے۔ چھٹی صورت مین صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونون رکعتون مین قراءت نہ کرنے کے سبب سے اُس کی تحریمہ فاسد ہو جائیگی اور دوسرے شفع کی بنا اُس پر صحیح نہ ہوگی لہذا اس کی قضا بھی اُس کے ذمے لازم نہ ہوگی۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت مین قراءت کرے ایک ایک مین نہ کرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونون رکعتون مین نہ کرے تو ان دونون

ورتون مین چار رکعت کی قضا پڑھنا ہوگی اس لیے کہ ان دونون صورتون مین پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہین ہوئی لہذا دوسرے شفع کی بنا اُس پر صحیح ہوگی اور فساد دونون شفعون ن آیا ہے۔

یض ونفاس کی حالت مین جو نمازین نہ پڑھی جائین وہ معاف ہین اُن کی قضا نہ کرنی چاہیے۔ ن اگر حیض ونفاس سے کسی ایسے وقت مین فراغت حاصل ہو جائے کہ اس مین تحریمہ کی بھی یش ہو تو اُس وقت کی نماز کی قضا اُس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت مین زیادہ گنجایش ہو تو اُسی وقت اُس نماز کو پڑھ لے اگرچہ پڑھ چکی ہو اس لیے کہ اس سے پہلے اس پر نماز فرض بھی اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہین یعنی فرض نہین ساقط ہو سکتا ی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت مین بالغ ہو تو اس کو بھی اُس وقت کی نماز کی قضا پڑھنا ہوگی سئلے کی تفصیل حیض کے بیان مین ہو چکی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکا عشا کی نماز پڑھکر سوئے اور طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اُس کو احتلام ہو گیا ہے تو اس کو چاہیے عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے۔ (فتاوی قاضی خان)

سی عورت کو آخر وقت مین حیض یا نفاس آ جائے اور ابھی تک اُس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس ت کی نماز اس سے معاف ہے اس کی قضا اس کو نہ کرنا ہوگی۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

سی کو جنون یا بیہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازون کے وقت تک رہے تو اُس کے ذمے اُن زون کی قضا نہین وہ نمازین معاف ہین ہان اگر پانچ نمازون تک بیہوشی رہے چھٹی نماز مین کو ہوش آ جائے تو اُن نمازون کی قضا اُس کو کرنا ہوگی۔

ا فر دار الحرب مین اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز نہ پڑھے تو جتنے دن ن رہنے کے سبب سے اُس کی نمازین گئی ہون اُن نمازون کی قضا اُس کے ذمے نہین ر مختار وغیرہ)

سی کی بہت نمازین قضا ہو چکی ہون اور اُن کو ادا کرنا چاہے تو قضا کے وقت ان کی تعیین ری ہے اس طرح کہ مین اُس فجر کی قضا پڑھتا ہون کہ جو سب کے آخر مین مجھ سے قضا ہوئی پھر اس کے بعد یہ نیت کرے کہ مین اُس فجر کی قضا پڑھتا ہون جو اس سے پہلے مجھ سے قضا

ہوئی تھی اسی طرح ظہر عصر وغیرہ کی نماز مین بھی تعیین کرے۔

اگر کسی شخص کی کچھ نمازین حالت مرض مین فوت ہوئی ہون اور وہ ان کے ادا کرنے پر قادر تھا اگرچہ اشارے ہی سے سہی تو اُس کو چاہیے کہ مرتے وقت اپنے وارثون سے وصیت کر جائے کہ مال مین سے ہر نماز کے عوض مین صدقہ دیدینا اور اس کے وارث اس کے مال کی تہائی سے ہر نماز کے عوض مین سوا سیر گیہون یا ڈھائی سیر جو یا ان کی قیمت محتاجون کو دیدین انشاء اللہ تعالے ان نمازون کی قضا اُس میت کے ذمے سے اوتر جائیگی۔

نماز کا شروع کر کے قطع کر دینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور اگر مال کے خوف سے قطع کر دی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز ہے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اُس کا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لیے جاتا ہے اگر نماز کی تکمیل کے لیے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت شریک ہونے کی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس فرض کو توڑ دے اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کے لیے قطع کرنا فرض ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت مین فریادرسی کے لیے بلائے تو ایسی حالت مین بھی توڑ دینا فرض ہے اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اسپر کون مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ مین اس کی مدد کر سکون گا۔

اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت مین اُس کے ماں باپ پکارین تو اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے نفل ہو اور وہ جانتے ہون کہ نماز مین ہے تو بھی نہ توڑنا بہتر ہے اور توڑ دے تو کچھ مضائقہ نہین اگر وہ لوگ نہ جانتے ہون کہ نماز مین ہے تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش نہ ہو جائین۔

مریض اور معذور کی نماز

اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور سے قادر نہو تو اس کو کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔

اگر قیام پر قدرت نہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف

کھڑے ہونے سے بدن مین کہین سخت درد ہونے لگتا ہو تو اُس پر قیام فرض نہین اُس کو چاہیے
بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے اگر مسنون طریقہ سے بیٹھ سکتا ہو یعنی
س طریقے سے التحیات پڑھنے کے لیے حالت صحت مین بیٹھنا چاہیے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس
یقے سے بیٹھنے مین اُس کو آسانی ہو اسی طرح بیٹھے - اور اگر تھوڑی دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو
ہیے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہوا جائے کھڑا رہے بعد اس کے بیٹھ جائے
تے کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اس کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے
رکہے بعد اس کے بیٹھ جائے اگر نہ کھڑا ہوگا تو نماز نہ ہو گی - اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواہ
ی کے یا تکیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے - (درمختار
دالمحتار وغیرہ)

سی شخص کے پاس کپڑا اس قدر ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت مین اُس کا جسم عورت نہ چھپ سکتا
ان بیٹھنے کی حالت مین چھپ جاتا ہو تو اس صورت مین بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا چاہیے
ی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا بے طاقت یا تنفس مین مبتلا ہو جاتا ہو کہ قراءت
سکے تو اُس کو بھی بیٹھکر نماز پڑھنا چاہیے - (درمختار - شامی وغیرہ)

رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہو تو اُس کو چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگرچہ
ے ہونے کی قوت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لیے رکوع
ی نسبت زیادہ سر جھکا دے - کسی چیز کا پیشانی کے برابر اُٹھا کر اُس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے
ں اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھدی جائے اور اُس پر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضایقہ نہین
وئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے
س کو چاہیے کہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے - لیٹنے کی حالت مین بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے پیر
کی طرف ہون اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ لے تا کہ منھ قبلے کے سامنے ہو جائے اور اگر
ر لیٹے خواہ داہنے پر یا بائین پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منھ قبلے کی طرف ہو اور سر سے
ع سجدے کا اشارہ کرنا چاہیے سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو - آنکھ یا ابرو کے
رو کے اشارے سے سجدہ کرنا کافی نہین - (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی عورت دردِ زِہ مین مبتلا ہو مگر ہوش حواس قائم ہون تو اس کو چاہیے کہ بہت جلد نماز پڑ
تاخیر نہ کرے مبادا نفاس مین مبتلا ہو جائے اور نماز قضا ہو جائے ہان اگر کھڑے ہو کر نماز پڑ
مین یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت مین بچہ پیدا ہو جائیگا تو اس کو صدمہ پہونچیگا تو بیٹھکر پڑ
اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آگیا ہو مگر ابھی تک
نفاس نہ ہوا ہو تو اس کو بھی نماز مین تاخیر کرنا جائز نہین بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین مین
گڑھا کھود کر روئی وغیرہ بچھا کر بچے کا سر اس مین رکھدے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشارون سے
پڑھ لے۔ (خزانۃ الروایات وغیرہ)

اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز اس وقت نہ پڑھے بعد صح
کے اس کی قضا پڑھ لے پھر اگر یہی حالت اس کی پانچ نمازون سے زیادہ تک رہے تو ا
اُن نمازون کی قضا بھی نہین جیسا کہ قضا کے بیان مین گذر چکا۔

اگر کسی مریض کو رکعتون کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اس پر بھی اس وقت نماز کا ادا کرنا ضروری نہین
بعد صحت کے اُن کی قضا پڑھ لے ہان اگر کوئی شخص اس کو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو
یہی حکم ہے اس شخص کا جو زیادہ بڑھاپے کے سبب سے مخبوط العقل ہو گیا ہو یعنی د
شخص کے بتلانے سے اس کی نماز درست ہو جائیگی اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو وہ ا
غالب رائے پر عمل کرے۔ (نفع المفتی)

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت مین بیمار ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ س
تمام کرلے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھکر پڑ
رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی مع
ہو گیا ہو تو لیٹ کر۔

اگر کوئی معذور حالت نماز مین قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھکر رکوع سج
کرتا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہو گئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے اور اگر رکوع
سے بھی معذور تھا اور اس نے اشارے سے رکوع سجدہ کرنے کا ارادہ کرکے نیت باندھی تھ
ابھی تک کوئی رکوع سجدہ اشارے سے ادا نہین کیا تھا اور اب اس کو رکوع سجدے پر قدر

ہو گئی تو وہ باقی نماز اپنے رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کر چکا ہو تو وہ نماز اُس کی فاسد ہو جائیگی اور پھر نئے سرے سے اُس نماز کا پڑھنا اسپر لازم ہو گا۔

اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اُس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں تراویح کی نماز مین ضعیف اور بوڑھے لوگون کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (شامی وغیرہ)

نفل نماز مین جیسا کہ ابتدا مین بیٹھکر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز مین بھی بیٹھ جانے کا اختیار ہے اور اس مین کسی قسم کی کراہت نہین۔ (درمختار وغیرہ)

چلتی ہوئی کشتی مین بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہے اگر خوف ہو کہ چلتی ہوئی کشتی مین کھڑے ہونے سے سر گھومنے لگے گا۔

اگر کوئی کشتی دریا کے کنارے رکی ہوئی ہو تو وہ خشکی کے حکم مین ہے اور اُس پر بیٹھکر نماز کسی طرح جائز نہین اور اگر دریا کے اندر رکی ہوئی ہو اور ہوا سے اُس کو جنبش وحرکت بھی ہوتی ہو تو وہ چلتی ہوئی کشتی کے حکم مین ہے۔ کشتی مین نماز پڑھنے کی حالت مین استقبال قبلہ ضروری ہے اور جب کشتی اور کسی طرف پھرے کہ قبلہ بدل جائے تو نماز پڑھنے والے کو بھی پھر جانا چاہیے تاکہ استقبال قبلہ نہ جانے پائے۔ اگر استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو اخیر وقت تک تامل کرے جب دیکھے کہ اب نماز کا وقت جاتا ہے تو پھر جس طرف چاہے نماز پڑھ لے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص کسی جانور پر سوار ہو اور اپنے گاؤن یا شہر کی آبادی سے باہر ہو تو اُس کو تمام نوافل کا سوا سنت فجر کے اسی سواری پر سے بیٹھے پڑھنا جائز ہے رکوع سجدہ اشارے سے کرے ایسی حالت مین استقبال قبلہ بھی شرط نہین نہ نماز شروع کرتے وقت نہ حالت نماز مین بلکہ جس طرف وہ جانور جا رہا ہو اُسی طرف نماز پڑھنا چاہیے۔

اگر کسی شخص نے سواری پر نفل نماز شروع کی اور بعد اس کے بے عمل کثیر کے اُس سواری سے اتر پڑا تو وہ اُسی نماز کے بقیہ حصہ کو تمام کر لے نئے سرے سے نماز پڑھنے کی حاجت نہین مگر اب استقبال قبلہ ضروری ہو جائیگا اور رکوع سجدہ اشارے سے کافی نہو گا۔ اور اگر کسی نے اپنے گاؤن شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھنا شروع کی تھی اور ابھی نماز تمام نہ ہونے پائی تھی کہ گاؤن یا شہر مین

پونہچ گیا تو اُس کو اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارون سے بقیہ نماز تمام کرلینا چاہیے اترنے کی کوئی ضرورت نہین۔ (درمختار وغیرہ)

گاڑی وغیرہ کی سواری مین بھی نفل کا پڑھنا جائز ہے خواہ چلتی ہوئی گاڑی ہو یا کھڑی ہوئی فرائض اور واجبات کا کسی جانور یا گاڑی کی سواری مین پڑھنا جائز نہین۔ ہان اگر کوئی عذر ہو مثلاً سواری سے خود اتر نہ سکتا ہو یا اُترنے کے بعد چڑھنا دشوار ہو یا اُترنے مین کسی درندے جانور یا دشمن کا خوف ہو یا عورت کو اپنی بے حرمتی کا خوف ہو یا کیچڑ وغیرہ اس قدر ہو کہ اگر نیچے اُتر کر نماز پڑھے تو مُنھ وغیرہ مین کیچڑ بھر جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ اگر اُتر کر نماز پڑھے گا تو ساتھ کے لوگ آگے بڑھ جائین گے اور خود تنہا رہ جائیگا ایسی صورتون مین اُسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے فرض اور واجب نمازون کا پڑھنا بھی جائز ہے مگر استقبال قبلہ ضروری ہے اور اگر گاڑی کا کوئی جزو جانور پر ہو خواہ کھڑی ہو یا چلتی ہو جانور اس کو تسمہ یا رسی کے سہارے سے کھینچ رہا ہو جس کا ایک سرا اُس جانور پر ہو اور دوسرا گاڑی پر تو ایسی گاڑی پر فرائض اور واجبات کا بے عذر پڑھنا بھی جائز ہے مگر کھڑے ہو کر اور استقبال قبلہ کے ساتھ۔ (شامی وغیرہ)

ریل کی سواری مین نماز پڑھنا جائز ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور اُترنے سے معذور ہو یا نہین ہان استقبال قبلہ ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے۔ (عمدۃ الرعایہ)

اگر کھڑے ہونے مین ریل کی حرکت سے گر جانے کا خوف ہو جیسا کہ بعض ناہموار لینون مین ہوتا ہے تو پھر بیٹھ کر پڑھے۔

اگر کسی کے دانتون مین درد ہوتا ہو اور بغیر مُنھ مین سردپانی یا کوئی دوا ڈالے ہوے درد مین سکون نہین ہوتا تو اس کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص لائق امامت کے مل جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ اسی حالت مین یعنی مُنہ مین دوا رکھے ہوے خود ہی نماز پڑھ لے اور قراءت وغیرہ نہ کرے (قنیہ)

مسافر کی نماز

مسافر جب اپنے شہر یا گاؤن کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس کو قصر یعنی چار رکعت کے فرض مین دو ہی رکعت پڑھنا واجب ہے اگر پوری چار رکعت پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور دو واجب

اُس سے ترک ہون گے ایک قصر دوسرے قعدۂ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا اس لیے کہ پہلا قعدہ مسافر کے حق مین قعدۂ اخیرہ ہے اُس کے بعد اُس کو فوراً سلام پھیر دینا چاہیے تھا اور اُس نے نہین پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا تین رکعت یا دو رکعت کے فرائض مین قصر نہین ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسافر اگر چار رکعت فرض پڑھے گا تو پہلی دو رکعتین اُس کی فرض ہو جائین گی اور دوسری نفل

اگر کوئی شخص اس مسافت کو جو متوسط چال سے تین دن سے کم مین نہین طے ہو سکتی کسی تیز سواری کے ذریعہ سے مثل گھوڑے یا ریل وغیرہ کے تین دن سے کم مین طے کرلے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائیگا۔ متوسط چال سے مراد آدمی یا اونٹ کی متوسط رفتار ہے۔

تین دن کی مسافت سے یہ مراد ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک اسی لیے ہم نے اس مسافت کا اندازہ ساٹھ میل کیا ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکے صبح سے دوپہر تک آدمی متوسط چال سے بیس میل سے زیادہ نہین چل سکتا۔

سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز مثلاً کوئی شخص چوری کی غرض سے یا کسی کے قتل کے ارادے سے یا کوئی غلام اپنے مولے کی بے اجازت یا کوئی لڑکا اپنے والدین کے خلاف مرضی سفر کرے ہر حال مین اس کو قصر کرنا چاہیے۔

مسافر کو اُس وقت تک قصر کرنا چاہیے جب تک اپنے وطن اصلی نہ پونہچ جائے یا کسی مقام پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نہ کرے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے لائق ہو۔ اگر کوئی شخص پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کو قصر کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر پندرہ دن کی نیت کرلے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص دریا مین ٹھہرنے کی نیت کرے یا دارالحرب مین یا جنگل مین تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا ہان خانہ بدوش لوگ اگر جنگل مین بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلین تو یہ نیت صحیح ہو جائیگی اس لیے کہ وہ جنگلون مین رہنے کے عادی ہوتے ہین۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قبل قطع کرنے اُس مقدار مسافت کے جس کا اعتبار سفر مین کیا گیا ہے کسی مقام مین ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرلے تو وہ مقیم ہو جائیگا اگرچہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو یہ سمجھا جائیگا کہ اُس نے اپنے ارادۂ سفر کو فسخ کر دیا (ردالمحتار)

ان چند صورتون مین اگر کوئی مسافر بعد قطع کرنے مسافت سفر کے پندرہ دن سے بھی زیادہ
ٹھہر جائے تو وہ مقیم نہ ہوگا اور قصر کرنا اُس پر واجب رہے گا۔ (۱) ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا نہو
مگر کسی وجہ سے بے قصد و ارادہ زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہو جائے۔ (۲) کچھ نیت ہی نہ کی ہو بلکہ امروز
فردا مین اُس کا ارادہ وہان سے چلے جانے کا ہو خواہ اسی پس و پیش مین پندرہ دن یا اس سے زیادہ
بھی ٹھہر جائے۔ (۳) پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت
نہو۔ (۴) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام مین بشرطیکہ اُن دونون مقامون مین
اسقدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز دوسرے مقام مین نہ جا سکتی ہو مثلاً دس روز
مکہ معظمہ مین رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منٰی مین مکہ سے منٰی تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور
اگر رات کو ایک مقام مین رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام مین تو جس موضع مین رات کو
ٹھہرنے کی نیت کرلی ہے وہ اُس کا وطن اقامت ہو جائیگا وہان اُس کو قصر کی اجازت نہوگی
اب دوسرا موضع جس [illegible] دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہان
جانے سے مسافر ہو جائیگا ورنہ مقیم رہے گا اور اگر ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب
ہوگا کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونون موضع ایک سمجھے جائین
اور اُن دونون مین پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائیگا۔ (۵) خود اپنے سفر وغ
مین دوسرے کا تابع ہو مثلاً عورت اپنے شوہر کے ساتھ سفر مین ہو یا ملازم اپنے آقا کے ساتھ
لڑکا اپنے باپ کے ساتھ ان سب صورتون مین اور ان کے امثال مین اگر یہ لوگ پندرہ دن
بھی زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرلین تب بھی مقیم نہ ہون گے اور ان پر قصر واجب رہیگا ہان اگر وہ لوگ
جن کے یہ تابع ہین پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرلین تو یہ بھی مقیم ہو جائین گے خواہ یہ لوگ ارا
کرین یا نہین بشرطیکہ ان لوگون کے ارادے کا ان کو علم ہو جائے اگر ان لوگون کے ارادے کا انکو
نہو تو یہ لوگ مقیم نہ ہونگے مسافر ہی رہین گے یہان تک کہ انکو علم ہو جائے۔ در مختار۔ رد المحتار
مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال مین درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب د
رکعتین پڑھکر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اپنی نماز اُٹھکر تمام کرلے اور اُس مین
قراءت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لیے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی فر

۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیون کو بعد سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے۔ (درمختار وغیرہ)

مسافر بھی مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر بعد وقت کے نہین اس لیے کہ مسافر جب مقیم کی اقتدا کرے گا تو بہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھیگا اور امام کا قعدۂ اولے نفل ہوگا اور اس کا فرض امام کی تحریمہ قعدۂ اولے کے نفل ہونے کے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اس کی تبعیت کے ساتھ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہین۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

مسافر فجر کی سنتون کو ترک نہ کرے اور مغرب کی سنت کا بھی نہ ترک کرنا بہتر ہے اور باقی سنتون کو ترک کرنے کا اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو اور اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھ لے (ردالمحتار۔ درمختار)

وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص ...ی مقام مین عمر بھر سکونت کے ارادے سے مقیم تھا بعد اس کے اس نے اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام مین ہی نیت سے سکونت اختیار کی تو اب یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائیگا اور پہلا مقام وطن نہ رہے گا یہان تک کہ اگر ان دونون مقامون مین سفر کی مسافت ہو اور اس دوسرے مقام سے سفر کرکے پہلے مقام مین جائے تو مقیم نہ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

وطن اصلی وطن اقامت سے باطل نہین ہوتا یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام مین چند روز کی سکونت اختیار کرے بعد اس کے اپنے وطن اصلی مین جائے تو معاً وہان پہونچتے ہی مقیم ہو جائیگا۔

وطن اقامت وطن اصلی مین جانے سے باطل ہو جاتا ہے یعنی جب وطن اقامت سے وطن اصلی مین پہونچ جائیگا تو مقیم ہو جائیگا پھر جب وہان سے اس وطن اقامت مین جائے تو مقیم نہ ہوگا ہان جب وہان پہونچکر اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو دوبارہ وطن اقامت ہو جائیگا اور وطن اقامت وطن اقامت سے بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک مقام مین پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت سے اقامت کرے بعد اس کے اس مقام کو چھوڑدے اور پھر جائے اس کے دوسرے مقام مین اسی نیت کے ساتھ اقامت کرے تو وہ پہلا مقام وطن نہ رہیگا وہان جانے سے مقیم نہوگا

اگر کوئی مسافر کسی نماز کے وقت کو ایسے وقت ہو جس میں صرف تحریمہ کی گنجایش ہو پندرہ
اقامت کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جائے گا اور اگر ابھی تک اُس وقت کی نماز نہ پڑھی ہو اور چار
رکعت والی نماز ہو تو اُسے قصر جائز نہیں اور اگر قصر کے ساتھ پڑھ چکا ہو تو پھر اعادہ کی حاجت
نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی مسافر حالت نماز مین اقامت کی نیت کرے خواہ اول نماز مین یا درمیان مین یا اخیر
مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیے اس مین قصر جائز نہیں۔
اگر نماز کا وقت گذر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہو تو اُس کی نیت کا اثر اس نماز مین
نہ ہو گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہو گی تو اس کو قصر کرنا اس مین واجب ہو گا ہان بعد اس نماز
البتہ اس کو قصر جائز نہ ہو گا۔ **مثال** (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت
پڑھنے کے وقت گذر گیا بعد اس کے اُس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز مین اثر نہ کرے گی
اور یہ نماز اس کو قصر سے پڑھنا ہو گی۔ (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہو گیا
جب اپنی گئی ہوئی رکعتین ادا کرنے لگا اس نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز
پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہو گی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہو گی۔ (درمختار وغیرہ)

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا
اور ایسی حالت مین سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکین اور سواری
سے اُترنے کی بھی مہلت نہو تو سب لوگون کو چاہیے کہ سواریون پر بیٹھے بیٹھے اشارون سے
نماز پڑھ لین استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں ہان اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہون
تو وہ دونون جماعت کر لین اور اگر اس کی بھی مہلت نہو تو معذور ہین اُس وقت نماز نہ پڑھین
اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لین۔ ع

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی ایسی ہی مجبوری کی حالت مین چار وقت کی نماز احزاب کی
لڑائی مین قضا ہو گئی تھی جس کو آپ نے بعد اطمینان کے ادا کیا۔ ۱۲

اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہون تو ایسی
حالت مین ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے اس قاعدے[5] سے نماز پڑھین۔ تمام مسلمانون کے دو
حصے کر دیے جائین ایک حصہ دشمن کے مقابلہ مین رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کر دے اگر تین
یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر عصر۔ مغرب۔ عشا بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہ ہون اور قصر نہ کرین تو جب
امام دو رکعت نماز پڑھکر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ
چلا جائے جیسے فجر جمعہ۔ عیدین کی نماز یا ظہر عصر۔ عشا کی نماز قصر کی حالت مین۔ اور دوسرا حصہ
ان سے اگر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو ان لوگون کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے پھر جب
یہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے اور یہ لوگ دشمن کے مقابلے مین چلے جائین اور پہلے
پھر یہان آکر اپنی بقیہ نماز بے قرارت کے تمام کرلین اس لیے کہ وہ لوگ لاحق ہین پھر یہ لوگ دشمن
کے مقابلے مین چلے جائین اور دوسرا حصہ یہان آکر اپنی نماز قرارت کے ساتھ تمام کرے اس لیے
کہ وہ لوگ مسبوق ہین۔ حالت نماز مین دشمن کے مقابلے مین جاتے وقت یا ان سے نماز تمام
کرنے کے لیے آتے وقت پیادہ چلنا چاہیے اگر سوار ہو کر چلین گے تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لیے
کہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اسی قدر اجازت دی گئی ہے جس کی سخت ضرورت ہو۔ اگر امام تین
چار رکعت والی نماز مین پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھیگا

---

[5] یہ قاعدہ نماز پڑھنے کا خلاف قیاس ہے اس مین بہت عمل کثیر کرنا ہوتا ہے قبلے سے بھی انحراف
ہوتا ہے۔ مگر چونکہ احادیث مین نیز قرآن مجید مین یہ طریقہ نماز خوف کا وارد ہو گیا ہے اس لیے مشروع رکھا گیا
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طریقہ ناجائز ہے۔ اُن کے نزدیک یہ طریقہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے کے ساتھ خاص تھا آپ کے بعد پھر اس طریقے سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بحر العلوم نے ارکان اربعہ
مین اس راے کو پسند کیا ہے مگر جس قدر دلائل بیان کیے ہین وہ قابل تسکین نہین ہین ایک دلیل ان کی
یہ ہے کہ قرآن مجید مین اس طریقہ نماز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص کیا ہے اور انھین سے
خطاب کر کے کہا ہے کہ جب تم کسی لشکر مین ہو اور نماز پڑھاؤ تو یہ طریقہ کرو کسی دوسرے کو اجازت نہین دی
درحقیقت اس آیت سے خصوصیت نہین ثابت ہو سکتی بہت سی آیتین ایسی ہین جن مین حضرت سے
خطاب کیا گیا ہے اور مراد تعمیم ہے واللہ اعلم ۱۲

تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ (شامی)

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہان آکر اپنی نماز تمام کر
اس کے بعد دوسرے حصے کا یہین آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا
نماز پڑھکر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر اپنی نماز وہین تمام کرلے تب
کے مقابلے مین جائے جب یہ لوگ وہان پہنچ جائین تو پہلا حصہ اپنی نماز وہین پڑھ لے یہ
نہ آوے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑ
چاہتے ہون۔ مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہون کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھین۔
بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلے مین چلا جائے
دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہان پہنچ جائیگا اور اس خیال سے ان لوگ
نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کرلینا چا
اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی
بے ضرورت شدیدہ اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہین۔ مثلاً باغی لوگ
بادشاہ اسلام پر چڑھائی کرین یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگون ک
لیے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

نماز خلاف جہت قبلے کی طرف شروع کرچکے ہون کہ اتنے مین دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے
فوراً قبلے کی طرف پھر جائین ورنہ نماز نہ ہوگی

اگر اطمینان سے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہون اور اسی حالت مین دشمن آجائے تو فوراً ان ک
دشمن کی طرف پھر جانا چاہیے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہیگا۔

اگر کوئی شخص دریا مین پیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی
دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشارون سے نماز پڑھ لے۔

بیان تک پنج وقتی نمازون کا اور اُن کے متعلقات کا ذکر تھا۔ اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ملی لہذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے اس لیے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے اسی لیے عیدین کی نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

نماز جمعے کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی عبادت پسند نہین اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ مین وارد نہین ہوئی اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنی اُن غیر متناہی نعمتون کے ادائے شکر کے لیے جن کا سلسلہ ابتدائی پیدایش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدایش کے بھی منقطع نہین ہوتا ہر دن مین پانچ وقت مقرر فرمایا ہے۔ اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنون سے زیادہ نعمتین فائض ہوئی ہین حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کے لیے اصل اول ہین اسی دن پیدا کیے گئے لہذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا۔ اور ہم اوپر جماعت کی حکمتین اور فائدے بھی بیان کر چکے ہین اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلون کے لوگ اُس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھین اور ہر روز پانچون وقت ایسا امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے مین ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس مین مختلف محلون اور گاؤن کے مسلمان آپس مین جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کرین اور چونکہ جمعے کا دن تمام دنون مین افضل و اشرف تھا لہذا یہ تخصیص اسی دن کے لیے کی گئی۔

اگلی امتون کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انھون نے اپنی بدنصیبی سے اس مین اختلاف کیا اور اس سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمےٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے مین پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن مین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔

نصاری نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائی آفرینش کا ہے چنانچہ اب تک
یہ دونوں فرقے ان دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت
میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر
میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

نماز جمعہ کی فرضیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی میں معلوم ہو گئی تھی مگر غلبۂ کفار کے سبب سے
اس کے ادا کرنے کا موقع نہ ملتا تھا بعد ہجرت کے مدینہ منورہ میں تشریف لاتے ہی آپ نے
نماز جمعہ شروع کر دی آپ کے تشریف لانے سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ
منورہ میں اپنے اجتہاد صائب اور کشف صادق سے نماز جمعہ شروع کر دی تھی۔ (فتح الباری)

جمعے کے فضائل

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے اسی میں حضرت آدم ع
پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں بھیجے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت
کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔ (صحیح مسلم)

علما میں اختلاف ہے کہ جمعے کا دن افضل ہے یا عرفے کا یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ مگر اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کا دن تمام دنوں سے بہتر ہے جن میں عرفہ بھی داخل ہے۔

(۲) امام احمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی
زیادہ ہے اس لیے کہ اسی شب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدۂ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز
ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب
کوئی نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات۔ شرح فارسی مشکوٰۃ)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت
اللہ تعالے سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

علما مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گذرا کس وقت ہے۔ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں چالیس قول نقل کیے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے

ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے دوسرے یہ کہ وہ ساعت آخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے۔ اور بہت احادیث صحیحہ اس کی موید ہیں۔ شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعے کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعے کا دن ختم ہونے لگے تو اُن کو خبر دے تاکہ وہ اس وقت فکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں۔ (اشعۃ اللمعات)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے سب دنوں میں جمعے کا دن افضل ہے اسی دن صور[1] پھونکا جائیگا اور اسی دن تمھارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جائیں گے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر کیسے پیش کیا جائیگا حالانکہ آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہونگی حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے۔ (ابوداود)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاہد سے مراد جمعے کا دن ہے کوئی دن جمعے سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اُس میں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالے قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالی اس کو پناہ دیتا ہے۔ (ترمذی)

شاہد کا لفظ سورہ بروج میں واقع ہے اللہ تعالے نے اس دن کی قسم کھائی ہے۔ وَالسَّمَاءِ[2] ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالے کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالے اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی)

---

[1] بعض علما کے نزدیک تین مرتبہ صور پھونکا جائیگا مگر اکثرین کے نزدیک دو مرتبہ ایک مرتبہ سب لوگ مرجائیں گے دوسری مرتبہ پھر سب زندہ ہو جائیں گے ۱۲

[2] قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور قسم ہے یوم موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔ ۱۲

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیۂ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تلاوت فرمائی اُن
پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدون کے دن اُتری تھی جمعے کا دن اور عرفے
کا دن یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت اُس دن تو خود ہی دو عیدین تھیں۔

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتے تھے شب جمعہ کو فرماتے تھے کہ جمعے کی رات روشن
رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے۔ (مشکوۃ)

(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالی مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیجدیگا
اور یہی دن وہان بھی ہونگے اگرچہ وہان دن رات نہ ہونگے مگر اللہ تعالی اُن کو دن اور رات کی
مقدار اور گھنٹون کا شمار تعلیم فرمادیگا پس جب جمعے کا دن آئیگا اور وہ وقت ہوگا جس وقت
مسلمان دنیا مین جمعے کی نماز کے لیے نکلتے تھے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل جنت مزید کے
جنگل مین چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول و عرض سوا خدا کے کوئی نہین جانتا وہان مشک کے ڈھیر
ہون گے آسمان کے برابر بلند انبیا علیہم السلام نور کے منبرون پر بٹھلائے جائین گے اور مومنین یاقوت
کی کرسیون پر پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائین گے حق تعالی ایک ہوا بھیجے گا جس سے
وہ مشک جو وہان ڈھیر ہوگا اُڑیگا وہ ہوا اس مشک کو ان کے کپڑون کے اندر لیجائیگی اور منھ مین اور
بالون مین لگائیگی وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اُس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو
تمام دنیا کی خوشبوئین دی جائین پھر حق تعالی حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو ان لوگون کے درمیان
مین لیجاکر رکھو پھر اُن لوگون کو خطاب کر کے فرمائیگا کہ اے میرے بندو ان جو غیب پر ایمان لائے تھے
حالانکہ مجھکو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو
یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے سب لوگ ایک زبان کہین گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے
خوش ہین تو بھی ہم سے راضی ہوجا حق تعالے فرمائیگا کہ اے اہل جنت اگر مین تم سے راضی نہ ہوتا تو
تم کو اپنی بہشت مین نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض
کرین گے کہ اے پروردگار ہم کو اپنی صورت زیبا دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھون
سے دیکھ لین پس حق سبحانہ پردے اُٹھا دیگا اور اُن لوگون پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہان آرا

ن لوگون کو گھیر لیگا اگر اہل جنت کے لیے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائین تو بے شک
اس نور کی تاب نہ لاسکین اور جل جائین پھر اُن سے فرمائیگا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ
ران لوگون کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہو گا یہ لوگ اپنی بیبیون کے پاس
ین گے نبی بیان ان کو دیکھین گی نہ یہ بی بیون کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو ان کو چھپائے
ئے تھا ہٹ جائیگا تب یہ آپس مین ایک دوسرے کو دیکھین گے ان کی بیبیان کہین گی کہ جاتے
ت جیسی صورت تمھاری تھی وہ اب نہین یہ لوگ جواب دین گے کہ ہان یہ اس سبب سے ہے کہ حق تعالی
اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اُس جمال کو اپنی آنکھون سے دیکھا (شرح سفر السعادۃ)
یکھیے جمعے کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔۔

(۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعے کی برکت سے جمعے کے دن نہین تیز
ی جاتی۔ (احیاء العلوم)

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعے کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانون اس دن کو اللہ تعالے
نے عید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک
اس دن لازم کر لو۔ (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب

) ہر مسلمان کو چاہیے کہ جمعے کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
شنبے کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور
شبو گھر مین نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا کر رکھ لے تاکہ پھر جمعے کے دن ان کامون مین اُس کو
شغول ہونا نہ پڑے۔ بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعے کا فائدہ اُس کو ملے گا
اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو
ہی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتے کہ صبح کو لوگون سے پوچھے کہ آج کون دن ہے اور بعض بزرگ
ب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی مین جا کے رہتے تھے۔
احیاء العلوم)

(۲) پھر جمعے کے دن بعد نماز فجر کے غسل کرے سر کے بالون کو اور بدن کو خوب صاف

کرے اگر کوئی شخص فجر کی نماز سے پہلے غسل کرے تو سنت ادا نہ ہوگی۔ اور مسواک کرنا بھی اِس

بہت فضیلت رکھتا ہے۔

(۳) جمعے کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہون پہنے اور ممکن ہو تو خ

لگائے اور ناخون وغیرہ بھی کتروائے۔

(۴) جامع مسجد مین بہت سویرے جائے جو شخص جتنے سویرے جائیگا اُسی قدر اُس کو ثواب ز

ملیگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن فرشتے دروازے پر کھڑے ہوتے ہین اور س

پہلے جو آتا ہے اُس کو پھر اُس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہین س

پہلے جو آیا اُس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ کی راہ مین اونٹ قربانی کرنے والے کو اُس کے بعد

جیسے گاے کی قربانی کرنے مین پھر جیسے مرغ کی قربانی مین پھر جیسے اللہ کی راہ مین کسی کو انڈا صدقہ

دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہو ج

ہین۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

اگلے زمانے مین صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیان بھری ہوئی نظر آتی تھین تمام لوگ

اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت ازدحام ہوتا تھا جیسے عید کے دنون مین پھ

یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگون نے کہا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام مین پیدا ہوئی یہ لکھکر امام غزالی

ع ہمارے امام صاحب کے نزدیک یہ غسل سنت مؤکدہ ہے اور بعض علما اس کے وجوب کے ق

ہین احادیث مین اس کی بہت تاکید آئی ہے مگر چونکہ بعض احادیث مین ترک غسل کی اجازت بھی آگئی

اس لیے وہ تاکید وجوب کی حد تک نہ پہونچیگی مگر بے ضرورت شدیدہ سنت موکدہ کو بھی ترک کرنا گناہ ہے۔ اہل

جب کسی کو گالی دیتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ تو اُس سے بھی زیادہ ناپاک ہے جو جمعے کے دن غسل نہ کرے

(احیاء العلوم) حضرت عثمانؓ ایک دن کسی وجہ سے غسل نہ کر سکے حضرت فاروق نے خطبہ پڑھنے ہی کی

مین ان کو ٹوکا۔ رضی اللہ عنہما۔ ۱۲

ف صحیح یہ ہے کہ غسل نماز کے لیے سنت ہے جن لوگون پر نماز جمعہ فرض نہین اُن پر غسل بھی مس

نہین جاہین کرین جاہین نہ کرین واللہ اعلم۔ (بحر الرائق۔ شرح وقایہ وغیرہ)

جاتے ہین کہ کیون نہین شرم آتی مسلمانون کو یہود اور نصارے سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصارے اتوار کو اپنے عبادت خانون اور گرجا گھرون مین کیسے سویرے جاتے ہین اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازارون مین خرید و فروخت کے لیے پہونچ جاتے ہین پس طالبان دین ان دون پیش قدمی نہین کرتے۔ (احیاء العلوم)

درحقیقت مسلمانون نے اس زمانے مین اس مبارک دن کی قدر بالکل گھٹا دی ان کو یہ بھی خبر نہین ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے۔ افسوس وہ دن جو کسی زمانے مین مسلمانون کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتون کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانون کے ہاتھ سے اس کی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدا کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(۵) جمعے کی نماز کے لیے پیادہ پا جانے مین ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن فجر کی نماز مین سورۂ الم سجدہ اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے لہذا انہین سورتون کو جمعے کے دن فجر کی نماز مین سنت سمجھکر پڑھا کرے مگر کبھی کبھی ترک بھی کر دے تا کہ لوگون کو وجوب کا خیال نہو۔

(۷) جمعے کی نماز مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقین یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعے کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے مین بہت ثواب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اس کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے مین اس کے کام آئیگا اور اس جمعے سے پچھلے جمعے تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائین گے۔ (شرح سفر السعادۃ) علما نے لکھا ہے کہ اس حدیث مین گناہ صغیرہ مراد ہین اس لیے کہ کبیرہ بے توبہ کے نہین معاف ہوتے واللہ اعلم وہو ارحم الراحمین۔

(۹) جمعے کے دن درود شریف پڑھنے مین بھی اور دنون سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لیے
مین وارد ہوا ہے کہ جمعے کے دن درود شریف کی کثرت کرو
اس کے علاوہ ہر عبادت کا ثواب جمعے کے دن زیادہ ملتا ہے۔

نماز جمعے کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظ
اسلام سے ہے منکر اس کا کافر اور بے عذر اسکا تارک فاسق ہے۔

(۱) قولہ تعالے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَ
اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
جب نماز جمعہ کے لیے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھ
یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت مین نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑ
سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے بع
اس کے اپنے بالون مین تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کے لیے چلے اور جب
مسجد مین آئے تو کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت مین ہون
پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گذشتہ جمعے سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص
معاف ہو جائین گے۔ (صحیح بخاری)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعے کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد مین پیادہ
جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان مین کوئی لغو فعل نہ کرے تو اس کو ہر قد
کے عوض مین ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سا
کی نمازون کا۔ (ترمذی)

(۴) ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فر
ہوے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہین ورنہ خدای تعالے ان کے دلون پر مہر کر دیگا

وہ سخت غفلت مین پڑجائین گے ۔ (صحیح مسلم)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کردیتا ہے اُس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کردیتا ہے (ترمذی) اور ایک روایت مین ہے کہ خداوند تعالیٰ اس سے بیزار ہوجاتا ہے ۔

(۶) طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر غلام عورت لڑکا بیمار ۔ (ابوداود)

(۷) ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق مین فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کرون اور خود اُن لوگون کے گھر دن کو جلا دون جو نماز جمعہ مین حاضر نہین ہوتے ۔ (صحیح مسلم)

اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق مین وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہین ۔

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کردیتا ہے وہ منافق لکھدیا جاتا ہے ایسی کتاب مین کہ جو تغیر وتبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوۃ) یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہیگا ہان اگر توبہ کرلے ۔ ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاملہ فرمائے تو وہ دوسری بات ہے ۔

(۹) جابر رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالے پر اور قیامت کے دان پر ایمان رکھتا ہو اُس کو جمعے کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت مین مشغول ہوجائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے (مشکوۃ) یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پروا نہین نہ اس کا کچھ فائدہ ہے اُس کی ذات ہمہ صفت موصوف ہے کوئی اُس کی حمد وثنا کرے یا نہ کرے ۔

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھون نے فرمایا کہ جس شخص نے پے درپے کئی جمعے ترک کردیے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا ۔ (اشعۃ اللمعات)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مرگیا اور وہ جمعے اور جماعت مین

ستے شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق مین آپ کیا فرماتے ہین انھون نے جواب دیا کہ وہ دوزخ مین
پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر اُن سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے۔
(احیاء العلوم)

ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شرع
مین ہے اور اس کے تارک پر سخت سخت وعیدین وارد ہوئی ہین۔ کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوی
اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے۔

نماز جمعے کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) مقیم ہونا۔ مسافر پر نماز جمعہ واجب نہین۔

(۲) صحیح ہونا۔ مریض پر نماز جمعہ واجب نہین۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جائین گے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہ ہو گی۔

(۳) آزاد ہونا غلام پر نماز جمعہ واجب نہین۔

(۴) مرد ہونا۔ عورت پر نماز جمعہ واجب نہین۔

(۵) جماعت کے ترک کرنے کے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہین اُن سے خالی ہونا۔ اگر اُن عذرون مین سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہو گی۔ **مثال** (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو۔ (۲) کسی مریض کی تیمار داری کرتا ہو۔ (۳) مسجد جانے مین کسی دشمن کا خوف

(۶) اور نمازون کے واجب ہونے کی جو شرطین اوپر ہم ذکر کر چکے ہین وہ بھی اس مین معتبر ہین یعنی عاقل ہونا بالغ ہونا مسلمان ہونا۔

یہ شرطین جو بیان ہوئین نماز جمعے کے واجب ہونے کی تھین۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطون کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمّے سے اُتر جائے گا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

نماز جمعے کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مصرؔ۔ گاؤن یا جنگل مین نماز جمعہ درست نہین۔ ہان اگر کوئی گاؤن شہر سے اس قدر قریب ہو کہ وہان سے نماز جمعہ پڑھنے کے لیے اگر کوئی شخص آئے تو دن ہی دن مین اپنے گھر واپس جا سکے تو ایسا مقام بھی مصر کے حکم مین ہے اور وہان کے لوگون پر بھی نماز جمعہ فرض ہے (شرح سفر السعادۃ) مصر فقہا کی اصطلاح مین اس مقام کو کہتے ہین جہان ایسے مسلمان جن پر نماز جمعہ واجب ہے

ع یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایسا مقام شرط ہے جہان چالیس مرد آزاد مکلف رہتے ہون امام مالک کے نزدیک وہ جگہ شرط ہے جہان ملی ہوئی بستی اور مسجد اور بازار ہو خلاصہ یہ کہ باتفاق جمیع علمای امت اجماع مجتہدین ملت آیت فرضیت جمعہ مکان کے بارے مین مطلق نہین بلکہ ضرور کوئی نہ کوئی خاص مکان مراد ہے اور چونکہ حضرت علی مرتضیٰ سے مصنف عبد الرزاق وغیرہ مین بسند صحیح مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا جمعہ اور تشریق صحیح نہین مگر مصر جامع مین اسلیے حنفیہ نے مصر کی شرط کی۔ اور صحابہ سے منقول نہین کہ اُنھون نے کسی گاؤن یا جنگل مین نماز جمعہ پڑھی ہو (فتح القدیر) حضرت علیؓ کی اس حدیث پر اگرچہ بعض محدثین نے جرح کی ہے مگر وہ قابل اعتبار نہین بعض سندین اسکی بالکل صحیح ہین علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ جو نووی نے کہا ہے کہ حدیث علی کا ضعف متفق علیہ ہے پس شاید وہ مطلع نہین ہوئے اس سند پر جس مین حجاج ہین اور اس سند پر جسمین جریر منصور سے راوی ہین اسلیے کہ وہ سند صحیح ہے اگر یہ سندین انکو معلوم ہو جاتین تو ایسا نہ کہتے بعض لوگون نے اس آیت کو مطلق قرار دیا ہے انکے نزدیک ہر جگہ نماز جمعہ درست ہے گاؤن ہو یا شہر اور بخاری کی اس حدیث سے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ سب سے پہلا جمعہ جو مسجد نبوی کے بعد قائم ہوا جواثی مین تھا جو ایک قریہ ہے بحرین کا اس وجہ سے استدلال نہین ہو سکتا کہ قریہ کا اطلاق شہر پر بھی آیا ہے اور قرآن مجید مین جا بجا یہ استعمال واقع ہے سورۂ یوسف مین مصر جیسے شہر کو اور سورۂ یٰسین مین انطاکیہ شہر کو قریہ لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

ع مصر کی تعریف مین فقہا کے اقوال مختلف ہین بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جہان حاکم اور قاضی رہتا ہو جو حدود جاری کرے۔ بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جہان دس ہزار آدمی رہتے ہون۔ بعض نے یہ کہ جہان ہر پیشے والا اپنے پیشے کو چلا سکے۔ بعض نے یہ کہ جہان اسقدر لوگ رہتے ہون کہ اگر کوئی دشمن اُن سے مقابلہ کرے تو وہ اُسکے دفع پر قادر ہون بعض نے یہ کہ جہان ہر روز کوئی نہ کوئی فوت پیدائش ہوتی ہو مگر اکثر فقہا کے نزدیک مختار اور تمام متاخرین کا مفتیٰ بہ یہی قول ہے جو ہم نے لکھا۔ ۱۲ (بحر الرائق۔ خزانۃ المفتین۔ فتاوای زاہدیہ)

اس قدر ہون کہ اگر سب مل کر وہان کی کسی بڑی مسجد مین جمع ہونا چاہین تو اُس مسجد مین اُن سب کی
گنجایش نہو اس مسجد سے مراد جمعہ مسجد نہین ہے بلکہ پنجوقتی نماز کی مسجد مراد ہے۔

جس مقام پر یہ تعریف صادق ہو وہ مصر ہے اور جہان نہ صادق ہو وہ قریہ ہے۔ (خزانۃ المفتین
و بحر الرائق ۔ مختصر وقایہ وغیرہ)

(۲) دار الاسلام ۔ دار الحرب[ع۱] مین نماز جمعہ درست نہین ۔ دار الاسلام وہ مقام ہے جہان کا بادشاہ
ہو یا وہان احکام اسلام جاری ہون اور کافرون کی طرف سے کوئی مزاحمت احکام شرعیہ مین نہ ہوتی
اور اہل اسلام وہان بامن وامان بلا اجازت کفار کے رہ سکتے ہون۔ جہان یہ باتین نہون وہ دار الحرب ہے
جو مقام کسی زمانے مین دار الاسلام تھا اُس کے دار الحرب ہونے مین تین شرطین ہین ۔ (۱) اُسمین کفر کے
احکام علانیہ جاری ہونے لگین ۔ (۲) وہ دار الحرب سے متصل ہو اُس کے اور دار الحرب کے درمیان مین کوئی
دوسرا شہر نہ ہو ۔ (۳) کوئی مسلمان اُس مین بغیر امان کفار نہ رہ سکے ۔ (خزانۃ المفتین)

(۳) بادشاہ[ع۲] اسلام یا اُس کی طرف سے کسی شخص کا موجود ہونا ۔ ہان جن مقامات مین کفار کا

ع۱ ہندوستان کو بعض لوگ دار الحرب سمجھتے ہین حالانکہ دار الحرب کی تعریف اسپر کسی طرح نہین صادق آتی مولانا عبد
صاحب مرحوم کے فتاوے مین کئی فتوے اس مسئلے کی تحقیق و تفصیل مین موجود ہین جنمین اُنھون نے فقہا کی عبارتین
اس مضمون کی نقل کی ہین کہ جو شہر آج کل کفار کے قبضے مین ہین وہ دار الاسلام ہین اس لیے کہ وہان احکام اسلام
جاری ہین اور کفار کی طرف سے کوئی مزاحمت نہین ہوتی واللہ اعلم ۱۲

ع۲ یہ شرط اس مصلحت سے کی گئی ہے کہ نماز جمعہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جسمین ہر قسم
کے لوگ موجود ہوتے ہین اور فتنہ و فساد کا بھی خوف ہوتا ہے لہذا اگر کوئی شخص بادشاہ کی طرف سے موجود ہوگا تو
انسداد کر سکیگا اور انتظام درست رہیگا اسی وجہ سے بعض فقہا نے لکھا ہے کہ بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہین بعض
محققین نے اس شرط کی مخالفت کی ہے کہ یہ شرط صرف احتیاطی عقلی ہے نہ یہ کہ بے اسکے شرعاً نماز نہ صحیح ہو شیخ عبد الحق
محدث دہلوی نے فتح المنان مین ایسا ہی لکھا ہے بعض نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ جس زمانے مین حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ باغیون کے خوف سے خانہ نشین تھے جمعے کی نماز بے اُن کی اجازت اور موجودگی کے پڑھی گئی اور اگر
نماز جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے بادشاہ کی اجازت وغیرہ شرط ہوتی تو وہ لوگ جو اعلم تھے کیون خلاف کرتے ۔ مگر یہ
واقعہ دلیل نہین ہو سکتا ۔ حالت عذر و مجبوری مین ہمارے فقہا نے بھی اس شرط کو ساقط کر دیا ہے واللہ اعلم ۱۲

بضہ ہو اور وہان کے قاضی اور حاکم سب کافر ہون وہان یہ شرط نہین مثلاً ہمارے زمانے
ن ہندوستان کا یہی حال ہے لہذا یہان کے لیے یہ شرط نہین مسلمان خود ہی جمع ہو کر نماز
ڑھلین درست ہے۔ (ردالمحتار)

(۳) ظہر کا وقت ۔ وقت ظہر سے پہلے اور اُس کے بعد نماز جمعہ درست نہین حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ
ڑھنے کی حالت مین وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو
ر اسی وجہ سے نماز جمعے کی قضا نہین پڑھی جاتی۔

(۴) خطبہ یعنی لوگون کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہدیا جائے
رچہ صرف اسی قدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۵) خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۶) خطبے کا وقت ظہر کے اندر ہونا وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز
ہوگی۔

(۷) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیون کا شروع خطبے سے نماز ختم ہونے
ک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہون اور نماز کے وقت اور مگر یہ
ین آدمی ایسے ہون جو امامت کر سکین اگر صرف عورتین نابالغ لڑکے ہون تو نماز نہ ہوگی۔
(بحرالرائق ۔ بزازیہ ۔ ردالمحتار)

سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائین اور تین آدمیون سے کم باقی رہ جائین یا کوئی نہ رہجائے
و نماز فاسد ہو جائے گی ہان اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائین تو کچھ حرج نہین۔
(درمختار وغیرہ)

(۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ کا پڑھنا ۔ کسی خاص مقام مین چھپکر نماز
جمعہ پڑھنا درست نہین ۔ اگر کسی ایسے مقام مین نماز جمعہ پڑھی جائے جہان عام لوگون کو آنے

---

۵ بعض لوگون نے جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی جائز رکھی ہے حالانکہ کسی حدیث سے ثابت نہین
ری اور مسلم کی حدیثون مین صاف صاف موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعے کی نماز زوال کے
پڑھا کرتے تھے واللہ اعلم ۱۲۔

اجازت نہو یا جمعہ مسجد کے دروازے بند کر لیے جائین تو نماز نہ ہوگی۔

یہ شرائط جو بیان ہوئے نماز کے صحیح ہونے کے تھے اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اُس کی نماز نہ ہوگی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمے سے نہ اُترے گا نماز ظہر پھر اُس کو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہٰذا ایسی حالت مین نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد المحتار)

خطبے کے مسائل

جب سب لوگ جماعت مین آجائین تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور موذن اس کے سامنے کھڑے ہوکر اذان کہے بعد اذان کے فوراً امام کھڑے ہوکر خطبہ شروع کردے۔

خطبہ پڑھنے والے کا بالغ ہونا شرط نہین اگر کوئی نابالغ لڑکا خطبہ پڑھ دے تب بھی جائز ہے (درمختار وغیرہ)

خطبے مین اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنا فرض ہے اگر نہ کیا جائے تو وہ خطبہ معتبر نہ ہوگا اور نماز جمعہ کی شرط ادا نہ ہوگی۔ یا اگر صرف الحمدللہ یا سبحان اللہ کہہ لیا جائے مگر نہ خطبے کی نیت سے تب بھی خطبہ ادا نہ ہوگا۔

خطبے مین بارہ چیزین مسنون ہین۔ (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت مین خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونون خطبون کے درمیان مین اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکین (۴) دونون حدثون سے طہارت کی حالت مین خطبہ پڑھنا (۵) خطبے پڑھنے کی حالت مین منھ لوگون کی طرف رکھنا۔ (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل مین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔ (۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سُن سکین۔ (۸) خطبے مین ان آٹھ قسم کے مضمون کا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اُس کی تعریف خداوند عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ وعظ و نصیحت۔ قرآن مجید کی آیتون یا کسی سورت کا پڑھنا۔ دوسرے خطبے مین پھر ان سب چیزون کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبے مین وعظ و نصیحت کے مسلمانون کے لیے دعا کرنا۔ (۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا

(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھکر کھڑا ہونا۔ ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگون کی ہمارے زمانے مین عادت ہے منقول نہین۔ (۱۱) دونون خطبون کا عربی زبان مین ہونا۔ کسی اور زبان مین خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے مین بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے۔ [ف] (۱۲) خطبہ سننے والون کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔

دوسرے خطبے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفای راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ وقت کے لیے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اُس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

جب امام خطبے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس مین بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان قضا نماز کا پڑھنا اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کرے یہ سب چیزین ممنوع ہین۔

جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہون یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے مین مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا چلنا پھرنا سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز مین ممنوع ہے

ف باوجودیکہ صدہا بلاد عجم صحابہ کے زمانے مین فتح ہو گئے تھے اور وہان کے لوگ عربی سے بالکل واقف نہ تھے مگر صحابہ نے ان کے لیے خطبہ ان کی زبان مین نہین بدلا اور عربی زبان مین پڑھا کیے مصنف شرح مؤطا مین ہے کہ جب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفا رضی اللہ عنہم اور ان کے تابعین وغیرہ کے خطبون کو دیکھا تو اس مین چند چیزین معلوم ہوئین اللہ تعالی کی حمد اور وحدت اور رسالت کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مسلمانون کو تقوے کی نصیحت قرآن مجید کی کسی آیت کی تلاوت مسلمانون کے لیے دعا اور خطبے کا عربی ہونا باب التزام مسلمانون کے مشرق سے مغرب تک اس عربی خطبے پر باوجودیکہ اکثر ملکون مین حاضرین عجمی ہوتے تھے فقط اور ہمارے فقہا جو لکھتے ہین کہ خطبہ فارسی زبان مین جائز ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ نماز جمعے کی شرط ادا ہو جائیگی نہ یہ کہ بالکل خالی از کراہت ہے زیادہ تفصیل اس مسئلے کی مولانا شیخ عبدالحی لکھنوی کے رسالہ آکام النفائس مین موجود ہے واللہ اعلم ۱۲

ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے ہان خطیب کو جائز ہے عــه کہ خطبہ پڑھنے کی حالت مین کسیکو شرعی مسئلہ بتادے اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور خطبہ شروع ہو جائے تو جماعت حاصل کرنے کے طریقے پر عمل کرے۔ (خزانۃ المفتین)

دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنے کی حالت مین امام کو یا مقتدیون کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا عــه مکروہ تحریمی ہے۔ ہان بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل مین دعا مانگی جائے تو جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب سے منقول نہین

رمضان کے اخیر جمعے کے خطبے مین وداع و فراق رمضان کے مضامین پڑھنا اگرچہ جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب سے منقول نہین نہ کتب فقہ مین کہین اس کا پتہ ہے لہذا اس پر مداومت کرنا جس سے عوام کو اسکے سنت ہونے کا خیال پیدا ہو نہ چاہیے۔

ہمارے زمانے مین اس خطبے پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سننے مین اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ (روع الاخوان)

خطبے کا کسی کتاب سے دیکھکر پڑھنا جائز ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبے مین آئے تو مقتدیون کو اپنے دل مین درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعے کے دن

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اس غرض سے نہین نقل کرتے کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کر لین بلکہ روش اور طریقہ معلوم ہونے کے لیے ہان کبھی کبھی بغرض تبرک و اتباع اس کے مقدس الفاظ بھی

عــه گو یہ ضروری ہے کہ خطبہ کو عربی زبان مین کہے کسی اور زبان مین کہے گا تو مکروہ ہوگا ۱۲

عــه بعض لوگ اس زمانے مین ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین اور طرفہ یہ کہ اسکو مسنون سمجھتے ہین۔ ہان چونکہ بعض لوگ اس طرف گئے ہین کہ جمعے کی وہ ساعت جسمین دعا قبول ہوتی ہے اسی وقت ہے لہذا اگر کوئی شخص بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اپنے دل دل مین دعا مانگ لے تو کچھ مضائقہ نہین ہاتھ اٹھا کر نہ چاہیے احادیث مین صاف تصریح موجود ہے کہ حضرت اسوقت کچھ کلام نہ فرماتے تھے دعا وغیرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ نے شرح سفر السعادۃ وغیرہ مین اس مسئلے کو صاف لکھدیا ہے واللہ اعلم

خطبے مین شامل کر لیے جایا کرین تو مناسب ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہر مرتبہ نیا خطبہ پڑھا جائے اور لوگون کو
ین مسائل کی زیادہ ضرورت ہو خطبے مین بیان کیے جایا کرین

بی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ من اولہ الیٰ آخرہ ابھی تک کسی کتاب مین ہماری نظر سے نہین گذرا ہان
چھ ٹکڑے خطبے کے لوگون نے نقل کیے ہین

عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے اُس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام
رتے اور حضرت بلال رض اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے
جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اُس لکڑی کے
ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہان آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر[ع۵] بن جانے کے
نبر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہین۔

و خطبے پڑھتے اور دونون کے درمیان مین کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے
ہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلال رض اقامت کہتے اور آپ نماز

ع۵ بقول صحیح سنہ [illegible] ہجری مین منبر بنایا گیا منبر بنانے کا قصہ یہ ہے کہ مدینہ مین ایک انصاریہ تھین جن کا غلام
بار تھا ان کے پاس حضرت کا ارشاد پہونچا کہ بہتر ہوتا اگر تم اپنے غلام سے میرے لیے ایک منبر بنوا دیتین۔
سب الارشاد انھون نے ایک منبر گز کی لکڑی سے جس مین تین سیڑھیان تھین بنوا کر مسجد شریف مین بھیجدیا
س مقام پر اب منبر شریف ہے وہین وہ مقدس منبر رکھدیا گیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر خطبہ
ھنے کے لیے کھڑے ہوئے وہ ستون جس سے پہلے آپ تکیہ لگا لیتے تھے حضرت کے فراق صحبت سے فریاد
نے لگا اور ایسی آواز سے رویا کہ جیسے اونٹنی بولتی ہے بخاری کی روایت مین ہے کہ جیسے رونا ہوا لڑکا چپ
یا جائے تمام صحابہ اس کے حال سے رونے لگے حضرت منبر پر سے اتر پڑے اور اُس ستون کو اپنے سینے
ے لگا لیا یہان تک کہ اُس کا رونا موقوف ہو گیا۔ یہ روایت بہت صحیح اور مشہور ہے بعض نے لکھا ہے
متواتر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مقدس منبر کو اپنے زمانۂ خلافت مین شام
یجانا چاہا مگر جیسے ہی وہ منبر اپنی جگہ سے اُٹھایا گیا آفتاب مین سخت گرہن پڑ گیا کہ ستارے نظر آنے لگے اس
ل کو دیکھکر وہ اپنے ارادے سے باز رہے سنہ ۶۵۴ ہجری مین جب مسجد شریف مین آگ لگی تھی وہ منبر جل گیا
شرح سفر السعادۃ)

شروع فرماتے خطبہ پڑھتے وقت حضرت ؐ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھین سرخ ہو جاتی تھین
مسلم مین ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت ؐ کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے
لشکر سے جو عنقریب آنے چاہتا ہو اپنے لوگون کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے مین فرمایا کرتے تھے کہ
عـــه أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ اور بیچ کی اُنگلی اور شہادت کی اُنگلی کو ملا دیتے تھے اور بعد اس کے
فرماتے تھے عـــه أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ
وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ
مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَعَلَيَّ
کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے عـــه يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ
الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ
بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوا وَتُحْمَدُوا وَتُرْزَقُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ
عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوبَةً فِي مَقَامِي هَذَا فِي شَهْرِي هَذَا فِي عَامِي هَذَا إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ وَجَدَ إِلَيْهِ سَبِيلًا فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي جُحُودًا بِهَا
أَوِ اسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهُ إِمَامٌ جَائِرٌ أَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللهُ شَمْلَهُ وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ

عـــه مین اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہون جیسے یہ دو انگلیان ١٢

عـــه لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس سب کلامون سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقون سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کا اور سب چیزون سے بُری نئی باتین ہین ہر بدعت دوزخ مین ہے مین ہر مومن کا اسکی جان سے بھی
دوست ہون جو شخص کچھ مال چھوڑے تو اسکے اعزا کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل و عیال تو وہ میرے ذمے ہے

عـــه ای لوگون توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے مین اور پورا کرو اس عہد کو جو تمھارے
تمھارے پروردگار کے درمیان ہے اس کے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر و باطن مین اس کا ثواب
اور اللہ کے نزدیک تعریف کیے جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور جان لو کہ اللہ نے تمھارے اوپر جمعے کی نماز
فرض کی ہے میرے اس مقام مین اسی شہر مین اسی سال مین قیامت تک بشرط امکان جو شخص اس کو ترک
کرے میری زندگی مین یا میرے بعد اس کی فرضیت کا انکار کرکے یا سہل انگاری سے بشرطیکہ اس پر
کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اس کی پریشانیون کو نہ دور کرے نہ اس کے کسی کام مین برکت

لا وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَہٗ اَلَا وَلَا زَکٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَہٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَہٗ
حَتّٰی یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَأَۃٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ
اَعْرَابِیٌّ مُّھَاجِرًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُّؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَّقْھَرَہٗ سُلْطَانٌ یَّخَافُ
سَیْفَہٗ وَسَوْطَہٗ (ابن ماجہ) کبھی بعد حمد وصلوۃ کے یہ خطبہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ
وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ
فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا
وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ
یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا (ابوداؤد وغیرہ) حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سورہ قٓ خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتی کہ میں نے سورہ قٓ حضرت ہی سے سن کر
یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

سنو جی نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہان تک کہ توبہ کریگا تو اللہ تعالے اس کی
توبہ قبول کریگا۔ سنو جی نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی مہاجر یعنی عالم کی نہ کوئی فاسق
کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے جس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔۱۲

اسی خطبہ کی نسبت صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ تھا۔۱۲

اللہ تعالی کا شکر ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہین اور اس سے گناہون کی بخشش چاہتے ہین اور اپنے نفسون
کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہین جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہین کر سکتا اور جس کو وہ
گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت نہین کر سکتا اور مین گواہی دیتا ہون کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہین وہ ایک ہے
اس کا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد اُس کے بندے اور پیغمبر ہین اُن کو اللہ نے سچی باتون کی
بشارت اور ان سے ڈرانے کے لیے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا وہ
ہدایت پائیگا اور جو نافرمانی کریگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا اللہ کا کچھ نقصان نہین ۱۲ ÷ اس کا ذکر اس مقام مین
بیان عادۃ فرمایا ہے ورنہ جمعے کی نماز تو مکے ہی مین فرض ہو چکی تھی ۱۲ ÷ اعرابی چونکہ اکثر جاہل اور مہاجرین عالم
تھے اس لیے اعرابی سے جاہل اور مہاجر سے عالم مراد لیا گیا۔۱۲

اور کبھی سورہ والعصر اور کبھی لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ اور کبھی وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (بحر الرائق)

نماز کے مسائل

بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی دوسرا شخص امام بنایا جائے تو وہ ایسا شخص ہو جس نے خطبہ سنا ہو اگر کوئی شخص ایسا بنا دیا جائے جس نے خطبہ نہیں سنا تو نماز نہ ہوگی اور اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنائے تب بھی جائز نہیں ہاں بعد نماز شروع کر دینے کے اگر امام کو حدث ہو جائے اور وہ اُس وقت کسی کو امام بنائے تو اس میں یہ شرط نہیں جس نے خطبہ نہیں سنا اُس کا امام بنانا بھی درست ہے۔ خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہکر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبے اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے بعد خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبے کے معلوم ہو کہ اُس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت۔ (درمختار۔ خزانۃ المفتین)

نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ صَلٰوۃَ الْجُمُعَۃِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں۔

بہتر یہ ہے کہ جمعے کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام

ف دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے جنت والے اپنی مراد کو پہونچیں گے ۱۲

ف دوزخ والے کہیں گے کہ اے مالک (داروغہ دوزخ) اب تیرا رب اس عذاب کو ختم کر دے وہ کہیگا تم ہمیشہ یہیں رہو گے ۱۲

ف بعض علما کے نزدیک جمعے کی نماز ایک مقام کی متعدد مساجد میں جائز نہیں مگر یہ قول مختار اور مفتی بہ نہیں ہے (بحر الرائق)

ںد مسجدون مین بھی نماز جمعہ جائز ہے ۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ مین التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہوجائیگی اور اس کو جمعے کی نماز تمام کرنا چاہیے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اُس کے ذمے سے اُتر جائیگی ۔ (بحرالرائق) درمختار وغیرہ)

جب کسی مقام مین جمعے کے صحیح ہونے کی کسی شرط مین شک پڑجاے مثلاً مصر ہونے مین یا جیسا بعض علما کے نزدیک نماز جمعہ ایک مقام کی ایک ہی مسجد مین ہونا چاہیے تو ایسی حالت مین وہان کے لوگون کو بہتر یہ ہے کہ بعد جمعے کے فرض اور سنت پڑھ چکنے کے چار رکعت بہ نیت ظہر احتیاطی پڑھ لیا کرین اور اس کی نیت یون کرین نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اٰخِرَ ظُهْرٍ اَدْرَكْتُ وَقْتَهٗ وَلَمْ اُصَلِّهٖ بَعْدُ مین نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اخیری ظہر جس کا وقت مجھے ملا اور اب تک اسکو مین نے نہین پڑھا ادا کرون اور اس نماز کی چارون رکعتون مین سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا ضروری نہین ۔ اس نماز کو ضروری نہ سمجھے اور نہ یہ خیال کرے کہ جمعے کی نماز ہوئی نہین ۔ کسی زمانے مین اس نماز نے جاہلون کو یہ خیال مین ڈالدیا تھا کہ جمعے کی نماز فرض ہی نہین اسی سبب سے صاحب بحرالرائق لکھتے ہین کہ مین نے کئی مرتبہ فتوے دیا کہ یہ نماز نہ پڑھی جاے تاکہ جاہلون کا اعتقاد نہ خراب ہونے پائے ۔

عیدین کی نماز کا بیان

شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہین اور ذیحجہ کی دسوین تاریخ کو عید الاضحیٰ ۔ یہ دونون

ے امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ ملجائے تو شرکت صحیح ہوگی اور اسکو جمعہ کی نماز تمام کرنا ہوگی ورنہ اسے امام کے سلام کے بعد ظہر کی نماز تمام کرنا چاہیے مثلاً ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہو تو بعد امام کے سلام کے تین رکعت اور پڑھے مگر فتوے اس قول پر نہین نہ اسکی کوئی قوی دلیل ہے ۔ (بحرالرائق) ۱۲

ے جب شہر مرو مین دو جمعے ہونے لگے تو وہان کے علما نے احتیاطاً چار رکعت ظہر احتیاطی پڑھنے کا حکم لوگونکو دیدیا (قنیہ) ۱۲

ے عید الفطر کی نماز ۲ ہجری مین شروع ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے دو دن سال بھر مین مقرر کیے تھے کہ جنمین خوشی کیا کرتے تھے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر وہان تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ دن کیسے ہین لوگون نے جواب دیا کہ ہم اسلام سے پہلے دونون دنون مین خوشی کیا کرتے تھے تب آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو ان کے عوض مین اس سے بہتر دوسرے دو دن دیے ہین عید الفطر کا دن اور عید الاضحیٰ کا ۔ (بحرالرائق) ۱۲

دن اسلام مین عید اور خوشی کے دن ہین ان دونون دنون مین دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا
واجب ہے۔

جمعے کی نماز کی صحت و وجوب کے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہین وہی سب عیدین کی نماز مین ہین
سوا خطبے کے جمعے کی نماز مین خطبہ شرط ہے عیدین کی نماز مین شرط نہین جمعے کا خطبہ فرض ہے
عیدین کا خطبہ سنت ہے مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعے کے خطبے کے واجب ہے۔ جمعے کا خطبہ
نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہے۔

عید الفطر کے دن بارہ[12] چیزین مسنون ہین اپنی آرائش کرنا غسل کرنا مسواک کرنا عمدہ کپڑے
جو پاس موجود ہون پہننا خوشبو لگانا صبح کو بہت سویرے اٹھنا عیدگاہ مین بہت سویرے جانا
قبل عیدگاہ جانے کے صدقہ فطر دیدینا قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیرین چیز مثل چھوہارے وغیرہ
کے کھانا نماز عیدگاہ مین جاکر پڑھنا[ع] جس راستے سے جائے اُس کے سوا دوسرے راستے سے
آنا پیادہ پا جانا[ع] اور راستے مین اَللهُ اَکْبَرُ اَللهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ اَللهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد
آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَكْعَتَیِ الْوَاجِبِ
صَلٰوةِ عِيْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ وَاجِبَةٍ مین نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب
عید کی چھ واجب تکبیرون کے ساتھ پڑھون یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللهم پڑھکر تین
مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونون کانون تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ

عہ صاحب بحر الرائق لکھتے ہین کہ ہمارے زمانے مین جو دستور چھوہارے اور دودھ کو ملا کر کھانے کا ہے اسکی کوئی
اصل نہین مقصود یہ کہ اسکو مسنون نہ سمجھنا چاہیے علی ہٰذا ہمارے زمانے مین ہندوستان مین سوئیان اور دودھ کھانیکا
رواج ہے یہ بھی محض بے اصل اور رواجی امر ہے اسکو بھی مسنون نہ سمجھنا چاہیے۔

عہ ہمارے زمانے مین اکثر لوگ عید کی نماز شہر کی مسجدون مین پڑھ لیتے ہین عیدگاہ نہین جاتے حالانکہ عیدگاہ
جانا سنت مؤکدہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقدس مسجد کو باوجود بے انتہا شرف و فضیلت کے عیدین کے دن
چھوڑ دیتے تھے اور نماز پڑھنے عیدگاہ تشریف لیجاتے تھے۔ ۱۲

عہ سوار ہوکر واپس آنے کی اجازت ہے ۱۲ (در مختار وغیرہ)

...ر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ
...کائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھکر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت[عہ] پڑھکر
...سب دستور رکوع سجدے کرکے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت مین پہلے سورۂ فاتحہ اور دوسری
...ت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیرین اسی طرح کہے لیکن یہان تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے[عہ] بلکہ
...ئے رکھے اور پھر تکبیر کہکر رکوع مین جائے۔ (مجالس الابرار)

...نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہوکر پڑھے اور دونون خطبون کے درمیان مین اتنی ہی دیر تک بیٹھے
...نی دیر جمعے کے خطبے مین۔

...نماز عیدین کے یا بعد خطبے کے دعا مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اور تابعین اور
...تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہین[عہ] اور اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی
...الغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے

...یدین کے خطبے مین پہلے تکبیر سے ابتدا کرے پہلے خطبے مین نو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے دوسرے مین
...ات مرتبہ۔ (بحرالرائق وغیرہ)

...عید الاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس مین بھی وہ سب چیزین مسنون ہین جو عید الفطر مین فرق
...س قدر ہے کہ عید الاضحیٰ کی نیت مین بجائے عِیْدُ الْفِطْرِ کے عِیْدُ الْاَضْحٰی کا لفظ داخل کرے اور
...الفطر مین عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہان نہین عید الفطر مین راستہ چلتے
...نت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہان بلند آواز سے عید الفطر کی نماز دیر کرکے پڑھنا مسنون ہے

...عہ عیدین کی نماز مین بھی مثل جمعہ کی نماز کے سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم اور ہل اتٰک حدیث الغاشیہ
...صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۱۲

...عہ علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبد الحی فرنگی محلی رحمہ اللہ اپنے فتاوے مین لکھتے ہین کہ مین اس تکبیر کے بعد
...تھ باندھنے اور نہ باندھنے مین متردد تھا اور اپنے زمانے کے علما سے اس کا سوال بھی کیا مگر کسی نے سچا تی
...اب نہ دیا یہان تک کہ مین مجالس الابرار کی اس عبارت پر مطلع ہوا اللہ تعالے کا مین نے بہت شکر کیا کہ اسمین
...صاف تصریح ستتہ نہ باندھنے کا حکم موجود ہے۔

...عہ مولانا شیخ عبد الحی رحمہ اللہ اور مولوی محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے مین ایسا ہی لکھا ہے ۱۲

اور عید الاضحیٰ کی سویرے اذان واقامت نہ یہان ہے نہ وہان

جہان عیدین کی نماز پڑھی جائے وہان اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی
ہان بعد نماز کے گھر مین آکر نماز پڑھنا مکروہ نہین اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے - (بحرالرائق)

عورتین اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھین اُن کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا
مکروہ ہے - (بحرالرائق)

عیدالفطر کے خطبے مین صدقہ فطر کے احکام اور عیدالاضحیٰ کے خطبے مین قربانی کے مسائل اور تکبیر
تشریق کے احکام بیان کرنا چاہیے

تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَا
اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو ا
وہ مقام مصر ہو - یہ تکبیر عورت عـ۱ اور مسافر پر واجب نہین ہان اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی
جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائیگی - (ردالمحتار)

یہ تکبیر عرفے یعنی نوین تاریخ کی فجر سے تیرھوین عـ۲ تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے سب تیئیس نمازین ہو
جن کے بعد تکبیر واجب ہے -

اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہان عورتین آہستہ آواز سے کہین - (ردالمحتار)

عـ۱ یہ مذہب امام صاحب کا ہے صاحبین کے نزدیک یہ کوئی شرط نہین عورت اور مسافر اور منفرد پر او
مین بھی یہ تکبیر واجب ہے صاحب بحرالرائق نے سراج وہاج وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فتوے صاحبین کے قو
ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ بھی تکبیر کہہ لیا کرین -

عـ۲ یہ مذہب صاحبین کا ہے اور حضرت فاروق و مرتضےٰ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے اما
صاحب کے نزدیک عرفے کی فجر سے عید کی عصر تک کل آٹھ نمازون کے بعد تکبیر واجب ہے اور یہی مذہب
ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا چونکہ بلند آواز سے تکبیر کہنا بدعت ہے اس لیے امام صاحب نے ابن مسعو
مذہب کو اختیار کیا لیکن عبادات مین اکثر کا اختیار کرنا بہتر ہے اور اصول مین مقرر ہے کہ جب کوئی چیز بد
اور وجوب مین دائر ہو تو اس کا کرنا اختیار کیا جائے اس لیے فتوے صاحبین کے قول پر دیا گیا اور ا
عمل ہے واللہ اعلم ۱۲ -

نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیے - اگر کوئی عمل منافی نماز کے عمداً کرے مثلاً قہقہہ سے ہنسے یا بات کرے عمداً یا سہواً یا مسجد سے چلا جائے تو پھر ان چیزون کے بعد تکبیر نہ کہنا چاہیے - اگر کسی کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت مین فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی جائز ہے - (بحرالرایق)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیون کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہدین یہ انتظار نہ کرین کہ جب امام کہے تب کہین - (درمختار - بحرالرایق وغیرہ)

عیدالاضحیٰ[عـــہ] کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا واجب ہے - (بحرالرایق ردالمحتار)

عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد مین جائز ہے - (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہون تو وہ شخص تنہا نماز نہین پڑھ سکتا اس لیے کہ جماعت اس مین شرط ہے - اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہین پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے ہان اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائین تو پڑھ سکتا ہے

اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالضحیٰ کی تیرھوین

عـــہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے عرفے کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریق کہنے کو بھول گیا تو امام ابو حنیفہ نے جو پیچھے نماز مین شریک تھے تکبیر کہدی صاحب بحرالرایق یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہین کہ اس سے چند فائدے حاصل ہوے ایک تو یہی مسئلہ یعنی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی کہدین دوسرے یہ کہ تعظیم استاد کی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کرے دیکھو امام ابو یوسف امام صاحب کے حکم سے امام بن گئے یہ خیال کیا کہ مجھے اپنے استاد کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھانا چاہیے - تیسرے یہ کہ استاد کو چاہیے کہ جب اپنے کسی شاگرد کو لائق دیکھے تو لوگون کے سامنے اس کی عظمت کرے تاکہ لوگ بھی اس کو بزرگ سمجھین اور اس سے فائدہ اٹھائین - چوتھے یہ کہ شاگرد کو چاہیے کہ اپنے استاد کا مرتبہ نہ بھول جائے دیکھو امام ابو یوسف استاد کی ہیبت سے تکبیر بھول گئے حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوے ہو چکے تھے - ۱۲

عـــہ ہمارے فقہا لکھتے ہین کہ عید کی نماز کے بعد تکبیر کہنا تمام سلف سے منقول ہے اس لیے ضرور کہہ لینا چاہیے - صاحب ردالمحتار لکھتے ہین کہ بحرالرایق کی عبارت سے اس کا وجوب معلوم ہوتا ہے - ۱۲

تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے اور یہ نماز قضا سمجھی جائیگی۔
عید الضحیٰ کی نماز مین بے عذر بھی تیرھوین تاریخ تک تاخیر کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور عید الفطر مین بے عذر بالکل جائز نہین۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

عذر کی مثال (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے کو نہ آیا ہو۔ (۲) پانی برس رہا ہو۔ (۳) چاند کی تاریخ محقق نہو اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے۔ (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔ (رد المحتار)

اگر کوئی شخص عید کی نماز مین ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیرون سے فراغت کر چکا ہو اگر قیام مین آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیرین کہہ لے اگرچہ امام قراءت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع مین آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیرون کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائیگا تو نیت باندھکر تکبیر کہہ لے بعد اس کے رکوع مین جائے۔ اور اگر رکوع کے نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع مین شریک ہو جائے اور حالت رکوع مین بجای تسبیح کے تکبیرین کہہ لے مگر حالت رکوع مین تکبیرین کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے۔ اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیرین کہہ چکے امام رکوع سے سر اُٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیرین رہ گئی ہین وہ اس سے معاف ہین۔ (رد المحتار)

اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز مین جاتی رہے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قراءت کر لے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہیے تھا لیکن چونکہ اس طریقہ سے دونون رکعتون کی قراءت مین تکبیر فاصل ہوئی جاتی ہے اور یہ کسی کا مذہب نہین ہے اس لیے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ (رد المحتار)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع مین اس کو خیال آئے تو اس کو چاہیے کہ حالت رکوع مین تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہوگی۔

کعبۂ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کعبۂ شریفہ کے باہر اس کی محاذاۃ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبۂ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے استقبال قبلہ ہو جائیگا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہان چارون طرف

قبلہ ہے جس طرف منھ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے مگر ہاں جب ایک طرف منھ کرکے نماز شروع کیجائے تو بحالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ (ردالمحتار)

کعبۂ شریفہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے کچھ کعبہ کی دیواروں میں منحصر نہیں اسی لیے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبے کی دیواروں سے بالکل محاذاۃ نہ ہو تو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا ہے اس لیے مکروہ تحریمی ہوگی۔

کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منھ ایک ہی طرف ہو اس لیے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھکر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منھ امام کے منھ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اس لیے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائیگا آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منھ ایک ہی طرف ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اس لیے کہ کسی آدمی کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کرلی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔ (درمختار وغیرہ)

اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز ہو جائیگی لیکن اگر صرف امام کعبے کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اس لیے کہ اس صورت میں امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔ (ردالمحتار)

ف۵ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں کعبہ کے اندر نفل نماز پڑھی ہے مگر چونکہ نفل اور فرض دونوں استقبال قبلہ کی شرط ہونے میں برابر ہیں اسلیے فرض بھی جائز ہے امام مالک کے نزدیک فرض نماز جائز نہیں اس لیے کہ پورے قبلہ کا استقبال اس صورت میں نہیں ہوتا۔ امام شافعی اس مسئلے میں ہمارے موافق ہیں صاحب شرح وقایہ نے ان کا خلاف نقل کیا ہے یہ صحیح نہیں ان کے مذہب کی کتابوں میں ہمارے موافق لکھا ہے صاحب نہایہ لکھتے ہیں کہ یہ لفظ صاحب شرح وقایہ کے قلم سے سہواً نکل گیا واللہ اعلم ۱۲

اگر مقتدی اندر ہون اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہون

(ردالمحتار)

خداوند عالم کی توفیق سے اُن نمازون کا بیان تمام ہوچکا جن مین قرآن مجید کی قرارت فرض ہے
لہذا اب ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے ساتھ ہی کچھ حالات قرآن مجید کے اور اُس کی
تلاوت وغیرہ کے احکام بھی لکھدین اور اسی لیے ہم نے سجدۂ تلاوت کا بیان ابھی تک نہین کیا
اگرچہ ہمارے فقہا کی عادت ہے کہ سجدۂ سہو کے بعد سجدۂ تلاوت کا بھی ذکر کردیتے ہین۔
اگر خدا نے چاہا تو یہ تذکرہ بھی نہایت دلچسپ اور مفید ہوگا جس کی تفصیل سے اکثر فقہ کی کتابین خالی
ہین۔ اس بحث مین سب سے پہلے ہم یہ لکھنا چاہتے ہین کہ قرآن مجید کیا چیز ہے اور وہ ہم تک کیسے
پونہچا۔ اس کے بعد اُس کے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت اور ثواب بیان کرین گے۔ اس کے بعد جو
مسائل اُس سے تعلق رکھتے ہین اُن کا ذکر کرین گے۔ واللہ حسبی ونعم الوکیل۔

قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کے حالات

جانتے ہو قرآن مجید کیا چیز ہے ایک مقدس کتاب ہے جو نبی آخرالزمان بہترین پیغمبران محمد عربی
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ مالک عرش و کرسی کا کلام ہے جو اُس نے اپنے ایک برگزیدہ
پیغمبر اور مقرب بندے سے کیا۔ اسلام کی بنا اسی پاک آسمانی فرمان پر ہے جس نے اطاعت کی
وہ حلقۂ اسلام مین داخل ہوا جس نے ذرا بھی سرکشی کی وہ اس پاکیزہ جماعت سے خارج ہوگیا
اللہ جل شانہ کے باغیون مین شامل ہوا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف چالیس برس
ہوا اُس وقت آپ کو خلعت نبوت عطا ہوا اور تاج رسالت آپ کے سر پر رکھا گیا اسی زمانے
نزول قرآن کی ابتدا ہوئی وقتاً فوقتاً بحسب حاجت و ضرورت تھوڑا تھوڑا تیئیس برس تک نازل
ہوتا رہا اگلی کتابون کی طرح پورا ایک ہی[ع۵] مرتبہ نہین نازل ہوگیا۔

ع۵ مثلاً حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور
حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور یہ سب کتابین پوری ایک ہی دفعہ نازل ہوگئین اور بالاتفاق یہ سب کتابیں
رمضان ہی کے مہینے مین اُترین۔ (اتقان) ۱۲-

صحیح یہ ہے کہ بعد آپ کی نبوت کے رمضان کی شب قدر مین پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے اس آسمان پر
جیسے ہم دیکھ رہے ہین حسب حکم رب العزت نازل ہو گیا اور بعد اس کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جس وقت
جس قدر حکم ہوا انھون نے اُس مقدس کلام کو بعینہ بے کم و کاست بے تغیر و تبدل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تک پونہچا دیا کبھی دو آیتین کبھی تین آیتین کبھی ایک آیت سے بھی کم کبھی دس دس آیتین کبھی کبھی
پوری سورتین اسی کو شریعت مین وحی کہتے ہین علما نے وحی کے متعدد طریقے احادیث سے استخراج کیے
ہین۔۔(۱) فرشتہ وحی لیکر آئے اور ایک آواز مثل گھنٹی کے معلوم ہو یہ کیفیت متعدد صحیح حدیثون سے ثابت
ہے اور یہ قسم وحی کی تمام اقسام مین سخت تھی بہت تکلیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی تھی حتی کہ آپ نے
فرمایا جب کبھی ایسی وحی آتی ہے تو مین سمجھتا ہون کہ اب جان نکل جائیگی۔۔(۲) فرشتہ دل مین کوئی بات
ڈال دے۔۔(۳) فرشتہ آدمی کی صورت مین آکر ہمکلام ہو۔ یہ قسم بہت آسان تھی اس مین تکلیف نہ ہوتی
تھی۔۔(۴) اللہ تعالیٰ بلا واسطہ بیداری مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمائے جیسا کہ شب معراج مین
(۵) حق تعالیٰ حالت خواب مین کلام فرمائے یہ قسم بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (۶) فرشتہ
حالت خواب مین آکر کلام کرے۔ مگر اخیر دو قسمون کی وحی سے قرآن مجید خالی ہے۔ تمام قرآن مجید حالت
بیداری مین نازل ہوا اگرچہ بعض علما نے سورۂ کوثر کو اخیر قسم سے قرار دیا ہے مگر محققین نے اس کو رد کر دیا
ہے اور اُن کے شبہہ کا کافی جواب دیدیا ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید کے بدفعات نازل ہونے مین یہ بھی حکمت تھی کہ اس مین بعض وہ آیتین تھین جن کا کسی
وقت منسوخ کر دینا خداے تعالیٰ کو منظور تھا۔ قرآن مجید مین تین قسم کے منسوخات ہوئے بعض وہ جن کا
حکم بھی منسوخ اور تلاوت بھی منسوخ۔ **مثال** (۱) سورۂ لم یکن مین لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیًا
مِنْ مَالٍ لَاَحَبَّ اَنْ یَکُوْنَ اِلَیْہِ الثَّانِیْ وَلَوْکَانَ لَہٗ الثَّانِیْ لَاَحَبَّ اَنْ یَکُوْنَ اِلَیْھِمَا
الثَّالِثُ وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللہُ عَلٰی مَنْ تَابَ بھی تھا
(۲) دعای قنوت بھی قرآن مجید کی دو سورتین تھین۔ بعض وہ ہین جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر
حکم باقی ہے جیسے آیت رجم کہ حکم اس کا باقی ہے مگر تلاوت اس کی نہین ہوتی۔ یہ دونون قسمین قرآن
مجید سے نکال دی گئین اور ان کا لکھنا بھی قرآن مجید مین جائز نہین بعض وہ ہین جن کی تلاوت
باقی ہے مگر حکم منسوخ ہو گیا ہے یہ قسم قرآن مجید مین داخل ہے اور اس کی بہت مثالین ہین۔ بعض

لوگون نے مستقل تصانیف مین ان کو جمع کیا ہے فن تفسیر مین اس سے بہت بحث ہوئی ہے مگر یہ مقام اُن کی تفصیل کا نہین - (تفسیر اتقان)

جب شافع قیامت پناہ امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ جل مجدہٗ کے جوار رحمت مین سکونت اختیار فرمائی اور نزول وحی موقوف ہوگیا قرآن مجید کسی کتاب مین جیسا آج کل ہے جمع نہ تھا متفرق چیزون پر سورتین اور آیتین لکھی ہوئی تھین اور دو مختلف لوگون کے پاس تھین اکثر صحابہ کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا سب سے پہلے قرآن مجید کے یکجا کرنے کا خیال حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل مین پیدا ہوا اور حق تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے اپنے اُس سچے وعدے کو پورا کیا جو اپنے پیغمبر سے کیا تھا یعنی یہ کہ قرآن مجید کے ہم حافظ ہین اس کا جمع کرنا اور حفاظت کرنا ہمارے ذمے ہے - یہ زمانہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کا تھا حضرت فاروق نے ان کی خدمت مین عرض کیا کہ حفاظ قرآن شہید ہوتے جاتے ہین اور بہت سے جنگ یمامہ مین شہید ہوگئے مجھے خوف ہے کہ اگر یہی حال رہیگا تو بہت بڑا حصہ قرآن مجید کا ہاتھ سے جاتا رہیگا لہذا مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ اس طرف توجہ فرمایئے اور قرآن مجید کے جمع کرنے کا اہتمام کیجیے حضرت صدیق نے فرمایا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا اُس کو تم کیسے کرسکتے ہو حضرت فاروق نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ بہت اچھا کام ہے - پھر وقتاً فوقتاً حضرت فاروق اس تحریک کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت صدیق کے دل مبارک مین بھی یہ بات جم گئی اُنھون نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور یہ سب قصہ بیان کرکے فرمایا کہ قرآن مجید کے جمع کرنے کے لیے مین نے آپ کو منتخب کیا ہے آپ کاتب وحی تھے اور جوان صالح ہین انھون نے بھی وہی عذر کیا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا اُس کو آپ لوگ کیسے کرسکتے ہین بالآخر وہ بھی راضی ہوئے اور اُنھون نے بہت اہتمام بلیغ سے قرآن مجید کا جمع کرنا شروع کیا -

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے منتخب کرنے کی وجہ علما نے یہ لکھی ہے کہ ہر سال رمضان مین حضرت جبریل علیہ السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا دور[ع] کیا کرتے تھے اور سال وفات مین دو بار قرآن مجید کا دور ہوا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس اخیر دورے مین شریک تھے اور اس

ع حدیث مین معارضے کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ کبھی آپ انکو سناتے تھے کبھی وہ آپ کو ۱۲ فتح الباری

دورے کے بعد پھر کوئی آیت منسوخ نہین ہوئی جس قدر قرآن اس دورے مین پڑھا گیا وہ سب باقی رہا لہذا ان کو منسوخ التلاوۃ آیتون کا خوب علم تھا۔ (شرح السنہ)

جب قرآن مجید صحابہ کے اہتمام بلیغ سے جمع ہو چکا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت مین اس کی نظر ثانی کی۔ اور جہان کہین کتابت مین غلطی ہو گئی تھی اس کی تصحیح فرمائی سالہا سال اس فکر مین رہے اور اکثر اوقات صحابہ سے مناظرہ بھی کیا کبھی صحت اسی مکتوب کی ظاہر ہوتی تھی کبھی اس کے خلاف بس فوراً اس کو صحیح کر دیتے تھے پھر جب یہ سب مدارج طے ہو چکے حضرت فارق نے اس کے پڑھنے پڑھانے کا سخت اہتمام کیا حفاظ صحابہ کو دور دراز ملکون مین قرآن وفقہ کی تعلیم کے لیے بھیجا جس کا سلسلہ ہم تک پہونچا۔

حق یہ ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا احسان اس بارے مین تمام امت محمدیہ پر ہے انھین کی بدولت آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اور ہم اُس کی تلاوت سے فیض یاب ہوتے ہین اس احسان کی مکافات کس سے ہو سکتی ہے اے اللہ اپنے رضوان کی خلعتین ان کے زیب بدن فرما اور تاج کرامت وخلت اُن کے مقدس سر پر رکھ آمین۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس احسان کو اور بھی کامل کر دیا اپنے زمانۂ خلافت مین اُنھون نے اس مصحف شریف کی سات نقلین کرا کر ممالک بعیدہ مین بھیجدین اور اختلاف قرآت کی وجہ سے جو فسادات برپا ہو رہے تھے اور ایک دوسرے کی قراءت کو خلاف حق اور باطل سمجھتا تھا ان سب جھگڑون سے دین اسلام کو پاک کر دیا۔ صرف ایک قراءت پر سب کو متفق کر دیا اب بحمد اللہ تعالی جیسی مضبوط کتاب اہل اسلام کے پاس ہے کوئی مذہب دنیا مین اُس کی مثال نہین لا سکتا۔ انجیل و توریت کی حالت ناگفتہ بہ وہ تحریف وتبدیل ہوئی کہ الامان۔ قرآن مجید کی نسبت مخالفون کو بھی اقرار ہے کہ یہ وہی کتاب ہے جس کی نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام خدا ہونے کا دعوی فرمایا تھا اُس مین کسی قسم کی کمی زیادتی اُن کے بعد نہین ہوئی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

قرآن مجید مین آیتون اور سورتون کی ترتیب جو اس زمانے مین ہے یہ بھی صحابہ نے دی ہے مگر نہ اپنی رائے اور قیاس سے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس ترتیب سے پڑھتے تھے اور جو ترتیب اُس عہد مبارک مین تھی اُسی کے ذرا بھی خلاف نہین کیا صرف دو سورتون کی ترتیب البتہ صحابہ نے اپنے قیاس سے دی ہے

براءۃ اور انفال تو یہ بھی یقیناً خلاف لوح محفوظ نہ ہوگی جس چیز کا قادر قوی حافظ ہو اسس مین ترتیب بھی خلاف مرضی نہین ہوسکتی۔

بعض اور صحابہ نے بھی مثل ابن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے قرآن مجید کو جمع کیا تھا کسی کی ترتیب نزول کے موافق تھی کسی کی اور کسی طرح جابجا منسوخ التلاوۃ آیتین بھی اُن مین کسی غرض سے مندرج تہین کہین کہین تفسیری الفاظ بھی ان مین لکھے ہوئے تھے ان سب مصاحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لیلیا ورنہ آگے چل کر ان کی وجہ سے سخت اختلاف پڑتا۔ علاوہ اس کے یہ متفقہ قوت جو اس مصحف کے جمع کرنے مین تھی اُن مصاحف مین کہان وہ صرف ایک ہی شخص کی محنت کا نتیجہ تھے اس سبب سے اور بھی خرابیان اُن مین ہونگی۔

صحابہ کے زمانہ مین قرآن مجید مین سورتون کے نام پارون کے نشانات وغیرہ کچھ نہ تھے بلکہ حرفون نقطے بھی نہ دیے گئے تھے بلکہ بعض صحابہ اس کو بُرا سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ مصحف مین سوا قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے عبد الملک کے زمانے مین ابو الاسود یا امام حسن بصری نے اُس مین نقطے بنائے اور ان کے بعد پھر خمس اور عشر لکھے گئے اور سورتون اور پارون کے نام بھی لکھدیے گئے علما ان سب چیزون کے جواز پر متفق ہین اس لیے کہ یہ ایسی کوئی چیزین نہین ہین جن کے قرآن ہونے کا شبہہ ہو اور منع اُن چیزون کا لکھنا ہے جن کے قرآن ہونے کا شبہہ پڑسے۔

قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت وغیرہ کا ثواب

قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی اور اس کی فضیلت اور رفعت کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ وہ خدا عالم خالق لوح وقلم کا کلام ہے تمام عیوب ونقائص سے بری اور پاک ہے فصاحت وبلاغت اوس کی تمام عرب نے مان لی بڑے بڑے فصاحت وبلاغت کے مدعی اس کے مثل دو تین فقرے بھی صدہا برس کی کوششون مین نہ بنا سکے برسر مجمع اعلان بھی دیا گیا جوش دلانے والے خطاب سے کہا گیا کہ اگر تم اس کے کلام خدا ہونے مین شک کرتے ہو اور اس کو کلام بشر سمجھتے ہو تو تم اس کی چھوٹی سی چھوٹی سورت کے مثل کوئی عبارت بنا لاؤ اور تمام اعوان وانصار کو جمع کر و ہرگز نہ بنا سکو گے ہرگز نہ بنا سکو گے۔ قوم نے جب اس کلام معجز نظام کو سُنا بے ساختہ کہ اُٹھے کہ

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ؁
بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے ہم اُس پر ایمان لائے اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک ہرگز نہ سمجھین گے۔ خود اللہ جل شانہٗ اس مقدس کلام کی تعریف فرماتا ہے پھر ہم لوگون کی زبان و قلم مین کیا طاقت ہے کہ اس کے اوصاف و فضائل کا ایک شمہ بھی بیان کر سکین۔

اس کی تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہین تمام علمای امت متفق ہین کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن مجید سے زیادہ ثواب نہین رکھتا احادیث اس باب مین بیش از بیش ہین نمونے کے لیے تبرکاً چند حدیثین نقل کی جاتی ہین۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ جو کوئی قرآن مجید کے پڑھنے مین مشغول ہو اور دعا یا کسی دوسرے ذکر کی اس کو فرصت نہ ملے مین اس کو دعا مانگنے والون سے بھی زیادہ دونگا اور کلام اللہ کی بزرگی تمام کلامون پر ایسی ہے جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔ (سنن دارمی)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ محبوب ہے تمام آسمانون اور زمینون اور اُن چیزون سے جو اُس مین ہین۔ (سنن دارمی)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کسی کھال مین ہو تو وہ کھال آگ مین نہین جل سکتی (دارمی) کھال سے مراد قلب مومن ہے کہ اگر اُس مین قرآن مجید ہو تو عذاب دوزخ سے محفوظ رہے

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تین قسم کے لوگون کو قیامت مین خوف نہ ہوگا نہ ان سے حساب لیا جائیگا اور اُن تین مین سے قرآن مجید پڑھنے والے کو آپ نے بیان فرمایا (دارمی)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبے مین فرمایا کہ اے لوگون مین بھی ایک آدمی ہون قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے کوئی مجھکو بلانے آئے اور مین چلا جاؤن۔ مین تم مین دو گران قیمت اور بزرگ چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک خدا کی مقدس کتاب اُس مین ہدایت اور نور ہے پس تم لوگ اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑ لو اور اس پر عمل کرو (راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے لوگون کو اس پر بہت رغبت دلائی) دوسرے میرے اہل بیت ہین تم کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہون اپنے اہل بیت کی رعایت حقوق مین۔ (سنن دارمی)

(۶) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ملائکۂ رحمت کا نزول ہوتا ہے - صحیح بخاری مین اُسید بن
حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کو وہ سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا قریب
ہی بندھا ہوا تھا وہ جونکنے لگا وہ چپ ہو گئے گھوڑے کو بھی سکون ہو گیا پھر انھون نے پڑھنا
شروع کیا پھر اُس کی وہی حالت ہوئی پھر اُنھون نے پڑھنا شروع کیا پھر اُس کی وہی حالت ہوئی
تب اُنھون نے تلاوت موقوف کردی اس خیال سے کہ ان کے صاحبزادے یحییٰ قریب ہی تھے
کہین گھوڑا زیادہ بھڑکے اور وہ کچل نہ جائین صبح کو یہ واقعہ حضرت رسالت مین عرض کیا آپ نے
فرمایا کہ اے ابن حضیر پڑھے جاؤ اے ابن حضیر پڑھے جاؤ - تب انھون نے اپنا وہ خوف عذر مین
پیش کیا اور کہا کہ بعد تلاوت ختم کرنے کے مین نے سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک ٹکڑا ابر کا تھا جس مین چراغ
روشن تھے یہان تک کہ وہ میری نظر سے غائب ہو گیا - حضرت نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز تھی انھون
نے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے تمھاری قرأت کے سبب سے نزدیک آ گئے تھے
اگر تم پڑھے جاتے تو وہ فرشتے تمھارے پاس آ جاتے اور صبح کو سب لوگ ان کو دیکھتے - اسی قسم کا واقعہ
کئی صحابہ کو قرات قرآن مجید کے وقت پیش آیا جو صحیح احادیث مین مروی ہے کئی قصے تو
صحیح بخاری مین ہین -

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حسد کی اجازت نہین مگر دو شخصون پر ایک وہ
جو قرآن مجید پڑھا ہو اور وہ اس کی تلاوت مین راتون کو مشغول رہتا ہو دوسرے وہ جس کو اللہ
نے مال دیا ہو اور وہ اس کو دن رات اللہ کی راہ مین خرچ کرتا ہو - (صحیح بخاری)

اس حدیث مین حسد سے مراد غبطہ ہے دونون مین فرق یہ ہے کہ کسی شخص کی نعمت کے زائل
ہو جانے کی خواہش کرنا حسد ہے اور اس نعمت کا اپنے لیے خواہش کرنا بغیر اس کے کہ دوسرے شخص
سے زائل ہو غبطہ ہے - غبطہ مطلقاً جائز ہے حسد مطلقاً ناجائز اس حدیث مین غبطے کی اجازت
صرف انھین دونون چیزون مین منحصر کرنا مقصود نہین بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی نعمت ان دو نعمتون سے
بڑھکر نہین جس کے حاصل ہونے کی خواہش کی جائے -

(۸) ابو صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والون کی قیامت مین سفارش
کریگا پس اُس کو لباس کرامت پہنایا جائیگا پھر قرآن مجید کہے گا کہ اے اللہ اور زیادہ اس کے اوپر

انعام فرما تب اس کو تاج کرامت پہنایا جائیگا پھر کہے گا اے اللہ اور زیادہ دے یہان تک کہ اللہ تعالی اپنی رضامندی کے گران بہا خلعت اُس شخص کو عطا فرمائے گا۔ (سنن دارمی)

(۹) جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اللہ تعالے اس کو جنت مین داخل فرمائیگا اور اس کے دس عزیزون کے حق مین جو مستحق دوزخ ہون گے اس کی سفارش قبول فرمائیگا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے سے ہر حرف کے عوض مین دس نیکیان ملتی ہین مین نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے۔ (سنن دارمی) مقصود یہ ہے کہ صرف الم کہنے سے تیس نیکیان ملتی ہین۔ اللہ اکبر۔

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب مین بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کو پڑھا اور پڑھایا یہ حدیث ابو عبدالرحمن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سن کر قرآن مجید پڑھانا شروع کیا۔ حضرت عثمان کے وقتِ خلافت سے حجاج کے زمانہ تک پڑھاتے رہے اور فرماتے تھے کہ اسی حدیث نے مجھے اس جگہ بٹھلا دیا ہے کہ قرآن پڑھانے مین مشغول ہون۔ (صحیح بخاری۔ سنن دارمی)

(۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کو قرآن مجید تعلیم کرتا ہے حق تعالے اس کو قیامت مین ایک تاج جنت کا پہنائیگا۔ (طبرانی)

(۱۳) معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس پر عمل کرے قیامت کے دن اُس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بدرجہا بہتر ہوگی پھر کیا کہنا اُس شخص کا جس نے پڑھا اور عمل کیا۔ (ابوداؤد)

(۱۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا نعمت خانہ ہے اس سے لو جس قدر لے سکو میرے نزدیک اُس گھر سے زیادہ کوئی بے برکت مقام نہین جس گھر مین خدا کی کتاب نہو اور بے شک وہ دل جس مین کچھ بھی قرآن نہ ہو ایک ویران گھر ہے جس مین کوئی رہنے والا نہین۔ (دارمی)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید یاد کر کے بھول جائے وہ قیامت کے دن جذامی ہوگا۔ (صحیح بخاری) معاذ اللہ منہ۔

(۱۶) خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اس کو اکہرا ثواب ملیگا اور جو اُس کو سنے اُس کو دوہرا ثواب ملیگا۔ (دارمی)

اسی حدیث سے علمانے اخذ کیا ہے کہ قرآن مجید کے سننے مین پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ (کبیری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت مرغوب تھا کہ کوئی دوسرا شخص قرآن مجید پڑھے اور آپ سنین ایک مرتبہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ارشاد ہوا کہ تم پڑھکر مجھکو سناؤ انھون نے کہا کہ مین آپ کو سناؤن آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے ارشاد ہوا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے سے سنون عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کی یہان تک کہ اس آیت پر پہنچے ع۱ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا حضرت نے فرمایا بس بس۔ ابن مسعود فرماتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ آپ کی چشم مبارک سے آنسو بہ رہے تھے ع۲ (صحیح بخاری سنن)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کبھی ابو موسی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ ای ابو موسی ہم کو اپنے پروردگار کی یاد دلاؤ وہ قرآن پڑھنا شروع کر دیتے۔ (دارمی)

یہ ابو موسی رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کی خاص خاص سورتون کے فضائل بھی صحیح احادیث مین بہت وارد ہوئے ہین مختصراً چند حدیثین نقل کیجاتی ہین سورۂ فاتحہ کی نسبت احادیث مین وارد ہوا ہے کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم یہی ہے ع۳ (صحیح بخاری) ایسی سورت کسی نبی پر نہین نازل ہوئی۔ (مستدرک حاکم)

ع۱ ترجمہ۔ کیا حال ہوگا اُسوقت جب ہم ہر امت کے لیے انہین سے ایک گواہ نکالینگے اور ان لوگون پر تمکو گواہ بنائین گے یہ ذکر قیامت کا ہے کہ اس دن خدای غفور رحیم ہر امت پر انکے پیغمبر کو گواہ بنائیگا اور ہم لوگون پر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو ۱۲

ع۲ حضرت شاید اس سبب سے روئے کہ اس آیت مین آپکے گواہ بنانے کا ذکر ہے اور آپکو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے حالات بیان کرنے پڑینگے اور امت کی برائی آپ کو ناگوار ہے علاوہ اسکے آپکی عادت بھی تھی کہ قرآن مجید کے پڑھنے مین اکثر رویا کرتے تھے

ع۳ قرآن مجید مین حضرت صلعم کو خطاب ہے کہ ہم نے تمکو سبع مثانی اور قرآن عظیم عنایت فرمایا ہے اسی کو آپ نے بیان فرمادیا کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم سے یہی سورت مراد ہے۔ ۱۲

رہ بقرہ کے حق مین آیا ہے کہ جس گھر مین پڑھی جاتی ہے وہان سے شیطان بھاگ جاتا ہے (ترمذی)
کو پڑھو برکت ہوگی ورنہ حسرت ہوگی (مسلم) دو تر و تازہ چیزون کو پڑھا کرو بقرہ و آل عمران
دونون قیامت مین اپنے پڑھنے والون کی شفاعت کرین گی۔ اور مالک روز جزا سے جھگڑ کر
کو بخشائین گی۔ آیت الکرسی تمام آیات قرآنی کی بزرگ و سردار ہے۔ (مسلم) اخیر سورہ بقرہ کی
تین جس گھر مین پڑھی جائین تین دن تک شیطان اس گھر کے قریب نہین جاتا (ترمذی)
رہ انعام جب اتری تو حضرت نے تسبیح پڑھی اور فرمایا کہ اس قدر فرشتے اس کے ساتھ تھے کہ آسمان
کنارے بھر گئے۔ (مستدرک حاکم)
رہ کہف جمعے کے دن جو شخص پڑھے اس کے لیے ایک نور ہوگا دوسرے جمعے تک (مستدرک)
کے لیے نور ہوگا قیامت کے دن۔ (حصن حصین)
رہ یسین قرآن مجید کا دل ہے جو کوئی شخص اس کو خدا کے لیے پڑھے وہ بخش دیا جائیگا۔ اس کو
مردون پر پڑھو۔ (مستدرک حاکم)
رہ فتح مجھ کو تمام چیزون سے زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح بخاری)
رہ تبارک الذی نے ایک شخص کی سفارش کی یہان تک کہ وہ بخش دیا گیا۔ (صحاح ستہ)
پنے پڑھنے والے کے لیے دعای مغفرت کرتی ہے یہان تک کہ وہ بخش دیا جائے گا۔
ح ابن حبان)
چاہتا ہون کہ یہ سورت ہر مومن کے دل مین رہے (مستدرک حاکم) یہ سورت اپنے پڑھنے والے
ب قبر سے بچاتی ہے جو اس کو رات کو پڑھ لے اس نے بہت نیکی کی اور اچھا کام کیا۔ (مستدرک)
ہ اذا زلزلت نصف قرآن کی برابر ثواب رکھتی ہے۔ (ترمذی)
قل یا ایہا الکافرون مین ربع قرآن کے برابر ثواب ہے۔ (ترمذی)
ہ اذا جاء کا ثواب ربع قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی)
قل ہو اللہ احد مین ثلث قرآن کا ثواب ہے۔ (بخاری) ایک شخص اس سورت کو ہر نماز مین پڑھا
تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہدو کہ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری)
ل محبت تم کو جنت مین داخل کریگی۔ (صحیح بخاری)

ایک شخص کو یہ سورت پڑھتے ہوئے آپ نے سنا تو فرمایا کہ جنت ضروری ہوگئی۔ (ترمذی)
سورۂ فلق اور ناس اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (مستدرک) اس سے بڑھ کے کوئی
دعا یا استعاذہ نہین ہے۔ (نسائی) یعنی یہ بہت اعلی درجے کی دعا ہے اور اس کے پڑھنے سے
تمام بلاؤن سے نجات ملتی ہے۔ جب سے یہ دونون سورتین نازل ہوئین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے انھین کو ورد کرلیا اور دوسری دعائین جو شر جن یا حسد وغیرہ سے بچنے کے لیے پڑھتے تھے
چھوڑ دین۔ (ترمذی)

قرآن مجید تمام امراض جسمانی و روحانی کی دوا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے۔ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَۃٌ
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وشفاء لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی سچے دل سے
قرآن مجید پڑھے تو پہاڑ بھی ہل جائے۔ علامہ سیوطی اتقان مین لکھتے ہین کہ قرآن مجید طب روحانی
ہے بشرطیکہ نیک لوگون کی زبان سے ادا ہو اللہ کے حکم سے ہر مرض کی شفا اس سے حاصل
ہوتی ہے مگر چونکہ ایسے لوگ کم ہین اور ہر کس و ناکس کی زبان مین اثر نہین ہوتا اس لیے لوگون نے
طب جسمانی کی طرف رجوع کیا۔

خاص خاص سورتون کے خواص بھی صحیح احادیث مین بہت وارد ہوئے ہین سیکڑون مریضون کو
شفا ہوئی ہے ہزارون بلائین اس سے دفع ہوئی ہین۔

صحیح بخاری مین متعدد طرق سے مروی ہے کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا تھا کچھ صحابہ
مسافرانہ اُترے ہوئے تھے اُن سے ایک شخص نے آکر کہا کہ یہان کے سردار کو سانپ نے کاٹا
ہے آپ لوگون مین اگر کوئی جھاڑتے ہون تو چلین اُن مین سے ایک صحابی چلے گئے اور انھون نے
سورۂ فاتحہ پڑھکر پھونک دی وہ اچھا ہوگیا۔

کشتی پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پڑھ لینے سے
کشتی غرق ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ (اتقان)

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ آخر سورت تک پڑھ لینے سے چوری سے امان ہوتا ہے اور
رات کو جس وقت اٹھنا منظور ہو سوتے وقت آخر سورۂ کہف پڑھ لے اُس وقت ضرور آنکھ کھلے گی
ایک راوی اس حدیث کے کہتے ہین کہ یہ میری آزمودہ ہے۔ (اتقان)

(اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ - بِغَیْرِ حِسَابٍ تک پڑھ لینا ادائے قرض کے لیے مفید ہے
اتقان) یہ آیت اس بندۂ ناچیز کی آزمودہ ہے مگر مجھے ایک خاص طریقہ اس کے پڑھنے کا بتلایا
یا ہے وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھکر سات مرتبہ پڑھے
واقعی بہت سریع التاثیر ہے چالیس دن بھی نہین گذرنے پاتے کہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً جس عورت کے لڑکا نہوتا ہو چالیس دن تک پڑھنے
سے کامیاب ہوجاتی ہے یہ بھی میرے سامنے کئی مرتبہ آزمائی گئی۔

قرآن مجید کے فضائل اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب مختصراً بیان ہوچکا غالباً اس قدر ثواب و
فضیلت معلوم کرنے کے بعد پھر کوئی مسلمان جرات نہین کرسکتا کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے
پڑھنے پڑھانے سے غفلت کرے۔

ای اللہ ای مالک عرش وکرسی ای توریت وانجیل وقرآن کے نازل کرنے والے اے قرآن کو
تمام کتب پر فضیلت دینے والے ای منعم حقیقی اپنے فضل وکرم اپنی رحمت کاملہ وجود اتم کے صدقے
مین ہم سب مسلمانون کو اس اپنی مقدس کتاب سے فیض یاب فرما اس کی تلاوت کی ہمین توفیق دے
ہمارے اعمال وافعال کو اسکے موافق کر قیامت کے جانکاہ واقعہ مین جب ہمارے اعمال قبیحہ ہمین دوزخ کا
مستحق بنادین تو قرآن مجید کو ہمارا شفیع کر اور قرآن پڑھنے والون کے صدقے مین ہمین بخش دے آمین۔

ای خوشا نصیب اُس شخص کے جسکو ہر روز قرآن مجید کی زیارت اور تلاوت نصیب ہوتی ہو۔ سو
عزیز جانین اُس نیک بندے پر فدا جس کا وظیفہ ایسی مقدس کتاب ہو بیشک انشاء اللہ تعالےٰ اِن
لوگون کی یہ امید پوری ہوگی جس کو علامہ شاطبی نے ان اشعار مین ظاہر فرماتے ہین۔ ؎

لَعَلَّ اِلٰہَ الْعَرْشِ یَا اِخْوَتِیْ یَقِیْ — جَمَاعَتَنَا کُلَّ الْمَکَارِہِ ھُوَّلَا
وَیَجْعَلُنَا مِمَّنْ یَکُوْنُ کِتَابُہٗ — شَفِیْعًا لَّہٗ اِذْ مَا نَسُوْہُ فَیَمْحَلَا

؎ ترجمہ۔ امید ہے کہ اے بھائیون مالک عرش ہماری جماعت کو تمام برائیون اور خوف کی چیزون سے بچالے اور ہمکو ان
لوگون مین شامل فرمائے جنکے لیے اسکی مقدس کتاب قیامت کے دن شفاعت کریگی اس لیے کہ ہمنے اسکی مقدس کتاب کو
فراموش نہین کیا جو وہ ناخوش ہوکر ہم سے کچھ برائی کرے۔ اخیر جملہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جسکا مضمون یہ ہے کہ
جو لوگ قرآن مجید سے غفلت کرتے ہین قرآن مجید اُن کو دوزخ مین بھجوائیگا۔ جماعت سے مراد وہ لوگ ہین جو قرآن مجید
پڑھتے ہین اور اس کے علوم حاصل کرتے ہین ۱۲

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اس پر موقوف نہین کہ اُس کے معنے سمجھ
تلاوت کی جائے۔ جو شخص عربی زبان نہ جانتا ہو قرآن مجید کے معانی نہ سمجھ سکتا ہو اُس کو بھی قرآن
کی تلاوت کا ثواب ملیگا اور وہ بھی اس فیض عام سے محروم نہ رہیگا اس لیے کہ قرآن مجید کے
بھی تاثیر اور فائدے سے خالی نہین ہین عہ یہ دوسری بات ہے کہ اگر معنی سمجھکر تلاوت کی جا
تو زیادہ ثواب ملے گا۔

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب

جب قرآن مجید کے فضائل معلوم ہو چکے اور اُس کی عظمت دل نشین ہو چکی تو یہ امر قابل بیان
کہ اس کی تعظیم و توقیر مین کس درجہ کوشش کرنا چاہیے اور اس کی تلاوت اور سماع مین کیا اور
اور اہتمام ملحوظ رکھنا چاہیے مگر چند ضروری اور مفید باتین ہم بیان کیے دیتے ہین۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھانے کے لیے کسی اُستاد سے اجازت لینا یا اُس کو سنا
شرط نہین ہان اس قدر ضروری ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اگر اتنی لیاقت اپنے مین نہ دیکھے
ضرور ہے کہ کسی اُستاد کو سنا دے یا اُس سے پڑھ لے۔ (اتقان)

یہ بھی شرط نہین عہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ لیتا ہو اور اگر قرآن مجید مین اعراب نہ ہون تب بھی
صحیح اعراب پڑھ لینے پر قادر ہو۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت صرف انسان کو دی گئی ہے شیاطین وغیرہ اس
تلاوت پر قادر نہین۔ بلکہ فرشتون کو بھی یہ نعمت نصیب نہین ہوئی وہ بھی اس آرزو مین رہتے ہین

عہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ مین نے اس کتا
مین دعا و اذکار کا ترجمہ نہین کیا اس لیے کہ اُن کے مجرد الفاظ مین خاصیت ہے معنی معلوم ہون یا
نہ معلوم ہو جانے سے ایک قسم کا سرور اور نشاط ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید جو افضل اذکار ہے اس
الفاظ فیض و تاثیر سے کیسے خالی رہ سکتے ہین۔ ۱۲

عہ علامہ سیوطی وغیرہ کی عبارت سے یہ مدعا بخوبی ظاہر ہے اور اس شرط کی کوئی وجہ بھی نہین معلوم ہو
علاوہ ان سب کے اگر یہ شرط لگائی جائے تو تلاوت یک قلم موقوف ہو جائیگی واللہ اعلم ۱۲

کوئی انسان تلاوت کرے اور وہ سنیں ۔ ہاں مومنین جن کو البتہ یہ نعمت نصیب ہے اور وہ تلاوت قرآن پر قادر ہیں ۔ (لقط المرجان ۔ اتقان)

شاید اس سے حضرت جبریل علیہ السلام مستثنے ہوں ۔ اس لیے کہ اُن کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے ۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کردی ہے کہ کبھی وہ پڑھتے تھے اور حضرت سنتے تھے اور کبھی آپ پڑھتے تھے اور وہ سنتے تھے واللہ اعلم ۔

بہتر یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر باطہارت نہایت ادب سے کسی پاکیزہ مقام میں بیٹھکر قرآن مجید پڑھا جاوے سب سے بہتر اس کام کے لیے مسجد ہے ۔ جو لوگ ہر وقت یا اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیں اُن کے لیے ہر حال میں قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے ۔ لیٹے ہوں یا بیٹھے ۔ باوضو ہوں یا بے وضو ۔ ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ چاہیے ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان فرماتی ہیں کہ آپ ہر حال میں تلاوت فرمایا کرتے تھے وضو کی حالت میں بھی بے وضو بھی ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ کرتے تھے ۔

قرآن مجید کی تلاوت میں ایک خاص وقت مقرر کر لینا بھی درست ہے اکثر صحابہ فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید پڑھا کرتے تھے ۔ وقت مقرر کر لینے میں ناغہ بھی نہیں ہوتا ۔

مسنون ہے کہ پڑھنے والا شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ لے ۔ اور اگر پڑھنے کے درمیان میں کوئی دنیاوی کلام کرے تو اُسکے بعد پھر اس کا اعادہ چاہیے ۔

قرآن مجید کی تلاوت مصحف میں دیکھکر زیادہ ثواب[ع] رکھتی ہے بہ نسبت زبانی پڑھنے کے اس لیے کہ وہاں دو عبادتیں ہوتی ہیں ایک تلاوت دوسرے مصحف شریف کی زیارت ۔

ع علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے اتقان میں چند مرفوع حدیثیں بھی اس باب میں نقل کی ہیں مثل اس کے کہ بے مصحف میں دیکھے تلاوت کرنے سے ایک ہزار درجہ ثواب ملتا ہے اور دیکھکر پڑھنے سے دو ہزار درجہ ۱۲ ۔

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں کوئی کلام کرنا یا اور کسی ایسے کام میں مصروف ہونا جو دل کو دو
طرف متوجہ کر دے مکروہ ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت اپنے کو ہمہ تن اسی طرف متوجہ کر دے
کہ زبان سے الفاظ جاری ہوں اور دل میں اِدھر اُدھر کے خیالات

قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے مگر سورہ برارت کے شروع پر
نہ پڑھنا چاہیے۔

بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کو اُسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے مصحف شریف
لکھے ہیں۔ اِن بچوں کے لیے آسانی کی غرض سے سورتوں کا خلاف ترتیب پڑھنا جیسا کہ آ
پارہ عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ میں دستور ہے بلا کراہت جائز ہے۔ (ردالمحتار)

اور آیتوں کا خلاف ترتیب پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی آیتوں کے ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کو علمانے مکروہ لکھا ہے اس وجہ
کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آپ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ (اتقان وغیرہ)

مگر میرے خیال میں یہ کراہت اُس وقت ہوگی جب اُن آیتوں کی تلاوت ثواب کی غرض
ہو۔ اس لیے کہ جھاڑ پھونک کے واسطے مختلف آیتوں کا ایک ساتھ پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ
اور اُن کے اصحاب سے بصحت منقول ہے اور ہر ایک آیت کے خواص جداگانہ ہیں لہذا جو خا
اثر ہمیں مطلوب ہے وہ جن جن آیتوں میں ہوگا ہم کو اُن کا پڑھنا ضروری ہے۔

قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھنا چاہیے جس سے جس قدر ہو سکے۔ صحیح احادیث
میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید خوش آوازی سے
نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے (دارمی) مگر جس کی آواز ہی نہ اچھی ہو وہ مجبور ہے۔ اور
قرأت [ع۵] کی پابندی سے قرآن مجید پڑھنا چاہیے۔ راگ سے پڑھنا اور گانا قرآن مجید
بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

ع۵ یہ ایک مستقل فن ہے جس میں قرآن مجید کی قرأت کے قواعد بیان کیے جاتے ہیں اور اُن
مختلف قراتوں کا ذکر ہوتا ہے جن میں قرآن مجید نازل ہوا اس فن میں بہت کتابیں ہیں مگر حق یہ
کہ بے اُستاد کے نہیں آتا۔ ۱۲

ان مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھے بہت عجلت سے پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے[ع۵]۔

ض قرآن مجید کے معنے سمجھ سکتا ہو اس کو قرآن مجید پڑھتے وقت اس کے معانی پر غور کرنا اور ہر
مضمون کے موافق اپنے میں اس کا اثر ظاہر کرنا مسنون ہے۔ مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھے جس میں
ﷲ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے کوئی جواب طلب
مضمون ہو تو اس کا جواب دے مثلاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ والتین کے اخیر میں جب پہنچتے
بلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ[ع۶] پڑھ لیتے (ترمذی) یا سورۂ قیامت کے اخیر میں جب پہنچتے
فرماتے کہ بلٰی۔ (ترمذی) سورۂ فاتحہ کو جب ختم کرتے تو آمین کہتے۔ لیکن یہ جواب دینا یا دعا مانگنا
س وقت مسنون ہے کہ قرآن مجید فرض نماز میں یا تراویح میں نہ پڑھا جاتا ہو۔ اگر فرض یا تراویح میں
ڑھا جاتا ہو پھر جواب نہ دینا چاہیے (ردالمحتار)

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں رونا مستحب ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگ دلی پر رنج اور افسوس کرے
سورۂ والضحیٰ کے بعد سے اخیر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا مستحب ہے۔

قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ
ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید ختم کرتے وقت سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ مکرر پڑھنا متاخرین کے نزدیک بہتر ہے بشرطیکہ
قرآن مجید خارج نماز میں پڑھا جائے۔

ع۵ ایسی عجلت کہ جس سے الفاظ کے سمجھنے میں دقت ہو بالاتفاق مکروہ ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے میں اثر بھی
زیادہ ہوتا ہے اسی لیے عجمی لوگ جو قرآن مجید کے معانی نہیں سمجھتے ان کو بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا مفید ہے (اتقان)
افسوس ہمارے زمانے میں قرآن مجید کی سخت بے تعظیمی ہوتی ہے پڑھنے میں ایسی عجلت کی جاتی ہے کہ سوا
بعض بعض الفاظ کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تراویح میں اکثر حافظوں کو ایسا ہی دیکھا گیا خدا جانے
ان پر کس نے جبر کیا جو یہ تراویح پڑھنے آئے اس سے بہتر ہوتا کہ ایسے حضرات نہ پڑھتے قرآن مجید کی
بے ادبی تو نہ ہوتی۔ ۱۲

ع۶ ترجمہ۔ ہاں اور ہم اس پر گواہ ہیں چونکہ اس سورت کے اخیر میں حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا ہم سب
حاکموں کے حاکم نہیں ہیں لہذا اس کے جواب میں یہ جملہ عرض کیا گیا۔ ۱۲

جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے تو مسنون ہے کہ فوراً دوسرا شروع کر دے نبی صلی اللہ علیہ و[سلم] سے مروی ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک نہایت محبوب ہے کہ جب قرآن ایک مرتبہ ختم ہو جائے [تو] دوسرا شروع کر دیا جائے اور اس دوسرے کو صرف اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ تک پونہچا کر چھوڑ دے [اس کے] بعد اس کے دعا وغیرہ مانگے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث مین مروی ہے۔

جہان قرآن مجید پڑھا جاتا ہو وہان سب لوگون کو چاہیے کہ ہمہ تن اُسی طرف متوجہ رہین کسی دوسرے کام مین جو سننے مین حارج ہو مشغول نہون اس لیے کہ قرآن مجید کا سننا فرض ہے ہان اگر حاضرین کو کوئی ضروری کام ہو جس کی وجہ سے وہ اس طرف متوجہ نہ ہو سکین تو پڑھنے والے کو چاہیے کہ آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر ایسی حالت مین بلند آواز سے پڑھیگا تو گناہ اِسی پر ہوگا۔

اگر کوئی لڑکا قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور لوگ اپنے ضروری کامون مین مشغول ہون تو کچھ مضایقہ نہین اس لیے کہ حرج شریعت سے اُٹھا دیا گیا ہے اور لڑکا اگر آہستہ آواز سے پڑھے تو عادۃً یاد نہین ہوتا۔ (رد المحتار)

سننے والون کو تمام اُن امور کی رعایت کرنا چاہیے جو اوپر مذکور ہوئے سوا اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے۔ اور حالت جنابت مین بھی قرآن مجید کا سننا جائز ہے۔

اگر کوئی شخص خوش آواز ہو قرآن اچھا پڑھتا ہو اس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا مسنون ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست فرمائی۔ حضرت فاروق اعظم ابو موسی سے درخواست فرمایا کرتے تھے۔ (رضی اللہ عنہما)

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید مین چودہ آیتین ایسی ہین جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے۔ تفصیل ان آیتون کی یہ ہے۔

(۱) سورۂ اعراف کے اخیر مین یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ؏

؏ ترجمہ۔ بیشک جو لوگ تیرے رب کے پاس ہین (فرشتے) وہ اُسکی عبادت سے غرور (انکار) نہین کرتے اور اُسکا سجدہ کرتے ہین۔ اس آیت مین لفظ ” ولہ یسجدون “ پر سجدہ ہے ۱۲

سورہ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (۳) سورہ نحل کے پانچویں رکوع
آخیر کی یہ آیت وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَ
ھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ
سورہ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں یہ آیت وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ
وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا (۵) سورہ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ
اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا (۶) سورہ حج کے دوسرے رکوع میں یہ آیت
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ

ترجمہ - اللہ تعالی کو سجدہ کرتی ہیں تمام وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں کرکے خوشی -
یا ناخوشی سے اور ان کے سایہ صبح اور شام - اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۱۲ -

ترجمہ - اللہ تعالی کا سجدہ کرتی ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین پر چل رہے ہیں اور
فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور کرتے ہیں جو کچھ حکم پاتے ہیں - اس آیت میں
ویفعلون ما یؤمرون پر سجدہ ہے ۱۲ -

ترجمہ - گرتے ہیں منہ کے بل (یعنی سجدہ کرتے ہیں) روتے ہیں اور زیادہ ہوتا ہے اُن کو خشوع یہ
ان لوگوں کا ذکر ہے جو آنحضرت سے پہلے ایمان دار لوگ تھے - ۱۲

ترجمہ - جب پڑھی جاتی ہیں اُن پر رحمن کی آیتیں تو گرتے ہیں وہ سجدے کرنے کے لیے
روتے ہوئے - یہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب کا حال بیان فرمایا گیا ہے - اس آیت میں
"سجدا و بکیا" کے لفظ پر سجدہ ہے - ۱۲

امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک سورہ حج کی دوسری آیت میں بھی سجدہ
ہے اور وہ آیت یہ ہے "یا ایھا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا" ہمارے نزدیک صرف اسی آیت میں
ہے اس میں نہیں ہے - ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ہمارے موافق طحاوی کی شرح معانی الآثار
میں ایک روایت موجود ہے ۱۲

ترجمہ - کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ کا سجدہ کرتی ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارے

وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩ (۷) سورہ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ (۸) سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت أَلَّا يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ (۹) سورہ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔

عہ اور درخت اور جانور اور بہت سے آدمی اور بہت سے آدمیوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اُس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ کے کافروں کا حال ہے کہ سجدہ کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے تھے اس آیت میں لفظ ''یسجد لہ'' پر سجدہ ہے مگر بعد آیت تمام ہو جانے کے سجدہ

عہ ترجمہ۔ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ سجدہ کرو رحمٰن کا تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے کیا ہم سجدہ کر لیں اُس کو جسکو تم کہتے ہو اور ان کو نفرت بڑھتی ہے عرب کے کافر خدا کو رحمٰن نہ کہتے تھے۔ اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے۔

عہ ترجمہ۔ یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا جو نکالتا ہے وہ چیزیں کہ آسمانوں اور زمین میں چھپی ہیں اور جانتا ہے وہ چیزیں جن کو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہی خدا ہے کوئی اس کے سوا خدا نہیں مالک ہے عرش عظیم کا۔ آسمان میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد پانی اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد گھاس وغیرہ (معالم التنزیل) حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے اُن سے ہُدہُد نے آکر بیان کیا تھا کہ آج میرا گذر شہر سبا میں ہوا وہاں ایک عورت ہے (نام اسکا بلقیس تھا) وہ اور اُس کی قوم آفتاب کی پرستش کرتے ہیں شیطان نے ان کو سخت گمراہ کیا ہے اُن کو ہدایت نہیں ہوتی یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا الخ۔ اس آیت میں لفظ ''رب العرش العظیم'' پر سجدہ ہے اگر الا مشدد پڑھا جائے جیسا کہ اکثر لوگوں کی قراءت ہے اور اگر الا مشدد نہ پڑھا جائے کسائی کی قراءت کے موافق تو پھر ''الا یسجدوا'' پر سجدہ ہے۔ (ردالمحتار)

عہ ترجمہ۔ ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ جب اُنھیں وہ آیتیں یاد دلائی جائیں تو سجدہ کرنے کے لیے گر جائیں اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے۔ اس آیت کے اخیر لفظ میں سجدہ ہے ۱۲

(۱۰) سورۂ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ
وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ط (۱۱) سورۂ حم سجدہ کے پانچویں رکوع میں
یہ آیت فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ط (۱۲) سورۂ نجم کے اخیر میں یہ آیت فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ط
(۱۳) سورۂ انشقت میں یہ آیت فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ
لَا يَسْجُدُوْنَ ط (۱۴) سورۂ اقرأ میں یہ آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ط

(۱۱) سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے تین سبب ہیں (۱) آیت سجدہ کی تلاوت خواہ پوری آیت کی تلاوت کی جائے یا صرف اُس لفظ کی جس میں سجدہ ہے اور اُس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ اور خواہ آیت سجدہ کی بعینہ تلاوت کی جائے یا اُس کا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنے والا خود اپنی تلاوت کو سنے یا نہ سنے مثلاً کوئی بہرا تلاوت کرے صحیح یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدے یا تشہد میں

ـہ ترجمہ - اور گر پڑا سجدے کے لیے اور توبہ کی پس ہم نے بخش دیا ان کو اور بے شک ہمارے پاس ان کا مرتبہ ہے اور عمدہ مقام ہے - یہ حال حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے - قصہ اسکا بہت طویل ہے اس آیت میں "وحسن مآب" کی لفظ پر سجدہ ہے بعض علما کے نزدیک اناب کی لفظ پر ہے مگر یہ قول محقق نہیں - (ردالمحتار)

ـہ ترجمہ - پس اگر غرور کریں سجدہ کرنے سے یہ لوگ پس جو لوگ (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں اُس کی تسبیح پڑھتے ہیں رات و دن اور تھکتے نہیں - - اس آیت میں "وہم لا یسئمون" کے لفظ پر سجدہ ہے ابن عباس اور وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے - امام شافعی کے نزدیک "ان کنتم ایاہ تعبدون" پر ہے جو اس آیت سے پہلے ہے احتیاطاً ہم نے اس قول کو اختیار نہیں کیا - (ردالمحتار)

ـہ ترجمہ - سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو ۱۲

ـہ ترجمہ - کیا حال ہے ان کا کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۱۲

ـہ ترجمہ - پس سجدہ کر اور اللہ سے نزدیک ہو جا - یہ خطاب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ۱۲

ـہ صاحب بحرالرائق نے مختصر سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف "واسجد" کہکر سکوت کرے اور واقترب نہ کہے تو پھر بھی سجدہ واجب ہو جائیگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ سجدے کے قبل یا بعد کسی لفظ کے ملانے کی حاجت نہیں - مگر صاحب بحرالرائق نے اسکی تصحیح نہیں کی اور ہم نے یہ شرط تصحیح کے ساتھ نقل کی ہے ۱۲

آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے تب بھی سجدہ واجب ہوجائے گا اور اُسی حالت مین اُس کی بھی

کر لی جائیگی۔ (ردالمحتار)

اگر کوئی شخص سونے کی حالت مین آیت سجدہ تلاوت کرے اُس پر بھی بعد اطلاع کے واجب ہے

آیت سجدہ کا کسی انسان سے سننا۔ خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظ سجدہ مع ایک لفظ ماقبل یا

کے اور خواہ عربی زبان مین سُنے یا اور کسی زبان مین اور خواہ سُننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیت

کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن نہ جاننے سے ادائے سجدہ مین جس قدر تاخیر ہوگی اس مین وہ معذ

سمجھا جائے گا۔ (فتاوای عالمگیری)

کسی جانور سے مثل طوطے وغیرہ کے اگر آیت سجدے کی سنی جائے تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہ ہوگا

اسی طرح اگر کسی ایسے مجنون سے آیت سجدہ سنی جائے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ

اور زائل ہو تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (۳) ایسے شخص کی اقتدا کرنا جس نے آیت سجدہ کی تلاوت

خواہ اس کی اقتدا سے پہلے یا اقتدا کے بعد اور خواہ اُس نے ایسی آہستہ آواز سے تلاوت کی ہو کہ

مقتدی نے نہ سنا ہو یا بلند آواز سے کی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنا اس کے بعد

اُس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس مین دو

ہین جس رکعت مین آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو

کی ضرورت نہین اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ اگر وہ رکعت نہ

تو پھر اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز مین سجدہ کرنا واجب ہے۔ (بحرالرائق۔ ردالمحتار)

مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اُس پر نہ اس کے امام پر نہ اُن لوگوں

جو اس نماز مین شریک ہین ہان جو لوگ اس نماز مین شریک نہین خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے

ہون یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہون تو اُن پر سجدہ واجب ہوگا۔ (ردالمحتار)

یہ تین سبب جو سجدے کے واجب ہونے کے بیان کیے گئے ان کے سوا اور کسی چیز سے سجدہ و

نہین ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت سجدہ لکھے یا دل مین پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک ایک حرف

پڑھے پوری آیت ایک دم نہ پڑھے یا اسی قسم کسی سے سُنے تو ان سب صورتون مین سجدہ

واجب نہ ہوگا۔ (ردالمحتار)

(۲) سجدۂ تلاوت انھیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے ادا یا قضا۔ حیض و نفاس والی عورت پر واجب نہیں نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہوگیا خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہیں جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اس پر واجب ہے اسی طرح مست اور جنب پر بھی۔

(۳) سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کی ہیں یعنی طہارت اور ستر عورت اور نیت اور استقبال قبلہ تحریمہ اس میں شرط نہیں اس کی نیت میں آیت کی تعیین شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کے سبب سے ہے اور اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی جائے اور فوراً سجدہ کیا جائے تو نیت بھی شرط نہیں۔ (رد المحتار)

(۴) جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان چیزوں سے سجدۂ سہو میں بھی فساد آجاتا ہے اور پھر اس کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اس قدر فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہے اور اس میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذاۃ بھی یہاں مفسد نہیں۔

(۵) سجدۂ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ فوراً ادا کرے اور اگر اس وقت نہ ادا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۶) خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اس کا گناہ اس کے ذمے ہوگا جس کی تدبیر اس کے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے۔ (بحر الرائق)

نماز کا سجدہ خارج نماز میں اس وقت ادا نہیں ہو سکتا جب کہ نماز فاسد نہ ہو اگر فاسد ہو جائے اور اس کا مفسد خروج حیض نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بحر الرائق ۔ درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کوئی شخص حالت نماز میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سنے خواہ وہ دوسرا بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز کے اندر نہ ادا کیا جائیگا بلکہ خارج نماز میں۔

(۸) اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واج
ہوگا۔ اور ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے ت
بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر سننے والے کی مجلس نہ بدلے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا خوا
والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہونگے خواہ پڑھنے والے کی بدلے یا نہ
اگر پڑھنے والے کی بدل جائیگی تو اس پر بھی متعدد سجدے واجب ہو جائیں گے۔ (بحر الرائق وغیرہ)
مجلس کے بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسرے حکمی۔ اگر مکان بدل جائے تو حقیقی اور
مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قطع کر کے اب یہ دو
فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)
حقیقی کی مثال (۱) دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ اگ
دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے۔ (۲) سوار ہو اور اتر پڑے۔ (۳) راستے میں چلا جاتا ہو۔ (۴
کسی درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جائے خواہ وہ دوسری شاخ اس پہلی شاخ سے
قریب ہو یا دور۔ (۵) کسی نہر یا حوض میں تیر رہا ہو۔ اگر ایک گھر ہو اور اس کے مختلف مقامات
تلاوت کی جائے تو مجلس نہ بدلے گی مثلاً مسجد کے گوشوں میں۔
کشتی اگرچہ جاری ہو مگر مجلس نہ بدلیگی۔ اگر نماز پڑھتا ہوا گھوڑے پر سوار جا رہا ہو تو مجلس نہ بدلیگی اس لئے
کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے شرعاً ایک ہی مجلس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس صورت میں فقہا نے لکھا ہے ک
اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار حالت نماز میں ایک ہی آیت سجدہ کی تکرار کر رہا ہو تو اس پر ایک ہی سجدہ
واجب ہوگا اور اس گھوڑے کے ہمراہ اگر کوئی شخص پیادہ جا رہا ہو تو اس پر ہر مرتبہ سننے سے ایک سجدہ
واجب ہوگا۔ اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک
ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو سنے تو ہر شخص پر دو سجدے واجب
ہونگے۔ ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا
جائیگا اور نماز ہی میں ادا کیا جائیگا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا اور
بعد نماز کے ادا کیا جائے گا۔
حکمی کی مثال۔ آیت سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھا لیا۔ کسی سے دو ایک

ے سے زیادہ باتین کرنے لگا۔ لیٹ کر سو رہا۔ خرید و فروخت مین مشغول ہو گیا۔ کوئی عورت اوکونکو
دودھ پلانے لگی۔ اگر ایک دو لقمے سے زیادہ نہ کھائے۔ کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتین نہ کری
لیٹ کر نہ سوئے بلکہ بیٹھے بیٹھے ان سب صورتون مین مجلس نہ بدلیگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تسبیح پڑھنے
ٹھے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہو گی۔

(۹) اگر ایک آیت سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس مین پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے
پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لیے کافی ہے مگر احتیاط
اس مین ہے کہ سب کے بعد کیا جائے۔ (بحر الرائق)

اگر آیت سجدہ نماز مین پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتون کے اور اُس رکوع مین
جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر آیت سجدہ
کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائیگا اور اسمین نیت کی بھی ضرورت نہوگی
(درمختار۔ رد المحتار وغیرہ)

(۱۰) جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازون مین آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے اس لیے کہ سجدہ
کرنے مین مقتدیون کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (بحر الرائق)

(۱۱) کسی سورت کا پڑھنا اور اُسمین خاص کر آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

(۱۲) اگر حاضرین باوضو سجدے کے لیے مستعد نہ بیٹھے ہون تو آیت سجدہ کا آہستہ آواز سے تلاوت
کرنا بہتر ہے اس لیے کہ وہ لوگ اُس وقت سجدہ نہ کرین گے اور دوسرے وقت شاید بھول جائین تو گنہگار
ہون گے۔ (درمختار وغیرہ)

سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَر کہے اور سجدہ کرے پھر اُٹھتے وقت اللّٰہ اکبر
کہہ کے اُٹھے اور کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ سجدۂ تلاوت کئی آدمی مل کر بھی کر سکتے ہین اس طرح کہ
ایک شخص کو مثل امام کے آگے کھڑا کرین اور خود مقتدیون کی طرح صف باندھکر پیچھے کھڑے ہون اور
اُس کی اتباع کرین یہ صورت درحقیقت جماعت نہین ہے۔ اسی لیے اگر امام کا سجدہ کسی وجہ سے فاسد
ہو جائے تو مقتدیون کا فاسد نہو گا اور اسی سبب سے عورت کا آگے کھڑا کر دینا بھی جائز ہے۔
آیت سجدہ اگر فرض نمازون مین پڑھی جائے تو اُس کے سجدے مین مثل نماز کے سجدے کے

سبحان ربی الاعلیٰ کہنا بہتر ہے اور نفل نمازون مین یا خارج نماز مین اگر پڑھی جاے تو اس سے
سجدے مین اختیار ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ کہین یا اور تسبیحین جو احادیث مین وارد ہوئی ہین
پڑھین مثل اس تسبیح کے۔ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ
وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ - اور دونون کو جمع
کرلین تو اور بھی بہتر ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیات سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس مین کرے تو حق تعالیٰ اُسکی
مشکل کو دفع فرماتا ہے اور ایسی حالت مین اختیار ہے کہ سب آیتین ایک دفعہ پڑھ لے اور بعد اس
چودہ سجدے کرے یا ہر آیت کو پڑھکر اُس کا سجدہ کرتا جاے۔ (رد المختار)

سجدہ شکر مستحب ہے جب کوئی بڑی نعمت حق تعالیٰ کی طرف سے فایض ہو نبی صلی اللہ علیہ
اور خلفائے راشدین سے منقول ہے۔ مگر بعد نماز کے علی الاتصال سجدہ کرنا مکروہ ہے تاکہ جاہلون
اس کے سنت ہونے کا خیال نہ پیدا ہو۔

بعض ناواقف لوگ بعد وتر کے دو سجدے کرتے ہین اور اس کو مسنون سمجھتے ہین۔ بعض لوگ ان سجدون
کے لیے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہا کو ان
سجدون کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ حدیث بتصریح محدثین موضوع اور بے اصل ہے لہذا ان سجدون کو
بخیال سنت ادا کرنا مکروہ ہے اور بہر حال اس کا ترک بہتر ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

جنازے کی نماز وغیرہ کا بیان

چونکہ اسلام کی مقدس شریعت مین اپنے دینی بھائیون کے ساتھ عمدہ سلوک اور احسانات اور رشتہ
کی مراعات ایک جزو اعظم قرار دی گئی ہے اور شریعت نہین چاہتی کہ اس دینی اخوت اور محبت کا
سلسلہ موت سے منقطع ہو جاے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب
کوئی مسلمان دنیا سے انتقال کرتا اس کے ساتھ وہ بہت احسان کرتے اور جو چیزین اس کے لیے

ع ترجمہ - میرے منہ نے سجدہ کیا اُس کا جسنے اُس کو پیدا کیا ہے اور جس نے اس کو بنایا ہے اور آمین کان
اور آنکھ پیدا کیے اپنی طاقت اور قوت سے بس بزرگ ہے اللہ اچھا پیدا کرنے والا - ۱۲

قیامت مین سعید ہون مین ان کی کوشش فرماتے اور اس کے اعزا اور اقارب سے بھی سلوک
تے تفصیل ان مضامین کی آیندہ بیانات سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہی سبب ہے کہ جنازے کی نماز
حقیقت میت کے لیے دعاے مغفرت ہے۔ مسلمانون پر خدا کی طرف سے فرض کر دی گئی اور
ن کا پاک و صاف کر کے ایک عمدہ اہتمام سے آخری منزل تک پہونچا دینا ایک امر لازم کر دیا گیا
واقع میت کے حقوق کی رعایت اس کی بیماری سے آخری وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی جیسی
سلام مین ہوئی ہے کسی مذہب مین ان کا ایک شمہ بھی نہین۔ اگر کسی کی چشم بصیرت روشن ہو تو وہ
ن معاملات کو نہایت قدر کی نگاہون سے دیکھنے کے قابل سمجھیگا۔

بیمار کی عیادت کا بیان

ب کوئی شخص اپنے دوستون مین بیمار ہو تو اس کے دیکھنے کو جانا اور اس کے حالات کو دریافت
سنت ہے۔ اسی کو عیادت کہتے ہین۔ اور اگر اس کے اعزا وغیرہ مین کوئی اس کی خبر گیری
نے والا نہ ہو تو ایسی حالت مین اس کی تیمارداری عام مسلمانون پر جن کو اس کی حالت
علوم ہو فرض کفایہ ہے۔

یادت کی فضیلت و تاکید اور اس کا ثواب احادیث مین بے حد وارد ہوا ہے مگر ہم اس بیان کو زیادہ
ھانا نہین چاہتے صرف دو تین مختصر حدیثین بیان کیے دیتے ہین۔

صحیح مسلم مین ہے کہ حق تعالے قیامت مین فرمائیگا کہ اے میرے بندے مین تیرا پروردگار ہون مین
یار ہوا اور تو میری عیادت کو نہ آیا بندہ عرض کریگا کہ خداوندا تو تمام عالم کا پروردگار ہے تیری
یادت کیسی ہو سکتی ہے یعنی تو بیمار ہی نہین ہو سکتا ارشاد ہوگا کہ فلان میرا بندہ بیمار ہوا اور
نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھکو اسی کے پاس پاتا نبی صلی اللہ علیہ
سلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو بیمار کی عیادت کرے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک دعاے
مغفرت کرتے ہین اور جو شام کو کرے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہین صبح تک۔
سفر السعادت)

و کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرے اسکو ایک باغ ملیگا بہشت مین۔ (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو اور جنازہ کے ہمراہ جایا کرو۔ (صحیح بخاری)

عیادت کے آداب میں ہے کہ وضو کر کے محض ثواب اور حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جائے اور جب بیمار کے پاس پہونچے تو اُس کا حال پوچھے اور اس کی تسکین کرے اور اس کو تسلی دے اور اس کو صحت کا امیدوار کرے اور بیماری کے جو جو فضائل اور ثواب حدیث میں وارد ہیں اُس کو سنائے اور اُس کے لیے دعائے صحت کرے اور اپنے لیے بھی اس سے دعا کی درخواست کرے اور بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ ہاں اگر بیمار اس کے بیٹھنے سے خوش ہوتا ہو تو زیادہ بیٹھنا بہتر ہے اور عیادت میں جلدی نہ کرے بلکہ جب دو تین روز بیماری کو گذر جائیں تب عیادت کو جائے یہی عادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ (شرح سفر السعادت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی آپ کے دوستوں میں بیمار ہوتا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور بیمار کے سرہانے بیٹھ جاتے اور اس کا حال پوچھتے اور فرماتے کہ تم کو اپنی طبیعت کیسی معلوم ہوتی ہے اور تمھارا دل کس چیز کو چاہتا ہے اگر کسی چیز کی وہ خواہش کرتا اور وہ اس کے لیے مضر نہ ہوتی تو اُس کے دینے کا حکم فرماتے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو بیمار کے بدن پر رکھکر اُس کے لیے دعا فرماتے کبھی ان الفاظ سے اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا عـــہ اور اکثر یہ دعا فرماتے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا عـــہ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی بھی عیادت منقول ہے۔ ایک جوان یہودی آپ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بیمار ہوا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس سے مسلمان ہو جانیکو ارشاد فرمایا قسمت نے یاوری کی اور وہ مسلمان ہو گیا جب آپ کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے باوجودیکہ مشرک تھے آپ اُن کی عیادت کو

عـــہ ترجمہ۔ اے اللہ اے تمام لوگوں کے پروردگار بیماری کو دور کردے اور صحت عنایت فرما تو ہی صحت دینے والا ہے صحت وہی ہے جو تو عنایت فرمائے ایسی صحت دے کہ پھر کوئی بیماری باقی نہ رہے ۱۲

عـــہ۔ ترجمہ۔ اے اللہ صحت دے سعد کو۔ اے اللہ صحت دے سعد کو۔ اے اللہ صحت دے سعد کو ۱۲

...شریف لے گئے اور ان سے بھی مسلمان ہو جانے کی درخواست فرمائی مگر کاتب ازل نے یہ سعادت ... کی قسمت مین نہ لکھی تھی لہذا وہ تعمیل ارشاد سے محروم رہے - اسی وجہ سے اکثر علما کی یہ رائے ہے کہ عیادت حقوق اسلام سے نہین ہے یعنی جو مسلمان بیمار ہو خواہ اس سے کبھی کی ملاقات نہو ... اس کی عیادت مسنون نہین بلکہ حقوق صحبت سے ہے کہ جس شخص سے ملاقات ہو اُس کی ... عیادت مسنون ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر - (شرح سفر السعادت)

قریب الموت کے احکام

جب کسی مریض پر علامات موت ظاہر ہونے لگین تو مسنون یہ ہے کہ اُس کا مُنہ قبلے کی طرف پھیر دیا جائے اور وہ مریض داہنے پہلو پر لٹا دیا جائے اور چت لٹانے مین بھی کچھ مضایقہ نہین - اس طرح ... پیر قبلے کی طرف ہون یہ سب صورتین اُس وقت مسنون ہین کہ مریض کو تکلیف نہو - اگر اُس کو تکلیف ہو تو جس طرح اُس کو آرام ملتا ہو اُسی طرح اُس کو لیٹا رہنے دین - (بحر الرائق وغیرہ)

اس وقت مستحب ہے کہ کوئی شخص اُس کے اعزا یا احباب وغیرہ مین سے اس کو تلقین کرے یعنی اُس کے سامنے بلند آواز سے کلمۂ طیبہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ[1] پڑھا جائے تاکہ وہ مریض اس کو سُن کر خود بھی پڑھے اور اس بشارت کا مستحق ہو جائے جو صحیح احادیث مین وارد ہوئی ہے کہ جس کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ہوگا وہ جنت مین داخل ہوگا - (بحر الرائق وغیرہ)

... اس مریض سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب سے اس کے مُنہ سے انکار نکل جائے - سورۂ یٰسین کا ایسے مریض کے پاس پڑھنا مستحب ہے - (رد المحتار)

... آخری وقت مین نیک اور پرہیزگار لوگون کا موجود ہونا بہتر ہے کہ ان کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے - (فتاوائے عالمگیری)

اس وقت مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیز رکھدینا یا آگ مین سلگانا مستحب ہے -

اور جب اس کی روح بدن سے مفارقت کر جائے تو اس کی آنکھین نہایت نرمی اور آہستگی سے بند کر دی جائین

---

[1] ترجمہ - مین گواہی دیتا ہون کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہین ہے اور گواہی دیتا ہون اس کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہین ۱۲

اور اس کا منہ کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا جائے اس طرح کہ وہ پٹی ٹھوڑی کے نیچے رکھ
اور سر پر لیجا کر اس کے دونوں کنارے باندھ دیے جائیں اور اس کے اعضا سیدھے کر دیے جا
اور جوڑ نرم کر دیے جائیں اس طرح کہ ہر جوڑ کو اس کے منتہے تک پونہچا کر کھینچ دیا جائے اور آنکھ
کرنے والا آنکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے ع اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْهِ اَمْرَہٗ وَسَهِّلْ عَلَیْهِ مَا بَ
وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْهِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ بعد ان سب مراتب
اس کے غسل اور تکفین اور نماز سے جس قدر جلد ممکن ہو فراغت کر کے دفن کر دیا جائے۔

غسل میت کے مسائل

میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر کوئی میت بے غسل کے دفن کر دیا جائے ت
وہ مسلمان جن کو اس کی خبر تھی گنہگار ہوں گے۔

اگر کسی میت کو بے غسل کے قبر میں رکھ دیا ہو مگر ابھی مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو اس کو قبر سے نکال کر غس
دیدینا ضروری ہے ہاں اگر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر نہ نکالنا چاہیے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عضو میت کا خشک رہ گیا ہو اور کفن پہنانے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر اس عضو
دھو دینا چاہیے ہاں اگر کوئی انگلی یا اس کے برابر اور کوئی حصہ جسم کا خشک رہ جائے اور بعد تکف
کے یاد آئے تو پھر اس کے دھونے کی ضرورت نہیں۔ (بحر الرائق)

ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ مسنون ہے۔

میت کے غسل کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو کسی ایسے تخت وغیرہ پر لٹا
جو تین یا پانچ یا سات مرتبہ کسی خوشبودار چیز سے دھونی دیا جا چکا ہو اس کے جسم عورت
کو کسی کپڑے سے بند کر کے جو کپڑے اس کے بدن میں ہوں وہ بہت جلد آسانی سے

ع ترجمہ۔ اے اللہ آسان کر اس میت پر کام اس کا اور سہل کر اس پر دو زمانہ جو اب آئے گا
اور مشرف فرما اس کو اپنے دیدار سے اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے
جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے) ۱۲

اُتار[عـ۱] لیے جائین اور اُس کو استنجا کرایا جائے اس طرح کہ نہلانے والا اپنے ہاتھ مین کپڑا لپیٹ کر
اُس کے خاص حصے اور مشترک حصے کو دھو دے بعد اس کے اُس میت کو وضو کرایا جائے اس وضو مین
کُلّی نہ کرائی جائے گی اور ناک مین پانی نہ ڈالا جائیگا اس لیے کہ پھر مُنہ اور ناک سے پانی کا نکلنا دشوار ہوگا
ہان نہلانے والا اپنی اُنگلی مین کپڑا لپیٹ کر اس کے دانتون کو اور ناک کے اندرونی حصے کو صاف
کر دے صحیح یہ ہے کہ اس وضو مین سر کا مسح بھی کرایا جائیگا۔ (بحر الرائق)

جب وضو سے فراغت ہو جائے تو اس کا سر اگر بال ہون تو گُل دیا جائے جس پانی سے سر مَلا جائے
اُس مین خطمی جوش کر لی جائے یا صابون ملا دیا جائے تاکہ میل اچھی طرح صاف ہو جائے غسل کے لیے
گرم پانی بہتر ہے اس لیے کہ اُس سے میل خوب صاف ہوتا ہے جب سر صاف ہو چکے تو میت کو بائین
پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے اس قدر کہ پانی تخت تک پہونچ جائے یہ ایک مرتبہ غسل ہوا
پھر دوسری مرتبہ اس کو داہنے پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دین پھر اس کو بٹھا کر اس کا پیٹ آہستہ
آہستہ ملا جائے تاکہ آلائش نکل جائے اور وہ دھو دی جائے بعد اس کے پھر اُس کو بائین پہلو پر لٹا کر
تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے یہ تیسری مرتبہ ہوا۔ پہلی مرتبہ خالص پانی سے غسل دیا جائے دوسری مرتبہ
اُس پانی سے جس مین بیر کی پتی یا خطمی جوش کی گئی ہو۔ تیسرے مرتبہ اس پانی سے جس مین کافور ملا ہو
جب غسل سے فراغت ہو جائے تو میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر لیا جائے تاکہ بدن کی
تری سے کفن نہ خراب ہو۔ بعد اس کے زعفران اور ورس[عـ۲] کے سوا اور کوئی خوشبو اس کے سر اور

عـ۱ کپڑے اُتار لینے مین یہ مصلحت ہے کہ کپڑون کی گرمی سے نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہوتا ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے کپڑے نہین اُتارے گئے بلکہ آپکو کپڑون کے ساتھ غسل دیا گیا یہ
آپ ہی کے ساتھ خاص تھا آپ کے جسم اقدس مین کسی خرابی کا معاذ اللہ خوف نہ تھا۔ ابو داؤد مین مروی ہے
ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اُتار کر غسل دینے مین صحابہ کا اختلاف ہوا۔ تب گھر کے ایک گوشہ
سے آواز آئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کپڑون کے ساتھ غسل دو آپ کے جسم اطہر سے کپڑے نہ اُتارو۔
عـ۲ ورس ایک زرد گھاس ہے بلاد عرب مین پیدا ہوتی ہے۔ پتی اُس کی کُنجد کی پتی
سے مشابہ ہوتی ہے اُس سے کپڑے رنگے جاتے ہین رنگ اُسکا سرخی اور زردی کے درمیان میں
ہوتا ہے ۱۲ قسطلانی

ڈاڑھی مین لگادی جائے اس کی پیشانی اور ناک اور دونون ہاتھون پر انہیون تک اور گھٹنون پر کافور مل دیا جائے - میت کے بالون مین کنگھی نہ کی جائے اور ناخون یا بال اُس کے نہ کاٹے جائیں مونچھین نہ کتری جائین ہان اگر کوئی ناخن ٹوٹ جائے تو اُس کے علیحدہ کرنے مین کچھ حرج نہین (بحرالرائق)

میت کے نہلانے کی اجرت لینا جائز نہین اس لیے کہ میت کا نہلانا خدا کی طرف سے فرض ہے پھر اس پر اجرت کیسی ہان اگر کئی شخص نہلانے والے وہان موجود ہون تو پھر جائز ہے اس لیے کہ ایسی صورت مین کسی خاص شخص پر اس کا نہلانا فرض نہین - (درمختار وغیرہ)

نہلانے والا ایسا شخص ہونا چاہیے کہ جس کو میت کا دیکھنا جائز ہو عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہین ہان منکوحہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اس لیے کہ وہ عدت کے زمانے تک اُس کے نکاح مین سمجھی جائیگی بخلاف شوہر کے کہ وہ عورت کے مرتے ہی اُس عورت کے نکاح سے علیحدہ سمجھا جائیگا اور اس کو اُس عورت کا غسل دینا جائز نہ ہوگا -

اگر کوئی عورت ایسی جگہ مرجائے جہان کوئی عورت نہو جو اُس کو غسل دے تو اگر کوئی مرد اُس کا محرم موجود ہو تو وہ اُس کو تیمم کرادے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے ہاتھون مین کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمم کرادے ہان لونڈی کو اجنبی بھی بے کپڑا لپیٹے ہوئے تیمم کرا سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی مرد ایسی جگہ مرجائے جہان کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اُس کو محرم عورت بے کپڑا لپیٹے ہوے اور غیر محرم ہاتھون مین کپڑا لپیٹ کر تیمم کرادے -

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونون غسل دے سکتے ہین -

بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا کوئی عزیز ہو اور اگر عزیز نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی متقی پرہیزگار آدمی اُس کو غسل دے -

اگر کوئی کافر یا جنب آدمی یا وہ شخص جسے میت کا دیکھنا جائز نہ تھا میت کو غسل دے تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا اگرچہ مکروہ ہوگا - (فتاوائے عالمگیریہ)

بہتر یہ ہے کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہان سوا غسل دینے والے اور اس شخص کے جو اُس کا شریک ہو کوئی دوسرا نہ جائے اور غسل دینے والا اگر اس مین کوئی عمدہ بات دیکھے تو لوگون سے بیان

کردے اور اگر کوئی بری حالت دیکھے تو کسی پر ظاہر نہ کرے ہاں اگر میت کوئی مشہور بدعتی ہو اور اس میں کوئی بری بات دیکھے تو ظاہر کردے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور اس بدعت کے ارتکاب سے باز رہیں (بحرالرائق - عالمگیری وغیرہ)

اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مرگیا ہو تو جس وقت نکالا جائے اُس کا غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا اس لیے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی اُن کا فعل نہیں ہوا ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہوجائے گا اسی طرح اگر میت کے اوپر مینھ کا پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہیگا - (فتاوای قاضی خان - بحرالرائق - درمختار وغیرہ)

اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائیگا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائیگا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے - (بحرالرائق - ردالمحتار)

اگر کوئی لڑکا پیدا ہوتے ہی مرجائے اُس کا غسل دینا بھی فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو خواہ اس کے سب اعضا بن چکے ہوں یا نہیں تو بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے - (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہو تو اُس کو غسل دیا جائیگا اور نماز بھی پڑھی جائے گی -

اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علحدہ کرلی جائیں اور صرف انھیں کو غسل دیا جائے کافروں کی نعش کو غسل نہ دیا جائے -

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مرجائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دیدی جائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجۂ مجبوری وہ مسلمان اُس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے گا کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اُسی طرح اُس کو دھوئیں اور کافر

دھونے سے پاک نہوگا حتٰی کہ اگر کوئی شخص اُس کو لیے ہوئے نماز پڑھے تو اُس کی نماز درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

باغی لوگ یا ڈاکو اگر مارے جائین تو اُن کے مُردون کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ مین لڑائی کے وقت مارے گئے ہون۔

مرتد اگر مر جائے تو اُس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اُس کے اہل مذہب اُس کی نعش مانگین تو اُن کو بھی نہ دی جائے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اُس کو غسل دیدینا چاہیے

جب میت کو غسل دے چکین اور اُس کی تری کپڑے سے پونچھ کر دور کر دین تو اُس کو کفن پہنایا جائے

کفن کے مسائل

میت کو کفن دینا مثل غسل کے فرض کفایہ ہے۔ (بحرالرائق۔ ردالمختار)

مرد کے کفن مین تین کپڑے مسنون ہین۔ تہ بند[۱]۔ کفنی[۲]۔ چادر[۳]۔ اور عمامہ مکروہ ہے (بحرالرائق وغیرہ)

عورت کے کفن مین پانچ کپڑے مسنون ہین۔ تہ بند[۴]۔ کفنی[۵]۔ دوپٹہ[۶]۔ سینہ بند[۷]۔ چادر[۸]۔

اگر مرد کے کفن مین صرف تہ بند اور چادر پر اکتفا کی جائے یا عورت کے کفن مین صرف کفنی اور تہ بند یا صرف دو تہ بندون پر اکتفا کی جائے تب بھی جائز ہے۔ اور اگر اس قدر کفن بھی ممکن نہو تو جس قدر ہو سکے مگر کم سے کم اس قدر کپڑا ضروری ہے جو پورے بدن کو چھپا لے۔ اگر اس قدر

ع‍ ۵ تہ بند کو عربی مین ازار اور کفنی کو قمیص اور چادر کو ردا کہتے ہین ازار اور لفافہ دونون چادر کو کہتے ہین یہ چادرین سر سے پیر تک ہوتی ہین اور لفافہ کی چادر ازار سے کچھ تھوڑی بڑی ہوتی ہے اور قمیص ایک قسم کا کرتہ ہے جو گردن سے لیکر پیر تک ہوتا ہے مگر اس کے دامنون مین چاک نہین ہوتا۔ (ہدایہ) ۱۲

ع‍ ۵ تہ بند اور چادر اور کفنی کی وہی حد ہے جو مرد کے کفن مین بیان ہو چکی ہے رہگیا دوپٹہ اور سینہ بند دوپٹہ تین گز کا ہوتا ہے جو سر سے لیکر مُنہ پر ڈال دیا جاتا ہے لپیٹا نہین جاتا اور سینہ بند سینہ سے لیکر رانون تک ہوتا ہے۔ (قاضی خان) ۱۲

نہ ہو تو لوگون سے مانگ کر پورا کیا جائے یہ بھی نہ ہو سکے تو جس قدر جسم کھلا رہ گیا ہو گھانس وغیرہ سے
دیا جائے ۔

اس کے کہ میت کو کفن پہنایا جائے کفن مین تین مرتبہ کسی خوشبودار چیز کی دھونی دیدینا
ب ہے ۔ (بحر الرائق)

کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھادی جائے اور اس کے
تہ بند بچھا دیا جائے اور میت کو کفنی پہناکر تہ بند پر لٹا دین اور پہلے تہ بند لپیٹ دین اس طرح کہ
بایان جانب اس کا میت کے بدن پر رکھین اس کے بعد داہنا تاکہ داہنا جانب بائین کے اوپر
بعد اس کے پھر چادر کو اسی طرح لپیٹ دین تاکہ داہنا جانب بائین کے اوپر رہے

رت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا کر اس کے اوپر تہ بند
دین اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بالون کے دو حصے کر کے ایک حصہ گردن کے پیچھے سے
جانب لاکر اور دوسرا گردن کے پیچھے سے بائین جانب لاکر سینے پر رکھدین کفنی کے اوپر
اس کے دوپٹہ اس کے سر سے لیکر منہ تک ڈالدین بعد اسکے تہ بند پر اس کو لٹا دین اور مثل سابق
تہ بند کو لپیٹ دین اس کے بعد چادر کو ان سب کے بعد سینہ بند کو لپیٹ دین اگر ہوا وغیرہ سے
ن کے کھل جانے کا خوف ہوتا ہو اس کو کسی چیز سے باندھ دین ۔ (درمختار وغیرہ)

لغ اور نابالغ محرم اور حلال سب کا کفن یکسان ہوتا ہے
لڑکا مرا ہوا پیدا ہو یا حمل ساقط ہو جائے اس کے لیے صرف کپڑے مین لپیٹ دینا کافی ہے
ن مسنون کی کوئی ضرورت نہین ۔ (ردالمحتار وغیرہ)
طرح اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے اس کو بھی کسی کپڑے مین لپیٹ دینا
فی ہے ہان اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو

ف اسی وجہ سے جب مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ جناب احد مین شہید ہوئے اور ان کے پاس
رف ایک چادر تھی کہ اگر اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تھا تو پیر کھل جاتے تھے اور اگر پیر بند کیے جاتے
ے تو سر کھل جاتا تھا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے سر کو تو چادر سے بند کر دو اور پیر کو اذخر
ے ۔ اذخر ایک قسم کی گھانس ہے ۱۲ ۔

پھر کفن مسنون دینا چاہیے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

اگر کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اُس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو۔ اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔

کفن انھیں کپڑون کا ہونا چاہیے جن کا پہننا زندگی کی حالت مین جائز تھا مرد کے لیے خالص ریشمی یا زعفران یا کسم کے رنگے ہوے کپڑے کا کفن نہ دیا جائے۔ ہان عورتون کو اس قسم کا کفن دیا جاسکتا ہے اس لیے کہ ان کو حالت زندگی مین ایسے کپڑون کا پہننا جائز تھا۔

کفن کا گران قیمت کپڑے سے بنانا مکروہ ہے اور بہت برے کپڑے کا بھی نہ ہونا چاہیے بلکہ ایسے کپڑون کا جن کو میت اپنی زندگی کی حالت مین جمعہ اور عیدین مین .... پہنتا ہو اور عورت کے لیے ایسے کپڑے کا جس کو وہ پہنکر اپنے مان باپ کے پاس جاتی ہو۔ کفن سپید رنگ کے کپڑے کا بہتر ہے پرانے اور نئے کی کچھ تخصیص نہین۔

میت کا کفن اُس شخص کو بنانا چاہیے جو حالت حیات مین اُس کی کفالت کرتا تھا۔ خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو یا نہین جیسے عورت کا کفن اُس کے شوہر کے ذمے ہے خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مری ہو یا نہین اور خواہ شوہر امیر ہو یا غریب اسی طرح غلام کا کفن اُس کے آقا کے ذمے ہے خلاصۃ جن لوگون کا کھانا اور کپڑا زندگی مین جس شخص کے ذمے ہوگا اسی شخص کے ذمے بعد مرنے کے اُن لوگون کا کفن بھی ہوگا۔ (بحرالرائق)

اور اگر ایسا کوئی شخص نہو جس پر حالت حیات مین اس کی کفالت ضروری تھی اور وہ میت کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو تو اس کا کفن اس مال سے بنایا جائے ورنہ بیت المال سے اگر بیت المال نہ ہو جیسا ہمارے زمانے مین ہندوستان مین نہین ہے تو مسلمانون سے چندہ لیکر اُس کا کفن بنا دیا جائے۔

کافر اگر مرجائے تو اُس کا کفن مسنون طریقے سے نہ دیا جائیگا بلکہ کسی کپڑے مین لپیٹ دیا جائیگا۔ مرتد کو بالکل کفن نہ دیا جائیگا نہ مسنون نہ غیر مسنون۔

جب میت کو کفن پہنا چکین تو اس کی نماز پڑھین اور اس کے تمام اعزا و احباب و اہل محلہ کو خبر کر دین

تاکہ وہ لوگ بھی اس کے حق سے ادا ہو جائیں اور نماز میں اگر شریک ہو لیں

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔منکر اس کا کافر ہے۔

نماز جنازہ درحقیقت اس میت کے لیے دعا ہے ارحم الراحمین سے۔

نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہم اوپر لکھ چکے ہیں ان میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اُس شخص کی موت کا علم ہو جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اُس پر ضروری نہیں۔(ردالمحتار)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لیے اوپر بیان ہو چکیں۔طہارت۔ستر عورت۔استقبال قبلہ۔نیت ہاں وقت اس کے لیے شرط نہیں۔اور اس کے لیے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائیگی تو تیمم کرلے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

آج کل جنازے کی نماز پڑھنے والے جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ان کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اُس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔۔دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میت سے تعلق ہے وہ چھ ہیں۔

(۱) میت کا مسلمان ہونا کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اُس کی نماز صحیح ہے۔سوا اُن لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں۔اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر اُن کی نماز پڑھی جائیگی۔جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اُس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائیگی۔۔ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی ترجیح یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی جان خود کشی کرکے دی ہو۔اُس پر نماز پڑھنا درست ہے جس

لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے
میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مرگیا ہو مرا ہوا لڑکا اگر پیدا ہو تو اس کی نما
درست نہین ۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۲) میت کا بدن اور کفن نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا ہان اگر نجاست حقیقیہ اس کے
سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہین نم
درست ہے ۔ (رد المحتار)

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہو یعنی اُس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا درصورت ناممکن
غسل کے تیمم نہ کرایا گیا ہو اُس کی نماز درست نہین ہان اگر اُس کا طاہر کرنا ممکن نہو مث
بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہون اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نما
اُس کی قبر پر اسی حالت مین پڑھنا جائز ہے ۔

اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے
خیال آئے کہ اس کو غسل نہین دیا گیا تھا تو اُس کی نماز دوبارہ اُس کی قبر پر پڑھی جائے
اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہین ہوئی ہان اب چونکہ غسل ممکن نہین ہے لہذا نماز ہو جائے گی
کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اُس کی نماز اُس کی قبر پر پڑھی جائے
جب تک کہ اُس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہو گی
پھر نماز نہ پڑھی جائے ۔ (درمختار ۔ ورد المحتار)

میت جس جگہ رکھی ہو اُس جگہ کا پاک ہونا شرط نہین ۔ (رد المحتار ۔ فتاوای عالمگیریہ)

(۳) میت کے جسم عورت کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہین ۔

(۴) میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا ۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو
نماز نہ ہوگی ۔

(۵) میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا ۔ اگر میت کو لوگ اپنے
ہاتھون پر اُٹھائے ہون یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت مین اس کی نماز پڑھی
تو صحیح نہ ہوگی ۔ (درمختار ۔ رد المحتار وغیرہ)

(۶) میت کا وہان موجود ہونا۔ اگر میت[ع] وہان نہ موجود ہو تو نماز صحیح ہو گی۔

نماز جنازہ مین دو چیزین فرض ہین۔

(۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہان قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔

(۲) قیام۔ یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض و واجب نمازون مین قیام فرض ہے اور بے عذر کے ان کا بیٹھ کر پڑھنا جائز نہین اسی طرح یہان بھی قیام فرض ہے اور بے عذر اس کا ترک جائز نہین۔ عذر کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ رکوع سجدے قعدے وغیرہ اس نماز مین نہین۔

نماز جنازہ مین تین چیزین مسنون ہین۔ (۱) اللہ تعالی کی حمد کرنا۔ (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کے لیے دعا کرنا۔

ع یہ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہے امام احمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک میت کا وہان موجود ہونا شرط نہین ان کے نزدیک غائب پر بھی نماز جنازہ درست ہے۔ وہ اپنے استدلال مین یہ حدیث پیش کرتے ہین کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ نے انتقال فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے مدینہ مین اُن پر نماز پڑھی حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہین کہ یہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس پر دوسرے کو قیاس نہین کر سکتے اور واقعی یہ بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے دیکھیے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدیون کے جنازے کی نماز نہ پڑھتے تھے کیا دوسرے کو بھی ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ دوسرا جواب حنفیہ اور مالکیہ کا یہ ہے ممکن ہے کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت کے پیش نظر کر دیا گیا ہو خدا کی قدرت سے صحیح ابن حبان مین ایک حدیث بھی مل گئی جس سے یہ جواب بہت قوی ہو گیا۔ اس حدیث کو علامہ زیلعی نے نصب الرایہ مین نقل کیا ہے عمران بن حصین رض سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا اٹھو اُن پر نماز پڑھ لو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابہ بھی آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوے صحابہ کو بھی معلوم ہوتا تھا کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلعم کے سامنے ہے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نجاشی کا جنازہ حاضر کر دیا گیا تھا حتے کہ صحابہ نے بھی اس کو دیکھا۔ اس کے علاوہ اگر نماز جنازہ غائب پر درست ہوتی تو قراء صحابہ جن مین حضرت خبیب رض بھی تھے شہید ہوئے اور حضرت جبرئیل نے آپ کو خبر دی تو آپ اُن پر ضرور نماز پڑھتے اس لیے کہ وہ لوگ آپ کو نہایت محبوب تھے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم ۔ ۱۲

جماعت جیسا کہ اور نمازوں کے لیے شرط نہیں ہے ویسا ہی یہان بھی شرط نہیں ہے اگر ایک شخص
بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ وہ عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ در الم
ہان یہان جماعت کی زیادہ ضرورت ہے اس لیے کہ یہ دعا ہے میت کے لیے اور چند مسلمان
جمع ہو کر بارگاہ الٰہی مین کسی چیز کے لیے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔ نزول رحمت
قبولیت کے لیے۔ نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھکر امام اس کے سینے
کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کرین۔ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی
وَدُعَاءً لِّلْمَیِّتِ مین نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھون جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لیے دعا
نیت کر کے دونون ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانون تک اُٹھا کے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ
مثل نماز کے باندھ لین۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی
جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اس کو پڑھکر پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہین مگر
اس مرتبہ ہاتھ نہ اُٹھائین بعد اس کے درود شریف پڑھین اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے
جو نماز مین پڑھا جاتا ہے اور جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہین اس مرتبہ
ہاتھ نہ اُٹھائین اس تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرین اگر بالغ ہو تو یہ دعا پڑھین۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ
لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا
اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ
اور بعض احادیث مین یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ

عہ اے اللہ بخشدے ہمارے زندون کو اور مردون کو اور ان کو جو حاضر ہین اور ان کو جو غائب ہین اور ہمارے چھوٹے
بڑون کو اور مردون اور عورتون کو اے اللہ جسکو زندہ رکھے تو ہم مین سے اسکو زندہ رکھ اسلام پر اور جسکو موت دے اسکو موت دے ایمان پر
عہ اے اللہ بخش دے اس میت کو اور رحم فرما اس پر اور معاف فرما دے اس کی سب خطائین اور عمدہ سامان
اس کے اُترنے کا اور کشادہ کر دے اُس کی قبر کو اور غسل دے اُسکو پانی سے اور برف سے اور اولے سے اور صاف کر
اس کو گناہون سے جیسے سپید رنگ کا کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور دنیا کے گھر کے عوض مین اسکو اس سے
اچھا گھر عنایت فرما اور اس کے اعزا سے بہتر وہان کے لوگون کو اور اس کی بی بی سے بہتر بی بی اس کو مرحمت
فرما اور اس کو بہشت برین مین داخل فرما اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اسکو نجات دے ۱۲

کْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ
الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا
دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ
جَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ عہ — اور اگران دونون دعاؤن
پڑھے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی نے ردالمحتار مین دونون دعاؤن کو ایک ہی مین ملا کر
لکھا ہے - ان دونون دعاؤن کے سوا اور دعائین بھی احادیث مین وارد ہوئی ہین اوران کو
ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کرے - اور اگر میت نابالغ ہو تو یہ دعا
پڑھے - عسہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا
شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا — جب دعا پڑھ چکین تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہین اور اس مرتبہ بھی
ہاتھ نہ اٹھائین اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دین جس طرح نماز مین سلام پھیرتے ہین - اس نماز مین
التحیات اور قرآن مجید کی قراءت وغیرہ نہین ہے ہان اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد
اس نیت سے پڑھے کہ اس مین حق تعالےٰ کی حمد و ثنا ہے تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے تو کچھ
مضائقہ نہین - (ردالمحتار)

نماز جنازہ مقتدی اور امام دونون کے حق مین یکسان ہے صرف اسقدر فرق ہے کہ امام
تکبیرین اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزین یعنی ثنا اور درود اور دعا
مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھین گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا —
جنازے کی نماز مین مستحب ہے عسہ کہ حاضرین کی تین صفین کردی جائین یہان تک کہ اگر صرف سات

عسہ اس حدیث مین پانی اور برف اور اولے سے غسل دینے کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ اسکو انواع و اقسام کی
طہارتون سے طاہر فرما تاکہ پھر کسی قسم کا گناہ اس کا باقی نہ رہے - ۱۲
عسہ اے اللہ اس بچے کو ہمارے لیے فرط کردے اور اس کو ہمارے لیے ذخیرہ بنادے اے اللہ اسکو ہمارے لیے
سفارش کرنے والا بنادے اور اسکی سفارش قبول فرما - فرط اس جماعت کو کہتے ہین جو قافلے سے پہلی منزل پر پہونچ کر آسائش کا
سامان مہیا کر رکھے مقصود یہ ہے کہ اسکی سفارش ہمارے حق مین قبول فرما اور اسکو ہمارے لیے سفارش کرنے کی اجازت دے ۱۲
عسہ اسکے مستحب ہونے کی یہ وجہ ہے کہ صحیح حدیث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس میت پر تین صفین نماز پڑھ لین وہ بخشدیا جاتا ہے (ابو داؤد)

آدمی ہون توایک آدمی اُن مین سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف مین تین آدمی کھڑے ہون
اور دوسری مین دو اور تیسری مین ایک۔ (رد المحتار)

جنازے کی نماز بھی ان چیزون سے فاسد ہوجاتی ہے جن چیزون سے دوسری نمازون مین فساد
صرف اسقدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز مین قہقہہ سے وضو نہین جاتا اور عورت کی محاذاۃ سے اسمین فساد نہین آ
جنازے کی نماز اُس مسجد مین پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازون یا جمعہ وعیدین کی نماز کے
لیے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہان جو مسجد خاص جنازے کی نماز کے لیے
بنائی گئی ہو اُس مین مکروہ نہین۔ (رد المحتار۔ درمختار۔ بحر الرائق وغیرہ)

میت کی نماز مین اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہوجائے مکروہ ہے۔ (درمختار۔ بحر الرائق وغ

جنازے کی نماز بیٹھکر یا سواری کی حالت مین پڑھنا جائز نہین بشرطیکہ کوئی عذر نہو۔ (درمختار وغیرہ)

اگر ایک ہی وقت مین کئی جنازے جمع ہوجائین تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علحدہ پڑھی جائے اور
اگر سب جنازون کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اُس وقت چاہیے کہ سب
جنازون کی صف قائم کردی جائے خواہ اس طرح کہ ایک کے آگے ایک رکھ دیا جائے کہ ہر ایک
کے سر کے پاس دوسرے کے پیر ہون خواہ اس طرح کہ ایک جنازے کے سامنے دوسرا جنازہ رکھ
جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہون اور سب کے سر ایک طرف۔ اور خواہ اس طرح کہ ہر ایک کا سر دوسرے
کے شانے کے محاذی ہو ان سب صورتون مین دوسری صورت بہتر ہے کہ اس مین سب کا سینہ امام
محاذی ہوجائے گا جو مسنون ہے اور باقی صورتون مین امام کو اختیار ہے کہ جس جنازے کے سامنے چاہے
کھڑا ہو مگر بہتر یہ ہے کہ جو شخص سب مین بزرگ ہو اُس ہی کے جنازے کے سامنے کھڑا ہو۔ (درمختار
ردالمحتار وغیرہ)

اگر جنازے مختلف اصناف کے ہون تو اس ترتیب سے اُن کی صف قائم کی جائے۔ امام کے قریب
مردون کے جنازے اُن کے بعد لڑکون کے اُن کے بعد مخنثون کے اُن کے بعد بالغہ عورتون کے اُن کے
بعد نابالغہ لڑکیون کے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص جنازے کی نماز مین ایسے وقت پونہچا کہ کچھ تکبیرین اس کے آنے سے پہلے ہوچکی ہون تو
جس قدر تکبیرین ہوچکی ہین اُن کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائیگا اور اُس کو چاہیے کہ فوراً آتے ہی

ل اور نمازون کے تکبیر تحریمہ کہکر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے
اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق مین تکبیر تحریمہ ہوگی پھر جب امام سلام پھیر دے
شخص اپنی گئی ہوئی تکبیرون کو ادا کرلے۔

کوئی شخص ایسے وقت ہونچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق مین مسبوق نہ سمجھا
جائیگا اور اس کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہکر شریک ہو جائے اور بعد ختم نماز کے اپنی گئی ہوئی تکبیرون کا
اعادہ کرلے۔

کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا اور کسی تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز مین شرکت کے لیے مستعد
تو اس کو فوراً تکبیر کہکر شریک نماز ہو جانا چاہیے امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیے
جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمے نہ ہوگا بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام
دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہو۔ (بحر الرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیرون کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر
ہوگی اور جنازہ اٹھ جائیگا تو دعا نہ پڑھے۔

جنازے کی نماز مین اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازون کے لاحق کا ہے
(بحر الرائق)

جنازے کی نماز مین امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے بشرطیکہ مسلمان ہو گو
فاسق ہے اور ورع مین اس سے بہتر لوگ بھی وہان موجود ہون اگر بادشاہ وقت وہان نہو تو اس کا

ف یہ مذہب قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ان کے نزدیک نماز جنازہ مین بھی جس وقت کوئی
شخص پہونچے اس کو فوراً شریک ہو جانا چاہیے اور اس تکبیر کے حق مین وہ مسبوق نہ ہوگا اور امام صاحب کے
اور امام محمد صاحب کے نزدیک چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آئے وہ نماز مین شریک ہی نہین ہو سکتا اس لیے کہ جنازے
کی نماز چوتھی تکبیر سے ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس مسئلہ مین امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے اگرچہ بعض علما
نے اس مسئلے مین بھی امام صاحب کے موافق فتوے دیا ہے علامہ شامی نے اس مقام کو شرح درمختار مین
بہت صاف لکھا ہے صاحب بحر الرائق نے اس مقام کو اچھا نہین لکھا ان کی عبارت سے جو شکوک پیدا ہوتے
تھے وہ بھی شامی سے دور ہو جاتے ہین واللہ اعلم ۱۲

نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقوے مین اس سے افضل لوگ وہان موجود ہون وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب۔ ان لوگون کے ہوتے ہوے دوسرے کا امام بنانا جائز نہین عــہ انھین کا امام بنانا واجب ہے اگ یہ لوگ کوئی وہان موجود نہ ہون تو اس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزا مین کوئی شخص اس سے افضل نہو ورنہ میت کے وہ اعزا جن کو حق ولایت عــہ حاصل ہے امامت کے مستحق ہین یا و شخص جس کو وہ اجازت دین اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس امامت کا استحقاق نہین تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتےٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہو۔

اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہین کرسکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشا وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہین ہے بلکہ صحیح یہ کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت مین بادشاہ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب گناہ اولیاے میت پر ہوگا۔ (ردالمحتار)

حاصل یہ کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہین مگر ولی میت کو بشرطیکہ اس کے بے اجا کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو۔

دفن کے مسائل

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

عــہ اسی وجہ سے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سعید بن عا کو جو حاکم مدینہ تھے امام بنایا اگرچہ وہ خود ورع اور تقوے مین سعید سے بدرجہا افضل تھے چنانچہ خود بھی انھو سعید سے فرمایا کہ اگر یہ طریقہ اسلام کا نہ ہوتا تو مین ہرگز تم کو امام نہ بناتا۔ ۱۲

عــہ وہ اعزا میت کے جن کو حق ولایت حاصل ہے کتاب النکاح مین بیان کیے جاینگے انشاء اللہ ت

جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لیے جہان قبر کھدی ہو لیجانا چاہیے اگر میت کوئی شیرخوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگون کو چاہیے کہ اس کو دست بدست لیجائین یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونون ہاتھون پر اُٹھالے پھر اُس سے دوسرا آدمی لیلے اسی طرح بدلتے ہوے لیجائین اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھکر لیجائین اور اُس کے چارون پایون کو ایک ایک آدمی اُٹھائے میت کی چارپائی ہاتھون سے اُٹھا کر شانون پر رکھنا چاہیے مثل مال اسباب کے شانون پر لادنا مکروہ ہے اسی طرح اسکا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھکر لیجانا بھی مکروہ ہے۔

میت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایہ اپنے داہنے شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے بعد اُس کے پچھلا داہنا پایا داہنے شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے اس کے بعد اگلا بایان پایہ اپنے بائین شانے پر رکھکر پھر پچھلا بایان پایہ بائین شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے تاکہ چارون پایون کو ملا کر چالیس[۵] قدم ہو جائین۔

جنازے کا تیز قدم لیجانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے۔ (ردالمحتار)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائین ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانون سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہان اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہین۔ (ردالمحتار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہون بلکہ کہین بیٹھے ہوئے ہون اُن کو جنازے کو دیکھکر کھڑا ہو جانا نہ[۶] چاہیے۔ (ردالمحتار۔ درمختار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہون ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے چلنا بھی جائز ہے ہان اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائین تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر بھی چلنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

---

۵ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص جنازے کو اُٹھا کر چالیس قدم چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہین ۱۲ (شامی۔ و۔ زیلعی)

۶ کتب احادیث مین مروی ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کو دیکھکر کھڑے ہو جایا کرتے تھے مگر اخیر مین آپ نے اس کو ترک کر دیا اور یہ فعل منسوخ ہو گیا۔ (صحیح مسلم وغیرہ)

(در مختار) جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازہ کے پیچھے چلے

جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں اُن کو کوئی دعا[ع۱] یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (در مختار وغیرہ)

میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کی برابر گہری کھودی جائے اور موافق اس کے قد کے لمبی

اور بغلی قبر[ع۲] بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے

کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھُد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھکر دفن کردیں خواہ صندوق

لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ (بحر الرائق

در مختار وغیرہ)

جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ

قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت[ع۳] کو اُٹھا کر قبر میں رکھدیں

قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا[للعہ] مسنون نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مقدس

میں چار آدمیوں نے اُتارا تھا۔ (ردّ المحتار)

قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔

ع۱ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ برا جانتے تھے اس کو کہ جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں وہ بلند آواز سے کہیں کہ اللہ تمہاری میت کو بخش دے یہ روایت لکھکر علامۂ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں کہ جب بلند آواز سے دعا اور ذکر کا یہ حال ہے تو میت کے ہمراہ گانے کا کیا حال ہوگا جو آج کل ہمارے شہروں میں رائج ہے ۱۲

ع۲ بغلی قبر بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کھودی جائے اور بعد اُس کے قبلے کی جانب ایک گڑھا اور کھودا جائے جس میں جنازہ رکھا جائے اور صندوقی کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کے بیچ میں گڑھا کھودا جائے اور اس میں میت رکھی جائے ۱۲ (در مختار)

ع۳ یہ مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک میت قبر کے پائینتی رکھی جائے اور اس کا سر اُٹھا کر کھینچتے ہوئے قبر کے اندر لیجا کر رکھدیں ۱۲

للعہ یہ مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک طاق عدد مسنون ہیں ۱۲

میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ (رد المحتار)

قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے (بحر الرائق وغیرہ)

بعد اس کے کچی کوٹھیوں یا نرکل سے اس کو بند کر دیں پختہ کوٹھیوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ کوٹھیاں یا لکڑی کے تختے رکھ دینا بھی جائز ہے۔ (در مختار وغیرہ)

عورت اور مخنث کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ (رد المحتار)

مردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ نہ کرنا چاہیے ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے بشرطیکہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اگر اس سے کم رہے تو پھر مکروہ نہیں۔ (رد المحتار)

قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ (رد المحتار)

ف قبلہ رو کر دینے کو صاحب در مختار وغیرہ نے واجب لکھا ہے اس وجہ سے کہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت صلعم نے اسکا حکم فرمایا مگر علامہ شامی نے لکھا ہے کہ یہ مضمون کسی حدیث میں علما کو نہیں ملا پھر انھوں نے تحفہ سے جو شافعی کی کتاب ہے اسکا مسنون ہونا نقل کیا اور ان کا میلان بھی اس کے مسنون ہونے کی طرف انکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے اس لیے ہم نے بھی اس کو مسنون لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

ف کوٹھی ایک قسم کی اینٹ کو کہتے ہیں لیکن یہ اینٹ عمارت کی معمولی اینٹوں سے زیادہ لمبی ہوتی ہے ۱۲

ف یہ قرآن مجید کی آیت ہے معنے اس کے یہ ہیں کہ اسی (زمین) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں لیجائینگے تم کو اور اسی سے پھر دوبارہ تم کو نکالیں گے ۱۲

بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا[ع] اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھکر

ثواب اُس کو پہونچانا مستحب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا[عہ] مستحب ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن کرنا نہ چاہیے اس لیے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام

ساتھ خاص ہے۔ (درمختار وغیرہ)

قبر کا مربع[سہ] بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اُٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جاے اسکی بلندی ا

بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہیے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند[للعہ] کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قبر پر گچ کرنا[ضہ] یا اُس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فراغت پاتے تو تھوڑی دیر اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرما

اپنے بھائی کے لیے دعاے مغفرت کرو اور اللہ سے سوال کرو کہ اس کو ایمان پر قائم رکھے اس لیے کہ اس و

اس سے سوال ہو رہا ہے۔ (ابوداؤد)

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا تھا اور بھی بعض صحا

قبروں پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے ۱۲

سہ یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک مربع بنانا بہتر ہے مگر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ

کی قبر مقدس کو مربع نہیں بیان کیا گیا بلکہ مثل کوہان شتر کے۔ ۱۲

للعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو قبر بلند دیکھو اس کو زمین

برابر کر دو۔ (ترمذی) اور بھی یہ مضمون متعدد صحابہ سے منقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر بھی بلند نہیں ہے ۱۲

ضہ مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

نے منع فرمایا قبروں پر گچ کرنے سے اور ان پر لکھنے سے اور اُن پر عمارت بنانے سے اور مٹی لگانے

مضامین اس حدیث کے ان تمام کتابوں میں کچھ کسی میں کچھ کسی میں مروی ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہ

شرح سفرالسعادت میں جہاں صاحب سفرالسعادت نے ان امور کی ممانعت لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو

...ـد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے
...ر مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

...ت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں۔
...ردالمحتار وغیرہ)

شہید کے احکام

...جیہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام مونے کے سب احکام اُس مین جاری نہین ہو سکتے اور فضائل
...ُس کے بہت ہین اس لیے اُس کے احکام علحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔

...یہ حاشیہ صفحہ ۲۲۲ ۔ مصنف نے ذکر کیا ہے سب حق ہے اور صحیح احادیث مین یہ مضامین وارد ہوئے
...ن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفای راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین یہی طریقہ تھا مگر اخیر
...نے مین لوگون نے اس مصلحت سے کہ مشائخ اور علما کی قدر و منزلت لوگون کی نظرون مین رہے بزرگان کی
...ین یہ تکلفات شروع کر دیے خصوصاً ہندوستان مین کفار کے مرعوب کرنے کی مصلحت بھی مد نظر تھی مگر
...ل یہ ہے کہ جب صحیح احادیث مین ان چیزون کی صاف ممانعت آچکی اور اس کی کوئی علت خاص نہ
...ن کی گئی نہ معلوم ہوتی ہے تو پھر ان کے مقابلے مین یہ مصلحتین کیا کام دے سکتی ہین۔ اخیر مین شیخ
...ۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھدیا کہ اگر جہال و عوام کوئی بات کرین تو یقین ہے کہ بزرگون کی روح اس سے ہرگز
...وش نہ ہوگی ان بزرگون کی دیانت اور کمال اسی کو مقتضی ہے واللہ اعلم ۱۲

...ـــہ جو احادیث کہ اوپر کے حاشیے مین نقل کی گئین ان سے قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت ظاہر
...رہی ہے۔

...ـــہ اگرچہ اس حدیث سابق سے لکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ صحیح حدیث مین وارد ہوا ہے کہ
...عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کو آپ نے دفن کیا تھا تو ایک پتھر اُن کی قبر پر آپ نے رکھدیا اور فرمایا کہ
...س لیے تاکہ اس قبر کی پہچان رہے اور مین اپنے اعزا کو اس کے قریب دفن کرون اور پھر آپ نے اپنے
...نہ عزیز حضرت ابراہیم کو وہین دفن کیا لہذا معلوم ہوا کہ قبر پر علامت بنانا جائز ہے مگر ضرورت کے وقت اور
...حدیث جس مین لکھنے کی ممانعت ہے اس وقت کے لیے ہے جب ضرورت نہو ۱۲

شہید کے اقسام احادیث مین بہت وارد ہوئے ہین بعض علما نے اُن اقسام کے جمع کرنے کے لیے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہین مگر بیان ہم کو شہید کے جو احکام بیان کرنا مقصود ہین وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہین جس مین یہ چند شرطین پائی جائین۔

(۱) مسلمان ہونا۔ غیر اہل اسلام کے لیے کسی قسم کی شہادت ثابت نہین ہو سکتی۔

(۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ جو شخص حالت جنون وغیرہ مین مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت مین تو اس کے لیے شہادت کے وہ احکام جن کا ذکر ہم آگے کرین گے ثابت نہ ہون گے۔

(۳) حدث اکبر سے پاک ہونا۔ اگر کوئی شخص حالت جنابت یا حیض و نفاس مین شہید ہو جائے تو اس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہون گے۔

(۴) بے گناہ مقتول ہونا۔ اگر کوئی شخص بے گناہ نہ مقتول ہوا ہو بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا

ع علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اَبْوَابُ السَّعَادَةِ فِی اَسْبَابِ الشَّہَادَۃِ اس مین شہید کے تمام وہ اقسام جمع کیے ہین جن کی نسبت احادیث وارد ہوئی ہین۔ (۱) منجملہ اُنکے وہ شخص جو جہاد مین مارا جائے اور یہ اعلے درجے کا شہید ہے اور شہید کے لفظ سے اکثر یہی قسم مراد ہوتی ہے۔ (۲) جو مرض طاعون مین مرے یا زمانۂ طاعون مین کسی اور مرض سے مرجائے۔ (۳) وہ شخص جو پیٹ کی بیماری مین مرے خواہ دستون کے سبب سے یا درد شکم استسقا وغیرہ سے یا عورت نفاس وغیرہ کی خرابیون سے۔ (۴) جو ڈوب کر مرے۔ (۵) ذات الجنب سے جو شخص مرے۔ (۶) جو شخص جمعے کے دن یا اُس کی رات مین مرے۔ (۷) جو شخص جل کر مرجائے۔ (۸) جو شخص گر کر مرے۔ (۹) جو شخص شہادت کی تمنا دل مین رکھتا ہو مگر کسی وجہ سے اتفاق نہ ہو۔ (۱۰) مرض سل مین جس کا انتقال ہو۔ (۱۱) حالت سفر مین جس کی جان نکلے۔ (۱۲) بخار کے مرض مین جو انتقال کرے۔ (۱۳) سانپ کے کاٹنے سے جس کا انتقال ہو۔ (۱۴) اپنے مال یا اولاد کی حفاظت مین مقتول ہو۔ یا بے گناہ قید کیا گیا ہو اور جیل مین اُس کا انتقال ہو جائے۔ (۱۵) کسی پر عاشق ہو اور اسی حالت مین مرجائے بشرطیکہ کوئی امر خلاف شریعت اس سے صادر نہ ہو حالت طلب علم مین جو شخص مرجائے جو شخص روز جمعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے ۱۲

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک برگزیدہ صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت مین شہید ہوئے تھے ان کو فرشتون نے غسل دیا تھا ان کا قصہ صحیح احادیث مین مذکور ہے ۱۲

گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یون ہی مر گیا ہو تو اُس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت
ہون گے۔

۱۱ اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو
کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے تو اُس پر
شہید کے احکام جاری نہ ہونگے اور اگر کوئی شخص حربی کافرون یا باغیون یا ڈاکہ زنون کے ہاتھ سے مارا
گیا ہو یا اُن کے معرکۂ جنگ مین مقتول ملے تو اُس مین آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہین حتی کہ
کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ مارین اور وہ مر جائے تو شہید کے احکام اُس پر جاری ہو جائین گے
اور یہ بھی شرط نہین کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہون بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہون یعنی اُن سے
کچھ امور ایسے وقوع مین آئین جو باعث قتل ہو جائین تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائین گے۔ **مثال**
(۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا۔ (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار
تھا اُس جانور کو حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اُس جانور سے گر کر مر گیا۔ (۳) کسی حربی
وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز مین آگ لگا دی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔ (بحر الرائق وغیرہ)
۱۲ اُس قتل کی سزا مین ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو۔ بلکہ قصاص اگر مالی عوض
مقرر ہوگا تب بھی اُس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہون گے۔ **مثال** (۱) کوئی مسلمان کسی
مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کر دے۔ (۲) کوئی مسلمان کسی کو آلہ جارحہ سے قتل کرے مگر خطاءً مثلاً
کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔ (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوا
میدان جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اُس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتون مین چونکہ اُس
قتل کے عوض مین مال واجب ہوتا ہے قصاص نہین واجب ہوتا اس لیے یہان شہید کے احکام جاری نہ
ہون گے۔ مالی عوض کے مقرر ہونے مین ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا تھا
کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اُس کے بدلے مین مال واجب ہوا ہو تو وہان شہید کے احکام

۵ آلہ جارحہ سے مراد وہ کہ ہے جس مین کاٹنے کی قوت ہو جیسے تلوار چاقو چھری۔ یا اور کوئی باڑھ دار چیز
لوہے کی ہو یا نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی بانس کے ٹکڑے یا ناخون کی نوک سے ذبح کر ڈالا جائے اُس پر بھی شہید
کے احکام جاری ہو جائین گے۔ ۱۲

جاری ہوجائیں گے۔ **مثال** (۱) کسی حربی کافر نے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو مگر اس مسلمان کے
وارثوں سے اور اس کافر سے کچھ مال کے عوض میں صلح ہوگئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتدا
واجب ہوا تھا اور مال ابتدا میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے اس لیے یہاں شہید
احکام جاری ہوجائیں گے۔ (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت
قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتدا نہیں واجب ہوا بلکہ باپ کے احترام و عظمت کی وجہ سے
معاف ہوکر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے لہذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہوجائ
(۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امور راحت و زندگی کے مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید
وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت
حواس میں گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں ہاں اگر جانوروں کے
کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو
شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح
شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہوجائیگا
دینی معاملے میں ہے تو نہ خارج ہوگا۔

اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ میں شہید ہو اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو اگر معرکۂ جنگ کے
ہوں گی تو شہید کے احکام سے خارج ہوجائیگا ورنہ نہیں۔

جس شہید میں یہ سب شرائط پائے جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور ا

ع شہید کے یہ دونوں حکم صحیح احادیث سے ثابت ہیں جنگ احد میں جو صحابہ شہید ہوگئے تھے ان کو
وسلم نے بے غسل کے دفن کر دینے کا حکم دیا تھا اور جن کپڑوں کو پہنے ہوئے تھے انھیں میں انکے دفن کا حکم
اور ان پر نماز پڑھنا متعدد احادیث سے ثابت ہے اگرچہ ہر ہر حدیث ضعیف بھی ہو مگر مجموعہ ان سب کا حد
حدیث ضرور حسن ہے اور صحیح بخاری کی نماز پڑھنے کی روایت پر مثبت و نافی کے قاعدے سے اسی کو ترج
باقی رہے یہ شرائط ان کی وجہ یہ ہے کہ میت کو غسل نہ دینا اور کفن نہ پہنانا خلاف قیاس ہے اور جو حکم خلاف
ہوتا ہے وہ انھیں خصوصیات میں منحصر رہتا ہے اور یہ حکم شہدائے احد کے بارے میں صادر ہوا تھا
حالات اور خصوصیات کا لحاظ کر کے ان شرائط کا اعتبار کیا گیا ۱۲ (در المختار)

کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں ہاں اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون پورا کرنے کے لیے اور کپڑوں کا زیادہ کر دینا جائز ہے اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑوں کا اتار لینا بھی جائز ہے اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہیے ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہیے۔ ٹوپی۔ جوتہ۔ موزہ۔ ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا۔ اور باقی سب احکام جو اور مُردوں کے لیے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب اس کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔

اگر شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

متفرق مسائل

اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو قبلہ رو کرنے کے لیے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف کوٹھی رکھی گئی ہو۔ مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں کوٹھیاں اٹھا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار وغیرہ)

رونے والی عورتوں کا یا بیان کرنے والیوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ (در مختار وغیرہ)

میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا مکروہ نہیں بلکہ بدعت ہے۔ (رد المحتار)

اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیے کہ ان زائد تکبیروں میں امام کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کیے ہوئے کھڑے رہیں جب امام سلام پھیرے تو خود بھی پھیر دیں ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبر[۱] سے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ

[۱] جب جماعت زیادہ ہوتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ امام کی تکبیروں کی آواز آخر صفوں تک نہ پہنچ سکے گی تو درمیان میں کچھ شخص حسب ضرورت مقرر کر دیے جاتے ہیں کہ امام کی تکبیر سن کر بلند آواز سے تکبیر کہہ دیں تاکہ وہ مقتدی جو ان سے بعد ... کی تکبیر کو سن کر ارکان نماز کے ادا کرنے میں خطا نہ کریں اسی تکبیر سننے والے کو مکبر کہتے ہیں ۱۲

سمجھیں یہ خیال کرکے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے
اب تکبیر تحریمہ کی ہو۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۶) اگر کوئی شخص کشتی پر مرجائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو
خوف ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کرکے اس کو دریا میں ڈال د
اگر زمین اس قدر دور نہ ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اَللّٰھُمَّ اغف[عہ]
لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہدینا کافی ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کر
تب بھی نماز ہو جائے گی اس لیے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف
فرض نہیں ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

(۸) جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر کسی
کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ مثال (۱) جس زمین میں اس کو
ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔ (۲) کسی شخص کا[عہ]
قبر میں رہ گیا ہو۔

(۹) اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کرکے
نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مرجائے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک
نکال لیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۰) قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لیے لے جانا جائز
اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں او

عہ ترجمہ۔ اے اللہ بخش دے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو ۱۲

عہ ایک صحابی کی انگوٹھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس میں رہ گئی تھی بعد دفن کے اور مٹی ڈا
کے ان کو خیال آیا اور باتفاق صحابہ قبر کھول کر وہ اندر گئے اور انگوٹھی نکال لائے اصل مقصود ان کو نبی صل
سلم کی زیارت تھی چنانچہ اکثر وہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں تم سے زیادہ قریب العہد ہوں نبی صلی اللہ علیہ
کی زیارت سے۔ ۱۲

[دف]ن کے نعش کھود کر لیجانا تو ہر حال مین ناجائز ہے

(۱۱) میت کی تعریف کرنا خواہ نظم مین ہو یا نثر مین جائز ہے بشرطیکہ تعریف مین کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو وہ تعریفین بیان نہ کی جائین جو اُس مین نہون - اس تعریف کرنے کو ہمارے عرف مین [مر]ثیہ کہتے ہین -

(۱۲) میت کے اعزا کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب اُن کو سنا کر اُن کو صبر پر رغبت دلانا - اور ان کے اور نیز اس میت کے لیے دعا کرنا جائز ہے - اسی کو تعزیت کہتے ہین - عــہ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزا سفر مین ہون اور تین دن کے بعد آئین تو اس صورت مین تین دن کی بھی تعزیت مکروہ نہین - جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اُس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے -

(۱۳) اپنے لیے کفن تیار کر رکھنا مکروہ نہین قبر کا تیار کر رکھنا مکروہ عــہ ہے - (درمختار)

(۱۴) میت کے کفن پر کوئی دعا مثل عہدنامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور پیشانی پر اُنگلی سے بغیر روشنائی کے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھنا جائز ہے - مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہین اس لیے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیے -

---

عــہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسی مصیبت رسیدہ کی تعزیت کرے اللہ تعالیٰ اُس کو بھی اسی قدر ثواب عنایت فرماتا ہے جس قدر اُس مصیبت رسیدہ کو - تعزیت کے وقت مین ان کلمات کا کہنا منقول ہے - اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ ترجمہ - اللہ تیرا اجر زیادہ کرے اور تجھے عمدہ صبر عطا فرمائے اور تیری میت کو بخش دے ۱۲ (ردالمحتار)

عــہ کفن کا تیار رکھنا اس وجہ سے مکروہ نہین کہ اس کی حاجت یقینی ہے بخلاف قبر کے اس لیے کہ یہ معلوم نہین کسی کو کہ کہان مرے گا اور کس طرح موت آئیگی شاید دریا کے سفر مین موت آجائے اور قبر کی حاجت ہی نہ پڑے یا خشکی مین مرے مگر جہان قبر تیار کرائی ہے وہان نہ موت آئے بلکہ دوسری جگہ ۱۲

(۱۵) قبر پر کوئی سبز شاخ رکھدینا مستحب ہے[1] اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

(۱۶) ایک قبر مین ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہیے مگر بوقت ضرورت جائز ہے پھر اگر سب مرد ہی مرد ہون تو جو اُن سب مین افضل ہو اُس کو پہلے رکھین اس کے بعد درجہ بدرجہ رکھدین اور اگر کچھ مرد ہون کچھ عورتین تو مردون کو پہلے رکھین ان کے بعد عورتون کو۔ (فتاوی عالمگیری)

ایصال ثواب کے مسائل

چونکہ ایصال ثواب کے طریقون مین آج کل بہت نامشروع کامون اور رسم ورواج کی آمیزش ہوگئی ہے حتی کہ اکثر لوگون کو اُن امور کے مسنون ومشروع ہونے کا خیال ہے جو بالکل ناجائز ہین اور اس سے طرح طرح کی خرابیان واقع ہورہی ہین۔

یہ خرابی کیا کم ہے کہ ایک ایسا فعل امور دین سے سمجھ لیا جائے اور عام طور پر اُس کا التزام کرلیا جائے جو اصول شریعت سے ثابت نہ ہو جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہون کہ جو ایسا کام دین مین نکالا جائے وہ مردود ہے اور گمراہی کا سبب ہے۔

یہ خرابی کیا کم ہے کہ عورتون کے رسم ورواج اور جاہلون کے افعال سنت سمجھ لیے جائین اور مثل سنت رسول اللہ کے اُن پر عمل ہونے لگے اور بدعت سے اجتناب واحتراز کی جس قدر سخت تاکیدین شریعت مین وارد ہوئی ہین وہ سب بالائے طاق کردی جائین۔

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے کچھ مسائل اور اس کا مشروع طریقہ بیان کردیا جائے۔

[1] حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو قبرون پر ایک تازی شاخ کے دو حصے کرکے رکھدیے اور فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوگی اُس وقت تک اس میت پر عذاب کی تخفیف رہے گی۔ بعض مالکیہ کا قول ہے کہ یہ تخفیف عذاب صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ہوئی تازی شاخ کی تسبیح وغیرہ کو اس مین دخل نہین ہر شخص کے رکھنے سے یہ بات حاصل نہین ہوسکتی مگر یہ قول بے دلیل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بے دلیل کے ثابت نہین ہوسکتا ۱۲ (ردالمحتار)

جس کو دیکھکر ناظرین خود سمجھ لین گے کہ اس کے سوا اور باتین جو اس زمانے مین ایجاد کر لی گئی ہین سب غیر مشروع ہین۔ بلکہ بعض بعض غیر مشروع باتون کا بھی ذکر کر دیا جائیگا۔

تمام اُن نامشروع چیزون کا ذکر کرنا جو اس زمانے مین رائج ہین اگرچہ مفید تھا مگر ہمارے امکان مین نہین اس لیے کہ ہر ملک مین جداگانہ رسم و رواج وہان کے لوگون نے جاری کر رکھے ہین خود ہندوستان ہی کے مختلف مقامات مین مختلف رسوم جاری ہین ان سب پر ہم کو اطلاع نہین۔

اس بیان مین ہم زیادہ طول دینا بوجہ اس کے کہ یہ مسئلہ اس فن کا نہین ہے مناسب نہین سمجھتے یہان ہم سب سے پہلے بدعت کی تعریف لکھتے ہین۔

مسئلہ حسب تصریح علمای محققین بدعت کے دو معنے ہین ایک لغوی دوسرے اصطلاحی شرعی لغت مین بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہین خواہ عبادات کی قسم سے ہو یا عادات کی اس معنے کے اعتبار سے ہر چیز کو اُس کے ماسبق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہین دین اسلام کو بھی باعتبار دین عیسوی کے بدعت کہا جا سکتا ہے۔ اسی اعتبار سے حضرت فاروق نے تراویح کی جماعت خاصہ کو بدعت فرمایا اور اسی لحاظ سے فقہا نے بدعت کی پانچ قسمین کی ہین۔ بدعت واجبہ۔ بدعت مستحبہ۔ بدعت مباحہ بدعت مکروہہ۔ بدعت محرمہ۔ اور اصطلاح شریعت مین بدعت اُس چیز کو کہتے ہین جو امور دینیہ سے سمجھی جائے اور کسی دلیل شرعی سے اس کا ثبوت نہ ہو نہ کتاب اللہ سے نہ احادیث سے نہ اجماع مجتہدین سے نہ قیاس شرعی سے اس معنے کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوا مذمومہ کے نہین ہو سکتی اور اسی معنے کے اعتبار سے حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ جب بدعت کی تعریف معلوم ہو چکی تو ہر مسلمان کو یہ امر ضروری ہوا کہ جب کوئی کام دین کا کرے تو پہلے تحقیق کر لے کہ اس کام کا ثبوت کسی شرعی دلیل سے ہوتا ہے یا نہین اگر نہ ہوتا ہو تو گو وہ کام اپنی طبیعت کو کیسا ہی اچھا معلوم ہو اور کتنے بڑے بڑے لوگون نے اس کام کو کیا ہو مگر اس کے کرنے سے سخت اجتناب کرے ورنہ اس وعید شدید کا مستحق ہوگا جو صحیح احادیث مین وارد ہوئی ہے۔

مسئلہ اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اعمال و عبادات کا ثواب

عہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو نہین پونہچتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت منقول ہے مگر متاخرین شافعیہ کی تحقیق مین ہمارا ہی مذہب مقبول ہوا ہے ۱۲ (ردالمحتار)

خواہ مالی ہون جیسے صدقہ وغیرہ یا بدنی جیسے نماز روزہ قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی دوسرے
کو دیدے تو حق جل شانہ محض اپنے فضل سے ان عبادات کا ثواب اُس کو پونہچا دیتا ہے
ہان ع۱ اس مین اختلاف ہے کہ فرائض کا ثواب بھی دوسرے کو پونہچ سکتا ہے یا صرف نوافل کا
اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ زندون کو بھی یہ ثواب پونہچ سکتا ہے یا صرف مُردون کو۔

فائدہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب پونہچانے کو ہمارے عرف مین فاتحہ ع۲ کہتے ہین۔

مسئلہ صحیح یہ ہے کہ جس وقت جو عبادت کی جائے اُس کے ساتھ ہی دوسرے کو اُس کا ثواب دینے کی نیت شرط نہین حتی کہ اگر بعد اُس عبادت کے بھی کسی دوسرے کو اس کے دینے کی نیت کر لی جائے تب بھی جائز ہے اور اُس کا ثواب دوسرے کو پونہچ جائیگا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی کسی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو دیدے تو یہ نہین ہوتا کہ اُس عبادت کا ثواب اُس کے کرنے والے کو بالکل نہ ملے بلکہ اس عبادت کا ثواب اُس کو بھی ملتا ہے اور جس کو دیا گیا ہے اُس کو بھی۔ یہ محض فضل الٰہی ہے۔ اسی وجہ سے علمانے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی نفل عبادت کو کرے تو اس کو چاہیے کہ اس کا ثواب مومنین کی ارواح کو پونہچا دے تا کہ اس کو بھی ثواب ملے اور ان لوگون کو بھی بلکہ اس صورت مین مومنین کی نفع رسانی کے سبب سے دوہرے ثواب کی امید ہے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی ایک عبادت کا ثواب کئی مردون کی روح کو پونہچائے تو وہ ثواب تقسیم ہو کر ان مردون کو نہین دیا جاتا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا ثواب جو اس عبادت کا مقرر ہے عنایت ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مقدس مین بھی عبادات کا ثواب بھیجنا شرع ہے
حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی عمرے کیے اور اُن کا ثواب آپ کی ارواح

ع۱ صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ فرائض اور نوافل دونون کا ثواب پونہچ سکتا ہے اور اسی طرح زندہ اور مردہ دونون کو ثواب پونہچ سکتا ہے مگر مشہور اور محقق اس کے خلاف ہے۔ ۱۲

ع۲ شاید اس کو فاتحہ اس سبب سے کہتے ہین کہ اس تلاوت مین سورۂ فاتحہ بھی ہوا کرتی ہے ۱۲

س روح کو پونہچایا اور بھی بعض بعض صحابہ اپنی عبادتوں کا ثواب اس بارگاہ نورانی مین
کیا کرتے تھے۔ علمائے امت نے بھی اس سعادت عظمے سے بہرہ وافر حاصل کیا ہے۔ علامہ
سراج رحمہ اللہ نے آپ کی طرف سے دس ہزار سے زیادہ قرآن مجید ختم کیے اور اسی قدر
یان کین۔ حضرات صوفیہ کے یہان ایک نماز رائج ہے۔ جو بعد ظہر، مغرب، عشا کے بعد دو رکعت
ی جاتی ہے اور اس کا ثواب آپ کی مقدس روح کو پونہچایا جاتا ہے اس نماز کو ہدیۃ الرسول کہتے
۔ اس نماز کو بعض ناواقف مسنون سمجھتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہے مگر چونکہ آن حضرت
لی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس لیے اس کا پڑھنا موجب ثواب
ور ہے۔ لہذا بعض علما کا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح کو ایصال ثواب
شروع ہے۔ محض فاسد ہے۔
ن نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب مستحب ہے اس لیے
پ کے حقوق جو امت پر ہین بے حد و حساب ہین جو جو احسانات آپ نے کیے ان کا شمار نہین ہو سکتا
حسان کیا کم ہے کہ چاہ ضلالت سے نکل کر شاہ راہ ہدایت پر چلنا آپ ہی کی دولت نصیب ہوا

ـــہ۔ بعض علما کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب تقدس مین ایصال ثواب مشروع نہین بدو وجہ
ں یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اس کا حکم نہین دیا۔ دوسرے یہ کہ ایصال ثواب یا ترقی درجات کے
ید ہوتا ہے یا مغفرت ذنوب کو۔ یہ دونون باتین وہان بے سود ہین جو درجات عالیہ کہ حضرت کو عنایت ہوئے
ان سے بڑھکر اور کوئی درجہ ہی نہین جس کے حصول کی امید ہو۔ گناہون کا وہان ذکر ہی کیا جن کی معافی کی آرزو
ے۔ مگر یہ خیال صحیح نہین۔ اولًا اس لیے کہ ایسے امور مین خاص اجازت اور حکم کی ضرورت نہین ورنہ
ہ اور علمائے امت ایسا نہ کرتے خصوصًا ابن عمر رض جیسے متبع سنت صحابی کا اس کو کرنا کیسے ممکن ہے۔
یگا۔ اس لیے کہ یہان ایصال ثواب سے ترقی درجات کی آرزو ہو اور آن حضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کے مراتب عالیہ مین ترقی ممکن ہے ورنہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود اپنے لیے زیادت
ت کی دعا نہ کرتے حالانکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور درود شریف مین بھی زیادتی کی دعا
جاتی ہے اور وہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔ ۱۲

رد المحتار)

کفر کی روح فرسا تاریکیون سے نجات پاکر اسلام کی دلکر با روشنی آپ ہی کے طفیل مین ملی - ا
احسانات کی مجازات اگر ہم سے کچھ نہین ہوسکتی تو اسی قدر سہی کہ کبھی کبھی اگر کچھ عبادت ہوسکے تو ا
ثواب آپ کی روح شریف کو پونہچادین - میرے خیال مین وہ شخص بہت بدنصیب ہے جس کو تمام ع
ایک دفعہ بھی یہ سعادت نصیب ہوئی ہو -

مسئلہ ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پونہچانا منظور ہو اس عبادت
فراغت کرکے اللہ تعالی سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلان شخص کی روح کو پونہ
مثال قرآن مجید کی سورتین یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھکر یا نفل نماز پڑھکر یا کسی محتاج کو
کھلاکر یا کچھ دیکر یا روزہ رکھکر یا حج کرکے حق تعالے سے دعا کرے کہ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ
الْعِبَادَۃِ اِلٰی فُلَانٍ -

آج کل ہمارے اطراف مین جو یہ رائج ہے کہ کھانا یا شیرینی وغیرہ آگے رکھکر قرآن مجید کی سورتین پڑ
ہین اور اس کو ایک ضروری امر خیال کرتے ہین حتی کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے یعنی بغیر ا
کہ کھانا آگے رکھا جائے قرآن مجید کی سورتین پڑھکر اس کا ثواب میت کو پونہچا دے تو اس پر سخت
کیا جاتا ہے عوام کے خیال مین یہ بات جم گئی ہے کہ جب تک یہ خاص صورت نہ کی جائے میت کو ثو
نہ پونہچے گا حالانکہ یہ ایک سخت بدعت ہے کھانا اگر کسی کو کھلایا جائے تو اس کا ثواب علیحدہ میت کو
قرآن مجید کی سورتین پڑھکر بخشی جائین گی اُس کا ثواب علیحدہ پونہچے گا - ان دونون مین ایک کو د
پر موقوف سمجھنا نہایت جہل ہے - عوام کے اس خیال کا سبب جہان تک مین غور کرتا ہون شاید
کہ کسی بزرگ نے کسی میت کے ایصال ثواب کے لیے چاہا ہوگا کہ عبادت مالی اور عبادت بدنی
کا ثواب اس کو پونہچایا جائے لہذا انھون نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی ہوگی اور کھانا بھی کسی محتا
کو کھلایا ہوگا اور یہ دونون عبادتین کسی اتفاق سے ایک ہی مجلس مین ہوئی ہونگی - اس حالت ا
کو دیکھکر بعض ناواقف سمجھے ہونگے کہ کھانے کا آگے رکھکر پڑھنا ایک ضروری امر ہے - یہ رسم
ہندوستان کے اور کسی ملک مین نہین ہوتی -

ہمارے زمانے مین عوام کو یہ بھی خیال ہے کہ قبر پر جاکر پڑھنے مین زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس
کہ اپنی جگہہ پر پڑھ دیا جائے یہان تک کہ جب کسی کو کچھ پڑھ کر کسی میت کو اس کا ثواب پونہچانا م

ہے تو خاص کر اُس بیچارے کو قبر پر جانا پڑتا ہے حالانکہ یہ خیال محض بے اصل ہے جیسا کہ قبر پر جاکر
و ویسا ہی اپنی جگہ پر۔ ہان یہ دوسری بات ہے کہ جب زیارت قبر کے لیے جائین تو وہان فاتحہ
پڑھ لین۔

مسئلہ۔ چند لوگون کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر کے پاس بیٹھکر قرآن مجید پڑھا کرین اور اُس کا
ب میت کو بخشا کرین جائز ہے بشرطیکہ قبر پر بیٹھنا صرف اس غرض سے ہو کہ قرآن مجید پڑھنا
رام و اطمینان کے ساتھ ہو جایا کرے۔ (در مختار۔ رد المحتار)

مسئلہ۔ ایصال ثواب کے لیے دن اور تاریخ کا مقرر کرنا جیسا کہ ہمارے زمانے مین رائج ہے
۔ دسوان۔ بیسوان۔ چالیسوان۔ ششماہی۔ برسی۔ محض بے اصل ہے لیکن اگر اس
تاریخ سے کوئی غرض صحیح متعلق ہو تو پھر بے جا نہ ہوگا مثل اس کے کہ کام کا وقت مقرر کر لینے
ے کام اچھا اور انتظام اور اطمینان سے ہوتا ہے جیسا کہ صحابہ نے قرآن مجید کی تلاوت کا وقت
ر کر لیا تھا۔ یا یہ غرض ہو کہ وقت مقرر ہو جانے سے لوگون کے بلانے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی
لوگون کے جمع ہونے کی ضرورت[ع۵] رہا کرتی ہے۔ اور بے کسی غرض صحیح کے ناجائز ہے۔
ی لحاظ سے شیخ دہلوی نے اس اجتماع خاص کو جو سیوم کے دن ہوتا ہے بدعت و حرام لکھا ہے
شرح سفر السعادۃ)

رے زمانے مین ان تاریخون پر سخت التزام ہو گیا ہے اگر کوئی ان تاریخون مین اُن اعمال کو نہ کرے
شانہ ملامت ہوتا ہے جس کے سبب سے دو خرابیان سخت پیدا ہو گئی ہین ایک یہ کہ عوام کا اعتقاد خراب ہو گیا
خدا جانے ان تاریخون کے اعمال کو کیا سمجھنے لگے سنت یا مستحب یا شاید اس سے بھی زیادہ دوسرے یہ کہ بعض
عقیدے
جو ان اعمال کی اصلیت سے ناواقف ہین اور ان کے اعتقاد مین کسی قسم کی خرابی نہین آئی محض خوف ملامت

ع۵ لوگون کے جمع ہونے کی ضرورت ایک تو یہ ہوتی ہے کہ چند مسلمانون کا ملکر دعای مغفرت کرنا زیادہ قبولیت
سبب ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جتنے لوگ ملکر عبادت کرینگے تو زیادہ ہوگی بہ نسبت ایک دو شخص کے اور ...
ن زیادہ ہوگا اور یہی اصل مقصود ہے تیسرے یہ کہ فقرا کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے اسکا انتظام بھی اچھا ہوگا۔ ۱۲
ے علامہ شامی سراج سے ناقل ہین کہ یہ تمام افعال لوگون کے دکھانے سنانے کو ہوتے ہین خدا کی خوشنودی اُن
مقصود نہین ہوتی لہذا اس سے احتراز چاہیے ۱۲

ان اعمال کو کرتے ہین اس سے مقصود خوشنودی الٰہی نہین ہوتی بیچارون سے جس طرح ممکن ہوا قر
دام لیکر جو دستور ہوتا ہے کرنا ہی پڑتا ہے علاوہ ان سب خرابیون کے جس چیز کو شریعت نے ہم پر لاز
کیا اس کو لازم سمجھ لینا یہ خود ہی کیا کم بدعت ہے زمانے کی یہ حالت دیکھکر یہی مصلحت معلوم ہوتی
کہ ان تعینات کے اٹھا دینے کی کوشش کی جائے اور اصلی حالت ان اعمال کی ظاہر کردی جائے
نہ یہ سنت ہین نہ مستحب۔

مسئلہ۔ چند لوگون کا مقرر کردینا کہ وہ قبر پر بیٹھکر قرآن مجید پڑھا کرین اور اس کا ثواب میت
پونہچائین جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۔ قبرون کی زیارت کرنا یعنی ان کو جاکر دیکھنا مستحب ہے عہ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے مین
سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے عہ کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگون کی قبرون

عہ عوام کے اعتقادات کی حفاظت کے لیے شریعت نے بہت اہتمام کیا ہے۔ بہت ایسی باتین
مباح ہین بلکہ باعث ثواب ہین ممانعت کی گئی ہین فقہ کی کتابین جس نے دیکھی ہین اس پر اس
مثالین پوشیدہ نہین۔ دیکھیے چار رکعت احتیاطی ظہر کی نسبت صاحب بحر الرائق نے یہ فتوے دیا
نہ پڑھی جائین محض اس خیال سے کہ عوام اس کو ضروری سمجھ لین گے اور جمعے کی نماز کی فرضیت مین ان
تردد ہوگا۔ فجر کی سنتین بعد فرض کے قبل طلوع آفتاب کے حنفیہ کے نزدیک نہین جائز ہین۔ مگر عو
کے لیے علامہ شامی رح نے فتوے دیا۔ عیدگاہ مین قبل نماز عید کے نفل ناجائز ہے مگر حضرت
علی مرتضے رضے اللہ عنہ نے عوام کو منع نہ کیا اس خیال سے کہ معلوم نہین وہ لوگ ممانعت کا کیا
مطلب سمجھین ۱۲

عہ حدیث مین وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مین نے تم لوگون کو زیارت قبور
منع کیا تھا۔ اب اجازت دیتا ہون قبرون کی زیارت کیا کرو۔ علاوہ اس کے قبرون کی زیارت سے اگر ان
خیال کرے تو بہت بڑی عبرت حاصل کرسکتا ہے اور اپنی موت کے یاد کرنے کی تو اس سے بہتر کوئی صورت نہ
اور موت کا یاد کرنا بھی عبادت ہے ۱۲

عہ علامہ شامی نے رد المحتار مین نقل کیا ہے کہ جمعے کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس
اگر کوئی شخص قبر کی زیارت کرے تو میت کو اس کا علم ہوتا ہے ۱۲

زیارت کے لیے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے۔ عورتوں کے لیے بھی زیارت قبور جائز ہے بشرطیکہ جوان
[کم]ہوں اور رنج و غم کے تازہ کرنے کے لیے زیارت نہ کریں بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے
(ردالمحتار۔ شرح منیہ وغیرہ)

زیارت قبر کے وقت کھڑا رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا اور اس کے لیے اور اپنے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔ اور مسنون ہے کہ جب زیارت قبر کے لیے جائے تو قبرستان میں یا قبر کے پاس پہونچتے ہی کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ زیارت قبور کا محض اس خیال سے ترک کر دینا کہ وہاں عوام لوگ بدعت اور شرک کی باتیں مثل طواف قبور اور سجدۂ قبور وغیرہ کے کرتے ہیں یا نامحرم عورتیں وہاں جمع ہوتی ہیں نہ چاہیے۔ بلکہ ایسی حالتوں میں انسان کو لازم ہے کہ

ہ چونکہ اولیاء اللہ کی قبور سے مختلف اقسام کے فیوض جاری ہیں کسی سے کسی قسم کے کسی سے کسی قسم کے اس لیے ان کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا بےسود نہ ہوگا اور ہمیشہ سلف سے معمول ہے امام شافعی سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے علامہ شامی لکھتے ہیں کہ بعض ائمہ شافعیہ نے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے اوروں کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کو منع کیا ہے مگر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو رد کر دیا ہے۔ اس اخیر زمانے میں آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کے لیے سفر کرنے میں بہت زور شور سے حرمت کے فتوے دیے گئے تھے مگر بحمد اللہ کہ جناب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم فرنگی محلی نے ان کا کافی انسداد کیا اور اس بحث میں کئی رسالے لکھ کر خصم کو ساکت کر دیا جس کا جی چاہے السعی المشکور دیکھ لے۔

ہ اس میں علما نے اختلاف کیا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت قبر کو جائے تو میت کے سرہانے کھڑا ہو یا پائنتی محققین نے دونوں صورتوں کو یکساں لکھا ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں صورتیں منقول ہیں۔ ۱۲

(ردالمحتار)

ہ ترجمہ۔ سلام ہو تجھ پر اے گھر مومنوں کے اور اپنے مومنوں ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اللہ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے خیریت چاہتے ہیں۔

ان امور کو حتی الامکان روکے اور زیارت قبور سے باز نہ رہے۔ درمختار۔ بحرالرائق)

مسئلہ کسی میت کے غم مین کپڑون کا پھاڑنا یا منہ پر طمانچے مارنا یا سینے کا کوٹنا ناجائز ہے۔ ع

ہان بغیر اس کے کہ زبان سے کچھ کہا جائے صرف رونا جائز ہے اور مسنون ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مصیبت مین گرفتار ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی کثرت کرے۔ ع

نمازون کی تمام اقسام کا بیان ہو چکا اب ہم ایک ضروری اور مفید بیان پر جس کے مسائل اکثر فقہ کی کتابون مین متفرق ذکر کیے گئے ہین اور اس سبب سے اُن کے دستیاب ہونے مین فی الجملہ دقت ہوتی ہے اس جلد کو ختم کیے دیتے ہین۔

مسجد کے احکام

یہان ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہین جو وقف سے تعلق رکھتے ہین اس لیے کہ اُن کا ذکر انشاءاللہ تعالی وقف کے بیان مین آئیگا۔ ہم یہان اُن احکام کو بیان کرتے ہین جو نماز سے مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہین۔

(۱) مسجد کے دروازے کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر نماز کا وقت نہو اور مال و اسباب کی حفاظت کے لیے دروازہ بند کر لیا جائے تو جائز ہے۔

(۲) مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا جماع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

جس گھر مین مسجد ہو اس پورے گھر کو مسجد کا حکم نہین اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہین جو عید یا جنازے کی نماز کے لیے مقرر کی گئی ہو۔

ع حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ماتم مین سینہ کوبی کو بعض جاہل ثواب سمجھتے ہین حالانکہ صحیح بخاری وغیرہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد موجود ہے کہ جو شخص منہ پر طمانچے مارے یا کپڑے پھاڑے وہ ہمارے گروہ سے خارج ہے ۱۲

ع ترجمہ۔ ہم سب اللہ جل شانہ کی مملوک ہین اور اسی کے پاس ہم کو جانا ہے۔ اس کلمے کے بہت فضائل ہین اس قدر تو قرآن مجید مین ہے کہ اس کلمے کے کہنے والون پر اللہ کی رحمتین نازل ہوتی ہین اور وہ لوگ مراد کو پہنچین گے۔ ۱۲

(۳) مسجد کے در و دیوار کا منقش کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شخص اپنے خاص مال سے بنائے مگر بہتر یہی ہے کہ مسجد مین نقش و نگار نہ بنائے جائیں۔

(۴) مسجد کے در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتون یا سورتون کا لکھنا اچھا نہین۔

(۵) مسجد کے اندر وضو یا کلی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر کوئی ظرف رکھ لیا جائے کہ وضو کا پانی اُسی مین گرے مسجد مین نہ گرنے پائے تو پھر جائز ہے۔

(۶) مسجد کے اندر یا مسجد کی دیوارون پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو چٹائی یا فرش پر تھوک دینا اچھا ہے بہ نسبت زمین مسجد کے اس لیے کہ چٹائی وغیرہ مسجد کا جز نہین مین نہ ان کو مسجد کا حکم ہے۔

(۷) جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا مکروہ تحریمی ہے۔

(۸) مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اعتکاف کی حالت مین بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اُس وقت بھی جائز نہین۔

(۹) اگر کسی کے پیر مین مٹی وغیرہ بھر جائے تو اُس کو مسجد کی دیوار یا ستون مین پونچھنا مکروہ ہے۔

(۱۰) مسجد کے اندر درختون کا لگانا مکروہ ہے اس لیے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے ہان اگر اس مین مسجد کا کوئی نفع ہو تو جائز ہے مثلاً مسجد کی زمین مین نمی زیادہ ہو کہ دیوارون کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت مین اگر درخت لگا یا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لیگا۔

(۱۱) مسجد مین کوئی کوٹھری وغیرہ مسجد کا اسباب رکھنے کے لیے بنانا جائز ہے۔

(۱۲) مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہین ہے۔ ہان اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو ایسی حالت مین مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔

(۱۳) مسجد مین کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہین اس لیے کہ مسجد دین کے کامون خصوصاً نماز کے لیے بنائی جاتی ہے اس مین دنیا کے کام نہ ہونے چاہیین۔ ہان اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت

ـــہ اگر مال وقف سے نقش و نگار بنائے جائین تو اس کا حکم وقف کے بیان مین لکھا جائے گا ۱۲-

ـــہ مسجد کی آرایش عبادت سے ہوتی ہے نقش و نگار اس کی زینت نہین یہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ کسی مرد کو غرض زینت ہاتھون مین چوڑیان کانون مین بالیان پہنا دی جائین ۱۲-

کے لیے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضایقہ نہیں۔ مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے۔ اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہوگئی جس میں نماز کا بیان ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

چہل حدیث نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد ختم ہوچکی میرے دل میں خیال آیا کہ اگر چالیس حدیثیں جن میں نماز کا کچھ بیان ہو کچھ فضایل میں کچھ مسائل میں جمع کرکے اس جلد کے آخر میں ملحق کر دیجائیں تو بہت مناسب ہوگا چنانچہ حق تعالیٰ نے میرے اس خیال کو پورا کیا وللہ الحمد علی ذالک میرے اس خیال کے چند وجوہ ہیں جن کو میں ذیل میں بیان کرتا ہوں (۱) صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص چالیس باتیں دین کی یاد کرے اللہ تعالیٰ اسکا حشر علما کے ساتھ کریگا۔ اسی بنا پر اکثر علمائے سلفاً عن خلف اس طرف پوری توجہ کی اور سینکڑوں چہل حدیثیں جمع ہوگئیں (۲) کسی مسئلے کا اسکے ماخذ سے سمجھ لینا اور طریق استنباط کو جان لینا ہر خاص و عام کے لیے بہت مفید ہے اور طبیعت کو ایک قسم کی مناسبت شریعت کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔ (۳) حدیث کے پڑھنے میں ایک نہایت برکت اور نور ہوتا ہے اور باغ ایمان میں ایک عجیب شادابی و سرسبزی اس آب حیات سے حاصل ہوتی ہے حدیث پڑھنے والے کی حالت بالکل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمکلامی کی دولت سے مشابہ ہے اسی سبب سے علمانے کہا ہے کہ اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمْ اَهْلُ النَّبِيِّ۔ دینی و دنیاوی فوائد جو حدیث پڑھنے والے کو حاصل ہوتے ہیں بیشمار ہیں یہ امر مشاہدہ اور مجرب ہو چکا ہے کہ اس فن شریف میں مشغول رہنے والوں کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے پس اگر بطور وظیفہ کے بھی یہ حدیثیں ہر روز یا بعد نماز صبح کے پڑھ لیجایا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ فائدے کی امید ہے۔

انتیس ۲۹ حدیثیں اس میں صحیح بخاری کی ہیں جن کا ورد ہر مقصد کی کامیابی کے لیے تریاق مجرب ہے اور حرمین شریفین میں بلکہ بعض دیار ہند میں بھی معمول ہے اور ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے اور ایک موطا امام محمد کی۔ اور نو ترمذی کی بجز موطا کی وہ حدیث جو ہم نے نقل کی ہے بخاری مسلم کی حدیثوں سے صحت میں کم نہیں ترمذی کی وہی حدیثیں ہم نے نقل کی ہیں جن میں تصریح صحت کی موجود ہے پس ناظرین سے امید ہے کہ اس دولت کو غنیمت سمجھیں اور ان احادیث کو یاد کرلیں ان کے مطالب سمجھیں اور ان کا ہر روز ورد رکھیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

(۱) عن بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بني الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة والحج وصوم رمضان (البخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزون پر عہ (۱) شہادت اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نہین اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہین (۲) اور پڑھنا نماز کا (۳) اور زکوۃ دینا (۴) اور حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری)

(۲) عن بن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم بعث معاذا الى اليمن فقال ادعهم الى شهادة ان لا اله الا الله واني رسول الله فان هم اطاعوا لذالك فاعلمهم ان الله افترض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة فان هم اطاعوا لذلك فاعلمهم ان الله افترض عليهم صدقة في اموالهم توخذ من اغنيائهم وترد الى فقرائهم۔ (البخاری)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا عہ اور یہ کہا کہ وہان کے لوگون کو بلاؤ اس بات کی شہادت کیطرف کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہین اور مین اللہ کا رسول ہون پس اگر وہ لوگ تمہارے اس حکم کو مان لین تو انکو آگاہ کرو کہ اللہ نے انپر فرض کی ہین پانچ نمازین ہر دن رات مین پس اگر وہ تمہارے اس حکم کو مان لین تو انکو آگاہ کرو کہ اللہ نے فرض کیا ہے انپر انکے مال مین صدقہ کہ انکے مالدارون سے لیکر انکے فقیرون کو دیا جائیگا۔ (بخاری)

(۳) عن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتوتي الزكوة وتصوم رمضان وتحج البيت من استطاع اليه سبيلا (البخاری)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دو اسکی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہین اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہین اور نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج کرے وہ شخص جو کعبہ تک جا سکتا ہو (بخاری)

(۴) عن بن مسعود قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم اي العمل احب الى الله قال الصلوة على وقتها قال ثم اي قال ثم بر الوالدين قال ثم اي قال الجهاد في سبيل الله (البخاری)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھون نے کہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون عبادت زیادہ پسند ہے اللہ کو آپنے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر عہ مینے کہا کہ پھر اسکے بعد کون فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا مینے کہا پھر کون فرمایا اللہ کی راہ مین جہاد کرنا۔ (بخاری)

عہ اسلیے علما نے ان چار چیزون کو بترتیب رکن اسلام قرار دیا ہے۔ عہ یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر کا ہے حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا پھر یمن سے لوٹ کر انکو آپکی زیارت نصیب نہین ہوئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد اسلام کے سب سے پہلے نماز کا حکم ہوتا ہے۔ عہ معلوم ہوا کہ نماز کا رتبہ اطاعت والدین اور جہاد سے بھی زیادہ ہے۔

(۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِهٖ قَالُوْا لَا یُبْقِیْ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا۔ (البخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ کیا جانتے ہو تم لوگ اگر تمھارے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو کہ اُسمین ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو بتلاؤ یہ نہانا اُسکے میل کو باقی رکھیگا صحابہ نے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ یہی حال پانچ نمازون کا ہو کہ اللہ انکے سبب سے گناہون کو مٹاتا ہو۔ (بخاری)

(۶) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔ (مسلم)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان مین نماز حایل ہے۔ (مسلم)

(۷) عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ۔ (البخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو حکم دیا گیا ہو کہ لوگون سے قتال کرون یہانتک کہ وہ گواہی دین اسکی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہین اور اسکی کہ محمد اللہ کے رسول ہین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین پس جب یہ سب کرنے لگین گے تو بچالین گے مجھسے اپنی جان اور مال کو مگر بحق اسلام[ع] اور حساب انکا اللہ پر ہے (بخاری)

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ اَعْمَالِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِهٖ شَیْئًا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰی ذٰلِكَ۔

ابو ہریرہ[ع] رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ بیشک تمام ان چیزون سے پہلے جنکا حساب بندے سے قیامت مین ہوگا نماز ہو پس اگر نماز درست نکلی تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائیگا اور کامیاب ہوگا اور اگر نماز درست نہ نکلی تو ناکام اور برباد ہوگا پھر اگر کسی فرض نماز مین کسی چیز کو کم کیا ہو تو پروردگار برتر فرشتون سے فرمائیگا کہ دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل ہون تو اس فرض کی کمی کو اُنسے پورا کرو پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح

ع حق اسلام سے حکم اسلام مراد ہو یعنی ان چیزون کے بعد اسکی جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائیگا تو بحکم اسلام مثلاً وہ کسی کو مار ڈالے تو وہ بھی بحکم اسلام مارا جائیگا ۱۲ ع اس حدیث کے ابتدائی مضمون کو ایک بزرگ نے اپنی کتاب مین نظم کیا ہو ؎ روز محشر کہ جانگداز بود ؛ اولین پرسش نماز بود ؛ ۱۲

الترمذی وحسنه

(۹) عن انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم اذا صلی یناجی ربہ (البخاری)

(۱۰) عن ابی ہریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقبل صلوۃ من احدث حتی یتوضأ ۔ (البخاری)

(۱۱) عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مفتاح الصلوۃ الطہور وتحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم ۔ الترمذی وقال ہذا الحدیث اصح شیء فی ہذا الباب واحسن ۔

(۱۲) عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم السلام فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارجع فصل فانک لم تصل فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوۃ

ہوگا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے حسن کہا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب تم مین سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے۔ (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدث والے کی نماز قبول نہین ہوتی یہانتک کہ وضو کرلے۔ (بخاری)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اسکی حرام کرنیوالی تکبیر ہے اور حلال کرنیوالی تسلیم یعنی السلام علیکم کہنا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس باب کی تمام احادیث سے اصح اور احسن ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اسی درمیان مین ایک شخص آیا اور اُسنے نماز پڑھی پھر آپکو سلام کیا آپنے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ جا نماز پڑھ اس لیے کہ تو نے نماز نہین پڑھی (یعنے تیری نماز نہین ہوئی) پھر اُس نے نماز پڑھی اور آیا اور آپکو سلام کیا آپنے فرمایا کہ جا نماز پڑھ اس لیے تو نے نماز نہین پڑھی یہ تین مرتبہ ہوا تب اُس نے کہا کہ قسم ہے اسکی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنایا کہ مین اسکے سوا اور طریقہ نہین جانتا آپنے فرمایا کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو

ف اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نماز خداوند عالم سے مناجات کی حالت ہے لہذا اس سے چند مسائل معلوم ہوے (۱) حالت نماز مین طاہر رہنا چاہیے (۲) کسی اور طرف متوجہ نہ رہنا چاہیے (۳) نہایت ادب اور خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا چاہیے ۱۲ ع ف نماز کے حرام کرنے سے مقصود نماز مین ان چیزون کا حرام کرنا ہے جو خارج نماز مین حلال تھین مثل کھانے پینے چلنے پھرنے بات چیت کرنیکے اسیطرح حلال کرنے سے بھی انھین چیزون کا حلال کرنا مراد ہے اس حدیث سے طہارت کا شرط نماز ہونا اور تکبیر تحریمہ کا شرط ہونا اور سلام کا ضروری بمنزلہ واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے ۱۲ ع ف اس حدیث سے نماز کی اجمالی کیفیت معلوم ہوئی زیادہ رکوع اور سجدہ اور قومہ باطمینان ادا کرنیکی تاکید ہو رہی ہے ۱۲

فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَءْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔ (اَلْبُخَارِيُّ)

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَلتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ۔

(۱۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (البخاري)

(۱۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ مُحَمَّدٌ فِي مُؤَطَّاهُ بِطَرِيْقَيْنِ فِي اَحَدِهِمَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ وَهُوَ اَحْسَنُ طُرُقِهٖ حَكَمَ عَلَيْهِ ابْنُ الْهُمَامِ بِاَنَّهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَاَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُوْسٰى بْنُ اَبِي عَائِشَةَ مِنَ الْاَثْبَاتِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيْحَيْنِ

پھر جسقدر قرآن تمکو آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو یہانتک کہ حالت رکوع مین مطمئن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہانتک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہانتک کہ حالت سجدے مین مطمئن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہانتک کہ باطمینان تمام بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہانتک کہ حالت سجدے مین مطمئن ہو جاؤ پھر ایسا ہی پوری نماز مین کرو۔ (بخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے (ترجمہ دعا کا) پاکی بیان کرتا ہون مین تیری اے اللہ ساتھ تیری تعریف کے اور بزرگ ہو تیرا نام اور بڑی ہو تیری شان اور نہین کوئی خدا سوا تیرے (ترمذی ابو داؤد) ابن ماجہ نے اسکو ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکی نماز صحیح نہین جس نے سورہ فاتحہ (الحمد) نہ پڑھی۔ (بخاری ومسلم)

جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہو کہ آپنے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اسکی قرات ہو۔ امام محمد نے موطا مین یہ حدیث دو سندون سے روایت کی ہو ایک مین ابو حنیفہ امام اعظم ہین اور وہ سند تمام سندون سے عمدہ ہو محقق ابن ہمام نے اسکو صحیح کہا ہو شرط بخاری ومسلم پر اور علامہ عینی نے کہا ہو کہ وہ حدیث صحیح ہو ابو حنیفہ تو ابو حنیفہ ہین اور موسی بن ابی عائشہ پرہیزگار ثابت قدم لوگون مین ہین صحیحین کے راوی ہین

ع۵ اس حدیث سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہو کہ مقتدی پر قرات ضروری نہین اس حدیث کے ملانے سے پہلی حدیث کا مطلب صاف ظاہر ہو کہ وہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا ہو۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی حدیثون کی طرح صحت مین کم نہین راوی اسکے سب عادل اور ثقہ ہین جیسا کہ علامہ عینی کی تقریر سے معلوم ہوا ۱۲

وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ مِنْ كِبَارِ الشَّامِيِّيْنَ وَثِقَاتِهِمْ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

(۱۶) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

(۱۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ - (البخاری)

(۱۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ (البخاری)

(۱۹) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

عبد اللہ بن شداد ملک شام کے بزرگون اور پرہیزگارون مین ہین اور وہ حدیث صحیح ہی۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ رکوع مین سبحان ربی العظیم اور سجدون مین سبحان ربی الاعلی پڑھتے تھے ترمذی نے اسکو روایت کر کے حسن صحیح کہا ہو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کہ آپنے فرمایا کہ ٹھیک رہو سجدون مین اور نہ بچھاوے کوئی تم مین اپنی دونون کہنیان جیسے کہ کتا بچھاتا ہو۔ (بخاری)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو حکم دیا گیا ہے سات ہڈیون پر سجدہ کرون (یعنے سات ہڈیان حالت سجدے مین زمین پر رہین) پیشانی پر اور ہاتھ سے ناک کا اشارہ کیا اور دونون ہاتھون پر اور دونون گھٹنون پر اور دونون پیر کے پنجون پر اور یہ کہ نہ اٹھائین ہم کپڑے اور بال۔ (بخاری)

شقیق بن سلمہ سے روایت ہو کہ عبد اللہ بن مسعود رضی نے فرمایا کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو (نماز مین) کہا کرتے تھے کہ السلام علی جبریل و میکائیل السلام علی فلان و فلان پس متوجہ ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اور فرمایا کہ اللہ خود ہی سلام ہو پس جب کوئی تم مین کا نماز پڑھے تو التحیات اللہ کہے ترجمہ التحیات کا۔ سب مالی اور بدنی عبادتین اور سب عمدگیان اللہ کے لیے ہین سلام تمپر اے نبی اور اللہ کی رحمت

ع۵ اس حدیث سے سجدون مین اطمینان کا وجوب اور کہنیان بچھا دینے کی کراہت ثابت کی گئی ہو [illegible] حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشانی اور ناک دونون پر سجدہ ہونا چاہیے اور یہی مذہب صاحبین کا ہو اور علی [illegible] فتوی ہو ۱۲

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ
عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا
قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ -
(البخاری)

(۲۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ سَأَلْنَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ
الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ قَالَ
قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(البخاری)

(۲۱) عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَنَّهٗ قَالَ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ
دُعَآءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ
وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(۲۲) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ

اور برکتین سلام تمپر اور اللہ کے سب نیک بندون پر (حضرت نے فرمایا کہ جب تم یہ کہدوگے تو آسمان اور زمین کے سب نیک بندون کو سلام پہنچ جائیگا مطلب یہ کہ جبریل اور میکائیل کی تخصیص کی کچھ ضرورت نہین) مین گواہی دیتا ہون کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد اسکے بندے اور رسول ہین - (بخاری)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھون نے کہا ہمنے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یا رسول اللہ کیسے درود پڑھا جایا کرے آپ پر اس لیے کہ اللہ نے ہمکو تعلیم کی ہو ہم کیسے درود پڑھیں آپنے فرمایا کہو اللہم صل الخ ترجمہ اسکا - ای اللہ رحمت کر محمد پر اور آل محمد پر جیسے رحمت کی تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہو ای اللہ برکت اتار محمد پر اور آل محمد پر جیسے برکت اتاری تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہو - (بخاری)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھکو کوئی دعا تعلیم فرمائیے کہ اسکو مین اپنی نماز (کے قعدۂ اخیرہ) مین مانگون آپنے فرمایا کہو اللہم الخ ترجمہ - اے اللہ مینے ظلم کیا اپنی جان پر (یعنے گناہ کیا) بہت ظلم اور نہین بخشنے والا گناہون کا مگر تو پس بخشدے مجھکو اپنی طرف سے اور رحم کر مجھپر بیشک تو بخشنے والا مہربان ہو - (بخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مجوبہ سے روایت ہو کہ آپ نماز مین یہ دعا پڑھتے تھے اللہم الخ ترجمہ اے اللہ مین پناہ مانگتا ہون تیری عذاب قبر سے

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ
مِنَ الْمَاثَمِ وَالْمَغْرَمِ (اَلْبُخَارِيُّ)

(۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اُسَلِّمُ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي
الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ
عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ
عَلَيْنَا وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا -
(البخاری)

(۲۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ اِنْ كُنَّا
نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا صَاحِبَهٗ
بِحَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ
وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ
فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ - (اَلْبُخَارِيُّ)

(۲۵) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ
يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ (الترمذی)
حَسَنَةٌ وَقَالَ بِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ
اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ
وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ -

اور پناہ مانگتا ہون تیری فساد مسیح دجال سے اور
پناہ مانگتا ہون تیری زندگی اور موت کے فساد سے
اے اللہ مین پناہ مانگتا ہون تیری گناہ کرنے اور
قرض سے - (بخاری)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جسوقت آپ نماز مین ہوتے تھے سلام
کرتا تھا اور آپ مجھکو جواب دیتے تھے پھر جب ہم نجاشی کے
پاس سے لوٹے تو ہمنے آپکو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا اور
(بعد نماز کے) فرمایا کہ بیشک نماز مین بہت بڑی مشغولی ہو
(یعنے دوسری طرف متوجہ نہونا چاہیے - (بخاری)

زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھون نے
کہا ہم نماز مین بات کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے مین بیان کرتا تھا ایک ہم مین کا اپنے ساتھی سے
اپنی ضرورت حتی کہ نازل ہوئی آیت حافظوا الخ ترجمہ
مداومت کرو نمازون پر اور درمیانی نماز (عصر) پر اور کھڑے ہو
اللہ کیلیے چپ ہو کر پس حکم ہوا ہمکو چپ رہنے کا یعنی کلام نہ کرنیکا (بخاری)

علقمہ سے مروی ہو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ کیا مین تمکو نماز نہ پڑھاؤن جیسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پڑھتے تھے پس نماز پڑھی انھون نے اور ہاتھ نہین
بلند کیے مگر پہلی دفعہ یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت - ترمذی نے
اس حدیث کو حسن کہا ہو اور لکھا ہو کہ اسی کے قائل ہین
بہت اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تابعین اور
یہی قول ہو سفیان اور اہل کوفہ کا -

اس حدیث سے اور اسکے بعد کی حدیث سے کلام کی ممانعت نماز مین ظاہر ہو رہی ہو اور یہ حکم ہو رہا ہو کہ
زمین ایسا مشغول ہونا چاہیے کہ بس اسکے ہو رہو دوسری طرف متوجہ نہو ۱۲ عـــه اس حدیث سے حنفیہ کا
ب ثابت ہوتا ہو کہ سوا تکبیر تحریمہ کے رکوع جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھون کا اٹھانا مسنون نہین
ل کوفہ سے مراد ترمذی کی ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہین ۱۲

(٢٦) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلٰوتِكُمُ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ
اَلتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ

(٢٧) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَءُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ والمعوذتين —
اَلتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ —

(٢٨) عَنْ اَبِي الْحَوْرَاءِ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِي الْوِتْرِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ —
(الترمذی وحسنہ).

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ انھون نے فرمایا کہ وتر ویسی ضروری نہین ہو جیسے تمھاری فرض نمازین ہان اسکو جاری فرمایا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ہو کہ اللہ وتر (طاق) ہی درست رکھتا ہو وتر کو پس وتر پڑھو اے قرآن والو (ترمذی نے اسکو حسن کہا ہو)

عبد العزیز بن جریج سے روایت ہو کہ انھون نے کہا پوچھا مینے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ساتھ کس چیز کے وتر پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھون نے فرمایا کہ پہلی رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے اور دوسری رکعت مین قل یا ایہا الکفرون تیسری مین قل ہو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) (ترمذی نے اسکو حسن کہا ہو

ابو الحوراء سے روایت ہو انھون نے کہا کہ فرمایا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہ تعلیم فرمائے ہین مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے کہ کہون مین انکو وتر مین اللہم اہدنی الخ ترجمہ۔ اے اللہ ہدایت کر مجھکو منجملہ اُن لوگون کے جنکو تو نے ہدایت کی اور عافیت دے مجھکو منجملہ اُن لوگون کے جنکو تو نے عافیت دی ہو اور محبت کر مجھسے منجملہ اُنکے جن سے تو نے محبت کی اور برکت دے مجھکو اس چیز مین جو تو نے دی ہو اور بچا مجھکو اُن چیزون کی بُرائی سے جو تو نے مقدر کی ہین اسلیے کہ تو حاکم ہو تیرے اوپر کسی کا حکم نہین اور نہین ذلیل ہو سکتا وہ جسے تو محبت کرے

عہ سنن کے لفظ سے یہ گمان نہونا چاہیے کہ وتر سنت ہو اسلیے کہ دوسری احادیث مین ترک وتر پر سخت وعید مین آئی ہین اور ترک سنت پر وعید نہین ہوتی بلکہ یہان سنن کے لغوی معنی مراد ہین جسکا ترجمہ ہمنے جاری فرمایا کیا ہو وہ حدیثین کہ ترک وتر کی وعید مین آئی ہین بہت صحیح اور زیادہ ہین منجملہ انکے ایک حدیث ہم علم الفقہ مین لکھ چکے ہین ۱۲ عہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ وتر تین رکعت ہو جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہو دوسرا اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ انہی سورتون کا ایک رکعت مین پڑھنا درست ہو ۱۲ عہ دعاے قنوت کی ایک حدیث یہ ہو اور ایک اور ہو جسمین اللہم انا نستعینک الخ ہو عمل صحابہ کے اقتضا سے اسکو قوت زیادہ ہو گو دونو کا پڑھنا بہتر ہو وقت اس دعا کا وتر کی تیسری رکعت مین بعد دوسری سورت کے

(٢٩) عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة (البخاري)

(٣٠) عن مالك بن الحويرث عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا حضرت الصلوة فليؤذن لكم احدكم وليؤمكم اكبركم — (البخاري)

(٣١) عن انس بن مالك قال اقيمت الصلوة فاقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اقيموا صفوفكم وتراصوا — (البخاري)

(٣٢) عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوة (البخاري)

(٣٣) عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فاذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا ولك الحمد واذا سجد فاسجدوا — (البخاري)

(٣٤) عن ابي قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم

بزرگ ہو تو اور برتر ہی۔ (ترمذی نے اسکو حسن کہا ہی)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہی۔ (بخاری)

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کہ آپنے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کوئی اذان دے اور بڑا تم مین سے امامت تمھاری کرے (بخاری)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی انھون نے کہا قائم کی گئی نماز پس متوجہ ہوے ہماری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ سیدھی کرو اپنی صفین اور مضبوط کرو۔ (بخاری)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھی کرو اپنی صفین اس لیے کہ سیدھا کرنا صفون کا نماز کے قائم کرنے مین داخل ہی۔ (بخاری)

ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لیے بنایا گیا ہی کہ اسکی پیروی کی جاے پس خلاف نکرو اس سے اور وہ جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور وہ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربنا ولک الحمد کہو اور جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو۔ (بخاری)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہ آپنے فرمایا کہ مین نماز مین کھڑا ہوتا ہون اور ارادہ کرتا ہون

ع٥ اس حدیث سے تین مسئلے معلوم ہوے ایک اذان کا دوسرے اذان کا قبل از وقت ہونا تیسرے امام کا ایسے شخص کو بنانا جو تمام حاضرین سے افضل ہو ١٢ ع٥ اس حدیث سے اور اسکے بعد کی حدیث سے صف کے سیدھا کرنے کی تاکید اور مل کر کھڑے ہونیکا حکم معلوم ہوتا ہو ١٢ ع٥ اس حدیث مین امام کی اطاعت کا حکم ہو یہانتک کہ کسی بات مین اسکے خلاف نکرنا چاہیے اداے ارکان مین اس سے سبقت نہونے پاوے ١٢ ع٥ اس حدیث مین حکم ہو امام کو اپنے مقتدیون کی ضرورت اور حالت کا لحاظ کرکے قرات کرنا چاہیے یہ نہین کہ بڑی بڑی سورتین یا رکوع سجدے مین زیادہ زیادہ تسبیحین پڑھنا شروع کردے جس سے ضرورت والون کا حرج ہو اور انکو ناگوار گزرے

قَالَ اِنِّیْ لَاَقُوْمُ فِی الصَّلٰوۃِ فَاُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ کَرَاھِیَۃَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّہٖ (البخاری)

(۳۵) عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَّ لَیْلَۃٍ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً مِّنَ السُّنَّۃِ بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ (الترمذی)

(۳۶) عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَتَطَھَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُھْرٍ ثُمَّ ادَّھَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِیْبٍ ثُمَّ رَاحَ اِلَی الْجُمُعَۃِ فَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَصَلّٰی مَا کُتِبَ لَہٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی (البخاری)

(۳۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُھَجِّرِ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ بَدَنَۃً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ بَقَرَۃً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَۃً ثُمَّ بَیْضَۃً ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَھُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ (البخاری)

کہ دراز کرون اُسکو پھر سنتا ہون لڑکے کا رونا پس جلد نکل جاتا ہون اپنی نماز مین اس بات کو بُرا سمجھکر کہ گرانی کرون اُسکی مان پر۔ (بخاری)

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو انھون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دن رات مین بارہ رکعتین پڑھ لیا کرے اُسکے لیے جنت مین ایک گھر بنایا جاتا ہو چار ظہر سے پہلے اور دو اُسکے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشا کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعے کے دن غسل کرے اور طہارت کرے جس چیز سے ممکن ہو پھر تیل لگائے یا خوشبو ملے پھر نماز جمعہ کو جاے اور دو آدمیون کے درمیان مین جدائی نکرے پھر نماز پڑھے جسقدر اُسکی قسمت مین ہو پھر جب امام خطبے کے لیے نکلے چپ ہو جاے تو بخشدیے جاینگے وہ گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعے تک ہین۔ (بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعے کا دن ہوتا ہو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہین اور بہ ترتیب ہر ایک کا نام لکھنا شروع کر دیتے ہین سویرے جانیوالے کا حال ایسا ہی جیسے اونٹ قربانی کرنیوالے کا پھر جیسے گاے کی قربانی پھر جیسے مینڈھے کی پھر جیسے مرغی کی پھر جیسے انڈا صدقہ دینے والے کا پھر جب امام نکلتا ہو تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سنتے ہین۔ (بخاری)

عہ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوے (۱) غسل جمعہ کا مسنون ہونا (۲) خوشبو اور تیل لگانیکا مسنون ہونا (۳) جمعے مین کسیکو اپنی جگہ سے اٹھانیکی کراہت (۴) امام کے نکلنے کے بعد چپ رہنے کا حکم ۱۲ عہ اس حدیث مین جمعے کی نماز کے لیے سویرے جانیکی فضیلت بیان فرمائی گئی ہو یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد خطبہ شروع ہو جانیکے جو شخص پہنچے اُسکا نام اس دفتر مین لکھا جائیگا ۱۲

(۳۸) عن ابی ھریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان مین رات کو عبادت کرے با ایمان ہوکر ثواب سمجھکر بخشدیے جاینگے اُسکے اگلے گناہ (بخاری)

(۳۹) عن انس بن مالک عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من نسی صلوٰة فلیصل اذا ذکرها (البخاری)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا جو کوئی غافل ہوجاے کسی نماز سے تو چاہیے کہ پڑھے جب یاد کرے۔ (بخاری)

(۴۰) عن سبرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علموا الصبی الصلوٰة ابن سبع سنین واضربوه علیها ابن عشرة (البخاری)

سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات برس کے بچے کو نماز سکھلاؤ اور اُسکو نماز پر مارو عـه دس برس کے سن مین۔ (ترمذی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمین والصلوٰة علی رسول اللّٰه وعلی اٰله وصحبه ومن والاہ

بعد ختم ہونے چہل حدیث کے مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ چالیس آثار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جس مین نماز کے مسائل ہون یہان لکھدون اس لیے کہ مسائل فقہ کے اصل اصول اور ماخذ انھین کے آثار ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تبلیغ شریعت مین اُنسے زیادہ کسی کو حصہ نہین ملا حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین ایک رسالہ مستقل مین انکا مذہب اور انکے اقوال فقہیہ جمع کیے ہین اور لکھا ہو کہ مجھے بزرگان سلف سے تعجب ہو کہ انھون نے کیون اس طرف توجہ نہین کی حالانکہ اسمین ہر خاص وعام کا فائدہ تھا خواص کو تو یہ فائدہ تھا کہ سمجھ لین کہ مذاہب اربعہ اسی ایک متن کی شرح ہین اور مجتہدین اربعہ حضرت فاروق کے سامنے مجتہد منتسب کی نسبت رکھتے ہین اور عوام کو یہ فائدہ تھا کہ وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین نہ سمجھین بلکہ ایک ہی شریعت کی شاخ خیال کرین اسی رسالہ سے مینے چالیس آثار جمع کیے ہین۔

ع اس حدیث سے تراویح کی فضیلت نکلتی ہو ۱۲ عـه اس حدیث سے بعض علمانے ثابت کیا ہو کہ دس برس کے بعد جتنی نمازین فوت ہون انکی قضا واجب ہی ۱۲

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ

(۲) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ عُمَرُ لَا تَنْتَظِرُوْا بِصَلٰوتِكُمْ اِشْتِبَاكَ النُّجُوْمِ

(۳) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عُمَرُ عَجِّلُوا الْعِشَاءَ قَبْلَ اَنْ يَّكْسَلَ الْعَامِلُ وَيَنَامَ الْمَرِيْضُ

(۴) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْغَيْمِ فَعَجِّلُوا الْعَصْرَ وَاَخِّرُوا الظُّهْرَ

امام مالک نافع سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ملازمین کو لکھ بھیجا کہ بیشک میرے نزدیک تمھاری عبادتون مین زیادہ قابل اہتمام نماز ہو پس جس شخص نے اسکی پابندی کی اور کرائی اُسنے اپنے دین کو بچا لیا اور جسنے اُسکو ضایع کردیا وہ بدرجۂ اولی اور عبادتون کا ضایع کرنیوالا ہوگا اُسکے بعد لکھا کہ پڑھو ظہر کی نماز جب سایہ ایک گز ہو جاے اسوقت تک کہ تمھارا سایہ ایک مثل ہو اور عصر کی ایسے وقت کہ آفتاب[عہ] بلند روشن اور صاف ہو اسقدر کہ غروب سے پہلے سوار دو فرسخ یا تین فرسخ چل سکے اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جاے اور عشا کی جب شفق چھپ جاے پس جو کوئی سو جاے تو نہ سوئین[عہ] اُسکی آنکھین (یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا) اور فجر اس حال مین کہ ستارے چھٹکے ہوے نکلے ہون۔

ابوبکر بن ابی شیبہ سعید بن مسیب سے کہ فرمایا عمر رض نے نہ انتظار کرو اپنی نماز مین[سہ] ستارون کے چھٹکنے کا۔

ابوبکر سوید بن غفلہ سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھ لو عشا قبل اسکے کہ سُست ہو جاے کام کرنے والا اور سو جاے[للہ] بیمار۔

ابوبکر اسود سے وہ حضرت فاروق سے کہ فرمایا انھون نے جب ابر کا دن ہو تو جلد پڑھو[صہ] عصر کی نماز اور دیر مین ظہر کی نماز

عہ اسوقت بھی آفتاب روشن اور صاف رہتا ہو زردی نہین آتی اور سوار دو فرسخ تین فرسخ چل سکتا ہو لہذا اس سے نہین لازم آتا کہ عصر کا وقت ایک مثل کے بعد آجاتا ہو کہ حنفیہ کو مفر ہو فرسخ تین میل کا ہوتا ہو شرعی میل انگریزی میل سے تقریباً دو فرلانگ زیادہ ہو ۱۲ عہ یہ کلمہ بددعا کا ہو مطلب یہ ہو کہ اسکو آرام نہ ملے سونے سے انسان کو آرام ملتا ہو معلوم ہو کہ عشا کی نماز سے بھی پہلے سونا مکروہ ہو ۱۲ سہ یہ مغرب کا حال ہو کہ اسمین بعد ستارے اچھی طرح نکل آنیکے وقت مکروہ ہو جاتا ہو ۱۲ للہ مقصود ہو کہ مقتدیون کی رعایت چاہیے ۱۲ صہ یہی مذہب حنفیہ کا ہو ۱۲

۵) أبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ عُمَرُ
لَأَنْ أُصَلِّيَهُمَا فِي جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ
أُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا يَعْنِي الصُّبْحَ وَالْعِشَاءَ

۶) أبُو بَكْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
كَانَ إِذَا رَأَى غُلَامًا فِي الصَّفِّ أَخْرَجَهُ

۷) أبُو بَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ
رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَالْمُؤَذِّنُ
يُقِيْمُ فَانْتَهَرَهُ فَقَالَ لَا صَلٰوةَ وَالْمُؤَذِّنُ
يُقِيْمُ إِلَّا الصَّلٰوةَ الَّتِي يُقَامُ لَهَا ۔

۸) أبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ
رَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجِيءُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ
يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلٰوتِهِمْ ۔

۹) أبُو بَكْرٍ عَنْ نُعَيْمٍ قَالَ إِذَا كَانَ بَيْنَهُ
وَبَيْنَ الْإِمَامِ طَرِيْقٌ أَوْ نَهْرٌ أَوْ حَائِطٌ
فَلَيْسَ مَعَهُ ۔

۱۰) مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عُتْبَةَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِالْهَاجِرَةِ
فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَاءَهُ فَقَرَّبَنِي
حَتّٰى جَعَلَنِي حِذَاءَهُ عَلٰى يَمِيْنِهِ فَلَمَّا جَاءَ
يَرْفَاءُ فَتَأَخَّرْتُ فَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ ۔

۱۱) أَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ أَنَّ عُمَرَ

ابو بکر عبد الرحمن سے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک مجھکو اُن
دونون یعنے فجر اور عشا کا جماعت سے پڑھنا زیادہ پسند ہے
ان دونون کے درمیان مین بیدار ہوکر عبادت کرنے سے

ابو بکر ابراہیم نخعی سے کہ عمر بن خطابؓ جب کسی لڑکے کو
(داڑھی) صف مین دیکھتے تو اُسکو نکال دیتے۔

ابو بکر سعید بن مسیب سے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دو رکعت
پڑھتے دیکھا اور موذن اقامت کہہ رہا تھا تو فرمایا کہ کوئی
نماز جائز نہین ایسے حال مین کہ موذن اقامت کہتا ہو سوا
اس نماز کے جسکی اقامت کہی جاے۔

ابو بکر ابو عثمان نہدی سے کہ مینے دیکھا ہر کہ آدمی آتا تھا اور
عمر بن خطاب نماز فجر مین ہوتے تھے پس وہ (سنت فجر) پڑھ
لیتا تھا مسجد کے گوشے مین بعد اُسکے شریک ہوتا تھا
لوگون کے ساتھ انکی نماز مین

ابو بکر نعیم سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے جب مقتدی اور
امام کے درمیان مین کوئی راستہ یا نہر یا دیوار حائل ہو
تو وہ مقتدی اس امام کے ساتھ نہین ہے۔

امام مالک اور شافعی عبد اللہ بن عتبہ سے کہ مین حاضر ہوا
حضرت عمرؓ کی خدمت مین دوپہر کو تو پایا مینے انکو نماز پڑھتے
پس کھڑا ہو گیا مین اُنکے پیچھے پس قریب کر لیا مجھکو اور
کر لیا اپنی برابر داہنی جانب پس جب یرفا آیا تو مین
پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونون نے صف باندھ لی اُنکے پیچھے

ابو بکر یسار بن نمیر سے کہ عمر بن خطاب فرماتے تھے

[illegible] معلوم ہوا کہ لڑکون کو پیچھے کھڑا ہونا چاہیے ۱۲ عـہ اس حکم سے سنت فجر مستثنے ہے چنانچہ آگے آنیکی حدیث
[illegible]نے سے یہ مطلب صاف ظاہر ہے ۱۲ سـہ معلوم ہوا کہ سنت فجر کا فرض کے ہوتے ہوے پڑھ لینا جائز ہے بشرطیکہ گمان غالب
[illegible] جماعت ملجائیگی یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ للعـہ یعنے اسکی اقتدا کو یہ چیزین مانع ہین جیسا کہ علم الفقہ مین گزر چکا ۱۲
[illegible] معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایک مقتدی نادانستہ پیچھے کھڑا ہو جاے تو امام کو چاہیے کہ اسکو برابر کر لے پھر جب
[illegible]ر مقتدی آجائین تو اُسکو چاہیے ہٹ جاے ۱۲ سـہ یرفا حضرت فاروق کے غلام کا نام ہے ۱۲

ابن الخطاب کان یقول ابدءوا بطعامکم
ثم افرغوا لصلوتکم۔

(۱۲) ابو داؤد عن مؤذن لعمر یقال له
مسروح اذن قبل الصبح فامره عمر ان
یرجع فینادی الا ان العبد قد نام۔

(۱۳) ابو بکر عن مجاهد ان ابا محذورة قال
الصلوة الصلوة فقال عمر ویحک امجنون انت
اما کان فی دعائک الذی دعوتنا له ما یاتینا حتی تاتینا

(۱۴) ابو بکر عن ابی الزبیر مؤذن بیت المقدس
جاءنا عمر بن الخطاب فقال اذا اذنت
فترسل واذا اقمت فاحذم۔

(۱۵) ابو بکر عن ابن عمر قال عمر
ما بین المشرق والمغرب
قبلة ما استقبلت البیت۔

(۱۶) البیهقی عن غضیف قال
سألت عمر بن الخطاب قلت انا
نبدو فنکون فی الابنیة فان
خرجت قررت وان خرجت قرت
فقال عمر اجعل بینک وبینها ثوبا
ثم لیصل کل واحد منهما

پہلے[عـه] کھانا کھالو اور فراغت کرلو اپنی نماز کے لیے۔

ابو داؤد حضرت عمر کے موذن سے جسکا نام مسروح تھا ک
انھون نے اذان دی قبل فجر کے تو انکو حکم دیا حضرت نے ک
لوٹ جائین اور پکار دین[عـه] کہ بندہ سوگیا تھا۔

ابو مجاہد سے کہ ابو محذورہ نے کہا۔ الصلوة الصلوة تو عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو مجنون[عـه] ہو گیا تیری اُس بلانے
(اذان) مین جو تو نے بلایا تھا وہ بات نہ تھی کہ ہم آجاتے
یہانتک کہ آئے تو ہمارے پاس۔

ابو بکر ابو الزبیر موذن بیت المقدس سے کہ تشریف لائے
ہمارے یہان عمر بن خطاب پس فرمایا کہ جب اذان[عـه] کہو تو
ٹھہر[عـه] ٹھہر کر اور اقامت کہو تو جلدی۔

ابو بکر ابن عمر سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے مشرق اور مغر
کے درمیان مین سب[عـه] قبلہ ہے جب تک سامنے رہ
کعبہ کے۔

بیہقی غضیف کے انھون نے کہا مینے پوچھا عمر بن خطا
سے کہ ہم جنگل مین ہوتے ہین تو خیمون مین رہتے
ہین پس اگر مین نکلون تو مین سردی کھاؤن اور اگر عو
نکلے تو وہ سردی کھائے پس فرمایا عمرؓ نے کہا اپنے ا
اسکے درمیان مین کوئی ڈال لے پھر ہر ایک تم مین کا نماز پڑھے
مین کہتا ہون کہ تمسک[عـه] کیا ہو اس سے حنفیہ نے اپنے ا

عـه یہ حکم اُسوقت کیلیے ہو کہ جب کھانیکی خواہش ایسی ہو کہ نماز مین جی نہ لگیگا ۱۲ عـه معلوم ہوا کہ قبل وقت کے کسی وقت
اذان درست نہین ہو یہی مذہب حنفیہ کا ہو ۱۲ عـه معلوم ہوا کہ تثویب بدعت ہو سوا فجر کے کہ بعض خود حضرت فاروق سے منقول ہو ۱۲ عـه معـ
کہ اذان کا ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کا جلد جلد کہنا مسنون ہے یہی حنفیہ کا مذہب ہو ۱۲ عـه یہی مذہب حنفیہ کا ہو اور امام شافعی کے نزدیک ٹھیک کعبے کی محاذ
ہونا ضروری ہے ۱۲ عـه یہ عبارت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کی ہو امام شافعی کیطرف سے جواب ٹھیک نہین کہ یہ قول حضرت عمر کا غیر مشہور ہو جبکہ صحیح ہو
اسپر ائمہ کا عمل ہو تو غیر مشہور کیسے ہو سکتا ہو رہا یہ کہ اسمین نماز کے ایک ہونیکا ذکر نہین ہے یہ کچھ مضر نہین ضرور ہی ایک ہی نماز کا قصہ ہو ورنہ نماز
ہونیکی صورت مین کوئی فساد کا قائل نہین ایک نیا قول ہو جائیگا جسکا کوئی قائل نہین اور یہ کہنا کہ حضرت عمر کے نزدیک یہ مستحب ہے امام شافعی
قیاس ہو امام ابوحنیفہ پر کب حجت ہو سکتا ہو اگر حجت ہو گا تو اُنکے مقلدین پر ۱۲

قُلْتُ تَمَسَّكَ بِهِ الْحَنَفِيَّةُ فِي قَوْلِهِمْ بِفَسَادِ صَلٰوةِ الرَّجُلِ اِذَا حَاذَتْهُ امْرَأَةٌ فِي صَلٰوةٍ مُشْتَرِكَةٍ تَحْرِيْمَةً وَاَدَاءً وَاَجَابَ الشَّافِعِيُّ فَقَالَ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ عَنْ عُمَرَ وَلَيْسَ اَنَّهَا فِي صَلٰوةٍ وَاحِدَةٍ وَلٰكِنِ اسْتَحَبَّ ذٰلِكَ قَطْعًا لِمَادَّةِ الْفِتْنَةِ

۱۷) اَبُوْبَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ سَمِعْتُ عُمَرَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَكَبَّرَ فَقَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ۔

۱۸) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ سَبْعِيْنَ صَلٰوةً فَلَمْ يَجْهَرْ فِيْهَا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

۱۹) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ قَالَ عُمَرُ رض لَا تُجْزِيْ صَلٰوةٌ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَاٰيَتَيْنِ۔

۲۰) اَخْرَجَ مُحَمَّدٌ فِي مُؤَطَّاهُ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ قَيْسٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ (حجرا)

۲۱) اَلْبَيْهَقِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكٍ اَنَّهُ سَاَلَ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ اقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ وَاِنْ كُنْتَ اَنْتَ قَالَ وَاِنْ كُنْتُ اَنَا قَالَ وَاِنْ جَهَرْتَ قَالَ وَاِنْ جَهَرْتُ۔

قول مین کہ مرد کی نماز عورت کے محاذات سے فاسد ہوجاتی ہے جبکہ وہ نماز تحریمہ اور ادا مین مشترک ہو اور جواب دیا ہے امام شافعی نے کہ یہ قول حضرت عمر کا مشہور نہین ہے اور اسمین یہ ذکر نہین کہ وہ ایک نماز مین تھی مگر اسکو بہتر سمجھا حضرت عمر نے مادہ فساد کے قطع کرنے کے لیے۔

ابو بکر اسود سے کہ سنا مین نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے شروع کی نماز اور تکبیر کہی پھر کہا۔ سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالے جدک ولا الہ غیرک۔ پھر اعوذ باللہ پڑھا۔

ابو بکر اسود سے کہ مین نے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ستر نمازین پڑھین اور انھون نے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین پڑھی۔

ابو بکر عبایہ بن ربعی سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہین کافی ہے وہ نماز جسمین نہ پڑھی جاے سورۂ فاتحہ اور دو آیتین۔

امام محمد اپنے موطا مین داؤد بن قیس سے کہ ہمکو خبر دی محمد بن عجلان نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص قرأت خلف امام کرتا ہے اُسکے منھ مین پتھر ہوتے

بیہقی یزید بن شریک سے کہ انھون نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہ سے قرأت خلف امام کو تو فرمایا انھون نے کہ پڑھو سورۂ فاتحہ کہا انھون نے اگرچہ آپ (امام) ہون فرمایا ہان اگرچہ مین (امام) ہون کہا انھون نے اگرچہ آپ بلند آواز سے پڑھین فرمایا ہان اگرچہ مین بلند آواز سے پڑھون۔

عہ یہ دعا حنفیہ کے ہان معمول ہے ۱۲

عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے بسم اللہ کا آہستہ آواز سے پڑھنا انکے نزدیک مستحب ہے امام شافعی کا اسمین اختلاف ہے ۱۲

عہ یہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا ہے مقتدی کا نہین جیسا کہ آگے کی حدیث ملانے سے ظاہر ہے ورنہ دو آیتون کا بھی مقتدی پر فرض ہونا کسی کا مذہب نہین ۱۲

قُلْتُ رَوَىٰ اَهْلُ الْكُوْفَةِ عَنْ اَصْحَابِ عُمَرَ الْكُوْفِيِّيْنَ اَنَّ الْمَامُوْمَ لَا يَقْرَأُ شَيْئًا وَالْجَمْعُ اَنَّ الْقَبِيْحَ فِي الْاَصْلِ اَنْ يُنَازِعَ الْاِمَامُ فِي الْقُرْاٰنِ وَقِرَاءَةُ الْمَامُوْمِ قَدْ يُفْضِيْ اِلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ اشْتِغَالُ الْمَامُوْمِ بِمُنَاجَاةِ رَبِّهٖ مَطْلُوْبٌ فَتَعَارَضَتْ مَصْلِحَةٌ وَّمَفْسَدَةٌ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْمَصْلِحَةِ بِحَيْثُ لَا تُخِلُّ شَيْئًا مُفْسَدَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ خَافَ الْمَفْسَدَةَ تَرَكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(۲۱) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَهُوَ يَقْرَأُ اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ

(۲۲) اَلْبَغَوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ اَنَّ عُمَرَ رَوَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ وَالْقَوْمَةِ مِنْهُ ـ

(۲۳) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ رض فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ـ

قُلْتُ تَكَلَّمَ الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَفِيَّةُ فِيْ تَرْجِيْحِ الرِّوَايَاتِ كُلٌّ عَلٰى حَسَبِ مَذْهَبِهٖ وَالْاَرْجَحُ عِنْدِيْ اَنَّ عُمَرَ رَاَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ

مین[ع] نے کہا کہ کوفہ والون نے حضرت عمر کے کوفہ والے ملاقاتیون سے یہ روایت کی ہو کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے - اور دونون روایتون مین تطبیق اس طرح ہو کہ اصل مین بُری یہ بات ہو کہ امام سے قرآن مین نزاع کی جاے اور مقتدی کی قرأت کبھی اس حد تک پہنچا دیتی ہو مگر مقتدی کا بھی اپنے پروردگار کی مناجات مین مشغول ہونا مقصود ہو پس پیش آئی ایک عمدگی اور ایک خرابی تو جو شخص عمدگی کو کر سکے بے اسکے کہ اسمین خرابی آئے تو وہ قرأت کرے اور جو شخص ڈرتا ہو برائی کے آجانے سے وہ نکرے - واللہ اعلم

ابوبکر بن عبداللہ بن شداد سے کہ مین نے سنا عمر رضہ کا رونا[ع] فجر کی نماز مین اور وہ پڑھ رہے تھے یہ آیت انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ -

بغوی اور بیہقی کہ حضرت عمر نے روایت کی ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونون ہاتھ کا اٹھانا (رکوع مین دجاتے وقت) اور رکوع سے اُٹھنے مین -

ابوبکر اسود سے کہ مینے نماز پڑھی عمر کے ساتھ اور نہین اُٹھائے انھون نے اپنے دونون ہاتھ نماز کے کسی جز مین سوا اسوقت کے جب نماز شروع کی تھی -

مین نے کہا کہ بحث کی ہو شافعیہ اور حنفیہ نے روایات کی ترجیح مین ہر ایک نے اپنے مذہب کے موافق اور قوی میرے نزدیک یہ ہو کہ عمر رضہ نے رکوع اور قومہ کے وقت

ع یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہو فی الواقع بہت محقق اور منصفانہ فیصلہ کیا ہو محققین حنفیہ اسی کے قائل ہیں کہ مقتدی پر قرأت فرض نہین لیکن اگر قرآن مین امام سے نزع نہونے پائے اور قرأت کرے تو مستحب ہو جیسا کہ ہم اوپر مدلل لکھ چکے ہین - قرآن مین نزاع کا ایک مطلب یہ ہو کہ مقتدی امام کی قرأت نہ سنے بلکہ اسکے پڑھنے کی حالت مین خود بھی پڑھتا جاے دوسرا مطلب یہ کہ ایسی آواز سے مقتدی قرأت کرے کہ امام کی قرأت مین خلل انداز ہو یہاں دونون مطلب مراد ہین دونون کی ممانعت کتاب وسنت مین وارد ہوئی ہو ۱۲

ع معلوم ہوا کہ نماز مین رونے سے نماز فاسد نہین ہوتی مگر یہ کہ رونا کسی دنیاوی سبب سے ہو یہی حنفیہ کا مذہب ہو ۱۲

عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالْقَوْمَةِ مِنْهُ مُسْتَحِبًّا فَكَانَ يَفْعَلُ تَارَةً وَيَتْرُكُ أُخْرٰى -

(۲۵) أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَجْعَلُ كَفَّيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ قُلْتُ احْتَجَّ بِهٖ إِبْرَاهِيْمُ وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ مِنْ بَعْدِهٖ عَلٰى تَرْكِ التَّطْبِيْقِ -

(۲۶) أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ رُبَّمَا قَنَتَ عُمَرُ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ -

(۲۷) أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قُلْتُ لِأَبِيْ يَا أَبَتِ صَلَّيْتَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَرَأَيْتَ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْنُتُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ مُحْدَثَةٌ -

(۲۸) أَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ النَّاسَ سَلَكُوْا وَادِيًا وَشِعْبًا وَسَلَكَ عُمَرُ وَادِيًا وَشِعْبًا سَلَكْتُ وَادِيَ عُمَرَ وَشِعْبَهٗ وَلَوْ قَنَتَ عُمَرُ قَنَتَ عَبْدُ اللّٰهِ -

ہاتھونکا اُٹھانا مستحب سمجھا ہی اسلیئے کبھی کرتے تھے کبھی نہ کرتے تھے -

امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے کہ عمر اپنی دونون ہتھیلیان گھٹنون پر رکھتے تھے میں کہتا کہ حجت لی ہی ابراہیم نے اور ابو حنیفہ نے انکے بعد ترک تطبیق پر -

ابو بکر زید بن وہب سے کہ اکثر قنوت پڑہی ہی عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز مین -

ابو بکر ابو مالک اشجعی سے کہ مینے اپنے باپ سے کہا کہ ای میرے باپ تم نے نماز پڑہی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے کیا دیکھا ہی کہ کسی نے انمین سے کسی کو قنوت پڑھتے تو کہا انھون نے کہ ای میرے بیٹے نئی بات ہی -

ابو شعبی سے کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے اگر چلین سب لوگ ایک جنگل یا درے مین اور چلین صرف عمر دوسرے جنگل یا درے مین تو چلونگا مین عمر کے جنگل اور درے مین اگر قنوت پڑھی ہوتی عمر نے تو قنوت پڑھتا عبد اللہ -

عہ یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہی گویہ فیصلہ انکا نہایت منصفانہ ہی مگر میرے فہم ناقص مین دوسری روایت کو ترجیح معلوم ہوتی ہی اسلیئے کہ پہلی روایت مین صرف انکار راوی ہونا نبی صلعم سے مذکور ہی اور دوسری روایت مین انکا فعل منقول ہی اور ناقل بھی وہ شخص (اسود) ہی جسکا بیان اوپر گذر چکا کہ اسنے ستر نمازین آپکے ساتھ پڑھی تھین اگر وہ کبھی رفع یدین کرتے ہوتے تو کبھی تو وہ شخص دیکھتا باقی رہا انکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا اسکا جواب یہ ہی کہ اصول حدیث مین ثابت ہو چکا ہی کہ جب صحابی کا عمل اسکی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو اور وہ حدیث محتمل التاویل نہو تو حنفیہ کے نزدیک منسوخ سمجھی جاتی ہی خصوصاً حضرت فاروق سے ایسا واقع ہونا قطعاً مستلزم نسخ ہو اسلیئے کہ انکا ورع و تقوی اور اتباع سنت پر دلدادہ ہونا مسلمات سے ہی ۱۲ عہ حنفیہ کے نزدیک سوا وتر کے اور کسی نماز مین قنوت نہین ہی مگر جب کوئی مصیبت یا سخت صدمہ پیش آئے تو اسکے دفعیہ کیلئے دعا بطور قنوت کے پڑھنا درست ہی زید ابن وہب کا یہ کہنا کہ اکثر پڑھا ہی مراد اس سے اکثر اوقات مہمات تھے ہین جیسا کہ منقول ہی - فارس کی لڑائی کے وقت حضرت فاروق کا قنوت پڑھنا لہذا یہ حدیث کسی طرح حنفیہ کو مضر نہین ۱۲ عہ یہ حدیث اور اسکے بعد کی حدیث دلیل قوی ہی اس امر کی حضرت فاروق بلکہ حضرت صدیق سے قنوت پڑھتے تھے جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی ابو مالک اشجعی کا اپنے باپ سے یہ نقل کرنا کہ قنوت نئی بات ہی اور اسیطرح عبد اللہ بن مسعود کا حضرت فاروق کے قنوت پڑھنے سے انکار کرنا بغرض رد کرنے ان لوگونکے اقوال کے ہی جو ہمیشہ بلا مصیبت و مصیبت مین قنوت کے قائل مین نہ مصیبت کیوقت تو حضرت فاروق بلکہ نبی صلعم سے بھی منقول ہی حنفیہ کے نزدیک بھی مستحب ہی ۱۲

(۲۹) مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ إِلَّا بِتَشَهُّدٍ۔

امام محمد بن حسن حمید بن عبد الرحمٰن سے کہا انھون نے کہ سنا مین نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے کہ نہین جائز ہے نماز بے تشہد (التحیات) کے۔

(۳۰) اَلتِّرْمِذِيُّ وَالْبَغَوِيُّ قَالَ عُمَرُ الدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ۔

ترمذی اور بغوی نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دعا[عہ] اٹکی ہوئی رہتی ہی آسمان وزمین کے بیچ مین یہان تک درود پڑھے تو اپنے نبی پر۔

(۳۱) اَلشَّافِعِيُّ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ صَلٰوتَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ۔

امام شافعی حضرت عمر سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے لوگونکو لکھ بھیجا تھا کہ دو نمازونکا ایک ساتھ پڑھنا کبائر[عہ] سے ہی۔

(۳۲) اَلشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِي الْعِيْدِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

امام شافعی عبد اللہ بن عمر وغیرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے عید کے دن خطبہ سے پہلے۔

(۳۳) مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً

امام مالک یزید بن رومان سے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین تئیس رکعت (تراویح[عہ] مع وتر) پڑھا کرتے تھے

(۳۴) أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْتَرَ بِثَلٰثِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ۔

ابو بکر مکحول سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے تین رکعتون سے کہ نہ فصل کرتے تھے ان تینون مین سلام[عہ] سے۔

(۳۵) أَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ زَعَمُوْا أَنَّ عُمَرَ كَانَ يُوْتِرُ فِي الْأَرْضِ۔

ابو بکر قاسم سے کہ لوگون نے کہا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے زمین[عہ] مین۔

عہ دعا کا اطلاق نماز پر بھی آیا ہو اس لیے یہ حدیث نماز مین درود کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہو اور حدیث سابق تشہد کے واجب ہونے پر ۱۲ عہ یہ حدیث حنفیہ کے موید ہی انکے نزدیک دو نمازونین جمع کرنا جائز نہین سوا مزدلفہ اور عرفہ کی وہ بھی اس سبب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق قطعی منقول ہی ۱۲

عہ معلوم ہوا کہ تراویح کی بیس رکعت ہین بس جو لوگ اس کو خلاف سنت سمجھکر آٹھ رکعتین پڑھتے ہین نہایت غلطی پر ہین شاید وہ اپنے آپ کو حضرت فاروق سے بھی زیادہ عالم سنت یا اتباع پر حریص سمجھتے ہین معاذ اللہ منہ ۱۲

عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہو کہ وتر تین رکعت ایک سلام سے ہی امام شافعی وغیرہ اسمین مخالف ہین ۱۲ عہ ائمہ کا اختلاف ہو کہ وتر کا مثل نوافل کے سواری پر پڑھنا جائز ہی یا مثل فرائض کے سواری سے اتر کر زمین پر پڑھنا چاہیے حنفیہ امر اخیر کے قائل ہین یہ حدیث انکی تایید کرتی ہی

(۳۶) اَبُوْبَکْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

ابو بکر اسود سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھی وتر مین رکوع[۱] سے پہلے

(۳۷) مَالِکٌ وَالشَّافِعِیُّ اَنَّھُمْ کَانُوْا فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یُصَلُّوْنَ حَتّٰی یَخْرُجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُوْنَ جَلَسُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ حَتّٰی اِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ وَقَامَ عُمَرُ سَکَتُوْا فَلَمْ یَتَکَلَّمْ اَحَدٌ۔

امام مالک اور شافعی یہ کہ لوگ عمر بن خطاب کے زمانے مین جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے یہان تک کہ نکلتے عمر اور بیٹھتے منبر پر اور اذان دیتے موذن اور لوگ باتین کرتے ہوتے تھے یہانتک کہ جب چپ ہو جاتے موذن اور کھڑے ہو جاتے عمر چپ ہو جاتے لوگ پھر کوئی بات نہ کرتا تھا[۲]

(۳۸) اَبُوْبَکْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ عُمَرُ یُکَفَّنُ الرَّجُلُ فِیْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

ابو بکر راشد بن سعد سے فرمایا حضرت عمر نے کفن کیا جاے مرد تین کپڑون مین حد سے آگے نہ بڑھو اللہ نہین پسند فرماتا حد سے آگے بڑھنے والون کو

(۳۹) اَبُوْبَکْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ تُکَفَّنُ الْمَرْاَةُ فِیْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ اَلدِّرْعُ وَالْخِمَارُ وَالرِّدَاءُ وَالْاِزَارُ وَالْخِرْقَةُ۔

ابو بکر راشد بن سعد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھون سے فرمایا کفن کی جاے عورت پانچ کپڑون مین کفنی اور دوپٹہ اور چادر اور تہ بند اور سینہ بند۔

(۴۰) اَلْبَیْھَقِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ کُلُّ ذٰلِکَ قَدْ کَانَ اَرْبَعًا وَّخَمْسًا فَاجْتَمَعْنَا عَلٰی اَرْبَعٍ۔

بیہقی سعید بن مسیب سے وہ حضرت عمر سے کہ انھون نے فرمایا بیشک جنازہ کی نماز مین یہ سب کچھ ہوا چار تکبیر اور پانچ مگر پھر ہمنے اتفاق کر لیا چار تکبیر پر۔

[۱] حنفیہ کا یہی مذہب ہی ۱۲

[۲] یہی مذہب حنفیہ کا ہی کہ امام جب خطبہ شروع کر دے تو پھر نماز نہ پڑھنا چاہیے ۱۲

[۳] مقصود یہ ہی کہ تین کپڑون سے زیادہ کفن نہ دو عمامہ کی کراہت اس سے نکلتی ہی جیسا کہ متقدمین حنفیہ کا مذہب ہی اور وہی محقق ہی ۱۲

علم الفقہ جلد دوم تمام شد

فہرست مضامین جلد دوم علم الفقہ

اس بیان پر علم الفقہ کی دوسری جلد ختم ہوگئی بعد اس کے مختصر دو رسالے اور اسکے
ساتھ ملحق کئے گئے ہین ایک مین چالیس حدیثین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین جنمین
نماز کے فضائل و مسائل کا بیان ہی دوسرے مین چالیس آثار حضرت امیر المومنین
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہین ان مین بھی نماز کا بیان ہی۔

یہ دونون رسالے قابل اس کے ہین کہ زبانی یاد کر لیے جائین اور ہر روز الکا
ورد رکھا جائے برکت اور فائدے کی چیز ہی اس کے علاوہ علم الفقہ کے
معرکۃ الآرا اکثر مسائل ان رسالون سے مدلل ہوگئے ہین مثل قرأت خلف الامام
کے مسائل کے۔

بہ توفیق حق جل شانہٗ

علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہوگئی

وللہ الحمد علی اتمام نعمتہ

رت آیات بینات کامل

شائقین کو اطلاع دیجاتی ہی کہ اسوقت اس بےنظیر کتاب کی تینون جلدین ہمارے پاس موجود ہین جلد
طلب کریجیے - کاغذ لکھائی چھپائی ان تینون جلدونکی نہایت اعلی ہی دیکھنے سے طبیعت خوش
ہوتی ہی اور بےاختیار پڑھنے کو دل چاہتا ہی مضامین کی عمدگی وخوبی کی نسبت کچھ کہنا فضول ہی کیونکہ اس کتاب کی شہرت
ایسی نہین ہی کہ کچھ کہنے کی ضرورت ہو پہلی دونون جلدون مین صحابہ کرام کے فضایل عقلی و نقلی شواہد اور مسلمہ فریقین دلایل
سے نہایت دلچسپ عبارت مین بیان کیے ہین اور شیعونکی صحیح و معتبر روایتین تقریباً دو سو نقل کی ہین - جلد اول کے
آخر مین نکاح ام کلثوم کی بحث بہت ہی نفیس ہے جلد سوم مین طعن فدک کے قلع وقمع کے علاوہ شروع مین چند مقالات لکھے
ہین جو ایسے عمدہ اور کارآمد مضامین بیان کیے ہین اور شیعونکی کتابون سے ایسا عمدہ سامان فراہم کیا ہی کہ
اسکی خوبی دیکھنے سے متعلق ہی قیمت جلد اول و دوم بجای عہ کے عا قیمت جلد سوم بجاے عا کے عہ

مطرقة الکرامه

ردشیعہ مین نہایت بےنظیر کتاب ہے اسکے دیکھنے کے بعد مذہب شیعہ کی پوری حقیقت
معلوم ہوجاتی ہی اور اہل سنت کے خالص عقائد کا ضروری علم اچھی طرح حاصل ہوجاتا
استدلال کی متانت اور عبارت کی صفائی اور شیعون کی عجیب وغریب روایتون کا لطف دیکھنے پر
منحصر ہے اب تھوڑے سے نسخے اس کتاب کے باقی رہ گئے ہین قیمت ۸ر

ایک علمی و مذہبی مقدس صحیفہ ہے جو تین سال سے

مہینے مین چار بار عمدۃ المطابع لکھنؤ سے شایع ہوتا ہے

اس مذہبی صحیفہ کی اشاعت محض دین اسلام اور شریعت حقہ محمدیہ کی حمایت کیلیے ہوئی ہی اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی مقصود
کہ مسلمانونکے عقاید و خیالات عادات و خصائل عبادات و معاملات کی اصلاح کیجاے اور ہر امر مین اتباع شریعت کی ان
ترغیب دیجاے اور مخالفت شریعت سے انکو بچایا جاے - اسلام پر جو اسوقت ہر طرف سے مخالفانہ حملے ہورہے ہین انکا د
کرنا اسلام کی حقیت تمام پر ظاہر کرنا مذاہب پر بزرگان سلف ائمہ دین کے حالات کا بیان کرنا انکی پاکیزہ روش سے
مسلمانونکو سبق دینا - علوم و فنون اسلامیہ کی ترویج کرنا اس مذہبی صحیفہ کا مقصد اعلے ہے - نجم
کہ مجمد حنیفہ مسلمانون کا یہ خالص مذہبی اور علمی اخبار جو اپنی نوعیت مین ایک ہی ہے ابتک بسبب
اشاعت و کثرت مصارف کے اپنے مقاصد مین جیسا چاہیے کامیاب نہین ہوتا -
برادران اہل اسلام خالصاً لوجہ اللہ توجہ کرتے اور اسکو خود بھی خریدتے اور اپنے دوسرے بھائیونکو بھی ترغیب دیتے تو آج
مذہبی صحیفہ ترقی کی معراج پر ہوتا اور دین کی جو جو اعلے ترین خدمات اس سے ظاہر ہوتین کسی طرح احاطہ تحریر
سکتین آپ بھی باوجود اس بےسروسامانی کے اس مدت مین جو کچھ اسنے کیا ہی نمونہ کیلیے کافی ہی - اخبار کا حجم بالفعل
چوبیس صفحہ علاوہ اخباری صفحات کے کسی نہ کسی نادر دینی کتاب کا ترجمہ بھی ہر اخبار کے ساتھ رہتا ہی - چنانچہ با
آٹھ صفحہ ترجمہ اسد الغابہ کے شایع ہوتے ہین - سالانہ قیمت مع محصولڈاک صرف چار روپیہ